

فہرست کتب

۲

اطلاوع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیے گئے ہیں
موجودہ ہر کسی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے، اگرچہ محاسبہ مطبعہ
سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں۔ قیمتیں بھی ازانہ ہر اس
کتاب کے ٹیکل بیج کے تین صفحہ جو سادے ہیں انہیں بعض کتب نقد و کتاب اور وغیرہ
کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجود
سے قدر دانوں کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۲۴	تحریر تحقیقت۔ اصلاح نفس میں۔	۶۹	کتب اخلاق و تصوف اردو
۳۰	آب حیات۔ اخلاق و موعظت	۶۹	جامع الاخلاق۔ ترجمہ اخلاق جلالی
۳۰	میں مصنفہ ششی کا متاثر شدہ صاحب	۶۹	تہذیب الشوس۔ ازید محمد الدین
۳۰	پیرا میں اوسنی۔ اردو ترجمہ شہنوی	۲۰	پارٹش۔ مولفہ مولوی محمد کریم بخش
۳۰	مولانا روم کا نظم شجرہ شمع ابو جاشید	۲۰	ذخیرہ سعادت۔ ترجمہ جہانگیر بک
۳۰	پیرا میں حاصل مطلب مع فوائد	۲۰	کی پیک و فصل اول و آخر کا
۳۰	تصوف کامل دو جلدوں میں۔ چھپ	۲۰	ترجمہ تہذیب اخلاق میں مولفہ
۳۰	تفصیل ذیل۔	۲۰	لالہ لاجپت صاحب۔
۳۰	آجہ اول (ترجمہ دفتر ۱۰۳۰)۔	۲۰	گیاں دیپک۔ مولفہ ششی گھاسی رام
۳۰	آجہ دوم (ترجمہ دفتر ۱۰۵۰)۔	۲۰	رہنوی حسین عمدہ عمدہ بھجن وغیرہ
۳۰	اخلاق رضی مصنفہ قاضی محمد رضی	۲۰	شہید ہیں۔
۳۰	شجرہ معرفت ششی۔ نتیجہ شہنوی	۲۰	اوقات عزیز می ازید غلام حیدر خان
۳۰	مولانا روم مترجمہ سید غلام حیدر صاحب	۲۰	بستان تہذیب۔ جامع اخلاق
۳۰	شان رحمت مشعلی۔ عہدہ	۲۰	و آداب مرتبہ نواب جلی محمد عمر علی خان
۳۰	و لحب مضمون ہے۔	۲۰	بہادر فیروز جنگ طلبہ نظامی۔

فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	کتاب کا دیباچہ	۱۰۰	نواں باب - اس کے بیان میں ہر جو صوفی کو ملایا اور صوفی ہی نہیں۔
۱۱	پہلا باب - علوم صوفیہ کی پیدائش کے بیان میں۔	۱۰۹	دسواں باب - رتبہ شیخی کے بیان میں۔
۲۷	دوسرا باب - غرب مسند کے ساتھ صوفیہ کے نقش کرنے میں ہو۔	۱۱۹	گیارہواں باب - خادموں اور اس کے مشتبہ کے حال کے بیان میں ہو۔
۳۸	تیسرا باب - علوم صوفیہ کی فضیلت میں اور اس کے فوائد کی طرف اشارہ کرنے میں ہو۔	۱۲۳	بارہواں باب - غشیٰ صوفیہ کے خرقہ کے بیان میں ہو۔
۶۷	چوتھا باب - صوفیہ کے حال اور ان کے طریق کے اختلاف میں ہو۔	۱۳۵	تیرہواں باب - خانقاہ کے رہنے والوں کی فضیلت میں ہو۔
۷۱	پانچواں باب - تصوف کی حقیقت کے بیان میں ہو۔	۱۴۰	چودھواں باب - اہل صفہ کے ساتھ اہل خانقاہ کی مشابہت کے بیان میں ہو۔
۷۹	چھٹا باب - صوفیہ کے وجہ تمیز کے بیان میں ہو۔	۱۴۵	پندرہواں باب - اہل خانقاہ اور صوفیہ کے بیان میں ہو۔
۸۷	ساتواں باب - تصوف اور تشبہ کے بیان میں ہو۔		جس کا نام دو برتاؤ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ مخصوص ہیں۔
۹۴	آٹھواں باب - بلاستی کے ذکر اور اس کے حال کے بیان میں ہو۔	۱۵۵	سولہواں باب - بیخود و مقام میں شروع صوفیہ کے اختلاف احوال کے بیان میں ہو۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۹	سترھواں باب۔ ان پیروں کے بیان	۲۵۱	کے قول میں ہو۔
	میں جو جسکی احتیاج صوفی کو اپنے فر	۲۲۳	چھبیسواں باب۔ سماع ادب اور
	میں فراغ اور فضائل سے ہو۔		توجہ کے قول میں ہو۔
۱۷۹	اٹھارھواں باب۔ سفر سے آنے اور	۲۷۴	چھبیسواں باب۔ اس العین یعنی چاہ
	خاندان میں داخل ہونے اور اس میں		کی خاصیت میں ہو جو صوفیہ کھینچے ہیں
	اب کے ساتھ رہنے میں ہو۔	۲۸۳	سناٹیسواں باب۔ فتوح العین کے
۱۸۰	انیسواں باب۔ حال صوفی قسب		بیان میں ہو۔
	کے بیان میں ہو۔	۲۹۴	اٹھارھواں باب۔ العین میں داخل
۱۹۸	بیسواں باب۔ فقیح سے کھانے والے		ہونے کی کیفیت کے بیان میں ہو۔
	کے ذکر میں ہو۔	۳۰۵	تیسواں باب۔ صوفیہ کے اخلاق اور
۲۱۱	اکیسواں باب۔ صوفیہ مجرور و قلیلہ دار		خلق کے بیان میں ہو۔
	کے حال اور انکی صحت مقاصد کے	۳۱۹	تیسواں باب۔ اخلاق صوفیہ کی
	بیان میں ہو۔		تفصیلات کے بیان میں ہو۔
۲۶۷	یائیسواں باب۔ سماع کے قبول اور	۳۶۹	تیسواں باب۔ تصوف کے آداب
	اختیار کے قول میں ہو۔		اور اس کے مکان کے ذکر میں ہو۔
۲۸۷	تیسواں باب۔ سماع کے رد اور	۳۷۵	تیسواں باب۔ حضرت الکیہ کے
	انکار کے قول میں ہو۔		آداب میں اہل قرب کے واسطے ہو۔
۲۵۳	چوبیسواں باب۔ سماع ترفع اور استغفار		

فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصہ کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۴	تہتیسواں باب طہارت اور اس کے مقدمات کے آداب	۳۸۴	اکیسواں باب روزہ اور اس کے احسن اثر کی فضیلت کے بیان میں ہے۔
۳۹۰	چونتیسواں باب وضو اور اس کے اسرار کے آداب کے بیان میں ہے۔	۳۸۷	چالیسواں باب صوم اور افطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان میں ہے۔
۳۹۵	پنہتیسواں باب وضو کے اندر آداب شخاصہ اور صوفیہ کے بیان میں ہے۔	۳۸۷	اکیسواں باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان میں ہے۔
۴۰۰	چھتیسواں باب فضیلت نماز اور اس کی بزرگی نشان کے بیان میں ہے۔	۳۵۲	بیالیسواں باب طعام اور ان چیزوں کے بیان میں ہے جو صلیح و فساد میں ہیں۔
۴۰۸	سینتیسواں باب اہل قرب کی نماز کے وصف کے بیان میں	۳۵۹	تینتیسواں باب کھانے کے آداب کے بیان میں ہے۔
۴۲۴	ارتریسواں باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان میں ہے۔	۳۶۷	چوالیسواں باب صوفیہ کے آداب لباس اور ان کے نیات اور اس میں ان کے مقاصد کے بیان میں ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۷۸	پیتا لیسوان باب قیام لیل کی فضیلت کے ذکر میں ہے۔	۵۴۹	باونوان باب شیخ کے آداب اور اُس چیز کے بیان میں جس کا وہ برتاؤ یارون و شاگردوں کے ساتھ کرے۔
۴۸۳	چھالیسوان باب اُن اسباب کے ذکر میں ہے جو قیام شب اور آداب کے خواب کے مدگار ہیں	۵۵۹	باب ترنپوان صحبت کی حقیقت اور اُس کے بیان میں جو کچھ خیر و شر سے اُس میں ہے۔
۴۹۰	سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان میں ہے۔	۵۷۱	باب چونوان صحبت اور اخوت فی الدن کے حقوق ادا کرنے کے بیان میں ہے۔
۴۹۸	اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم میں ہے۔	۵۷۹	باب پچپنوان صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان میں ہے۔
۵۰۳	انچاسوان باب دن کے استقبال اور اُس میں ادب اور عمل کے بیان میں ہے۔	۵۸۵	ترجمہ فی الشعر۔
۵۱۵	پچاسوان باب عمل کے ذکر میں ہے جو تمام دن میں ہوں اور تقسیم اوقات میں ہے۔	۵۸۸	باب چھپنوان معرفت نفس اور اُس سے جو کماشقات صوفیہ ہوئے ہیں اُن کے بیان میں ہے۔
۵۳۱	اکھاونوان باب شیخ کے ساتھ ادب مرید کے بیان میں ہے۔	۶۱۳	باب ستاونوان خطرون کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	شناختِ لورائی کی تفصیل اور ۶۶۷	۶۶۷	قول اُن کا رہا میں۔
	تمیز کے بیان میں ہے۔	۶۶۸	قول اُن کا تو گل میں۔
۶۶۶	باب اٹھاونواں حال اور مقام	۶۶۹	قول اُن کا رضا میں۔
	اور اُن دونوں کے فرق کے نام ۶۷۰	۶۷۰	اسٹھواں باب احوال اور
	بیان میں ہے۔		شرح احوال کے بیان میں ہے
۶۶۷	باب اٹھواں مقامات کی	۶۷۱	بعض احوال سنیہ سے محبت
	طرف بطور اختصار و ایجاز		میں شوق ہے۔
	کے اشارات کے بیان میں ۶۷۲	۶۷۲	اور بعض احوال سے اتصال ہے
۶۷۰	ساتھواں باب اشارات	۶۷۳	اور اُن احوال سے قبض اور
	مشائخ کے بیان میں جو کہ		بسط ہیں۔
	ترتیب دار مقامات میں ہے	۷۰۰	اور بعض احوال سے فنا اور
	حضرات صوفیہ کا قول تو یہ ہیں		بھا ہے۔
۶۷۲	قول اُن کا ورع میں۔	۷۰۱	ساتھواں باب اُن کلمات کی
۶۷۳	قول اُن کا زہد میں۔		شرح میں ہے جو اصطلاح صوفیہ
۶۷۶	قول اُن کا صبر میں۔		سے بعض احوال کے شیر ہیں۔
۶۷۱	قول اُن کا فقر میں۔	۷۰۸	اور بعض اُن کا قول تجلی اور
۶۷۴	قول اُن کا شکر میں۔		استمرار ہے۔
۶۷۵	قول اُن کا خوف میں۔	۷۰۹	اور بعض اُن میں سے تجرید اور

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل في كتابه
الغياض والنبات والحيوان والجمادات
التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة

التي هي آياته العظمى والجليلة



بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ ملاحظہ کتاب عوارث المعارف کا تصنیف میں تصنیف عارف بائند تھاے
شہاب الدین ابی حفص محمد بن عبد اللہ سہروردی کی البتہ تھاے
اسکی روح کو پاک اور اسکی قبر کو منور کرے اور ہم اس سے نفع بخشے آمین

ترجمہ مولف

تصنیف ابو حفص محمد بن عبد اللہ بن محمد بن محمود اور اسکا نام عبد اللہ
بکری لقب شہاب الدین محمد بن حسین بن قاسم بن نصر بن قاسم بن نصر بن
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقید شافعی مذہب شیخ
صالح پارسا عبادت اور ریاضت میں بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب
کی جستجو کرنے والے تھے اور عوفیہ سے ایک بار غزوہ عظیم ہوا ۱۰۵۴ء و غلبت میں انیس
ہجوم کرتا اور آخر عمر میں اسکا تپل اور لطیفہ تھا اور اسے اپنے حجازی دوستوں سے
محبت رکھی اور تصوف اس سے اندک کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

۱۰۵۴

ضلعی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ اور خلاف کا حاصل کیا اور علم ادب
 پر محاورہ برسوں مجلس دعا آراستہ کی اور بغداد میں شیخ الشیوخ تھا اور اس کی
 تصنیفات اچھی اچھی ہیں منجملہ ان کے کتاب عوارف المعارف ہر جوآن
 تصنیفات میں سب سے زیادہ مشہور ہے اور اس کے کلام صوفیہ میں بہت
 اشعار ہیں تہروردین رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل میں ۱۰۳۵ ہجری میں
 پیدا ہوا اور ۱۰۳۸ ہجری کے آغاز میں بغداد کے اندر وفات پائی اور صبیح
 وردیہ میں دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن کثیر میں ہے اور اسی میں محمود بن ہر
 عین منملہ کے زیر اور میم مضموم کی تشدید اور روا کے سکون اور یا سے تنہا غسانی
 کے زیر سے اور تہروردین کے پیش اور یا سے ہوز کے سکون اور را سے
 قرشب اور روا ہوز کے زیر اور دوسری را سے قرشب کے سکون سے اور اس کے
 آخر میں داں منملہ ہے اور وہ ایک شہر زنجان کے
 پاس عراق عجم سے ہے۔



التد

تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کیسے ہو پڑی اسکی شان ہر قوی اسکی قدرت ہو کما حسن
ظاہر اور اسکی محبت اور برہان روشن ہر جلال میں اپنے مستور اور کمال میں اپنے
بکثرت اہل اور بیدین عظمت کی رو سے ملے ہر نہ وہم و خیال اسکا مصور ہوتا ہو
اور نہ حد و مثال اسکا حصر کرتا ہو ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور اسی
قدرت کا رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہو اور اسی عظمت کا رکھنے والا اسکی پوری
صفت کا رستہ چلنا دشوار ہو تمام کائنات قائل ہو کہ وہ صانع نو بجا ہو اور ذات جو کہ
چہرہ کی ظاہر ہو کہ وہ انوکھا پیدا کرنے والا ہر عقل انسانی حیران و نقصان سے نشان درواز
آؤ فصیح زبانین بیان کی از اسکی میں وصف در ماندگی کو اپنے ذمے لازم کہے ہو میں
اسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پروں کو جلادیا اور عزت و جلال سے وہیم
رسنوں کو بند کر دیا اور انداز نظر بصیرت نے عظمت و زبر کی کے سبب سر جھکا لیا اور
نصائے جبروت میں فرمانیت سے مجال نہیں پائی تو بصر خاک کرا لٹی ہو کر آئی اور عقل نے
جو اسکی کنہ گہرا میں راہ نہ پائی تو دریا ندہ ہو کر واپس آئی تس خمرہ اور راک ہو وہ ذات
کہ اگر اسکی تعریف نہ ہوئی تو معرفت اسکی شکل تھی اور اسکی تجلید اور تکلیف عقول
متعذر اور متعسر ہوئی بعد از ان اپنے بندوں کے قلوب صفا کی کو لباس عرفان نہایا تو
نصائے اس کے اپنے بندوں کے انہیں مخصوص کیا سو انکے قلوب غیبات اس
سے مملو ہو گئے اور انکے دلوں کے آئینے نور قدس سے روشن ہو گئے ہو سٹے امداد قدسیہ
کے قبول کو مہیا اور ادار علیہ کے ورود کے لیے مستعد ہو گئے اور انہماں مطربا ز کار سے
نہ نشینی اختیار کی اور ظاہر و باطن پر برہنہ گاری اور تقویٰ سے گہبان مقرر کیے اور

ظلمتِ بشری میں چراغِ یقین روشن کیا اور دنیا کے قوائد اور لذات کو حقیر ٹھانوا
 ہوا کے شکار اور اُن کے لوازم سے انکار کیا اور غریبہ اور سب کی سوا یوں پرستے
 اور بساطِ ملکوت کو اپنی علوِ ہمت سے فرشِ نبایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردن کو
 بلند کیا اور لمعاتِ علوی کی طرف نگاہیں ڈالیں اور بلاءِ اعلیٰ سے اپنا فسانہ خواری
 اور ہم کلام اختیار کیا اور نورِ غریبہ قمیض سے زباز نگاہ اور مقامِ قرب کو اختیار کیا
 اجسام ہیں مگر آسمانی قلوب نہیں ہیں صوفیوں فرشتی مگر ارواحِ عرشی ہیں اُن کے نفوس
 خدمت کی خیر و نیر سیر کر رہی ہیں اور اُن کی ارواحِ نفسا سے قرب ہیں اُتر رہی ہیں بندگی میں
 اُن کے راستے مشہور اور پسر کے پھر رہے اُن کے اطرافِ زمین میں پیچھے ہوئے ہیں آوازِ تہمت
 اُن کے احوال سے کہتے ہیں کہ وہ گم ہو گئے حاکمِ آئینہ وہ گم نہیں ہوئے مگر اُن کے احوال بلند
 ہو گئے سوا انھوں نے نہ پایا اور مقامات اُن کے اونچے چڑھ گئے سوائے تین نہ پہنچ سکے
 ابدال کے ساتھ دنیا میں ہیں اپنے قلوب کے ساتھ مقامِ حدیث سے جدا نہیں
 آرواح کو عرض کے ارگرد طواف ہے اور اُن کے دلوں کو نیکی کے خزانوں سے حاجت دہنی
 ہے خدمت سے شب نامے تاویک میں چین کرتے ہیں اور طلب کی آتش سے
 دوپہر کی پیاس سے فرہ اُٹھاتے ہیں نمازوں کے ساتھ منجانبِ شہوات قبضلی
 ہیں اور بلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہے اُن کے چہروں کے
 بشرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشی ٹپکتی ہے اور اُن کے باطن میں اسرار پر
 نصارت عرفانِ غماز ہے ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں علماءِ حقانی نہیں سے خلق کی دعوت
 کرتے ہیں جن میں متابعت ہے انکو توبہ دعوت ملا ہے اور متیقین کے لیے وہ لوگ پیشوا
 بنائے گئے ہیں اس لیے ہمیشہ خلق میں اُن کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور انوار

اُنکے مشرق اور مغرب میں چمک رہے ہیں جس نے اُنکی اقتدار کی وہ سیدھی راہ بتا گیا
 اور جسے اُنکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے تجاوز ہوا تو تہذیبی کے لیے محدود پاس تو
 کہ اُنسے کیا کیا بند پکے یہاں کیا اپنی بارگاہ کی خواہش کے برکات سے جو اپنی دوا میں
 اور درود و رحمت اُنکے نبی اور رسول محمد پر اور اُنکے آل و صحابہ پر جو بڑے بزرگ تھے
 بعد ازیں اس قوم نے یہ جو بدعتیں کوٹا تھا اور اُنکی محبت جو مجھے اُنکے شرف
 احوال خان کشتی اور اُنکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہر گلی اور اُن دنوں کے
 سبب جو اسد گیم سے فضلی و اکرم ایشتر تھے ان سب باتوں نے مجھے برکتیغہ کیا کہ
 اس گدوہ سے اس مختصر کے ساتھ بڑائی دور کروں اور خدایاب تفاق اور تاداب
 میں تالیف کروں کہ وجہ صواب سے آشکار ہوں اُن تقاضا میں خیر انھوں نے
 اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت ہے اُنکے لیے شعر ان طالب ہیں ہوں چکا انھوں
 نے اعتقاد کیا اس واسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہو گئے ہیں احوال
 اُنکے طرح کے ہیں اور اُنکے لباس میں بہت پردہ دار چسپے ہوئے ہیں اور عمال
 اُنکے فاسد ہو گئے ہیں اور جو لوگ اُنکے بزرگوں کے اصول نہیں جانتے اُنکے دلوں
 میں بدگمانی پھیل گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم نہ کریں اُنکی وقعت کو اور معون کریں
 اس طرح سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہو اور اُنکا تخصّص محض اسم کی
 جانب مائل ہو اور اُنہیں جو میری نیت ہوئی وہ یہ ہو کہ قوم کا سوا د زیادہ اُنکے
 طریقے کی نسبت سے اور اُنکے طرف اشارہ سے ہو اور اگر اُن شیک حدیث میں وارد
 ہو اہر کہ جسے ایک قوم کی تعداد کو بڑھا یا وہ اُنہیں ہے اور اُنچے اُنہیں اس کے
 صحبت نیت کی امید ہو اور یہ کہ نیت نفس کے شاہدوں سے حاصل ہو اور جو چہ

اس میں مجھے اہل تعالیٰ نے نقیاب کی ہے وہ اہل تعالیٰ کی طرف سے عظیم ہے اور بہتر ہے
 اور عظیمیات سے بزرگتر حروف المعانی ہے اور یہ کتاب میں کچھ اور پر سیاہی و اباج پر تکرار
 اور اہل تعالیٰ بدکار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی نشان دہی و وسرہ اباج حسن اجتماع
 کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان میں ہے تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان
 میں اور اس کے نمونہ کی طرف اشارہ ہے چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور ان کے طریق
 میں جو خلائق ہیں یا خواجہ اباب تصوف کے ذکر میں ہے چھٹا باب وجہ تسمیہ کے
 بیان میں کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہیں ساتواں باب مضمون اور تشبیہ کے ذکر میں ہے
 آٹھواں باب خرقہ ملائی کے ذکر اور اس کے حال کی شرح میں ہے نوں باب
 ان لوگوں کے بیان میں جو منسوب بصوفیہ ہیں اور صوفی نہیں ہیں دسواں باب
 رتبہ شیخ کی شرح میں ہے گیارہواں باب خادم شرح احوال اور اس کے رتبہ
 کے بیان میں بارہواں باب مناسخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان میں تیرہواں
 باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت میں چودھواں باب اسکے بیان میں
 کہ اہل خانقاہ کو اہل فسق کے ساتھ مشابہت ہے پندرہواں باب اہل خانقاہ
 کی خصوصیات میں ہے جو ان کے باہمی مفادوں میں واقع ہو سولہواں باب
 سفر و مقام کے بیان میں جو خلائق کہ اہل مناسخ میں ہے سترہواں باب
 ان چیزوں کے بیان میں جو فرائض اور فرائض اور فضائل سے جملی طرف مسافر
 کو حاجت ہے اٹھارہواں باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر سے آئے و خانقاہ
 میں داخل ہو اور اسکے اب کیا ہیں انیسواں باب فی سبک احوال میں بیسواں باب
 اشخاص کے بیان میں جو فروع سے کھائے اکیسواں باب مونی جو درویشان کے

بیان میں بائیسواں باب سماع کے بابت جو قول کہ قبول الہدائیا کے لیے ہر تیسواں
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و رد کے لیے ہر چوبیسواں باب سماع کی بابت
جو تفسیر اور استغنا کی رو سے ہر تیسواں باب سماع کی بابت جو رد و ادب و اعتبار
کے ہر تیسواں باب ان طوں کی حاصیہ کے ساتھ صوفیہ نے کیا ہے ہر تیسواں
باب چلوں کے قریب کے بیان میں ہر تیسواں باب اسکے بیان میں کہ چلوں کے اندر
کس طرح داخل ہوا ہر تیسواں باب غلاق صوفیہ و شرح غلق میں ہر تیسواں باب
تفصیل غلاق کے ذکر میں ہر تیسواں باب ادب اسکے قریب میں تصوف ہر تیسواں
باب آداب حضرت میں جو اہل قرب کے واسطے ہر تیسواں باب ثمارت کے آداب
اور اسکے مفادات کے بیان میں چوبیسواں باب و فروع کے آداب اور اسکے ہر ایک
بیان میں ہر تیسواں باب آداب اہل خصوص و صوفیہ کے بیان میں چوبیسواں باب
نماز کی فضیلت اور اس کی بزرگی نشان میں تیسواں باب اہل قرب کے نماز کے وقت میں ہر
اٹھ تیسواں باب آداب صلوة اور اسکے ہر ایک کے بیان میں اکتالیسواں باب درہ
کی فضیلت اور اسکے حسن اثر کے بیان میں چالیسواں باب احوال صوفیہ کے جو درو
، اور نظار کے اندر ہر اکتالیسواں باب درہ کے آداب و ضروریات درہ کے ذکر
میں ہر پچاسواں باب حمام کے ذکر اور اس کی صلاح و سادہ بینیتا تیسواں باب
کمانے کے آداب میں چوبیسواں باب لباس و صوفیہ کی نیات اور اُن کے مقاصد کے
بیان میں جو لباس کے اندر میں بینیتا تیسواں باب قیام شب کی فضیلت کے ذکر
میں ہر چھیالیسواں باب ان اسباب کے بیان میں جو قیام شب کے مددگار
ہیں بینیتا تیسواں باب نیند سے جاگنے اور رات کے

گناہ جان اور عبارت پر محک پڑا اور اٹکا ہدیہ ارواح نے مٹا دیا اور اٹکا ہدیہ سے
کیا اور اٹکے حقائق دریا سے ابھارتے پانی نوش کیا ہے اور حال یہ ہے کہ بہت سے
علوم دقیق اٹکے ہو سیدہ ہو گئے بسطوح کہ حقائق انکی رسوم کے مٹ گئے اور جنسید
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنے برسوں سے تہ ہو کر ٹپٹ گئی اور
ہم اس کے حواشی میں کلام کر رہے ہیں یہ اسکا قول اس کے وقت میں پیدا ہوا حالانکہ علماء
سلف دور صلواتنا بعین کے قریب تھا بھر ہمارا کیا حال ہے کہ اس قدر زمانہ گزر گیا
اور علماء از اہلین اور حقائق علوم دین کے عارف کم ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے
امید ہے حسن قبول سے جود اور سعی قلیل البفعاۃ کو پسند کرے اور تمام حمد و ثناء
عند اسے پروردگار عالم کے لیے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم معونیہ کے ناشا اور مبداء کے بیان میں ہو

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باسناد وارد ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جیسے ساتھ ہندو نے مجھے پہچانا اُس شخص کی سی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میری قوم واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور قفقیز میں برہنہ ڈھانسنے والا ہوں مان چلو بھائی گوارہ ہو چو یہاں درانہ ٹھہرو تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا اور سر شام وہاں سے چل نکڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوئی اور پہنچے اور ایک گروہ نے انہیں سے تکذیب کی اور کہا کہ وہیں انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر آئے سر پہ چو بھا اور انکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے انہیں اکٹھا کر لیا۔ پس یہ مثل ان لوگوں کی ہے جنہوں نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز میں لایا اُسکی پیروی کی اور مثل اُنکی ہے جنہوں نے میرا کہنا مانا اور جو چیز میں لایا اُسکی پیروی کی اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اُس شے کے ہر ایت اور علم سے کہ ہندو نے اُنکے ساتھ مجھے پہچانا ایک بھاری شے کی سی مثل ہے جو زمین کو پہنچا تو ایک قطعہ

اُس زمین کا اچھا قابلِ عزت تھا بانی کو پی گیا اور اُس میں خوب گھاس پیدا ہوئی
 اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُس میں کا جھیل اور تالاب تھا اُس میں پانی رکھا اور جمع ہوا تو
 اللہ تعالیٰ نے خلق کو اُس سے نفع پہنچایا اور لوگوں نے خود بھی پانی پیاد اور روٹی
 کو بھی پلا یا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُس میں کا دوسرے قطعہ پہاں اُس میں شجر اور
 نہر سبزہ میں جمایا یہ غل اُس نے جو جو دین اُسی میں تقسیم ہوا اور اُس کو نفع اُس
 میں نے دیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحبِ علم ہوا اور دوسرے
 کو بھی علم سکھایا اور نتائج اُس شخص کے جو اس سے متنبہ اور سیدار ہوا اور نہ اللہ تعالیٰ
 کی ہدایت کو مانا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا شجر رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب
 صافی اور نفوسِ قدسی اُسکی پیرائی کو نہ لے جو رسولِ قبولِ علی علیہ وسلم لائے
 تب صفائی کا تقادد اور طہارت کا اختلاف قائم اور نفع میں ظاہر ہو پس مجھے
 قلوبِ نور میں اُسی قابلِ عزت کے شمال میں سمیٹ گھاس اور سبزہ پیدا ہوا اور
 اور یہ اُس کے نسل ہی میں تقسیم نفع اُٹھایا اور بیتِ بانی اور اُس کو نفع اُس کے علم نے
 دیا اور عزت رسولِ علی علیہ وسلم سے طریقِ مستقیم کی طرف اُسکی رخائی کی
 اور مجھے قلوب وہ ہیں جو اخلاص میں تالابوں کے شمال میں طاووس جمع اٹھا وہ
 کی حوا و وہ تالاب اور جھیل تھیں پانی جمع ہوا ہو جو نہایت شایع سے ظاہر ہو
 کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہو گئے اور وہ خرید و نتائج کے ساتھ شخص ہو گئے
 اور جھیل تالاب میں گئے حضرت سروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں صحابہ
 رسولِ علی علیہ وسلم کی صحبت میں رہا تو ان کے نفع میں جھیل تالابوں کے شمال
 پایا اور سنے کہ دل ان کے حافظ اور گہانے تھے اور علوم کے غزوات میں گئے اُس صفائی

کی بہ دولت جو انکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہما
 نے کہا کہ جب یہ بیت نازل ہوئی تو قیما اذن و بقیہ یعنی نینیں اُسکو یاد رکھنے کو آئے
 کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ میں نے
 اللہ سے چاہا ہے اے علی کہ اُسے تیرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے فرمایا کہ میں اُسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہیں تھی ابوکرہ سہمی رحمۃ اللہ
 نے کہا کہ ایسے کان جیون نے اللہ سے اُسکے سر اُٹنے اور اُسی نے کہا دُعا یہ اپنے
 اپنے معدن میں ہر کوئی شہر اُٹھیں ہوا اُسکے زمین پر جب کہ نہ شاد ہوتے کیسے یا پس خا
 اُسکے ماسوا سے ہر دین صحت طبعیتوں کا اضطراب ایک قسم کے حمل کے سوا اور پھر
 نہیں ہر پس صدیق کے قلوب حافظ ہیں اس لیے کہ دنیا کا طرفت انھوں نے رغبت
 کم کی بعد از انکہ تقویٰ کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو ہر غیر اور تقویٰ سے
 اُنکے نفوس پاک اور زہد سے اُنکے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد
 کی تحقیق سے نیست اور باور کر دیا تو اُنکے باطنوں کے مساوات کھل گئے اور گوش
 دل سے انھوں نے سنا اور اُسیر مدد کی دنیا کے زہد نے کی پس علماء و شیعہ و ائمہ قدس
 اور فقہاء اسلام نے علم سے کتاب اور سنت کا مطالعہ کیا اور درویشی و احکام کا استنباط
 کیا اور نئے سے معاملوں کو ناول نصوص کی جانب مراجع کیا اور اللہ تعالیٰ نے
 اُنکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علماء اربعہ نے فرائض کو دین و حرم
 تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریق لغت میں اور متن و نحو کے عجائب غرائب اور
 اصولی قصص اور فضائل و جود قرآن کے اور زمین بہت کتابیں بنا دیں تب
 اُنکے طریقے سے امت پر علوم قرآنی وسیع اور فرج ہو گئے اور ائمہ حدیث

سنہ احوال صحیح اور حسن بین بہتر کی اور اولیوں کے اسماء جلال کی معرفت کے
 سبب بکتا سے زمانہ ہو گئے اور جوح اور تعدیل کے ساتھ حکم لکھائے تاکہ صحیح تقسیم سے
 جان پڑے اور کج رہت سے تمیز ہو کہ اسکے طریقے سے رویت اور سند کا طریقہ حفظ
 سنت کا محفوظ اور مضمون رہے اور فقہانے یہاں کوشش کی اور جدوجہد کہ حکام
 کا استنباط کریں اور مسائل کی تفریح اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف ہمیز کران
 علمہا سے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ و حکام
 سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدی نکلا اور علم اصول
 دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہے اور انکے علم سے علم فرائض ہے اور
 اس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیرہ ایک لازم آیا پھر تو شریعت خوب چل گئی اور
 مضبوط و استوار ہو گئی اور سید حاسبا دین تقسیم اور قائم ہو گیا اور ہر بیت نبوی
 مصطفویٰ خیر اور شایع در شاخ بولی تب قلبہ ملکا کے زمین نے اس وجہ سے کہ
 ہر بیت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور نہر زار پیدا کیے تھے
 اللہ تعالیٰ انزل من اسماء ما رسالت ادو تہ بقدر ما فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
 آسمان سے پانی پھر بکھلے رو دھلے اپنے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ
 عنہما نے کہا پانی علم ہے اور دوزخانہ قلوب ہیں ابوبکر واسے نے کہا اس سے
 راضی ہوا اللہ تعالیٰ نے ایک بڑا موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اسے چشم جلال
 سے نظارہ کیا تب وہ جیسا کہ مارے پانی پانی ہو گیا اور پھر نکلا پس فرمایا انزل
 من اسماء ما رسالت ادو تہ بقدر ما تو دلوں کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور چلا
 ہو گئے اور باغ طاریج نے کہا انزل من اسماء ما یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے

بندہ کے لیے فرمائی؛ ورنہ اس لیے کہ جب سیلاب رود خانوں میں رہتی ہو تو ان میں
 کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہیں رہتی اور سب اپنے ساتھ رہا لیتا ہے، اگر سطح
 جب نور کا سیلان ہوتا ہے تو بندہ کے لیے فی نفسہ اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا ہے تو ان میں
 کوئی غفلت باقی رہتی ہو اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہو ان میں اسرار یعنی آثار ا
 آسمان سے حصہ نور کا کمال قدرت بقدر اہل تعالیٰ قلوب میں انوار بہ نکلے جس قدر کہ ان کے لیے
 روز ازل میں اللہ تعالیٰ نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فہی بچھا سوا اگر گندہ ہو تو جاتا
 رہے گا باطل پھر قلوب روشن اور نور ہو جاتے ہیں کہ ان میں کسی طرح کا میل اور
 کوڑا باقی نہیں رہتا واما ما یفزع الناس فلیک فی الارض ناحی اور ناخین جاتے ہیں
 اور حقیقتیں باقی رہتی ہیں اور بعضوں نے کہا ان میں اسرار یعنی آثار میں آسمان
 سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب میں اپنے حصہ و نصیب کو لے لیا
 پھر یہ نکلے رود خانہ قلوب علماء تفسیر و حدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے
 یا کہ یہ نکلے رود خانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہیں اور حقائق تقویٰ کو
 مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اپنے اندازہ سے پھر جس کے باطن میں لوث دنیا کی محبت کی ہو
 زیادہ مال و جاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اس کے دل کا رود خانہ اپنے
 موافق ہوتا ہے اور علم ایک جزو صراح حاصل کیا اور حقائق علوم سے اس نے حصہ
 نہ پایا اور جس نے دنیا کی طرائق رغبت نہیں کی تو اس کے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور
 اس میں علم کا پانی نہ ٹھکلا اور جمع ہو گیا اور تالاب جمیل بن گیا حضرت حسن امیری رحمہ اللہ
 سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہے فقہانے آپ نے فرمایا کہ آیا کوئی فقیہ نے کبھی دیکھا ہے
 فقیہ وہی ہے جس کو دنیا کی طرائق رغبت نہ ہو پس صوفیہ نے علم و دست سے حصہ حاصل

کیا پس انکو علم دست نے فائدہ عمل کا علم کے ساتھ دیا پر جب انہوں نے عمل کیا ان
 چیزوں پر چکا انہیں علم ہوا تو عمل نے انکو علم و نیت کا فائدہ دیا پس وہ سب
 علما کے شریک انکے علوم میں ہیں اور نذریہ علوم کے سبب انہیں ممتاز رکھے اور
 اور وہ علوم وراثہ ہیں اور علم وراثہ تفقہ علم میں ہوتا ہے وہی فہم و الفہم میں
 فرقہ منہم طائفہ لقیۃ فقہوا فی الدین ولینفذوا فیہم امر و ایہم یعنی اہل تہذیب
 نے فرمایا سو کیوں نہیں کیے انکے ہر ایک فرقہ میں سے ایک جماعت کا تفقہ حاصل
 کریں دین میں اور آگاہ کون اور خوف و لاشین بی قوم کو سیکھ دیں انکے پاس وہ
 آدین پس اندازہ نقد سے متعارف ہوا اور اندازہ زندہ کرنا ان لوگوں کا جو خود اپنے
 گئے ہیں علم کے آب و حیات سے اور علم کے ساتھ زندہ کرنا تہذیب میں خاص کا ہر جو دین
 میں فقیہ ہو تو تفقہ دین میں اعلیٰ اور اکبر میں ہے جو اس سے علم اس سے عالم
 کا ہر جو دنیا کی طرف سے فہم و شعور اور ایک شخص پر ہر گاہ کا جو اپنے علم کے باعث تو
 اندازہ کو پہنچتا ہو اس سے پایا گیا کہ علم اور ہدایت کے اول درجہ کا ہر جو علم
 علیہ وسلم ہیں کہ علم اور ہدایت انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا ہے ہر گاہ کے ساتھ
 وہ توانا اور توانا تازہ ظاہر و باطن میں ہو گیا اور انکی توانائی اور تہذیب سے
 دین قوی پخت ہو گیا اور دین انقیاد و خضوع یعنی فروتنی اور تواضع ہو کہ ان
 سے مشتق ہوا پس جو چیز کمست ہوئی وہ دونوں ہر خود دین یہ ہو کہ انسان اپنے
 نقص کو کمست بہت رب کے واسطے بہت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر ہر گاہ بنا دیا
 تہذیب سے بے دین میں وہی جو نوح علیہ السلام کو انکے ساتھ نوحیت کی اور جو کچھ
 کہ تیری طرف ہم نے وحی بھیجی اور جو کچھ کہ انکے ساتھ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ

ہر گاہ

عظیم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو کہ دین میں تفرقہ
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہو جاتی ہے اور بعلم کی توفیق تازی اُن سے دور ہوتی ہے
اور نصارت جو ظاہر میں ہوتی ہے اعضا کی زینت و زیب سے اس طرح کہ نفس و مای
میں انقیاد و ہوسودہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور استفادہ ہوتی ہے
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے میں ایک دریا کی مثال ہے جس قلب رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و ہدی کے ساتھ بحر مواج ہو گیا پھر اُس کے بحر قلب سے نفس
ملک جلا پس اُس کے نفس شریف بر علم و ہدی کی ترقی و تازگی نمایان ہوئی تب نفس
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُس کے بعد اعضا اور جوارح کی طرف توجہ نہ ہوئی
اسوقت وہ خوب ترقی تازہ اور سیراب و شاداب ہو گئے پس ہر گاہ کہ ہر طرح کی ترقی
تازگی سے لبریز اور ہرے بھرے ہو گئے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کو خلق کی طرف
بسیجی توجہ تو آپ امت پر آن پہونچے قلب نے کہ سب سے علوم کے زور کے پانی سے
لبریز مارنے والا تھا فہوم کی نہر میں اُن کے سامنے آئین اور ہر ایک
نہر میں اُس کے دریا سے ایک حصہ پانی کا رواں ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جلا
وہی فقہ دین ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا میں عبادت کی گئی اللہ عزوجل
کی کسی چیز سے جو حقہ دین سے اعلیٰ اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک حقہ تنہا
بہت بیماری اور سخت شیطان پر ہزار عابد سے ہے اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون
ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے اور اس ستون کا پیشانیہ خلیفہ پرستے ہوئے گستا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ

خیر کار اور نہ کرنا ہر اسکو دین میں فقیہ کر دیتا ہر ہر کریمین میں نقطہ قاسم ہوں اور نہ
عطا کرنے والا ہر شیخ نے کہا جب علم دل تک پہنچا تو دل کی ہلکھلکگی اور حق و
باطل کو دیکھا اور اسکو ہدایت کی ابتدا از غواہت سے ہوئی اور یہ وقت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی میں تعالٰیٰ فرقہ خیر
یرہ و میں تعالٰیٰ فرقہ شریرہ یعنی پس جسے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسے
ذرہ بھر بُرائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا جیسی جیسی ہے بس یہ مجھے کافی ہے مجھے
کمانی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ فقیہ ہو گیا اور حضرت عبداللہ
بن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہے اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے
وقتہ کو قلب کی صفت کی ہے پس فرمایا اتم قلوب الایقون بہا یعنی انکے دل ایسے
ہیں کہ آیات قرآنی کو انکے ساتھ نہیں سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوتے تو انھیں علم ہوا اور
جب انھیں علم ہوا تو انھوں نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوئے تو معرفت حاصل کی
اور جب وہ عارف ہوئے تو مستدی ہو گئے پس اسطے جو کوئی پڑھ کر فقیہ ہو گیا
پس اسرہج الاجابت اور بہت ہی شیعہ دین کے معاملہ اور نشانات اور یقین کا بڑا
حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جملہ ذہبی قلوب کے لیے ہے اور ہر
اس جملہ کا تیسرا درتیار ہے اور ہر ہی یعنی راہ بہت یا ناقولب کا وجدان و پائینا اسکا
نو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا متل با حقنی اللہ بین امدے و اعلم
یعنی قل اس شر کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے بیجا اور وہ ہر ہی و اعلم ہی تو آپ
خبر دی کہ ہر کریمین قلب نبوی نے علم پایا اور تھا مادی اور مادی اور علم آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان دونوں ہر ہی اور علم کے ایک وراثہ مرکبہ حضرت ابوالشیر

آدم علیہ السلام سے اسی طرح کہ سکھائے اُنکو سب آسمان اور زمین سب اشیاء کے پس کرم کیا اللہ تعالیٰ نے علم سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے علم اور انسان نام علم یعنی انسان کو سکھایا اور جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب دی تو حاصل اُسے ہوا نعم اور غنیمت اور معرفت و رازقہ لطیف و حب و بغض و فرح و غم اور رضا و غضب اور کیا سب بعد اُنکے ان سب کے آسمان کا اُس سے تمنا کیا اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُنسے باقی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے جو اُسکو از رانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی طرف اُس نور کے ساتھ جو ورنہ بین ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضوں نے کہا، کچھ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ایتنا طوعاً اور کرہاً یعنی اُو تم دونوں خواہ خواہ کہا اُن دونوں نے ایتنا طاعتیں بھی آئے ہم فرما ہوا حکیم کے مانند تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی اور جواب دیا اور آسمان کے اُس مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور ہزارین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل شہیت ناف زمین سے مکہ میں تھی پس بعض علمائے کہا یہ قول اشعار کرتا ہے کہ زمین سے جسے جواب دیا وہ ذرہ سے مستحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلانی گئی ہو تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش میں اصل ٹھہرے اور سب کائنات اس کی تیج و پیر و پین اور اسی کی طرف اشارہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پین نہی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اور فیض رویت میں ہر روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا اسی واسطے آپ کا نام اُمی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہو اور ذرہ اُس کا ام تخلیفہ ہو اور تربت

شخص کی مدفن اسکا ہر پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اسکا مکہ میں ہو کہ شعی علی
 رہیں کی تھی ولیکن یہ قول ہے کہ جب یانی ہجرت آیا تو گفت اطراف وجوب میں چھینک
 دیا پس توجہ ہجرتی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں واقع ہوا جو مقابل شعی تربت کے
 مدینہ میں ہوا سیلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدائش آپ کی مکہ میں اور
 تربت آپ کی مدینہ میں اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اس میں اشارہ ذرہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذ ذر ربک من نبی آدم
 من کلور ہم ذریم و انہم ہم علی انفسہم است برکم قالوا علی بعضی اور جو وقت قبر سے
 پروردگار نے نکالی نبی آدم کے پیچھون کے ذریات انکی اور اور ان سے لیا انکی ذرات
 پر کیا ہیں تمہارا پروردگار زمین ہون وہ بوسے ان اہتہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر کتبہ
 اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت پر لکھا ملا اور اس سے نکالی اور اسکی جلیسی صورت بیوتی
 کی ہو نکلتا چاہا بیوتیوں نے آدم کے بالوں کی سمات سے پس وہ کچھن سے
 پسینا نکلتا ہے اور بعض نے کہا کہ بعض فرشتوں نے ماتہ ملا تھا تو فعل کی نسبت
 سبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ مسح کے معنی میں شمار کیا جس طرح زمین
 پیمائش سے گئی جاتی ہے اور یہ ماجرا بن نعمان کا ہے جو ایک دادی عرفہ کے برابر مکہ
 اور طائف کے بیچ میں ہے جب خطاب ذریات سے کیا اور بے کے ساتھ انھوں نے
 جواب دیا تو افراتامہ سفیدہ اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتوں نے اسپر گواہی
 لکھی اور سنگ اسود میں اسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جو آپ
 دینے والا تھا زمین سے اور علم وہی اس میں دو ذرے ملے جو ان میں تو بیجا علم اور
 ہدی کے ساتھ جو موردی تھے آپ کے اور وہی خدا داد تھے اور کہا گیا ہے کہ جب

اسد تعالیٰ نے جبریل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونوں زمین سے مٹی بھر لائیں تو زمین نے انکار کیا حتیٰ کہ اسد تعالیٰ نے غزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اُسکے دونوں قدم کے درمیان پر گئی اور بعضی زمین اُسکے قدموں کی جگہوں کے درمیان پر آگئی تو نفس اُس کے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شمر ہو گیا اور بعضی زمین کہ اُس تک ابلیس کا قدم نہیں پہنچا تو اس مٹی سے دنیا اور دنیا کی اصل ہو اور ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظر گاہ حق تعالیٰ تھا غزرائیل اُسی مٹھی میں سے کہ نہیں چھو گیا تھا اُسے قدم ابلیس کا پھر اُسکو جہنم کا حصہ نہیں پہنچا بلکہ وہ مسلوب اہل اور علم سے کثیر اخطا ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے اُسکو علم و ہدایت کے ساتھ بھیجا اور اُسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اُسکے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت میں مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی و زمین حالت جو کوئی طہارت طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم و ہدایت سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت میں تھے تو انہیں نے بڑا عظم حاصل کیا اور باطن انکے جمیل اور مالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اُس پر عمل کیا جیسے وہ مالاب کہ اُسے پانی پیتے ہیں دیکھتیاں بھی کھینچ جاتی ہیں اور اس تقویٰ کے احکام سے انہوں نے عالم درست اور علم در آتہ کے فائدوں کو باہم جمع کر دیا اور جب نفوس پاک اور خیر کے ہو گئے تو انکے قلوب کے زمینہ تقویٰ کے صیقل سے چمکے ہو گئے تب انہیں صوفیہ شیا کہ اپنی ہیئت اور باہمت پر ظاہر ہو گئیں تو دنیا

اپنی قیج سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور آخرت اپنے حسن کے جلوہ گر ہوئی اُسے
 طلب کیا پھر جبکہ دنیا میں اُنھوں نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنوں میں انواع و اقسام
 کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم درست کے ساتھ علم درست بھی مل گیا اور
 سمجھ بچھے کے جو احوال بلند اس کتاب میں ہم صوفیہ کی طرف منسوب کریں وہ جو
 مقرنین ہیں اور اصل صوفی مقرب ہیں اور قرآن میں ہم صوفی نہیں ہیں اور صوفی کا
 اسم ترک ہے اور رکھا گیا ہے مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اسکے باب میں
 لکھیں اور یہ نام ملے قرب کہے لیے بلا و سلام کے شرق و غرب میں نہیں جانا اور
 پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہے اور بہت سے حضرات مقرنین بلا و غرب
 اور ترکستان اور اوارا اور انہرین موجود ہیں اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہیں ہیں
 اس واسطے کہ لباس صوفیہ نہیں پہنتے اور الفاظ میں کچھ منع اور خدشہ ہیں تو معلوم
 رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقرنین ہیں پس شایع صوفیہ وہ ہیں جنکے ہمارے
 طبقات اور خیر واک مل کتابوں میں ہیں کہ مقرنین کے طریق پر تھے اور انکے علوم
 احوال مقرنین کے علوم ہیں اور جو کوئی جملہ اہل و قرین کے مقام ملک مطلع ہو تو
 وہ تصوف میں جتنا کہ اُنکے احوال سے تحقیق یعنی صاحب حال نہیں ہوا پھر
 جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور ان دنوں کچھ سوچوں میں
 ہیں کہ اُنکے لباس و رسم کے متناظر ہیں تشبیہ میں درہر ایک ہی علم کے اور ایک علم کے
 دوسرا باب سن استماع کے ساتھ تمہید میں ہے بیان میں
 زید بن ثابت سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) فرماتے تھے
 اللہ تعالیٰ خوش و خوش رکھے اُس شخص کو جسے ایک حدیث نبوی سے کچھ سنی پھر اس نے

یا دیکھی تھے کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہنچائی یہ بہت سے حامل ہیں کہ انھوں نے جانا اور بوجھا اس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہے اور بہت سکاہل ہیں کہ انھوں نے جانا اور وہ فقیہ نہیں ہیں ہر ایک خیر کی بنیاد حسن اجماع اور خوب سنتا ہے حال اہل تعالیٰ ولو علم اللہ فیم حیرا لا سمعہم یعنی اہل تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ نہیں خیر اور نیکی کو اللہ اکتوشنا تا بعض صوفیہ کہتے ہیں خیر کی علامت اجماع میں ہے کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکوئے اور حق کے ساتھ اسے حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ میں سے کہا ہے اگر اکتوشنا سماعت کا اہل اور قابل جانتا تو سننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے دوسو باب مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہو گئی تو وہ حسن اجماع پر قدرت نہیں رکھتا تو صوفیہ اور اہل رب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالیٰ کا اور سائل اُسکے اوپر اُسکے بندوں کی طرف اور خطابات اُسکے انھیں کے واسطے ہیں تو انھوں نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالیٰ شانہ علم کے دریاؤں میں سے ایک دریا ہے ان باتوں کے سبب جنکو وہ متضمن اور متمل ہے علم کے ظاہر اور باطن اور جلی اور خفی سے اور بہت سے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے باین اعتبار کہ وہ آیت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہے یا اُسکی طرف سے بلاتی ہے اور دیکھا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس حدت کا کہ آپ اُسکے ساتھ ہوا ہے فقط نہیں فرماتے ہیں نہیں ہے وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے پہنچی گئی ہے استماع اُسکی طرف تعین ہوتا ہے تو حقیقی باتیں اُسکے پاس ہیں انہیں سب سے اہم اور متمم باتان اشعار و اشعار کی ہے اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکہ کے دروازہ

لکھت کھٹانا اور غربت اور خوف کی برکت کا شہر لکھنا اور دیکھا کہ دوسرے دھانے
 ہیں جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹنے والے ہیں اور عفوت ہے جو شیطان کی پھونک
 مارنے سے فراہم ہو جاتی ہے اور غلو طافانی اور غرہ دنیاوی جو دافہ میں کی نصیحت اور
 تباہی کی اسپیٹ ہیں ایندھن کی مثال ہیں جس سے آگ زیادہ بڑھ کر اور قلب آگ
 سبب زیادہ تنگی سے پھونچے تو دنیا کو بخون نے چھوڑ دیا اور اپنی غربت کو اسکی
 طرات سے پھیر دیا پس جبکہ آتش نفس سے اسکی لکڑیاں الگ ہو گئیں اور شعلہ اُسکے
 پھڑکنے سے ٹھہرے اور دھواں اُسکا کم ہو گیا تو اُسکے باطن اور قلب حاضر علوم
 کے بنو قیون میں ہوئے اور صفائی ضمیر کی اُسکے گھاٹوں پر آموجود ہوئی پھر جب کہ
 وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی تخی سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہر آئینہ ایمان بند نصیحت
 اُس شخص کے لیے ہیں جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسے لگایا اور وہ حاضر اور توجہ
 تھا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہیں جسکا قلب
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاضر ہو کہ ایک آن اور ایک نظر اُس سے غافل نہیں ہو تا حضرت
 یحییٰ بن کاذازی نے کہا قلب دو قلب ہیں ایک قلب ہے جو دنیا کے اُتھال سے
 بھر گیا ہے حتیٰ کہ جب کوئی خیر اور طاعت سے پیش آیا تو وہ صاحب دل نہیں مانتا
 کہ وہ کیا کرے اس باعث کہ کہ دل اُسکا دنیا میں مشغول ہے اور ایک قلب وہ ہے
 کہ آخرت کے احوال سے بھر ہو گیا حتیٰ کہ جب کوئی خیر اور دنیا سے سامنے آئی تو وہ
 صاحب دل نہیں جانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف
 جاتا رہا ہے تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہے ان جیسے ہوئے فہم کی برکت میں اور ان
 اُتھال خالی کی شامت میں جبکہ باعث تو طاعت اُسی سے ٹھیک رہا بعض صوفیہ

نے کتا ہر گن کان کہ قلب تسلیم من الاعراض والاعراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو
 قلب اعراض اور اعراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو حسین ابن منصور نے کہا
 کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو حسین شہود حق کے سوا کوئی خطا
 نہ ہو اور پُر حاشی الیک قلوبا طامنا رطلت بہ سوائب الوحی فیما سیر احکم یعنی
 میں نے سنا تاہوں ایسے قلوب کی سناؤنی جسے وحی کے ایسے بادل برسادیے
 کہ انہیں حکمت کے دریا بہرے ہوئے ہیں اور ابن عطار نے کہا ایک وہ قلب ہے جسے
 ملاحظہ حق شہیم سے کیا اور اُس کے لیے گداز ہو گیا اور باسوی ہمد سے قطع کر اسد
 کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا مذکور یعنی البقیۃ ندو نصیحت اُس قوم کے لیے ہے
 جو مخصوص ہیں نہ کہ عام آدمیوں کے لیے اُن کو کون کے کیے جنگو قلب حاصل ہے یعنی دُورانی
 میں اور یہ وہ لوگ ہیں جنکے حق میں اسد تعالیٰ نے فرمایا ہر او من کان یتنا فاجنبا ہ
 یعنی بچلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور اُن کو واسطی نے کہا ہر کہ مشاہدہ غافل کی تیار
 اور پروردگار ہی فہم و ادراک دیتا ہے اس واسطے کہ اسد تعالیٰ نے جب ایک شے کی تپائی کی تو
 وہ شے اُس کے لیے مخصوص و مشعوع یعنی توضع اور فروشی کرتی ہے اور یہ جو واسطی نے کہا
 بہت قوموں کے حق میں صحیح ہے اور یہ آیت اُن قوموں کے خلاف دوسری قوموں
 کو حکم کرتی ہے اور وہ اباب تکلیف ہیں جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم و فہم جمع ہو جائے
 ہیں تو موضع فہم کا بات حسیّت کا محل ہے اور وہ سمع قلب ہے اور موضع مشاہدہ کا صبر
 قلب ہے اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہے اور بصیر کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہے
 پھر جو شخص حال کے سبک اور نشہ میں ہے سمع اُسکی اُسکے بصیر غائب ہو جاتا ہے اور
 جو شخص صحو اور تکلیف کے حال میں ہو اُسکی سمع غائب اُسکے بصیر غائب ہو جاتا ہے

اس واسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہیں اور ظرف وجود ہی سے جو بات سمجھنے کے قابل ہے سمجھنا ہی سبب یہ ہے کہ فہم الہام و سماع کا ورد و گاہ ہوا اور ابہام و سماع دونوں ظرف وجودی کو چاہتے ہیں اور یہ وجود دوہی دوسری فرینش کا پیدائش ہے اس شخص کے لیے جو مقام صحیحین تکین اور مقرر ہے اور یہ علاوہ اس وجود کے ہے جو نورناہ کے لغوان سے سلاشہ اور منعدم ہو جاتا ہے اس شخص کے لیے جو فنا کی گزرگاہ سے بڑھ کر گزرگاہ بقا تک پہنچا اور این شخص نے کہا کہ ہر آئینہ آسمین پند و نصیحت اس شخص کے لیے ہے ہر نبی کا قلب ایسا ہو کہ ادب خدمت اور ادب طلب کو جانتا ہو اور وہ تین چیزیں ہیں تو قلب نے جب عبادت کا فرہ چکھا تو وہ شہوت کی غلامی سے آزاد ہوا پس شہوت سے جو کوئی رکاوٹ کا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسے پایا اور جو کوئی اس چیز کا خوش ہوا پس اسے ادب سے نہیں آیا بعد از انکہ وہ شہوت آسمین ہوا جو پایا تو اُسے ادب کی وہ تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی سیر ہے اس چیز سے جو وفا کے وقت اُسے بڑھ کر پہلے پنچش کی اس وقت پورا ادب پایا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہے قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہے تو جتنا شہوات کو چھوڑا اسی قدر حیات کا حصہ پایا پس سماع زندگی کے لیے ہے ہر مرد و زن کے لیے نہیں ہے اسلئے تعالے نے فرمایا ہے ہر آئینہ تو مرد و زن کو نہیں سنا سکتا سہل ابن عبد اللہ نے کہا ہے قلب نرم اور تنگ ہے آسمین خطرات و مہمات کر کے ہیں اور تھوڑے کا اثر اُس پر بہت ہے اسلئے تعالے نے فرمایا ہے مرد و زن میں فرق ہے کہ شیطان اقولہ قرین یعنی اور جو کوئی اسلئے تعالے کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُس پر ہم ایک شیطان تقدیر کر دیتے ہیں

جو اُسی کے ساتھ رہتا ہے پس دل ایک کام کرنے والا ہے کہ وہ نکلتا ہی نہیں اور
 نفس جاگتا ہوا ہے کہ وہ سوتا ہی نہیں پھر اگر بندہ ہوسمع اللہ تعالیٰ کی باتوں کا تو بہتر
 ورنہ وہ شیطان اور نفس کا سمع ہے پس ہر چیز سدا بآسمان کی ہے اور نفس کی حرکت
 سے اور اسکی جنبش میں شیطان راہ پاتا ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ اگر شیطان ہی آدم
 کے قلوب کے ارد گرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین
 نے کہا ہے کہ بصردن کی بصارت اور عارفوں کی معرفت اور علماء ربانی کا نور
 اور اگر شیعہ ناچون کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ ان مولوں کے نابینا ہی
 کائنات کا وضع ہے وہ سب اس شخص کے لیے ہے جسکو قلب حاصل ہو یا کہ وہ کائنات
 سننے کے واسطے لگتا ہو اور اب ہر شخص نے کھادہ ایسا قلب ہے کہ حق کا ملاحظہ کرنا
 اور شاہد ہوا اور اس سے خطرہ اور ترہ کے سبب غائب نہیں ہوتا تو اس کے سبب
 سننا ہی بلکہ اس سے سننا ہی اور اس کے ساتھ حاضر ہوتا ہے بلکہ اسکی شہادت
 کرتا ہے پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ ختم جلال سے کرتا ہے تو تازہ اور زرتازہ اور جب
 اسے دیدہ نہال سے مطالعہ کرتا ہے سکون اور قرار آ جاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے اس
 شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا تعبیر کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجرید اور تفرید
 قوت دیتا ہو یہاں تک کہ دنیا اور خالق اور نفس سے بھاگی نکلے تب اس کے خیر کے
 ساتھ شغولی نہوا ورنہ سوا اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی ساز فی دنیا ہے
 مجرد اور الگ تھلک ہو کمان اپنے لگائے ہونے اور بصیر اسکی حاضر ہو پھر اسے
 سنی سموعات اور دیکھی بصیرات اور سنا ہے ہوا مشہودات کی اپنے اس
 کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری میں موجودگی اور کل اشیا اللہ تعالیٰ

کے پاس اور وہ اندر کے پاس ہر کوئی سنا اور دیکھا اور سنا اور
 اُنکی تفصیلوں کو نہ سنا اور نہ مشاہدہ کیا اس واسطے کہ وہ جہاں لایا ختم ہوا وہی جہاں
 درک اور معلوم ہوتے ہیں اور تفصیلین طرف وجود کی تسلی سے اور انہیں ہر دین اور
 اللہ تعالیٰ عالم تمام جمال اور تفصیل کا ہر اور ہر شے کے لئے سماعت میں آقا
 انسانوں کی مثال لکھی ہے اور کہا ہے کہ ایک کسان اپنا بیج لے کر نکلا تو اس کا بیج
 اُس سے بھر لیا تو کچھ آسمان سے رستہ پر بیگ لیا کچھ بھی دینہ لگی کہ اسپر پرند ان گرسے
 اور اُسے چمک گئے اور کچھ آسمان سے چھوڑ پھر کر گرسے اور وہ سنگ و رشتہ ہر چہرہ ٹھوڑی
 مٹی اور کچھ مٹی تھی پھر چھائی نہان تاک کہ جب اُس کے رشتہ پھر تک پہنچے تو کوئی رستہ اور قند
 نہ پایا حسین آبائی اترے تو سوکھ گیا اور زمین کچھ خیز زمین میں گر آجسین کاٹے
 اوپٹے ہوئے تھے چہرہ چہرہ گاء کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُس کا گلا کاٹوں نے دیا یا
 پھر اُس کو بٹا اور بڑا کر دیا اور اُس سے اُلٹ گیا اور کچھ آسمان سے خیز زمین میں گر آ
 کہ نہ وہ رستہ نہ رشتہ اور نہ پھر چہرہ اور نہ آسمان سے اور نہ بٹا اور نہ بٹا اور نہ بٹا
 ہوا تو کسان کی مثال ایک عالم کی ہے اور بیج کی مثال عرب کلام کی ہے اور بیج کی
 کے اور بگاڑا اُس کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جو کلام کو سنا اور اُس کا اندازہ اس کے
 سینے کا نہیں ہے پھر ٹھوڑی دینہ لگائی کہ شہداء ان کو آواز دیا جائے اُس کے لب و لہجہ اور
 اُس کو بٹا دیا اور جو صاف ہے پھر بگاڑا اُس کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جو کلام کو سنا اور
 اُس کے لب و لہجہ اور اُس کے بعد کلام قلب تک پہنچا اور جہاں تک غم اور ارادہ اُلٹ کر نہ پہنچا
 تب اُس کے لب و لہجہ اور اُس کے بگاڑا اور خیز زمین پر گر آجسین کاٹے ہیں اُس کی مثال ایسے
 شخص کی ہے جو کلام کو سنا اور اُس پر اُلٹ کرنے کا ارادہ بھی رکھتا ہے جو حقیقت اُس کے

شہادت پیش آئیں تو عمل کرنے کے ارادہ سے اُسکو روک دیا پھر اُسکے عمل کی جو نیت کی
 غلبہ شہادت سے متروک ہو گئی جیسے وہ درخت کہ اُسکا ٹکڑا کاٹا ہو گیا دبا یا اور بنجر زمین میں
 جو اگر اُسکی مثال ایسے شمع کی ہر جو نیت اُسکے عمل کی کرتا ہے تو اُسکو سمجھتا ہے اور ہر عمل
 کرتا ہے اور اپنی خواہش نفسانی سے کنارہ اور یہ جیسے ہوا سے غلبہ کی اختیار کی اور رہا
 رہت کے دھرب پر علاوہ صوفی ہر اس واسطے کہ ہوا و دوس کے اندر علالت اور غم
 ہر اور نفس کہ جب ہوا کے جسکے لگے گئے تو اُسکی طرف مائل ہوتا ہے اور لذت پاتا ہے
 اور ہوا سے استلذاز وہی ہر جو حکمتی کا ٹکڑا کاٹنے کی طرح دبا جاتا ہے وہ صوفی کا قلب
 اُسکے حب صافی کی علالت سے ممانی ہوتی ہے اور جب صافی مطلق روح حضرت اوست
 سے ہے اور حضرت الوہیت کی طرف عروج تجذب و رغیبہ جب سے ہوتی ہے اُسکی قوت
 سے قلب اور نفس چھپے اُسکے لگے جاتے ہیں اور حضرت الوہیت کی محبت کی علالت
 ہوا کے فرد غالب آتی ہے اس واسطے کہ علالت ہوا کی ایک ناپاک و خستہ کی مثال ہے
 ہوا زمین کے اوپر چڑھتا ہے اگر کسی طرح کا اُسے قہر اور شہر و زمین ہر اس
 سبب سے کہ نفس سے اُسکے نہیں ہر دوسکتا اور جو صافی علالت ایک سبب سے پاک
 و نیت کی مثال ہے جسکی مثال میں خرد و ذہان اُسکا آسمان سے جالین وہ یہ
 کہ وہ روح میں چڑھتا ہے ہر ذرا کی اُسکی اُسکا آسمان کے نیچے ہر اور گہریشہ
 اُسکے نفس کے زمین میں گئے ہوتے ہیں تو جب اُسکے قہر و شہر کا ایک گہر
 مٹا یا حدیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قہر و شہر اُسکو روح قلب
 اور نفس میں جاتا ہے اور اسیر و قہر و قہر و قہر ہوتا ہے اور کرتا ہے

اشم منک نیماست اعرفم | ظلت لیا جوت فیک اردانا

یعنی میں خوشبو لیتا ہوں نرم ہوا کے کہ اُس سے واقف نہیں ہوں میرے گمان میں وہ ایک سبزہ رنگ ہے کہ اسے استین تجھے ملی ہیں پھر اس میں کلمہ ہی کلمہ بس جاتا ہے اور بال بال اُس کا سمع اور ذرہ ذرہ اُس کا بصر ہو جاتا ہے تب وہ حالت ہو جاتی ہے کہ کل سماعت کل سے اور کل نفاذ کل سے کرتا ہے اور یہ کہتا ہے شعر

ان ما تسلم فکلی عیونہ
او تذکرتم فکلی قلوب

یعنی اگر میں نظر تھاری طرف کروں تو سراپا چشم ہوں یا تحین یاد کروں تو بہن دل ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں میرے بندوں کو نبیارت دے جو بات کو سنتے ہیں پھر اس کی خوب پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر آیت کی ہر اور یہی لوگ صاحب خرد ہیں بعض صوفیہ نے کہا ہے نہ اب اور قیل کے سوجز ہیں انہیں سے سنانوں جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ایک جزو تمام مومنون ہیں ہر اور وہ جزو کل مومنین ہیں ہر کہیں حصوں میں تقسیم ہر تو ایک جیسے ہیں سب مومن برابر ہیں وہ شہادت اس کی ہے کہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور محمد رسول اللہ کے ہیں اور میں حصہ جوائی رہے وہ کہنے بڑھے ہوئے ہیں اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر غصونا نے کہا ہے کہ اس آیت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا ظہار ہے یعنی اس میں اور خود ہی ہے جس کو آپ لائے ہو اسطے کہ ہر گاہ اُسکو صحبت تلکین اور قرب استقرار قبل از افریش دنیا حاصل ہو تو سب احوال اسیر انوار ظاہر ہو اور آپ کے ہمراہ جسین خطاب تھا اور تمام مقامات میں اُسکو شفقت ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فراتے ہیں سخن آفرین اسباقون

یعنی وجود اور پیدائش میں ہم آخرین اور محلِ قدس کے فضل میں خطابِ اول کے سابق ہیں اور فرمایا جو اعدا جہلِ شامہ نے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و للرسولِ اذا دعاکم لما یحکم یطیعوا یعنی اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے لیے استجابت کو خوب تمہیں یاد رکھو اس چیز کے لیے جو تمہاری زندگی کے باعث ہے جیسے علیہ السلام نے کہا ہر ایک کو ان کے اپنے اشیاء کی طرف دھکیلتا اور خوشبوئی اُس شے کی نِسائی طرف، بخیر یا بُرا یا پرستش یا کی ان تعلقات کے دور کرنے میں جو اُنہیں شغل میں لگا رہے رکھتے ہیں اور بار نِسائی کے ملنے پر نفوس سے کُتھرتے اور شدتوں کی تلخی چکھتی اور حالہ میں اللہ سے بے رسی اور حسنِ ادب سے اُن کا سون میں رہے جس کی طرف اُنہوں نے توجہ کی اور سنی ہیں آخر ترسان ہو گئیں اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے کے تذکرہ کی رغبت سے اپنی ہمتوں کو روک لیا تو وہ حیاتِ ابدی پا گئے اُس زندگی کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہو اور خائشہ رہے گا اور واسطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہا اُنکی حیات صفائی اُسکے ہر ایک معنوں سے لفظ اور فعل اور جو صوفیہ کے کہا اور استجابت کر دہم اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسولِ علیہ السلام کے لیے اپنی ظاہرات سے پس نفوس کی حیات متابعت رسولِ مہر صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور او قلوب کی حیات متابعتِ محبوب ہے اور ہر وہ تعالیٰ سے شرم کرنا تقصیر کے کہنے سے ہو اور ایمان عطا نہ فرمایا اس آیت میں استجابت چار وجہ پہچانی ہیں اول توحید کی اجابت ہو اور دوم اجابتِ حق اور سوم اجابتِ تسلیم چوتھے اجابتِ تقرب ہے اور استجابت بقدرِ سماع اور سماعِ بیخیت قسم اور قسم بقدرِ معرفت قدرِ کلام ہے اور معرفت کلام علی قدرِ معرفت اور علم کلام کہے ہو اور وجہ قسم کے غیر مجبور ہیں اس لیے کہ

و جو کلام غیر مضمون میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر دریا سیاحی کلمات رب سیر
کے لیے نجات ہے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائیں پس اللہ تعالیٰ کے
واسطے ہر ایک کلمہ میں قرآن سے اس کے کلمات ایسے ہیں کہ اسے پہلے دریا کے دریا ایک
جائیں اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بنظر ذات تو حید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہیں اگر
نظر وسعت علم پر کہ حق سن بصری رحمہ سے روایت ہے کہ وہ اس حدیث کو حضرت
نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہیں
ہوئی مگر یہ کہ اس کے لیے ظاہر اور باطن ہے اور ہر ایک حرف کے لیے ایک صبر ہے
ہر ایک صبر کے لیے ایک مطلع ہے اور وہی آیتا میں ہے کہ اری با سعید مطلع کیا چیز
کہا طلوع کرتی ہے وہ قوم جو اس کے اوپر عمل کرتی ہے ابو عبید نے کہا میرا لسان ہے کہ سن کا
یہ قول اس کے سونہیں کہ عبد اللہ بن سعود کے قول کی طرف گیا ہے ابو عبید نے کہا
میرا لسان ہے کہ حجاج نے شعبہ سے اسے عمرو بن قزحہ سے اسے عبد اللہ بن سعود کے
فرمایا کہ کوئی حرف یا آیت نہیں ہے مگر یہ کہ ہر آئینہ اسپر ایک قوم نے عمل کیا اس کے لیے
ایک قوم ہے کہ غریب اسپر عمل کرے گی پس مطلع ایک عقیدہ اور کمالی ہے کہ اسپر ہے
علم کی معرفت سے جڑتا ہے پس مطلع قوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لٹا ہے ہر قلب پر جسے
رزق نور سے دینا ہے اور طہر و بین اس کی معنی ذرا دل ہے اور بعض نے کہا ایک قوم
نے کہ اگر نظر فقط قرآن اور بطن اس کی معنی ذرا دل ہے اور بعض نے کہا کہ نظر قصہ
کی صورت ہے اس چیز کے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اپنے کتاب سے کسی قوم
پر اور عقاب سے نو آئینہ ہو گا تو اس کا ظاہر خبر کا اس سے دینا ہے اور اس کا باطن
تصییت اور تہذیب ہے اس شخص کے لیے جو قرأت کرتا اور بہت سے سماعت

کے لیے

کرنا ہے اور بعض نے کہا ظاہر اسکا انا زنا اسکا ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اور باطن اسکا
 عمل اس پر واجب ہوتا ہے اور بعض نے کہا ظاہر اسکی تلاوت ہے جیسا وہ نازل ہوا فرمایا
 حق سبحانہ تعالیٰ نے در تلی القرآن ترتیلایکسان اور بارہم کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیل
 سے اور بطن اسکا سوچ بچار اور تمہین فکر کرنا ہے اسد تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
 ایک کتاب ہے جسے تیری طرف ہم نے اتارنا ہے برکت والی ہے تاکہ اسکی آیتوں میں
 تامل اندیشی کریں اور نصیحت لیں وہ لوگ جو دانش مند ہیں اور بعض نے کہا کہ نکل
 حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہے تلاوت میں کہ مصحف سے جو امام ہے تجاؤ نہ کرے
 اور تفسیر میں نہ ہو بے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل میں فرق کیا گیا ہے کچھ
 تفسیر علم ہے آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور ان اسباب کا جسکے لیے آیت
 اتر ہی اور یہ جو تفسیر ہے تمہین کچھ کا فہم کو کہنا حرام ہے اور ممنوع مگر سماع اور تار
 سلف سے جائز ہے اور تاویل آیت کا پیچہ نہ ہے ایک معنی کی طرف جسکا اجمال تمہین
 ہو جبکہ معنی متحمل ہو سکے وہ دیکھتا ہے کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
 طرح کی معہ دل کی طرح طرح کے حال کے ساتھ ہے اس بیان کے برابر جو ہم نے صفحہ
 فہم اور رہنہ معرفت اور منصب قرب الہی سے ذکر کیا ہے ابوالدر درانے کہا کوئی شخص
 پورا فقہ نہیں ہوتا حتیٰ کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی چنبیے کا قول ہے
 عبد اسد بن مسعود کا کوئی آیت نہیں مگر یہ کہ اسکے لیے ایک قوم ہے کہ مغرب اس پر
 وہ لوگ عمل کریں گے اور یہ کلام ترغیب دہتا اور رہنمائی کرنا ہے ہر طالب صاف صحت
 کو اس پر کہ اپنے دل سے سوار کلام کو صاف اور سحر کرے اور اسکے معنی و فرق اور
 اسکے ہر اچھلے کود کو سمجھے درین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور

ما سوا اللہ سے فارغ دل کمالی ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہو اور ہر تہذیب و ملت
 میں نیا مطلع اور فہم نہا و تہذیب وہ ہو اور اسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عملی نرالا ہو اور اس عمل
 فہم عمل کی طرف بلاتا ہو اور اسکا عمل صفائی فہم اور نظرو قینی کو معانی خطاب میں کھینچتا ہو
 فہم سے علم ہو اور علم سے عمل اور علم و عمل کا تو ہمیں باری باری سے آتے ہیں اور عمل اب
 دہی قلوب کا عمل ہو اور عمل طلب عمل قلوب کے علاوہ ہو اور عمل قلوب اپنی لطافت اور
 اسد ایت سے علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہیں اس واسطے کہ وہ نیات اور ضمیر اور تعلق
 رومیہ اور تاویلات دینی اور فسانہ گوئی مخفی ہیں اور جب کبھی ان اعمال سے کوئی عمل
 کرتے ہیں علم سے ایک علم نکلا بلند ہوتا ہو اور ایک مطلع جدید پر فہم آیت سے طلوع
 کرتے ہیں اور میرے سر باطن میں یہ بات کاشکتی ہو کہ مطلع سے نہ یہ مراد ہو کہ وہ معارف
 فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور از سر نسبت پر آگاہ ہونے سے ہو و لیکن مطلع
 یہ ہو کہ ہر ہر آیت پر اس کے سبب شہود تکلم پر طلوع کرے اس واسطے کہ اس میں اوصاف
 اس کے سے ایک وصف اور اس کی صفات سے ایک صفت امانت رکھی ہوئی ہو
 تو اس کے لیے تعلیمات آیتوں کی تلاوت اور سماع سے تہجد دہوتے ہیں اور
 آیتوں کے لیے نیچانے ہیں جو عظمت جلال سے خبر دیتے ہیں اور ہر آیت امام فخر جمالی
 رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آپ نے فرمایا ہے ہر آیت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں
 کے لیے اپنے کلام میں تعجلی ہو اور مگر وہ نہیں دیکھتے پس ہر ایک آیت کے
 لیے اس وجہ سے مطلع ہو تو حد کلام ہو اور مطلع حد کلام سے شہود تکلم
 کی طرف ترقی کرتا ہو اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ
 کہ آپ غش کھا کر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز میں تھے تو اس حالت سے

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آیت کو دہر تا بار بار یہاں تک کہ اُسکو بین سے اُسکے منکمل سے سنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے ناصیہ توحید کا نور چمکا اور اُس نے وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ماسوا اللہ سے چھوٹ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت میں مثل درخت موسیٰ علیہ السلام کے دیکھتا ہوا جان کہ اُسکو اللہ تعالیٰ نے سنا تا اُس درخت سے خطاب اپنا حضرت علیہ السلام کو انی انا اللہ ہر آئینہ میں ہوں اللہ توحید جسکا سماع اللہ تعالیٰ سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سے اُسکا بصر اُسکے دورا جبر اُسکے سمیع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھر آخر اُسکا اول کو اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے مغنی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ خطاب ذریات کو آپ سے کیا گیا میں تمھارا رب نہیں ہوں تو انھوں نے یہ انداز نہایت صاف سنی اُسکے بعد برابر ذریات اصلا اب اور ارجام میں منتقل ہو گئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جب توفیام کرنا ہو اور تعقب پیرا سا جہین میں بیٹھے تعقب تیرے ذرہ ازل جو د کے اصلا اب میں جو تیرے آبا ایشیا سے ہیں اس ہمیشہ ذرات منتقل ہوتے رہے حتیٰ کہ اپنے جسابد کی طرف برو کر گیا پس وہ حکمت کے ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محبوب ہو گئے اور اطوار کثیرہ میں اولتے بدلتے تاریکی کی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہے اس طرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو ہمیشہ اُسکے ترکیب اور تجلی کے مراتب میں ترقی دیتا ہے حتیٰ کہ وہ عالم حکمت کی ضیق مقام سے خلاص پاکر قضا و قدرت میں نکل آتا ہے اور اُسکی خیم باطن سے

جو دربار ہو جانے والی ہو پر دہائے حکمت دور ہو جاتے ہیں تو اسے استبرک کا
 سماع کشف اور عیان ہوتا ہو اور توحید و عرفان اسکا بتیان اور برہان اور
 اس کے خاطر تاریکی فاصلوں کی دوائع انوار میں مندرج ہو جاتی ہو بعض نے یہ بھی
 کہا ہے ہم یاد کرتے ہیں کہ خطاب استبرک کا اس کے اشارہ اس حال کی طرف ہو چھ
 جس وقت صوفی اس وصف کے ساتھ متحقق اور محو ہوں ہو گیا تو اسکا وقت سر
 اور تہود اسکا موبہ ہو گیا اور سماع اسکا متوالی اور تہجد وہ سنتا ہے اللہ تعالیٰ
 اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سنتے کا ہر فیضان
 و بہن عینیہ نے کہا ہے اول علم استماع ہے پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اسکا پھیلاؤ اور بعض
 صوفیہ نے کہا ہے حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہے کہ جس طرح حسن کلام کی تعلیم پانا
 اور بعض نے کہا ہے کہ حسن استماع سے یہ ہے کہ متکلم کو ملت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی
 بات پوری کرے اور ادھر آدھ کلمہ حیان دے اور بات کرنے والے اور یاد
 رکھنے والے کی طرف متغیر اور نظر رکھے اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کے لیے
 فرماتا ہے اور دست جلدی کہ قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا
 پورا کیا جائے اور فرمایا مت غیث دے اس کے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اسے جلدی
 سے پڑے یہ تعلیم جو حسن استماع کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول علیہ اسلام
 کے لیے بعض نے کہا معنی اس کے یہ ہیں کہ مت لکھا اے صحابہ کو جتنا کہ تو اس کے
 سعائی کو سوچ سمجھ لے تاکہ اول تو وہ نہو جو اس کے عجائب اور غرائب میں غلط
 کرتے ہیں اور نہ کہ ایسا ہو کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان پر جبریل
 علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی انکو پہنچاتے تو قرآن کے پڑھنے میں جھول کے

خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا یعنی ہشتابی نہ کر
 اسکے پڑھنے میں قبل اسکے کہ جبریل علیہ السلام آپ تکلم اٹھا کر نے سے فارغ
 نہ ہو جائے اور کبھی مطالعہ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کے
 معنی میں آتا ہے اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تورات اہل صلاح اور دُائے
 حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امتثال کا محتاج ہوتا ہے جن میں عذرا ب
 آخرت سے نجات ہے کہ ان میں وہ ادب فن حسن سماع کا ہو جائے اسوۂ
 کہ یہ ایک نوع اسی کی ہے اور جس طرح کہ قلب حسن سماع کے لیے مستعد رہد و تقویٰ
 سے ہوتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ سننا اُس میں سے جو بہت اچھا ہے اُسے لے لیا پھر وہ
 ہر ایک شے سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہے اور مطالعہ
 آداب سے یہ ہے کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے
 تو سمجھے کہ ہر آئینہ کبھی اُسکا مطالعہ ہو اسے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر
 کم مبرمی سے ہوتا ہے تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہے جیسے لوگوں کی
 صحبت اور ان کی بات چیت سے آرام پاتا ہے تو چاہیے کہ نزدیک آدمی اپنے نفس کو
 اس معاملہ میں ٹٹوے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اُس حد تک کہ اُسکو
 حاصل کرنا ہے فرمے نہ اُڑے اور حد سے زیادہ کی اُس میں رعایت نہ کرے
 پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُسکی طرف
 مبادرت نہ کرے بلکہ بعد ثبات و قرار اور ناتاہ اور رجوع کے اللہ تعالیٰ کی طرف
 اور بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تائید چاہے اسوۂ کہ ہر آئینہ کبھی
 مطالعہ سے بھی اللہ تعالیٰ وہ عزت و رزق اور نصیب کرنا ہے جو اُسکے حال

کی ترقی ہو اور اسکے لیے استخارہ پہلے دیکھوے تو اور بھی اچھا ہے کہ تحقیق بعد دعا
 اسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہے بخشش کی راہ سے منجانب اللہ
 مستزاد اسپر جو صوبت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور
 ایک سر باطنی اور وہ فہم ہے اور اللہ تعالیٰ نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ
 کر دیا ہے فہمنا یا سلیمان و کلا آتینا حکما و علما یعنی سمجھا دیا ہم نے اسے سلیمان کو
 اور ہر ایک کو ہم نے حکیم اور علم دیا اس میں اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے
 ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کر دیا حکیم اور علم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر آئینہ اللہ تعالیٰ
 جسکو چاہتا ہے سناتا ہے پس ہر گاہ سنائے والا خود اللہ تعالیٰ ہے تو کبھو زبان کے
 واسطے سے سناتا ہے اور کبھو اس شے سے جو اسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے
 روزی کیا ہے اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ کشود کرتا ہے مطالعہ کتب سے اس
 معنی میں داخل کیا جو سموع سے حسن اجتماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہے تاکہ
 بندہ آمین جس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے ہو اسے کدہ ایسا
 پڑا اب رحمت کے ابواب سے ہے اور سلوک آخرت کے سب سے زیادہ نفع دیتا ہے
 تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان میں ورنہ اس کے ایک نئے کی طرف اشارہ ہے
 حکیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا
 کہ شر کیا چیز ہے تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے شر کی بابت سوال نہ کرو اور
 خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اسکو فرمایا پھر کہا کہ شریروں کے شر علیہما
 شریروں اور نیکوں کے نیک علماء نیک ہیں کہ علماء اہمیت کے رہنما اور دین کے
 ستون اور جمالت جلی کے ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو

اور کتاب و سنت کی حکمتوں کے معاون اور اسد تعالیٰ کے انسان کے خلق ہیں اور
 بندگان خدا کے بطریق چارہ ساز اور ملت و ملت کے تقاد و رجب و امامت کے بار
 اٹھانے والے ہیں تو وہ زیادہ قدر خلق میں جتنا حق تقویٰ اور پرہیزگار کے ہیں اور
 تمام بندگان خدا سے بڑھ کر حاجت مند زہد فی اللہ دنیا کے امور سے کہ یہ علماء ان
 باتوں کے محتاج اپنے نفس اور دوسروں کے لیے ہیں تو ان کا قساو و صلاح
 متعدی ہر سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیوں میں بڑا جاہل وہ ہے جسے جانی ہوئی
 بات کا عمل ترک کر دیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہے جسے عمل اسیر کیا
 جس کا اسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہے جو سب سے زیادہ اسد تعالیٰ کے لیے
 فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہے کہ حکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی
 معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہیں جانتے کہ اس کی فصاحت اور کلمہ اور
 خدا رب اور سناظرہ و مجادلہ کی قوت تھے مغالطہ نہ دے اس واسطے کہ جاہل ہو اور
 عالم نہیں ہے الا اگر اسد تعالیٰ برکت علم سے اسے شہرت کرے کہ ہر آئینہ اسلام میں علم
 اپنے اہل کو ضائع نہیں کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہے
 اور علم فرض ہے اور فضیلت ہے پس فرض وہ ہے کہ انسان کو اس کے جاننے سے
 چارہ نہیں ہے تاکہ وہ حق و حجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت و حمہ جو مقدر
 حاجت پر زیادہ ہو ان چیزوں میں سے جو نفس میں فضیلت حاصل کرتا ہے اور
 کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب و سنت کے اور جو کچھ ان
 دونوں سے مستفاد ہو انہی یا ان دونوں کے سمجھنے پر عین یا انکی طرف مستند
 ہیں خواہ کوئی ہو موافق ہو ورنہ تو وہ زولیت ہے اور فضیلت نہیں ہے

اُس سے انسان کی زیادہ خواری ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی فرومایگی ہے پس جو علم کہ فرض ہے اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہیں یعنی اُسکے جانے بغیر وہ نہیں سکتا بنا بر اُسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین میں ہو سو اسطے کہ ہر نیک علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور علمائے اُس علم میں اختلاف کیا ہے جو فرض ہے بعضوں نے کہا کہ وہ علم اخلاص اور معرفت آفات نفس اور فسادات اُمال کا ہے اس لیے کہ اخلاص کے لیے امر ہے اور اخلاص امور یہ کے گھروں کو نفس کا مکر اور غرور و سکا ندر و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہیں تو اُسکا جانا فرض ہو گیا اور بعض نے کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جانا فرض ہے اس واسطے کہ خطرہ ہے اصل اور بنیاد فعل کی اور اُسکے بعد اُور تباہی میں اور اسی سے پہچان پڑتا ہے فرق دار و ملکی اور وارد شیطانی کا تو فعل نہیں صحیح ہوتا جب تک کہ اُسکی سخت نہوا و بعضوں نے کہا ہے وہ علم وقت کی طلب ہے اور پیر بن عبد اللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہے یعنی علم اُس حال کا جو اُسکے دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اور اُسکے درمیان ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ علم حلال کی طلب ہے اس لیے کہ اکل حلال فرض ہے اور ہر آئینہ بعد فرضیہ کے فرضیت طلب حلال کی وارد ہوتی ہے تو اُسکا علم بھی فرض ہو گیا اس حال سے کہ وہ فرض ہے اور بعضوں نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہے اور وہ اُسے کہتے ہیں کہ بندہ کا یقین اُس کا زیادہ ہوتا ہے اور یہ وہ علم ہے کہ جو حاصل ہوتا ہے صیبت سے اور مباحیوں کی مجاہد سے جو علماء صاحب یقین اور زیادہ مقررین ہیں انکو اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر میں داخل کیا ہے کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہے اور اُنکے طریقے

آنکو تو ہی کر دیتا ہے اور انہیں کہ سبب آنکو ہدایت کرتا ہے پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے وارث ہیں اور ان کے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ
 علم خرید و فروخت ابویہاء و طلاق کا ہے کہ جب ارادہ نہیں داخل ہونے کا کسی چیز
 میں ان سے کرے تو اس پر واجب ہے کہ علم اسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ
 ہے کہ بندہ ایک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ ایمان اللہ کے واسطے پس کیا حتیٰ اگر
 تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنی رائے سے عمل کرے اس واسطے کہ وہ جاہل ناواقف
 اس چیز سے ہے جو ایمان اس کے نفع اور نقصان کی ترتیب وہ کسی عالم کی طرف
 رجوع کرتا ہے مگر اس سے پوچھے عمل سے ناکہ وہ اسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے
 اور اپنی رائے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہے جسکا حاصل کرنا ایمان واجب ہے جہاں
 کوئی جاہل ہے اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہے کوئی کہتا ہے کہ طریقہ نظر
 استدلالی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ طریقہ نفل ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے جبکہ بندہ
 علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام میں ہے اور اس کے سینہ میں کوئی
 شہ راسخ نہیں ہوئی تو وہ سالم ہے اور اگر اس کے سینہ میں کوئی بات جم گئی یا کہ کوئی عقیدہ
 رد و قبح میں و موصوفہ ذاتی ہے یا کسی شہ میں گرفتار ہے جس کے غائب سے وہ میں پاتا ہے
 کہ اسے کسی بدعت یا ضلالت کی طرف گنج لیمائے تو اس پر واجب ہے کہ اشتباہ اور
 استکشاف کرے اور اہل علم اور ان کے لوگوں کی طرف رجوع کرے جو اسکو طریق صواب
 سمجھائے اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرض شنگانہ ہے پس اسلام کی بنیاد
 رکھی گئی اس واسطے کہ وہ سب مسلمانوں پر فرض ہیں اور جب انکا عمل فرض ہے تو اس کے
 عمل کا علم بھی فرض ہو گیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ علم توحید ایمان داخل ہے

اس لیے کہ آسمان اول و دشمنات ہیں اور اخلاص آسمان داخل ہو کیونکہ وہ اسلام کی ضرورت سے ہوا اور علم اخلاص صحت اسلام میں داخل ہو اور جب رسول پڑھائی ہو علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہے تو وہ اسکی تفتیش ہو کہ مسلمان اسے بغیر علم کے نہ رہے اور بقدر احوال کہ پہلے بیان ہو چکے اکثر یمنین ایسے ہیں کہ مسلمان کو اس کے خیال میں وسعت ہو اسوقت کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواہ اور علم حال اور علم طالی کا نہیں رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہے تو دیکھتا ہے اور اکثر مسلمان ان چیزوں سے لاعلم ہیں اور اگر پسب چیزیں پر فرض ہو رہیں تو البتہ اکثر خلق اس سے عاجز ہیں مگر جسکو اللہ چاہے او میرے مسلمان ان اقوال میں شیخ ابوطالب کے قول کی راف زیادہ ہے اور اس کے قول کی طرف سے کہا ہے کہ اُسپر علم بیع و شرا و نکاح و طلاق کا واجب ہے جبکہ آسمان پر ناجائز و تقسیم ہونے والی شے علم اسکا مسلم پر فرض ہے اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابوطالب نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ میں تو بہ جامع علم فروع کی طلب کہ ہے کہ اور اللہ مترجما ہے والاں کی پس کتاب ہون علم کسی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ علم امر و نہی ہے اور ماہورہ ہے جسے کہنے پر جواب اور اس کے ترک پر عذاب ہے اور نہی و منوع جسے کہنے پر عذاب اور اس کے ترک پر ثواب ہے اور ماہورات و نیات سے بعضی دوسری ہیں جو بندہ کو حکم اسلام سے لازم ہیں اور بعض ایسے ہیں یمنین امر و نہی کو داخل اسوقت ہوتا ہے جب کوئی امر حادث ہو جو لازم ہو کہ اسکا لازم اسلام کے حکم سے پیش آوے اسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہے اور جو حادث سے منع ہو اور امر و نہی آسمان خلیل ہو تو اسکا علم اس کے بعد کے

وقت زہی ہر کہ مسلمان مطلق اسکے جانے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ تعریف ان سب
وجہ سے زیادہ عام تر ہے جو اوپر گزریں اور اسد برا جانب والا ہے بعد اسکے شایخ
صوفیہ اور علما آخرت نے جو دنیا سے غربت نہیں رکھتے علم مفروض کی طلب میں
کوشش میں پانچے چڑھائے تھے کہ اسکو شناخت کیا اور امر و نہی کو قائم کیا اور اسکا
خاتم سے متوفیق اتنی عمدہ برآ ہوئے ہر جب وہ ہمیں مقیم اور مستقر ہوئے پیروی
کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اسکو اللہ تعالیٰ نے استقامت
کا حکم دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس مقیم ہو جیسے تو امام ہو اور وہ شخص جسے
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دروازے ان علوم کے کھول دیے جسکا پہلے
ذکر ہو بعضوں نے کہا کون ہے جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص
جو شاہد است قوی اور اور ظاہر و باطن صادق سے مدد دیے گئے ہیں جسکو ہر عزم کی
ثابت قدمی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اگر ہم تجھے ثابت رکھتے ہر خطابت
کیا گیا شاہدہ اور شاہدہ خطاب کے وقت میں اور وہ بنایا سنوارا ہوا قرب کے
مقام میں اور نہی انبیا و بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسکے بعد خطاب قوی اور
تعالیٰ کے ساتھ ہوا فاسق کما اوت یعنی پس مقیم ہو جیسے تو امام ہو اور اگر نہ ہوتے
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ امام ہوئے اور ان شخص سے
پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے کہ اسکا استقامت ہو اسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
سلم نے فرمایا ہے قائم اور مقیم ہو جان انکے اسکے محافظ نہ ہو سکو گے اور امام حضور صادق
نے اس حکم کی تفسیر میں کما اوت کہا ہے کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف صحت عزم
سے نیاز و انتشا کے اور بعض صاحبین نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ امین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہے کہ ہر مہینہ
 آپ نے فرمایا ہے کہ شیعہ بنی سورہ ہود اور خواتم یعنی سورہ ہود اور اسکے اخوات نے
 مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا مان کیا پھر میں نے کہا کس خیر نے ایمان آپ کو
 بوڑھا کر دیا یا بنیائے قصص اور ہتھون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہیں و لیکن
 اسکے قول نے فاسد تقیم کیا اثر پس طرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وفات
 شہادت اس خطاب سے مخاطب ہوئے اور حقایق استقامت کے ساتھ خطاب
 کیے گئے اسی طرح علماء و آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہیں و شریح صوفیہ جو مقرب ہیں
 اللہ تعالیٰ نے انکو حصہ اور نصیب نہیں سے عطا کیا ہے پھر انیر الامام مطالبہ اسکا کیا کہ وہ
 حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہوں اور استقامت کو برقرار مقصود اور اعلیٰ مطلوب چاہا
 ابو علی جو رہنے کہا ہے کہ طالب استقامت ہوئے طالب کرمیت اس واسطے کہ ہر آئینہ تیرا
 نفس طلب کرمیت میں شکر ہے اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہے اور یہ جو
 اس نے بیان کیا تیری اصل اور تیرا اگر اس باب میں ہے اور ایک راز چھپا ہوا حقیقت سے
 اکثر اہل سلوک و طلب نے غفلت کی ہے اور بات یہ ہے کہ مجتہد اور عابد لوگوں نے
 تسبیح یا یہ صاحبین خلعت کے سینہ کا حائل اور جو انکو کلمات اور خوارق عادات سے عطا ہوا
 تو ہمیشہ ان کے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف انہیں جھانکتے اور تکتے ہیں اور
 چاہتے ہیں کہ تھوڑا بہت ایمان سے ایمان بھی لے لیں اور کیا عجب ہے کہ کوئی انہیں سے
 شکستہ خاطر رہ جاتا ہے تھمت اپنے نفس پر لگاتا ہوا محبت علی نہیں اس لیے کوئی بڑا
 انہیں سے کشف نہیں ہوتی اور جو اسکا سر انکو معلوم ہوتا تو ان کے معاملہ میں آسانی ہو جاتی
 تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کبھی اسکا دروازہ بعضے سے مجتہدوں پر نہ

مفتوح کرتا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ خوارق عادات و افعال قدرت سے جو وہ دیکھتا ہے
یقین کو ترقی ہوتی ہے تب اس کا غم دنیا میں زہد کرنے کا اور حدیثات دنیوی سے
کل جانے کا قوی ہو جاتا ہے اور کچھ اُسکے بے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ انکو شکاف
مرفیقین سے ہوتا ہے اور پردے اُسکے دل کے اٹھائے جاتے ہیں اور جب کو فقط یقین
سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہے ایسے
کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہے اور ہر ایک یقین کلی حاصل ہو گیا اور جبکو
صرف یقین نصیب ہو اس میں سے کسی شے کا کشف ہو تو ارادہ یقین نہیں ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہیں ہے کہ اُسکے لیے خوارق عادات کے کشف قدرت ہو اس لیے
کہ یہ موقع استغنا کا ہے اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہے سو اس لیے
کہ موقع اسکی حاجت کا ہے تو یہ دوسرے شخص استعداد و ریاضت میں کامل درجہ اول شخص
سے ہر اس حیثیت سے کہ حاصل اسکا یعنی یقین خاص اُسکو نصیب ہوا بدوں اُسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے سو اس لیے کہ اس میں ایک فتنہ ہے وہ کیا کہ عجب ہے پس وہ اُسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے متغنی ہو گیا سو اس لیے طالب صادق کی راہ یہ ہے کہ مطالعہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پر اگر اُسکی راہ میں کوئی شے اس میں کی
آجائے تو جائز ہے اور چھیڑے اور جو پیش آوے تو اُسکی کچھ پروا اسے نہیں ہے اور
اس سے اُسکا کچھ نقصان نہیں ہے اور نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت و جہی میں خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے سو اس لیے کہ وہ طالب حق کے لیے
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہے تو علمائے اہل ذر و شلخ صوفیہ اور مرقیین اس صورت سے
کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوئے تو وہ تمام علوم نصیب

ان کے ہوتے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور جنوں نے زعم
 کیا ہے کہ وہ فرض ہے تو اُس میں کا علم حال اور علم قیام اور علم خواہ اور علم غریب علم بجز
 اور اسکی تفصیل ان کو ایک باب خاص میں بیان کرینگے اشارہ اللہ تعالیٰ اور علم یقین اور
 علم خلاص اور علم نفس اور معرفت اسکی اور اس کے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت
 علوم قومی میں سب سے بڑھ کر غریزہ اور بزرگہ ہے اور مقربین صوفیہ کے طرق سے بہت
 اور بہت ترسیب آدمیوں میں وہی ہے جو ان سب سے زیادہ بہت اور بہت
 معرفت نفس میں ہے اور علم معرفت اتسام دنیا اور وجہ وفاق ہوئے اور مخفی شہوات
 اور حرص اسکی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس و قوت بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے
 پہننے اور تارنے میں کھانے میں اور سونے میں اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہوئے
 گناہوں کا علم اور ان بنیات کا علم جو برابر کے حسنات ہیں اور نفس کا مطالبہ
 غیر مطالب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خیرات محبت کے روکنے سے پھر فضول
 خطر وں کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم ان انبیاء کا جو مراقبہ میں غفل دے اور علم
 محاسبہ و رعایت اور علم غایت التوکل اور توکل کے اس کے توکل میں اور مراقبہ میں جو
 چیزیں مارج اور غفل ہیں اور چیزیں کہ مارج اور غفل نہیں ہیں اور فرق اس توکل
 میں کہ حکم یگانہ و جب ہیں اور اس توکل خاص میں جو اہل عرفان کے ساتھ تعلق کر
 اور علم رضا اور مقام رضا کے گناہ اور علم زہد اور اسکی حد بندی اور ضرورت سے
 انسان باتوں سے جو اسکی حقیقت کی قاض نہیں ہے اور معرفت زہد فی الزہاد اور زہد
 فی الزہاد کے بعد معرفت زہد ثالث کی اور علم زناہب و ابتجار اور معرفت اوقات
 دعا اور سکوت عن الدعا اور علم جمعیت و تفاوت محبت طہیج کی تفصیلی مثال اسکی

کی گئی اور محبت خاصہ اور ہرگز نہ ایک گروہ نے علماء الدنیا سے انکار کیا دعویٰ علماء
آخرت کا محبت خاصہ سے جس طرح کہ رضا سے انھوں نے انکار کیا ہے اور کہ ملوہ خیر صبر کے نہیں
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات میں اور نفا و توحید محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس میں اور فرق محب اور محیب اور مرید و مراد
کے مقام میں بحر علوم شہادت جس طرح ہیئت نور انس اور فیض و بسط اور فیض اور
اہم اور بسط و نشاط میں فرق اور علم فنا و بقا اور نفا و احوال بخا و استتار اور تجلی و جمع
و فرق و لوا مع و طواع اور بوا دی اور صحو و سکرو غیر ذلک اگر وقت میں گنجائش
ہوئی تو انکو ہم بیان کر نیکی اور انکو متعدد جلدوں میں شرح و بسط کے لکھنے کے لیکن
عمر کوتاہ ہے اور وقت عزیز ہے اور اگر فقط سہ ماہ شریک نہ ہوتی تو اس کے زیادہ وقت
تاک ہوتا اور مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی صنائع نیک کو بخوشی ہے خدا سے کریم سے
ہمیں امید ہے کہ اس کے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کچھ بے حجت ہونے ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہیں کہ ان کے ماوراء اور علوم ہیں کہ ان کے مقتضایہ پر عمل
کیا اور انہیں کے ساتھ علماء آخرت زما و فقہا یہ ہوئے اور علماء دنیا طلب پر حرام
ہو گئے ہیں اور وہ علوم ذوقیہ ہیں کہ ان کی طرف نہیں قریب ہے کہ نظر ہوئے مگر ذوق
اور وجدان سے جس طرح کہ علالت و شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہیں ہوتا
تو جسے اُسے چکھا اُسے نے اُسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زما و علماء کا تجھے آگاہ کرنا ہے
کہ اوتوب علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقائق دنیا کے غل زندی کے ساتھ متعارف و
دشوار نہیں ہے اور بسا اوقات محبت دنیا اُس کے حصول کی عمد و معاون ہوتی ہے اور اُس کے
بے ضوابط و اشتغال ان علوم میں شائق ہے تو جاہ و رفعت کی نسبت ان کی سرشت میں

داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور سفر فری اور غربت اور تشکال لذت اور سہوات کا اپنے اور گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہیں حاصل ہوتے اور بلا تکلیف
ہو کے انکشاف انکا نہیں ہوتا اور انکا درس بھی بخیر مدرسہ تقویٰ کے نہیں ہوتا
تعالیٰ اللہ تعالیٰ و تقوا اللہ و علیکم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور دو قسم ہندو تھے
اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہے علم کو میراث تقویٰ بنایا اور اس قوم کے علوم کے سوا انسان
ہیں بلا شک اس کے خیر سے پس علماء الاخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس خشیہ سے
کہ اولوالالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہیں کھولتا اور اولوالالباب وہ باشند
و حقیقت وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی بعض فقہانے کہا ہے
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت عقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زیادہ
کے لیے خرچ کیا جائے اس واسطے وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہیں کہا ہے سید
بن عبد اللہ تشری نے کہ عقل کے ہزار نام ہیں اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہیں
اور ہر نام کا اول ترک دنیا ہے ابو عبد اللہ جو اس سے روایت ہے اور یہ ابیاب خاتم
سے ہیں کہا ایک دفعہ میں ابو عبد الرحمن حاتم کے ساتھ شہر سے میں پہونچا
اور میں سو بیس آدمی اس کے ساتھ تھے جسکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمال اور چہ چہ
ہو سے تھے اس کے پاس کھانا تھا اور نہ تو شہ دان تھا تو شہر سے میں ایک شخص
سو اگر کے یہاں اترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم جب کی ات اسے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا اب عبد الرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہ میں فیاد
کو اپنے ایک نقیہ کی جایا چاہتا ہوں کہ بیمار ہے اس پر حاتم نے کہا اگر تمہارا فقیہ

بیمار ہو تو فقیہ کی بیمار پر بھی ہمارے لیے فضل ہے اور فقیہ کی طرف نظر نہ اجماع ہے پس
 میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور محمد بن مقاتل قاضی شہر نے غلیل سے بھر کہا کہ
 ہم ابو عبد الرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہنچے تو ایک ایسی ایک اونکا دروازہ
 خوشنملا تو حاتم شفا بخشک رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اس طرح کا بعد از ان اُن سب کے لیے
 اجازت ہوئی تو سب گھر میں گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ و خوش بچھا ہوا اور نوکر
 چاکر اور پردے پڑے ہوئے اور خلعت جمع ہو پھر حاتم فکر میں گئے بعد از ان اُس غلیل
 کی طرف چلے جہاں وہ قاضی غلیل تھا دیکھیں تو غلیل فرماں آسمین بھیجے تھے اور
 انہیں قاضی سورہا تھا اور اُس کے سرخانے ایک لڑکا سبرہ آغاز نامہ میں اُس کے
 چوڑی تھی پھر رازی تو بیٹھ کر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا ہوا کہ آسمین ابن مقاتل نے
 اُس کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ میں نہیں بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے
 کہا کہ آیا مجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہ مانا کہ وہ کیا ہے کہا ایک کلمہ ہے جو تجھ سے پوچھنا
 چاہتا ہوں کہ آیا چاہا تو چھپے کہا تو اُس نے بیٹھ کر کہ میں تجھ سے وہ کلمہ پوچھوں تب آپ نے
 نوکروں سے کہا تو انھوں نے کلمہ لگا دیا اس وقت حاتم نے اُس سے کہا یہ میرا علم کہنا
 سے تو نے حاصل کیا کہ ان نفقات نے اُس کی حدیث محمد سے کی ہے کہ کس سے کہا صاحب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے
 کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ
 سے حاتم نے کہا پس وہ پھر جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول اللہ تک پہنچا یا
 اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے نفقات کو اور نفقات نے تم تک
 پہنچائی آیا تو نے سنا کسی کو جو اپنے گھر میں امیر ہو اور اُس کے نوکر چاکر بہت ہوں

تو اُسکا درجہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہو گا نہین کہ کیا پھر کس طرح تو نے سُنا تو کہا جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت میں غنیمت کی ہو اور سائیکین کو دوست رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے صحابہ ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہو گا تم نے کیا پھر تو نے کسی اقتدار اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور صاحبین کی یا کہ فرعون و غمروہ کی جنھوں نے پہلے پہل جو نہ اور خیمہ انیٹ کی عمارت بنوائی ابے علامہ بدرتم ایسوں کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا رغب ہو دیکھے تو کہے عالم اور یہ حالت میں اُس سے بدترین ہوں اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابنِ مقاتل زیادہ عجیب ہو گیا پھر اہلِ رُش کو اس ناجر سے کی جو اُسکے اور ابنِ مقاتل کا تخاصم ہو چکی اُسپر سب لوگوں نے اُس سے کہنا یا ابجد الرحمن فروین میں اس سے بُری شان کا عالم ہو اور اُسکا کی طرف اس سے کیا کیا کہا تو اُسکی طرف قصد اُردا نہ ہو اور اُسکے پاس پہنچے تب کہا اسدیر سے اوپر چم کہ میں ایک عجیب شخص ہوں چاہتا ہوں کہ تو مجھے سکھلا دے جو دین کی سب سے پہلی چیز ہو اور میری نماز کی کنجی ہو میں کس طرح نماز کے لیے وضو کر دینا کہا مان بہت اچھا صاحبِ زاد سے اُور تین جہین پاتی تھا پھر وہ برتن لے آیا میں پاتی تھا پھر طافسی پٹھ لیا اور دھویا میں تین بار وضو کر کے کہا اس طرح وضو کر تو حاتم تھا اور تین تین بار دھویا یہاں تک کہ وہ ہاتھوں کے دھونے تک پہنچا تو چار دفعہ اُنکو دھویا اسپر طافسی نے اُس سے کہا اُدے اسراف تو نے کیا اسپر حاتم نے اُس سے کہا اگس پیر میں کہا تو نے اپنے دونوں ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا اگر سحان اہد میں نے ایک چلو یا بی میں اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع میں اسراف نہیں کیا تو ظنا سمجھ گیا کہ اُس نے قصدِ اعتراض کا اس سے کیا اور اُس سے کہنے کا ارادہ کیا

اور گھر میں ٹھس گیا اور چالیس دن تک لوگوں سے ملاقات نہ کی پھر جب بغداد میں
 پہونچا تو اہل بغداد اُس کے پاس آکر جمع ہوئے اور اس سے کہا یا ابا عبد الرحمن
 تو ایک عجیبی شخص کنذر بان ہے کوئی تجھ سے کلام نہیں کرتا مگر یہ کہ اسکو قطع کرتا ہے
 کیا مجھ میں تین خصلتیں ہیں جنکی قوت سے میں اپنے خصم پر غالب آتا ہوں لوگوں
 نے کہا وہ کیا ہیں کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو میں خوش ہوتا ہوں اور
 جب خطا کرے تو میں غمگین ہوتا ہوں اور میں اپنے نفس کی حفاظت اس سے
 کرتا ہوں کہ اُسپر جمل اور سختی کروں یہ بات احمد بن حنبل پہونچی اور اُس کے
 پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہے پھر اُس کے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن
 دنیا سے سلامت گیا ہے حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت رہیگا جتنا
 کہ تجھ میں چار خصلت نہوں کہا وہ کیا ہیں یا ابا عبد الرحمن کہا جمالت جو قوم کرے
 اُس سے تو درگزر کر اور اپنی جمالت کو اُسے باز رکھ دو اُس کے لیے اپنی خیر چج کر اور
 اُنکی خیروں سے تو بایوس ہو جسوقت یہ بڑا تیرا ہو گا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہایتی اللہ من عباده العلماء یعنی بجز اُس کے نہیں کہ اللہ سے
 ڈرتے وہی بندہ ہیں جو عالم ہیں انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا امتقان لوگوں سے
 ہوتا ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتے ہیں مثل اُس کے کہ جسوقت کہا انا بدخل الدار بغدادی
 یعنی سوا اُس کے نہیں کہ گھر میں بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
 گھر میں آنا مفتی ہوتا ہے پس علماء آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات
 قرب اور مواقع عرفان کی راہ سد و نہی مگر جبکہ زہد اور تقویٰ ہوتا ہے نہایت نے کہا میں نے
 ایک دن اپنے یاروں سے کہ کل شب کو میں صبح تک کو شش کرتا رہا کہ کہوں اللہ الا

گرین نے اُس پر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا میں نے اپنے لڑکپن میں ایک کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی وحشت مجھ پر پہنچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے اُس شخص سے تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور وہ کسی شخص کے ساتھ اُسکی صفات سے منصف ہے پس صفات تقویٰ اور کمالات بے رغبتی دنیا سے بندہ علم میں آئے ہوتا ہے اور اُسکی نے کہا علم میں راسخ وہ لوگ ہیں جو اپنی ارواح سے غیب غیب میں ہر اس کے اندر راسخ ہو گئے ہیں پس یہاں نا اچھین جسے اُچھین یہاں اور دیا علم میں فہم کے ساتھ ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کریں پھر اُنکے لیے خزانہ مجمع شدہ کھل گئے جو فہم کے ہر ایک حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر حکم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض صوفیہ نے کہا ہر راسخ وہ شخص ہے جو خطاب کے عمل مراد سے واقف ہوا اور کہا فرار نے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمام علوم میں کامل ہیں اور انکی معرفت حاصل کی اور تمام حقائق کی جہتوں پر مطلع ہوئے ہیں اور یہ ابوسعید کا قول ہے جسکی یہ مراد نہیں ہے کہ راسخ فی العلم کے سوا اور یہ بات ہے کہ علوم کی خبریات سے واقف ہو اور زمین کمال رکھتا ہو اور اسے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور اس قول اللہ تعالیٰ کے معنی میں توفیق کیا وفا کتہ و اباباد کہاں نہ کیا چیز پوچھا گیا ہے پھر تکلیف نہیں ہے اور منقول ہے کہ یہ وقوف اب کے معنی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابوسعید کی مراد ہے جو جسکی تفسیر کے قبل کلام نے جو کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہے طلوع اعلیٰ ہم اخلات فی کل علم فی وہ آگاہ ہر ساری خلق کی جہتوں پر اس واسطے کہ ہر آئینہ متقی نے اثبات تقویٰ کا وزاہد حق نے زہد کا دنیا میں کر دیا اسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہو گیا اور لوح محفوظ سے

اسکو کسی قدر سامنا اور مجاذات ہو گئی تو اس نے صفائی باطن سے اصولی و اہمات
 علوم کا ادراک کر لیا پس وہ منتہا اقدم علیہا کا انکے بلام بین جانتا ہے اور ہر ایک کے
 فائدہ کو سمجھتا ہے اور علوم خیریتہ تعلیم اور شوق سے نفوس میں بخیر و شوق پھیل سوتا ہے
 علم کلی انکا اس سے مستغنی نہیں کرتا کہ جزئی میں رجوع کرے اس کے اہل دہی میں جو اسکے
 ظروف میں پس ان لوگوں کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اسی میں مشغول ہوئے اور
 جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہو گئے اور علما و زہدین کے نفوس نے
 بعد اسکے کہ ضروری ضرین انہیں کی جو اصل دین میں ہیں اور بنیاد انکی شریعت سے ہر
 اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کیا اور انہیں اسے اسکی طرف جھک گئے اور ارواح انکی قرب
 اتنی کے مقام سے اصل ہو گئی تب انکی ارواح نے انکے قلوب پر انوار پہنچائے جسکے
 سبب سے وہ متعدد اور میا ادراک علوم کے یہ تھے پس انکی ارواح نے عالم ازلی
 کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود مجر و اور منفرد
 ہو گئیں جو ظرفیت علم کے یہ صلاحیت رکھتا تھا اور انکے قلوب اس وجہ کی نسبت
 سے جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہیں ظروف وجودی ہو گئے جو وجود علم کے مناسب
 نسبت وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم انہیں باہم علیٰ اصل گئے اس سبب
 سے کہ انفصال علوم کا اسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہو گیا اور انفصال سے
 مراد صرف یہ ہے کہ اتعاش انکا لوح محفوظ میں ہو دوسرے میں نہیں اور انفصال قلوب
 کا ارواح کے مقام سے جو واسطے ہے کہ قلوب تجذب نفوس کی طرف ہر تہہ میں توان
 دونوں منفصل یعنی علوم اور قلوب میں ایک نسبت اشتراک ہے جو باعث تالف اور
 امتزاج کے ہے تو علوم اس واسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی اسخ فی اعلم ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں جو نازل کی گئیں مہی کی کہ اسی میں سر اوّل سے کہو
 کہ علم آسمان میں ہو کون ہے اُترے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کناروں پر
 کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤں کے اُس پار ہے کون دریا اُتر جائے کہ اُسکو سے اُنے
 علم تمہارے قلوب میں رکھا گیا ہے فرشتوں کے آداب سے میرے سامنے آداب
 کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمہارے قلوب سے
 رسیجاؤ نگاہی کہ تمکو چھپائے گا اور دبائے گا پس فرشتوں کے آداب سے مودب بنو
 نفس کو اُسکی طبعی اسوہ کی خواہشوں سے باز رکھنا ہو اور صریح علم سے اُنکا خرسے
 اکثر خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل میں ہو اور یہ اُسی کے لیے صریح اور سبک
 جسے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضور ہی کا راستہ حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے پایا اب
 وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہونا ہو حسان بن علیہ سے روایت ہے کہ مائے
 خبر پہنچی کہ خلد ابن ادس رضی اللہ عنہ ایک منبر میں اُترے اور کہا دسترخوان
 ہمارے سامنے لاؤ تاکہ اُسکے ساتھ بازی کوں یہ بات اُس سے کہو وہ بھی گئی تیر
 کہا جب سے سلمان ہوا ہوں کوئی کلمہ میری زبان سے کلام میں نہیں نکلا مگر یہ
 کہ ہمارا مکی میں نے لکائی پھر دوسری لکام دیتا ہوں تم اُسکے سبب میرے پور
 آغوشہ نہو پس اسی کی مثال فرشتوں کے آداب سے ادب حاصل کرنا ہو اُن میں
 لکھا ہوا ہے جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تک کہ تم اُسپر عمل نہ کرو جو تم سے
 جان چکے ہو اور ہر آئینہ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 وارد ہوا ہے کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہر آئینہ تم پر سبقت لے گیا ہے تم نے کہا
 یا رسول اللہ کس طرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لے گیا فرمایا کہ وہ کتاب ہے علم طلب کرے

اور عمل نہ کر جب تک کہ علم تو نہ پڑھے اس واسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل کو نالائقا ہو یہاں تک کہ مر جائے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے علم کثرت روایت سے نہیں ہوتا علم خوف ہی ہے اور حسن نے کہا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ ذی علم و روایت کی پروہین کرنا اگر پروا کرتا ہے تو صاحب علم و روایت کی کرتا ہے تو علوم و ریاضت علم و راستہ سے نکلے ہوئے ہیں اور علوم و ریاضت خالص دودھ کی مثال ہیں جو پیئے والوں کے حلق سے آب سانی اترتا ہے اور علوم و ریاضت کی مثال سکڑا ہوا دھن سے نکلتا ہے اگر دودھ نہ ہو تو سکھ بھی نہ ہو مگر سکھ و ریاضت و چلنا پھرنے جو دودھ سے مقصود ہے اور بائیت اور پانی بن دودھ میں ایک بسم ہے جس کے ساتھ روح و حیثیت قائم ہے اور بائیت کے ساتھ اقوام ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور پانی سے ہم نے ہر ایک شے زندہ کی اور فرمایا بھلا وہ شخص مردہ تھا پھر سکھو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام سے اُسکو زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوم اول اور اصل اول ہے اور اسلام کے نیے بہت علم ہیں اور سبانی اسلام کے علوم ہیں اور اسلام بعد ایمان کے صرف تصدیق کی نظر سے ہے ولیکن ایمان کے لیے بعد از ان کہ اسلام کے ساتھ تحقیق ہو بہت فروع ہیں اور وہ مرتب ہیں جیسے علم یقین اور عین یقین زاد حق یقین کہ وہ ہر آئینہ کھو توجید اور معرفت اور شاہدہ کے لیے متصل ہوتے ہیں اور ایمان کے لیے ہر ایک فرع میں اُسکے فروع سے بہت علم ہیں تو علوم اسلام علوم اللسان ہیں اور علوم الایمان علوم القلوب ہیں پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہے پھر وصف عام علم یقین ہے اور اُسکی طرف کیجئے توجہ اور استدلال سے وصول اور ملاپ ہوتا ہے اور ایمان علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور ایک وصف

خاص ایمان ہر جس علمدار آخرت نفس میں اور وہ مکینہ اور ایک آرام کی چیز جو جو مروج
کے قلوب میں نازلی کی گئی ہو تاکہ وہ اپنے ایمانوں پر اور بھی ایمان زیادہ کریں ایمان
تمام مراتب کو اسم ایمان متعلیٰ اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے
متشکل نہیں ہو تو بنظر وصف عام یقین اور اس کے مراتب علم ایمان سے ہیں اور بنظر
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہو اور مشاہدہ وصف خاص یقین میں ہو
اور وہ عین یقین ہو اور عین یقین میں وصف خاص ہو اور وہ حق یقین ہو
پس حق یقین ہر وقت مشاہدہ سے بڑھ کر ہو اور حق یقین کا موطن ہر وقت آخرت
میں ہو اور دنیا میں اس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے لہل کے لیے ہو اور وہ ان تمام
خیزوں کے علی اور فضلی ہو جو انسا علم بالیہ سے ہیں ہو اسلئے کہ وہ وجدان
تو علم صوفیہ اور زہادی علم کی نسبت ان علماء دنیا کے علم کی طرف جو ظاہر و متبادل
کے طریقے سے درج یقین کو پہنچے ہیں اس چیز کی نسبت کی مثال ہو جسکا ذکر ہم نے
علم و تحقیق اور ورستہ سے کیا ہو انکا علم دو طرح کی مثال ہو اسلئے کہ وہ یقین اور
ایمان ہو جو کہ خیر نیادہ ہو اور علم صوفیہ بالمد تعالیٰ کا مقامات مشاہدہ سے ہو اور عین یقین
اور حق یقین سکے کے مانند ہو جو وجود حق کے بخلا ہوا ہو پس انسان کی فضیلت
علم کی فضیلت سے ہو اور اعمال کی زراعت اور وقار ہی قدر ہو کہ قبضہ علم کا
حاصل ہو تا ہو اور بیشک حدیث میں وارد ہوا ہو عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے
کہ جیسے تھے میری امت پر ہو اور اس علم میں اشارت علم بیع و شرا و طلاق
و عتاق کی طرف نہیں ہو اور جو اشارہ ہو وہ علم بالمد تعالیٰ اور قوت یقین کی طرف
ہو اور کھنڈہ عالم بالمد ہو تا ہو صاحب یقین کامل اور حالی آنکہ اس کے پاس

عرض کفایات کا علم نہیں ہوا اور ہر آئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء تابعین سے بہت بڑھ کر عالم حقائق یقین اور وقائق معرفت کے تھے اور تحقیق علماء تابعین نہیں ایسے تھے جو علم فتویٰ اور احکام کے اندر انہیں سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم تھی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی خیر کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید بن مسیب ہے پوچھو اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے کہ جابر بن عبداللہ سے پوچھو اگر اہل بصرے اس کے فتویٰ پر اتریں تو اس کے لیے وسعت اور گنجائش ہے اور حضرت انس بن مالکؓ فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اس واسطے کہ ہر آئینہ اُسے یاد رکھتا ہے اور ہم بھول گئے تو اُن صحابیہ کا حال یہ تھا کہ علم فتویٰ اور احکام میں تابعین کی طرف لوگوں کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقائق یقین اور وقائق سکھاتے تھے اور یہ بات اس واسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ میں زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وجہ منزل کی طرق انکو پہنچی تھی اور کثرت و وفور علم مجمل و مفصل نے انکو مستغرق کر دیا تھا تو اُن سے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدوین مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہے کہ مجمل اصل علم ہے اور اس کا مفصل شارت طلب اور قوت اصلی سے الگ لکھا اکتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک کہتے والو غصۃ حسنة و جادلہم بالتي هي احسن یعنی پلا اپنے پروردگار کی راہ پر خلعت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور انکو الزام دے ایسی چیز جو نیک ہو اور فرمایا قل ہر نبی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ راستہ میرا ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف بصیرت لاتا ہوں تو ان سبیلوں کے سالک اور ان دعوتوں کے قلوب قابل ہیں تو بعض

انہیں سے نفوس سرکش اور لاجب ہیں کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہیں
 تو انکو تجویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعض نفوس پاک صاف
 ہیں جو پاک نہیں سے بنے ہوئے ہیں اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہیں ہیں تو جو
 شخص کہ اسکا نفس بدوگارتنی جان اسکی قلب کا ہی اسکو وعظ سے ملتا ہے اور
 جو شخص کہ اسکا قلب بدوگارتنی نفس کا ہو اسی حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہے تو
 جو دعوت وعظ و نید سے بھی ابرار نے اسے حق قبول کیا اور وہ دعوت بہشت و دوزخ سے
 ہی اور دعوت جو حکمت سے ہی اسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی عطا و قرب
 اور صفائی معرفت اور شہارہ توحید کی تصریح اور انظار سے ہی چرچہ کہ انھوں نے توحید
 حقانی اور تعریف ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ احباب
 کی توبت و اجابت اقوال کی ہو گئی انکی اجابت نفس کی اور شہادت اعمال ان کی
 اجابت قلب سے اور صاحب ارواح جو انکی اجابت روح سے ہو گئی تو اجابت
 صوفیہ کی بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہی دکھا عمر رضی اللہ عنہ نے
 کہ اس صلیب پر جم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اسکی معصیت نہ کرتا یعنی اگر اسے کہا
 کتاب ایمان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت اور ایمان کی عظمت ہی اسکو
 برآفتہ کرتی کہ وہ جی جی عبادت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت
 اسے پہچانتا تو اجابت صوفیہ دعوت کے لیے اجابت مجاہدہ محبوب کے لیے لذت و دور
 ہے تکلفی کی راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے رحمت اور مجاہدہ سے ہو یہ اجابت ایسی ہی
 کہ اسکا اثر جیسا کہ استقامت و عبودیت کے حق سے قیام ہو گھر یون اور ہاتھوں
 میں ظاہر ہوتا ہے حال اللہ تعالیٰ فاما سن اعلیٰ و افنی و صدق باکسی فیفسرہ

اللہ سرمد یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جسے دیا اور خون کیا اور نیک بات کو سچ بنا تو
 قریب ہے کہ ہم اس کو آسانی میں پہنچائیں گے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ درین کو دے دیا اور
 کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہوں سے پرہیز کیا اور صدق باطنی کے معنی
 میں طلب قرب پر راز اور کھرا ہوا اور یہ آیت کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کے حق میں نازل ہوئی اور اس آیت میں دو معنی و جہ ظاہر ہوتی ہے؛ عطا اعمال پر
 موفقت کے ساتھ عطا کیا اور وسوسہ شیطانی اور ہوا جس نفسانی سے پرہیز کیا اور
 سچا و صدق باطنی یعنی باطن کی ملازمت موار دشواری کے تصفیہ کے ساتھ فرحت
 لوٹ وجود کے فیفسرہ لیس ہے ہم اسیر سہولت کے دروازے عمل اور عیش اور
 انس میں کھوتے ہیں اور جسے اعمال سے بخل کیا و استغنیٰ ہو گیا احوال سے و کذب
 باطنی اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت میں اپنی بصیرت کے نفوذ سے گروہ چڑھا
 و تھا فیفسرہ لیس ہے اسیر ہم آسانی کا دروازہ اعمال میں بند کر دیتے ہیں اور سستی کا
 باب اسیر کھول دیتے ہیں چرب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہر اور
 باطناً دعوت قبول کی تو ان کا حصہ علم میں سب سے زیادہ اور معرفت میں اکمل
 ہوا تو ان کے اعمال یا گنہ اور افضل ہونے معاذ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو گنا
 سے خبر دے کہ ایک تہمین سے عبادت کے اندر جہت کثیر اصل کم گناہ ہے مگر یہ کہ وہ
 ضعیف یقین ہے متواتر شکوہ لاحق ہوتے ہیں معاذ نے کہا ہر تہمین اس کے عمل
 کو باطل اسکا شک کرتا ہے کہ تاہم ایک شخص کم عمل کی خبر سے الادہ قوی یقین ہو اور
 وہ اس حالت میں بس گنہگار ہی تو معاذ نہ سالت ہوا تو اس شخص نے کہا اے خدا اگر
 پہلے آدمی کا شک اس کے نیک اعمال کو باطل کرتا ہے تو ضرور اس کا یقین اس کی گناہوں

کو ضائع کر کے کاغذ معارف نے اسکا نام لکھ لیا اور کہا میں نے ایسا کوئی شخص نہیں کیا جو
اس سے بڑھ کر فہم والا اور فہم کی وصیت میں ہر جو اسنے اپنے پیسے کو کی یقین اور فرزند
عمل کی استطاعت یقین ہی کے ساتھ ہوتی ہو اور آدمی یقین عمل کرتا ہو مگر اسی قدر
کہ اسکا یقین ہر اور عامل اسکا قصور نہیں کرتا جب تک کہ قصور کے یقین میں ہو لیکن
علم سے افضل ہر سو اسنے کہ اسنے اودہ عمل کا کیا اور وہ تھا کہ عمل کا ارادہ کرتا تھا کہ اسنے
ارادہ عبودیت کا کیا اور ارادہ عبودیت کا نہیں کرتا تھا اور تھا کہ ارادہ کیا تھا قیامِ حلقہ
عبودیت کے ساتھ اور کمالِ حقیقت اور علم سے ہمدردی کے ساتھ یہ سب صفات
اور علم ازراہ کے یہ ہر تو اس سے فضل رکھا اور اسنے علم یافتہ ہو گیا اب اسنے
میں ایک ملکہ کی صورت بیان کرتا ہوں جس سے وہ فضل عالم ازراہ عارف کے جو بہتر
اپنی صفات نفس سے غیر پرتا ہے جو جائے ایک عالم کسی مجلس میں آیا اور بیٹھا اور
اسنے یہ ایک ستہ کی جگہ بیٹھیں وہ بیٹھا اپنے لیے بقدر اپنے عمل و علم کے جو
اپنے حق تھا اور میں سمجھتا تھا جو بزرگی میرا ایک دوست جس نے اسنے سمجھتوں سے آیا اور
اس سے اونچی جگہ بیٹھا تب وہ عالم ہو گیا اور اسکا ہر اور کیا کہ دنیا آگئی آنکھوں میں
شیرہ فانی ہو گئی اور اس سے ممکن ہوا تو اس شخص پر عمل کرتا پس یہ عالم تھا کہ
جو اس سے لاف ہو اس ایک مرض ہی جو اسے عارفین ہر اور وہ نہیں جانتا کہ
ایک مرض پوشیدہ جو درد کی محتاج ہو اور اس مرض کی نشا اور راسل میں فکر
نہیں کرتا اور اگر وہ جانتا کہ نفس ہو جو ابھرا اور اپنی جمالت کے ساتھ ظاہر ہوا
اور عمل اسکا اسنے کبر کی وجہ سے اور کبر اسکا اپنے نفس کو اپنے غیر سے ستر چھنے کے
باعث ہو تو اس سے بچ جان لیا کہ وہ بہت بڑا اسنے غیر سے ہر اور اسکا قوت سے

فعل یعنی لانا تکبر ہو تو جب وہ تنگ ہو آؤ اُسکے فعل سے تکبر ہو گیا پس جو فی عالم زہر
 اپنے نفس کو کسی غیر کے ساتھ مسلمانوں کے تیز نہیں کہتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا اگر
 مقام تیز ہیں کہ کوئی تیز اُسکو مجلس مخصوص سے ساتھ تیز کرے اور اگر فرض اُسکے یہ
 کیا جائے کہ اس قسم کے واقعے سے آزمائش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدیم و
 ترغیب سے فسرہ ہوتا ہو نفس اور اُسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہو اور
 بیزارینہ اگر اس معاملہ میں ڈھیل دین نفس کی طرف سے شناخت کی اور اُسکی فسرہ دگی تو
 یہ اُسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فوراً اپنے مرض کو ہمد تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اور اپنے
 نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توجہ عمل میں لانا اور نور نفس کی قطع
 نسل کر دیتا اور قلب کو اندہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغاثہ نفس سے
 کہے تب ہر کیا اشتغال و مرض نفس سے دیکھنے اور علان جسے طلب کرنے کا اُسے چھوڑ دیتا
 اس طرح کہ وہ شخص اپنی اس سے اونچا بیٹھ گیا اور اس اوقات اس شخص کے ساتھ
 جو اس سے اونچا بیٹھ گیا تو وضع اور اس کے ساتھ چریش آیا تا وہ کفار گناہ موجودہ
 کا اور دوا اپنے مرض لاحق کی کہ اسے اب اس سے فرق ظاہر و شخص میں ہو گیا
 اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے
 اسی مقام پر تو اپنے نفس کو اور ہم خلق اور طالب مقاصد دنیائے مثال دیکھے گا
 پھر کون فرق آئیں اور اُسکے غیر میں ہو ان لوگوں سے جو علم نہیں ہو و اگر ہم
 زیادہ سائنس کی صورتیں بیان کرتے کہ جس سے زہرین کی فضیلت اور
 رنجین کا نقص نکل جاتا بیشک وہ مویٹ ملال ہوتا اور یہ تہہ ہی علوم مشرق
 سے ہو پس اُنکے علوم نفسیہ و احوال و نفس کی طرف کیا گمان کرے ہمد تفریق سے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان میں ہر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کر سکتے کہ تیرے قلب میں کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہ ہو تو کر بعد اسکے فرمایا اے میرے فرزند اور یہ میری سنت ہے اور جسے میری سنت کو جلایا اُسے مجھے جلایا اور جسے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ ہمیشہ میں ہوگا اور یہ بڑا شرف اور کمال فضیل ہے جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق میں دی ہے جسے اُسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اس سنت کو جلایا اور سینوں کے کینہ اور بدخواہی کے صفائی اُنکے کام کی بنائی بلکہ ہر اور اس سے جو ہر کا ظاہر ہو گیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی اجا پر قادر ہوئے اور اُسکے حق واجب کے ساتھ مستعد ہو گئے صرف یہی ہے کہ انہوں نے دنیا میں رہ کر کہاؤں دنیا کو دنیا داروں اور اسکے طالبوں پر چھوڑ دیا سو اُسکے کہ کینہ اور خفا کا اُٹھان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رخصت اور نہایت کی محبت ہے اور صوفیہ نے اس بارہ میں بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہے جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جہاں یہ طریق انہیں قوموں کے لائق ہے جنہوں نے اپنی اردو حق کے گھور وں کو صاف اور پاک کیا پھر جبکہ اُنکے دلوں کے دنیا کی محبت اور رخصت کی چاہت جاتی رہی تو انہوں نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلوں میں کسی کی طرف سے میل افکینہ نہ تھا پس جو قول کہنے فرمائے گا کہ اسکی اردو حق کو گھور وں سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت تو اضع کی طرف ہے

اور اسکی طرف کہ وہ اپنے نفس کو ایسا نہیں دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اسکو اپنے نزدیک
 آپ کو حقیر جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اپنی حالت میں بغض
 اور کینہ کا سد باب ہو جاتا ہے اور یہ حکایت شہرت پاگئی تو بعض فقرائے ہمارے
 اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اس کے معنی اپنی ازواجوں سے انھوں نے گھورون کو
 پاک صاف کیا یہ ہیں کہ گھورون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہے ہوا سٹے کہ
 وہ گھورے کے مثال ہر ایک غفوت اور نجاست کی جگہ ہے اور نور روح سے جو
 اس کے ساتھ ملنے والا ہے پاک اور صاف کر دیا سو اسٹے کہ ارواح صوفیہ مقامات
 قرب میں ہیں اور نفوس میں اسکا نور سرایت کرتا ہے اور نور روح کے ملنے سے نفس
 پاک اور طاہر ہوتا ہے اور دشمنی خراب چیزیں بغض اور کینہ اور حسد اس میں
 ہیں سب اس سے زائل ہو جاتے ہیں تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہے
 اور یہ معنی صحیح ہیں مگر چہ فائل نے اپنے قول سے اسکا اودہ نہ کیا ہوا اللہ تعالیٰ
 نے بہشتیوں کی صفت میں فرمایا جو درجہ مافی صد درجہ میں غل اخوان علی
 سرر متقابلین یعنی نکاح ہم نے لیا جو ان کے سینوں میں کینہ تھا بھائی بنا کر جو
 تختوں پر آنے سانسے بیٹھے ہوئے ہیں ابو حفص نے کہا جو ملوب اللہ تعالیٰ
 کے مالوں اور اسکی محبت پر شوق اور اسکی ہود پر مجتمع اور اس کے ذکر سے مانوس
 ہو گئے انہیں کینہ اور حسد کس طرح باقی رہ سکتا ہے ہرگز نہیں یہ طلب ہوا جس نفسانی
 اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہیں بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلود ہو گئے
 تو وہ سب بھائی بن گئے پس خلق آگئے حجاب صفات نفوس سے قول
 اور فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلاتے رہنے سے

ہیں پھر جب انکی نفوس کی صفات بدل لیکن اور حجاب اٹھ گیا اور پردے صیغ ہو گئے اور ہر ایک پیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس صورت میں محبت اللہ تعالیٰ کی واجب ہو گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھیں گے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب کے واسطے تیار ہے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ اسلام کی کرے یہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ اسلام کا جو شخص باوجود غصہ و درہو کا وہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہے اور اسلام کے گروہوں میں سے صوفیہ حسن متابعت میں کامیاب ہوئے اس واسطے کہ ان حضرات نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس میں کام کا حکم آپ نے اُنکو دیا اُس پر قائم اور ثابت قدم ہوئے اور جس میں خیر کے آپ نے اُنکو روکا اُس سے بچنا رکھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو کچھ رسول مقبول تمہارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزوں سے تمہیں روکا اُس سے باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال میں اُنھوں نے آپ کی پیروی و متابعت کی جدوجہد عبادت اور تہجد اور نور قل میں روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہر اور اُنکو برکت اتباع کی روزی اور نصیب ہوئی اقوال اور افعال میں اور اسکے خلاق کے ساتھ شہنائی ہوتے ہیں جیسے اور علم سے اور صغیر اور عفو سے اور زنت اور شفقت اور مدارات اور محبت اور تواضع سے اور اُس کے احوال کے ایک حصہ خون اور سیکھنے اور محبت اور تعظیم و رضا و صبر و ہر اور توکل کے اُنھیں ملا تو متابعت کے تمام

اقسام کو پورا حاصل کیا اور اسکی نسبت سنت صوفیہ کو تہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا بعد ازاں
 بن زید سے بیوا لیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہیں فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے
 فہم سنت پر قائم ہیں اور اپنے دلوں سے اسکی طرف توجہ ہیں اور اپنے سر پر شیوہ کے
 ساتھ معتق اپنے شرفوس سے ہیں وہ لوگ صوفیہ ہیں اور یہ پورا پورا وصف ہے جسکے
 ساتھ اسکی تعریف کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولانا تک کی طرف
 دائم الاقتدار تھے یہاں تک کہ آپ فرماتے میں نے نفس کی طرف مجھے ایک پلک
 مارنے کے برابرست حوالہ کرو میری حرمت کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہیں اور جن
 چیزوں میں صوفیہ کامیاب متابعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتے شرف
 اور اعلیٰ انہیں کا یہ وصف ہے اور وہ مذہب کا اقتدار ہے اور اجتہاد اور اس صفت
 سے صدق اقتدار کے ہر ایک متحقق اور متصف نہیں ہوتا مگر وہ بندہ خدا کا یا ان
 صفات معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اسکا نوریت میں سے روشن ہو گیا اور دل
 اسکا بساط قرب تک جا پہنچا اور سر اسکا ہم کلامی کی لذت سے غلو نشین ہو گیا
 پھر ان تمام چیزوں میں اسکا نفس علی سیمو طانی ہو گیا اور بائیمہ اسکو ہر ایک شرف
 معرفت کا گرو دیکھتا ہے اور وہ مثل آتش ہے کہ اگر ایک تنکا اسکا باقی رہ جائے ایک عالم
 کو جلا دے اور وہ بہت ہی جلد لٹنے والا اور بدلتے اور سچ و تاب کھانے میں تازہ
 کمال ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کمال بطن سے صوفی کو پہنچا دیا اور کسی قدر
 انکشاف اسکا کر دیا اس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا
 اسو بہ صوفی ہینہ اپنے مولیٰ کی طرف اس کے شرف سے استغاثہ کیا کرتا ہے اور گوئی کہ وہ
 بندہ کے حق میں ایک نازیبا نہ پایا گیا ہے کہ اپنے شرف سے اسکی معرفت کے لیے

چلاتا ہے اس حالت کے ساتھ کہ نظر اسکی التجاہ کے متناہ اور صدق نیاز و دعا کی طرف ہر
تو بیس صوفی اسکی سطرالعہ سے ایک خطہ بھی خالی نہیں رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب
سے دم بھر کو غافل نہیں ہوتا اور اسکی معرفت کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ مربوط
اور مضبوط کر دیا اس حدیث میں جو وارد ہوئی ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس کو
پہچانا تو ہر آئینہ اپنے پروردگار کو اپنے پہچانیا جیسے رات کی پہچان کو دن کی پہچان
سے وابستہ کر دیا ایسا وہ کوئی شخص ہی جو نسبت مائے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے اس سنت کا احیاء کرے بخیر صوفی کے جو عالم باسداد و زاہد فی اللہ بنا کر
تقویٰ کو مستحکم دست سے پکڑے ہوئے ہیں اور کون ہے جو اس حال کے فائدہ کار و برتر
صوفی کے سوا اپنے تو ہمیشہ کی نیاز مندی اسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب اسی
جل شانہ کے ساتھ تسکین و دست آویز ہر اور اسکے ساتھ پناہ جوئی ہے اور اس پناہ
جوئی میں روح کا استعراق اور دل کا پیڑ کا رہنا محل دعا کی طرف ہے اور دل کے محل دعا
بزمان حال اور اہمیں کمون کی جانب کشش ہوتی ہے کشش کا بعد اپنے مستقر ہے جو
اقسام فانی ہیں اور نزول اسکا قلب کی طرف مدارج عالم میں ہے جو رعایت
حقائق کی سے محفوظ اور مستور ہے اور کچھ غفلت نفس اس تہذیب کے ساتھ ہونا چاہیے
اسکا حال ہو کہ نہ اور نہ فانی اور مقدر و مستور تمام خراب عادات کی گزند سے
محفوظ رہے اور جو تو یہ صوفی کا حال ہے اور تمام احوال صوفیہ کو دو تہذیب
مادی ہیں کہ دونوں صوفیہ کا وصف ہے اور حق تعالیٰ کے قول سے ان دونوں
کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برگزیدہ اپنی طرف جھکنو چاہتا ہے کہ تاہر اور جو
اسکی طرف رجوع لائے اسکو راہ راست دکھلاتا ہے تو صوفیہ کی ایک قوم

صرف اقتدار کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم انہیں کی ہدایت کے ساتھ
 مختص ہوئی مگر امین پہلے زابت اور رجوع لانے کی شرط ہے پس اقتدار صرف میں
 کسی بندہ کی علت نہیں ہر اور یہ محبوب مراد کا حال ہر جسکی ہر ایت بنو جانب حق اسکے
 عطا اور بخشش سے ہر بدون اسکے کہ کوئی ہما بقہ ایسا ہو جسے اسے کہیں کیا ہو تہاد
 اسکا اسکے کشف پر مقدم ہو اور اس صورت میں جو فیہ کے ایک گردہ کا چال ہو اور
 کہ پردہ کے دلون سے اٹھ چلے اور یور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال وارڈ کے
 انہیں رجہاد اور اعمال کی خویش کو برنگختہ کیا تب اعمالی پر ایک بندہ اور عیش
 کے ساتھ حسین انکی آنکھوں کی خشکی تھی جھاک گئی تو اجہاد کو انپر کشف نے ہلکا
 اور آسان کر دیا جس طرح کہ فرعون کے ساحران پر اس لذت نے جو صفاء عرفان سے
 انپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون وعدہ غدار کی برداشت
 کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ہم تجھے اس شے پر اختیار اور اختیار کے جو ہم کو دلائل
 پسند سے پہنچے ہیں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر کہ انکو عنایت
 ازلی کی ہو انہیں لکین تو سجدہ شکر میں گر پڑے اور ایک زبان ہو کر سب نے کہا
 کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لانے ابو موسیٰ رفاق سے روایت ہے کہ اس
 میں نے سنا ابو سعید خدری سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ وہ مراد شخص ہیں جنکو
 انکے مولانے برگزیدہ کیا تھا اور نعمت انکے لیے یوحسی کی اور کو امت انکے
 واسطے میا فرمائی تو انہیں حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت میں
 انکے حرکات ہفت ذکر اور اسکی مناجات میں عین کرنے اور اسکی قرب
 میں مفرد ہونے پر مبنی جو گنہگار اور فاطمہ مشہور جریرہ شاگرد ابی سعید

گستی ہیں کہ میں نے خزانہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مراد اپنے حال میں بھرا ہوا ہوتے
 حرکت کا تصور بردہ دیا ہوا ہے اور خدمت میں اسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی تھی اور
 باطن سے محفوظ ہے اور یہ وہ ہے جسکو شیخ ابوسعید نے کہا وہ ایسا ہے جسکی حقیقت حلقہ
 صوفیہ پر مشتبہ ہے اور کثرت نوافل کے قابل نہیں ہوے اور مشائخ کی ایک جماعت
 کو دیکھا کہ نوافل میں قلت کرتے تھے تو انکو منہ نہ ہوا کہ یہ حال دائمی سہل ہے
 اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگوں نے ترک نوافل اور تقصیر فرمایا پر کیا انکی ابتدائی
 بات حریصین کی تھی سو جب وہ درود و رحمت حال کو پہنچے اور ریاضت کے بعد کشف
 انکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور مالا مال ہو گئے پس اعمال کے نوافل اور زائد کو
 چھوڑ دیا مگر لوگوں کے اعمال اور نوافل بہت سوریاتی رہے اور ان بیرون میں انکی
 آنکھوں کی خشکی ہے اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہے یہ جو ہم نے اسکی توضیح کی
 صوفیہ کے دو طریق ہیں ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریق طریق حریصین کا ہے اور
 یہ وہ لوگ ہیں جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا
 وید ہی الیہ من سلیب اور راہ اپنی طرف اس شخص کو دکھلاتا ہے جو انابت اور
 رجوع کرتے تو اول جہاد کا مطالبہ اسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اور مجاہدہ کیا ہے ہر اہل ہمت کو انکو
 راستہ دکھلائینگے انھیں اللہ تعالیٰ مداح کشف میں مدد فرمائے گی یہیں ہر طرح کی ریاضت
 اور محنت ہوا ورنہ ہمارے تاریک کی بیداری اور گرم دہردن کی تشنگی طلب در شوق
 کے شعلے انہیں بھڑکتے ہیں اور کامیابی کے انوار انکے برابر حجاب میں ہوتے ہیں اور
 ارادت کی گرم ریگ میں کر دین بہتے ہیں اور ہر ایک عادت اور مانوس سے

حلالیہ ہو جاتے ہیں اور یہ انابت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے شرط لگادی ہے اور
 ہر اہل کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہر اہل خاص ہے اُسو اُسکے کہ یہ اُسکی
 ہر اہل اُس ہر اہل عام کے سوا ہے جو اُسکے امر و نہی کی طرف مغفرت و دل کی رخصت
 سے راہِ راست پاتا ہے اور یہ سالکِ عجب ہر کا حالی ہے تو انابت ہر اہل عام کی
 غیر ہے پس وہ ہدایات خاص کی شمر ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد از ان پائی
 کہ اُسکے لیے مختص ہوں سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسکر کی ضیق سے بسر کی فضا کو
 پہونچے اور جہاد کی سوزش سے احوال کی رحمت میں امن و امان پایا تو اُن کی
 ریاضتیں پہلے اُنکے کشف و کرامات سے تعین اور مردوں کو گون کے کشف و کرامات
 اُنکے جد و جہاد سے پیشتر تعین ابو محمد جیری سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے بنیید
 علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم نے قیل و قال سے تصون نہیں حاصل کیا ولیکن
 بھوکہ اور دنیا کی ترک اور مالوفات و مستحبات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے
 کہا کہ ارادتِ مراد کی طلب میں عروج کرتا ہے اور ارادت کی حقیقت جد و جہد کی
 مدد و مست اور ترکِ راحت ہے اور ابو عثمان کا یہ قول ہے کہ مرید وہ ہے کہ دل اُسکا
 اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی طرف سے مر گیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہے اور اُسکی
 قرب اور اُسکی کامتاق رہتا ہے یہاں تک کہ دنیا کی شہوات شوقِ اکہی کی شدت
 کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہیں اور اُس نے کہا ہے کہ مریدوں کے دل کا
 عذاب یہ ہے کہ وہ خشیت بمالامات و مقامات سے محجوب اُنکے افساد کی جانب
 ہو جائیں سو یہ دونوں طریقے احوالِ صوفیہ کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور ان دو
 کے سوا دوا و طریقے ہیں کہ ثبوت و تحققِ تصوف کے طریقوں سے نہیں ہیں

ان دونوں میں سے ایک وہ مجذوب ہو جو اپنے جذبہ پر قائم رہا اور کشف کے بعد
اجتماع کی طرف نہیں رجوع ہوا اور دوم مجتہد قریاض عابد جو اجتماع کے پیچھے
کشف کو نہیں پہونچا اور صوفیہ کے لیے ان کے دونوں طریق میں حسن متابعت
سے صحت ان کے طریق کی اور وجہ ان کے فضل کی ہو اور جس کسی نے اس بات
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے نواز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور
دھوکے میں آگیا اور سعید خراز کا قول ہے کہ جو باطن کا گھبراہٹ سکے خلاف ہو وہ باخیر
اور ناحق ہو اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گنٹھا ہوا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے
اپنے نفس پر سخت کو امیر فرمان روا کر دیا تو راہین اور فعل میں تو حکمت کے ساتھ
انہی کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل میں کیا تو اپنے
بدعت کی گفتگو کی نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے پاس
کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھیں جسے اپنے تئیں فی مشہور کر رکھا ہو
اور یہ شخص اپنے گرد انواع میں زہر اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف
تھا تو ہم اس کی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے سویر کی طرف نکلا قبلہ کی طرف
تھوکا با پرید نے کہا اے پھر عیوبت وہیں آئے وہ اس سے سلام علیک
نے کی اور کہا یہ شخص سخت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین ہے نہ نہیں
پھر وہ مقامات اولیا اور عہد نقیہ کے دعوت کا کس طرح امین ہو سکتا ہے اور
شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تم نے اس کے مرنے کے وقت کیا حال دیکھا
دیکھا تو کہا جب اس کی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر سینا آیا جسے اشارہ

کیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرنا دو تو میں نے اُسے وضو کرایا اُس وقت خلال اُسکی ڈاڑھی کا میں بھول گیا تو میرا ماتھر کھڑا اور اپنی ڈاڑھی میں میری انگلیاں ڈال کر خلال کرتا تھا اور پھل بن عبداللہ نے کہا جو جبکہ اُسکی کتاب اور سنت سے شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہے ہر صوفیہ کا حال اور انکا طریقہ اور اس صورت کے علاوہ جو شخص دعویٰ کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے

یا پخوان باب تصوف کی ماہیت میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک بشر کی کچھ ہر اور نسبت کی کچھ مساکیں اور فقر و صابر کی محبت ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہیں پس تصوف کی ماہیت میں فقیر موجود ہے اور بنیاد اُسکی اور انکا قوم ہے حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ تصوف میں خلعت پر مبنی ہے شرمک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و اِثثار ہونا سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور عنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا کہ تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو ہے بیرون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معرفت کرخی علیہ الرحمہ نے کہا تصوف حقائق کا حصول اور خلافت کے مال و متاع سے پاس ہے جو شخص صاحب فقر نہیں صاحب تصوف نہیں ہے اور اوٹھیلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حقیقت فقیر کیا ہے تو کہا کہ حق ہے جو کسی دوسری چیز کی پروا نہ کرے اور جو کچھ میں نور ہی نے کہا فقیر کی صفت ہے کہ سکون نہ ہو نہ کسی وقت اور بدل و اِثثار ہو اور بعض نے کہا ہے فقیر وہ ہے کہ غنا سے احتراز کرے اس خوف سے کہ غنا اسکے پاس آئے اور اسکے فقر کو بگاڑ دے جس طرح غنی دولت مند فقیر سے پرہیز

کرنا ہو کہ ایسا نہ ہو فقیر آجائے اور اسکے فنا کو فاسد کرنے اور ان ہتھانے جو
 ابو عبد الرحمن سے پہلے گزشتین کہا میں نے سننا ابو عبد اللہ ازہری سے کہ کہا میں
 منطوق قریش سے سننا ہو کہ وہ کتنا تھا فقر وہ ہر کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف حاجت نہ ہو
 اور میں نے اس سے سنا کہ وہ کتنا تھا میں نے ابو بکر مسری سے پوچھا فقر کیا ہو تو کہا
 وہ ہر کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اس کا کوئی مالک ہو (تو کہ جسے اللہ تعالیٰ کی طرف
 حاجت نہ ہو اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے وظیفوں میں مشغول
 اپنے رب کے اور اُس کے پورا اعتماد اور اُس کے حسنِ حیرت کا ایسے لیے عالم ہو اُسے
 ضرورت اپنی عرض حاجت کی اس واسطے نہیں ہو کہ وہ جانتا ہو اللہ میرے مال کا مالک
 ہو تو سوال کو در بیان میں قصور تھا ہو اور شائستگی کے احوال جو میں ان کے طرح طرح
 کے معنی اور مراد میں اس واسطے کہ انھوں نے اشارہ انہیں احوال کی طرف کیا ہو
 ایک اوقات میں جو دوسرے اوقات کے علاوہ ہیں اور میں خود عدلیٰ حاجت
 ہو کہ اسکے بعض کو بعض سے جدا کریں اس لیے کہ ہر تائید بہت شکیا کا ذکر انھوں نے
 تصوف کے معنی میں کیا ہو جسکی مثل فقر کے معنی میں بیان کیا ہو بہت چیزیں
 فقر کے معنی میں ذکر کیں کہ انکی مثل تصوف کے معنی میں بیان کی ہیں اور حیران
 شہرہ راج ہو تو فاضل کا بیان لا بد ہو اس واسطے کہ کبھی اشارات فقر کے زہر
 کے معنی سے مشتبہ ہو گئے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہو گئے اور طایب رشد کو ایک
 دوسرے سے تمیز نہیں ہوتا تو ہم کہتے ہیں کہ تصوف غیر فقر ہو اور زہر فقر ہو اور
 تصوف غیر زہر ہو پس تصوف ایک اہم ایسا ہو جس میں فقر اور زہر کے معانی حاصل
 ہیں اور اوصاف اور صفات کے ساتھ شکیبائی صوفی نہیں ہونا خواہ وہ

زہرا اور فقیر کیوں نہواؤ؟ قصص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب میں ہر ایک وقت کا ایک ادب ہے اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہے اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہے اور جسے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہنچا اور جسے آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہے اس راہ سے کہ غن قریب رہے اور مردود ہے اس راہ سے کہ اسید قبول اسے ہوا و نہی بھی کہا ہے ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب کا عنوان ہے اور اس واسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسکا دل خاشع اور متواضع ہو تو اس کے اعضا و جوارح خاشع ہیں اور محمد جزی سے تصوف کا سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلیٰ خلق میں درانا اور ہر ایک ادنیٰ خلق میں ٹھکانا ہے پس جس وقت تصوف میں یہ معنی حصول اور تبدیل احوال سے مفہوم ہو سکے اور اسکی حقیقت سمجھ ہو گئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہرا اور فقر دونوں سے بڑھ کر ہے اور بعض کا قول ہے فقر کی زہرا ساتھ اس کے شرف کے ابتدا و تصوف ہے اور اہل شام تصوف اور فقر میں فرق اور تمیز نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ ہر ایت قرآنی لفظ فقر اللہ یا فقر و ایتی بیل اللہ یعنی اُن فقر کے لیے جو اللہ کی راہ میں محصور ہوے و صف صوفیہ ہے اور حق تعالیٰ نے اُنکو فقر کے نام سے ذکر کیا ہے اور ہم قریب اُس بات کو واضح کر لیتے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو رہم کہتے ہیں کہ فقیر اپنے فقر میں اُسکی گرفت کے لیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہوئی اور تو نگری پر اسے ترجیح دیتا ہے اسکا جو عوض کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تحقق ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فقیر خیر ہیں دولت مندوں سے آدھے دین بیشتر داخل ہونگے جو پانسویں کا ہے تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکر لیا

حاصلاتِ فانی سے ٹھنک رہے اور فقرِ فاقہ سے گلے میں مائعِ دُعا لکھ لے اور فضیلت
اور معاوضہ کے جاتے رہنے کے سبب زوالِ فقر سے دُرت ہو رہے طریقِ صوفیہ میں ہیں
اعتلال اور سبب کا انا ہے اس واسطے کہ اُسے معاوضوں کی طرف ہمیشہ انکسار لگائی ہے
اور اُس کے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور صوفی نہ موعودہ اجروں کے بلکہ موجودہ احوال کے
سبب تمام چیزوں کو ترک کیے ہوتے ہیں اس واسطے کہ وہ ابنِ وقت ہے اور غیر فقر کا
ترک کرنا نصیبِ موجود کو اور لوٹنا مسکنِ نعمتِ فقر کو ایک ارادہ اور اختیار ہے
ہے اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال میں ایک علت ہے اس لیے کہ صوفی جو عالم
فنی الاشیاء ہو گیا ہے تو ارادہ اُسی سے ہوا ہے نہ اپنے ارادہ سے پس وہ صورت
جو فقر میں فضیلت اُس شخص میں دیکھتا ہے اور نہ تو انگری کی صورت میں بلکہ فضیلت اُس شخص
میں دیکھتا ہے جس میں اُسے حق تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے اور اُسی سے اپنے تئیں اُقل
کرتا ہے اور ایک شے میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن پاتا ہے
اور وہ کبھی آسودگی کی صورت میں حکمِ الہی درتا ہے جو فقیر کے برخلاف ہے اور بہت
آسودگی میں بینِ فضیلت دیکھتا ہے اس واسطے کہ حکمِ الہی اسی میں رہنے کا ہے اور
اُس وسعت میں قسمت نہیں کرتا اور داخل نہیں ہوتا صاحبِ دین کا نصیب ہے
جبکہ حکمِ الہی کا علم تو ہے اور حکمِ کریم اور اس معاملہ میں باتوں کی پیمانہ ہے اور عین
کے دعویٰ کا باب ہے اور کوئی حال ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ صاحبِ حال حقوقِ اُمر
لکھ رہے کہ اُسکی حکایت کو قرآنِ باہر دشوار کرتا ہے لیساک میں ہلاک عن بینہ دینے
میں عن بینہ آہستہ جہلاک ہوتا ہے وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہے پھر جب یہ ظاہر
ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس

اور نیکو دہی اور قوم اُسکا اُسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مرتب تک پہنچنا جو ہر فقر کا طریق ہو نہ اس معنی سے کہ وہ خود تصوف ہے جو فقر لازم آتا ہے مفید علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تصوف اُسکا نام ہے کہ حق مجھے تجھ سے مارے اور میں سے آب تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہے جو سکا ہم نے ذکر کیا ہے کہ صوفی قائم فی اللہ یا اللہ کے ساتھ ہے نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونوں اپنے نفس سے اشیاء میں موجود ہیں اپنے ارادے سے واقعہ میں اپنے قدر علی کے موافق تہجد ہیں اور صوفی اپنے نفس کے لیے مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کے مراد سے قائم ہیں نہ کہ اپنے نفس کی حرا سے ذرا انون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ صوفی وہ شخص ہے کہ نہ طلب اُسکو تھکائے اور نہ صلب اُسکو بگاڑے ہلائے اور یہ بھی اُسکا قول ہے کہ صوفیہ نے سب چیزوں پر انکو برگزیدہ فرمایا تو ان کے اشیاء سے میرے کہ اپنے نفس کے علم پر انھوں نے علم انہی کو اور بھی ارادۂ نفس پر ارادۂ اللہ کو پسند کیا ہے بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ خواص میں سے کس گروہ کے ساتھ ہیں صحبت رکھوں کہا صوفیہ سے اس واسطے کہ برے کے لیے اُن کے نزدیک ایک وجہ حذر کی ہے اور جو سب سے بُرا اعمال کرتا ہے اُسکی وقت ان لوگوں کے نزدیک کہ تجھے اُس سے بڑھا وادین کہ میرے نفس مجھے مجب اور ضرور میں ڈرائے اور یہ علم ہے کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہے اور نہ زاہد کے پاس اس واسطے کہ نہ اہل کبریت بڑا جاتا ہے اور لینے کو بڑا سمجھتا ہے اور یہی فقیر کا حال ہے اور یہ حالت اس واسطے ہے کہ اُس کا ظرف چھوٹا ہے اور وہ اپنے مد علم پر آئے ہوئے ہیں اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے کہ اُسکے سامنے جب اپنے روحانی پیش آویں یا وہ اچھے

روخلق ہوں تو وہ حسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہوا اور فقیر اور زہد دونوں پوری
 تہنید و اچھے خلق میں نہیں کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی ایسی کو اختیار کرتے ہیں جو
 مایل ترک کی طرف ہوا و مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہو اپنے علم سے
 وہ دونوں اس معاملہ میں حکم کرنے والے ہوں اور صوفی اپنے صدقِ اتباع اور حسنِ
 انابت اور حفظِ قرب اور لطیف دخول و خروج الی اللہ سے باہر و کھڑے ہو سکا
 علم اپنے رب کے ساتھ ہوا اور اسکو حفظ اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہوا اور اس
 اشرف کا بجانبِ اسدِ خود شکار تھوڑا اور نشانِ ہی حضرتِ رومی نے فرمایا ہے کہ تھوڑا
 نفس کا اسد کے ساتھ اسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہے اور عروجِ عثمان گئے کہ اسکی کہ
 تصوف اسکا نام ہے کہ بندہ ہر وقت اس شے میں مشغول ہو جو اسوقت اول اور
 افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف کا اول علم ہے اور اوسط اسکا عمل ہے
 اور آخر اسکا عطا میں اللہ تعالیٰ ہے اور بعض نے کہا تصوف ہے ذکر یا جماعت
 اور وجہ یا سماعت اور غسل یا بیعت اور بعض کہتے ہیں کہ تصوف ترک تکلف ہے اور
 بذلِ روح اور مل بن عبد اللہ صوفی نے کہا جو کہ دیر سے صاف اور سستی و
 شوق سے چورا اور آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہو سوتا اور شے دیکھی
 نزدیک برابر ہو اور بعض تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی ہر اہمیت
 اور اخلاقِ جمعی کی مخالفت سے دل کی صفائی اور صفاتِ بشریہ سے
 انفسِ دلی اور نفسانی خواہشوں کی تسوی اور صفاتِ برہمائی کا نزول اور
 علومِ حقیقی سے تعلق اور شریعت میں اتباعِ رسول قبولِ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے
 اور انہوں نے کہا میں نے سوالِ شام سے ایک ایک پر ایک عورت دیکھی

تو اُسے کہا کہ تو کہاں سے آئی وہ بولی اُن قوموں کے پاس سے جو خواب گاہوں سے اپنے پہلوؤں کو علیحدہ رکھتے ہیں یہ میں نے کہا اور کہا کہ ان کا تیرا بارہ ہزار بولی اُن مردوں کی طرف جنکو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروش کیل میں ڈالتی ہے تو میں نے کہا کہ اُنکی تعریف کرتا ہوں یہاں اُسے پڑھیں اسما

قوم ہموں ہم باسد قدر خلقت	نہا ہم ہم ہم سوا سے احد
مطلب بقوم مولا ہم کو سید ہم	با حسن مطلب ہم لہو احد احد
ما ان تار ہم دنیا ولا شرف	من ہم طاعم و اللذات ذوالنور
ولا اللبس ثياب فائق انق	ولا الروح سرور حل نے بلند
الا سارعت نے اثر منزلتہ	قد قارب الخوف فیما باعد الا بد
فہم سائن غدر ان واد و تہ	وفی اشوا مع تلقا ہم مع لغد

یعنی وہ ایسی قوم ہے جسکی ارادہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معلق اور آویزاں ہیں اور اُنکی ہمتیں ایسی نہیں ہیں جو کسی اور کی طرف پڑھیں اور بلند ہوں پھر ساری قوم کا مطلب اور مقصود اُنکا مولیٰ اور اُنکا سردار ہے تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا اُنکا مطلب جو نہ دنیا کو خواہ اور نہ دار میں ڈالتی ہے اور نہ کوئی شرف جو کھاتے کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر میں آیا ہو مگر نہ تیر کے پیچھے جلدی اور نہ تالی ہو تو میں قدم اُنکے قریب ابد کے بعد سے گر گئے وہ چشموں اور نیل گاہوں کے اندر رہے ہوے ہیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اُنسے تو گروہ کے گروہ سے ملاقات کرے گا جفید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی مثال ہے ہر ایک

ہر سی چیز اسپر ڈالتے ہیں اور زمین سے جو چیز نکلتی ہو وہ بھی ہوئی ہو اور یہی آسکا
 قول ہے کہ صوفی زمین کے مانند ہے کہ نیاک بد سب روئے ہیں اور بار کے مانند ہے
 کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہے اور مٹی پر سایہ کرتا ہے کہ ہر ایک شے کو سیراب کرتا ہے۔ اور صوفی
 کی ماہیت میں اقوال و اشعار ہزاروں سے زیادہ ہیں اور انکی نقل کرنے میں طول ہو اور
 ہم ایک قضا بلکہ کہہ دیتے ہیں زمین اس کے مافی الجائین صوفی ہمیشہ اپنی اوقات
 گذشتہ سے پاک کرتا ہے اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے کوث سے صاف
 کرتا ہے اور اس کے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہنچتی ہے کہ وہ مدد اپنے سوسے کا
 محتاج رہتا ہے تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ گذشتوں سے صاف رہتا ہے اور جب
 کبھی اس کا نفس جنبش کرے اور صفت پر اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت
 نافذہ سے ادراک کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہے تو اس کے دہم نصیب
 سے جمیعت شکی ہو اور اس کے نفس کی جنبش سے تفرقہ آسکا ہے اور گذشتہ اس کی ہو
 اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قائم ہے
 قال اللہ تعالیٰ کو فوا تو امین اللہ شہد اب بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر قوم اللہ کے
 لیے قائم اور سیدھے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوریتہ اللہ کے لیے نفس پر قیوت
 کے ساتھ تحقیق اور بات ہو تا ہے ہر مضمون نے کہ انصوت بالکل اضطراب پر پھر
 جب سکون نصوت بھی نہیں اور حید ایمان یہ ہے کہ روح درگاہ انہی کی طرف
 کھینچی گئی ہو اور یہ کہ صوفی کی روح منجذب ناگ لگا لے ہو سے قرب کے غنائ
 کی طرف ہو اور نفس کے لیے اپنی وضع کے سبب تہنیشینی اپنے عالم کی طرف ہو
 اور اپنے چمے آلتا پلتا ہے اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہو اس طرح کہ کھینچ

ہمیشہ ہی محتاجی اور پینشنہ کی گزیر اور نفس کی صواب اندیشی کے موقوف کی حیا میں ہوا اور جو کوئی اس بات سے واقف ہو گا صوفی کے معنی میں یہ تمام متفرقات پائے گا جو اشارات میں ہیں۔

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان میں ہوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور صوف کا لباس پہنتے تھے تو اسوجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت سے انکا نام صوفیہ رکھا ہوا ہوا سوا سٹے کہ صوف کا لباس انھوں نے اختیار کیا کہ وہ لطیف و لایم ہوتا ہوا اور دنیا علیہم السلام کا پرنا اور تھا جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا شہر روم کے ایک پھر پرسترا دنیا برہنہ یا صاحب چھایت اجرام کے قصد سے گزرے اور کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صوف اور پینشنہ پہنا کرتے اور زخمت سے پہلے کھایا کرتے تھے اور سورتے جہاں کہیں انکو شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو میں نے دیکھا ہے کہ انکی پوشاک صوف تھی اور انکی ابو ہریرہ اور عثمان بن عفیف نے یہ تعریف کی ہے کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہاں تک کہ قرب انکو دیوانے خیال کرتے تھے اور دنیا و انکا صوف کا تھا حتیٰ کہ بعضے انہیں کے عرق آلودہ اپنے کپڑوں میں ہو جاتے تو اس سے بھڑکی کی بو آنے لگتی جب کہ وہ بیٹھیں بیٹھ جاتے اور ان سے بعضوں نے کہا کہ ہر آئینہ مجھے انکی بویند ادھی ہے کہ آپ کو بھی انکی بو گندہ ہو جاتی ہے اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس انھوں نے سو اسطے اختیار کیا کہ وہ نہایت
 دنیا کے نازک اور سردی اور تر عورت پر قانع اور آخرت میں متفرق سو اسطے
 کہ اپنے موئے کی خدمت میں مشغول اور آخرت کی طرف من ہمت سے انھیں لڑ
 اور رخت نفس کی خدمت اور نہایت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت سے
 بھی مناسب اور موزون ہے سو اسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہے تو عرب اسکو
 کہتے ہیں تصوف یعنی صوف پہنا جس طرح کہ کوئی قمیض پہنے تو اسکو کہتے قمیض یعنی
 قمیض پہنا اور چونکہ سیر و طیر میں اسکا حال تھا اس لیے کہ احوال میں بدلتے ملتے
 رہتے تھے اور انکو ایک بلندی سے زیادہ بلندی پر عروج تھا کوئی وصف انکو مقید
 اور کوئی لغت انکو محسوس نہیں کر سکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب اپر کشادہ
 تھے باطن انکے حقائق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہر گاہ کسی حال کے
 ساتھ مقید انکا ہونا مقید کی راہ سے معذرا اور دشوار ہوا کہ وعدہ انکی
 نوع نبوغ کی اور ترقی انکی ہر جس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف انکو منسوب
 کر دیا اور یہ امر اشارہ کرتے ہیں انکی طرف روشن بینی انکے وصف کے
 معنی و ادنیٰ بیشتر تھا سو اسطے کہ صوف کا پہننا انکے سلف کے متقدمین پر غالب
 اور مستولی تھا اور اسلئے بھی کہ اسکا حال قرین لباس اور چھپے ذکر اسکا ہو چکا
 اور ہر گاہ نسبت قرب اور غایت شمارہ قرب انکی کی طرف ایک امر صعب ہے کہ
 کشف اسکا اور شمارہ انکی طرف غلبہ اور جاری ہر گاہ تو اشارہ انکے بجاوے
 کی طرف ہوتا ہیں اسکا حال بجاوے اور زمین غیرت انکے بڑے مقام کی تھی
 کہ اشارہ بہت انکی طرف ہونے اور بار بار اسکا تذکرہ ہونا نیز اسکا پس یہ

طریق زیادہ مقرون باہم تھا اور ادب ظاہر اور باطن قولی اور فعل میں معاملات صوفیہ
 کا مدار علیہ ہوا اور آئینہ ایک بات اور ہر کہ انکے پنچاؤسے کی طرف نسبت مشعر ہوا
 کہ دنیا کی انہیں قلت ہو اور شہوات نفسانی کی جانب انکو کم رغبت ہو جسکا مقتضا
 اچھے اچھے نفیس لباس پان حتی کہ نیا تو سکھیا میرید جو انکے طریق کو پسند کرتا ہو اور
 چاہتا ہو کہ انکے کاروبار میں داخل ہوں تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گدڑان پر کھڑا کر
 اور جاتا ہو کہ کھانا بنایا بھی اور کھنے پینے کے قبیل سے ہر چیز انکے طریق میں
 دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہو اور یہ امر بتدیری کا سمجھا بوجھا ہو اور انکے حال کا بتلانا
 اور انکے ساتھ انکو موسوم کرنا اہل ہر اپ کی فہم سے نہایت بعید ہو پس صوفی
 انکا نام رکھنا نافع تھا اور اوی ہر اور یہ بھی ہو کہ اس قسم کے سوا جو کہا جائے کہ
 انھوں نے صوفیہ نام اس واسطے رکھا ہو ایک قسم کا دعویٰ ہو اور جب یہ کہا جائے
 کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہو تو دعویٰ سے دور ہو گا اور جو
 چیز دعویٰ سے زیادہ دور ہو وہی انکے لائق حال ہو اور یہ وجہ بھی ہو کہ صوف کا
 پہننا انکے کام سے ظاہر ہو چکا تھا ہر اور انکے کسی خال یا مقام کی طرف منسوب
 انکو کرنا حکم باطن ہو اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہو پس یہ کہنا کہ
 انھوں نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا تو وضع اور فروشی سے زیادہ
 قریب اور لائق ہو۔ اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہو کہ کہا جائے کہ ہر گاہ ان
 لوگوں نے انسر دی اور گناہی اور توبہ وضع اور انکسار اور اوچھل اور آڑ کو
 اختیار کیا ہو تو وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے بچے پڑھتے جن کو پختہ
 رہتے ہیں اور کوئی انکو نہیں پوچھتا اور نہ انکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھتا

توصوفہ کی نسبت سے صوفی کہیں جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہیں اور یہی جو بعض اہل علم نے بیان کیا ہے اور اشتقاق کے قریب اور مناسب معنی مقصود ہیں اور ہمیشہ سے صاحبین اور زماں اور متقیین اور عباد کو صوف ہی کا لباس مرغوب اور مضموع رہا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے اور صوف کی اندر بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور استین بھی اسی صوف کی تھی اور آپ کی جوتیاں خیرند بودہ گدھے کی کمال کی تھیں۔ اور بعضوں نے کہا صوفیہ اس لئے نام رکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صف اول میں اپنی علو و جت اور اللہ تعالیٰ کی حضور میں بدل و جان حاضر کرنے سے اور اُس کے سامنے اپنے اسرار باطن کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا یہ اسم دراصل صوفی تھا پھر وہ نقل مکان کیا گیا اور صوفی اُسکو بنالیا۔ اور کہتے ہیں صوفیہ نام صوفہ کی نسبت سے رکھا ہے جو عبد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرار و مہاجرین کے لئے مخصوص تھا اور اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلْفُقَرَاءُ الَّذِینَ یُحْسِرُوا لِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْئَلُوْنَ فِی الْاَرْضِ الْاَلَاءَ۔ یعنی اُن فقراء کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں گئے زمین میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ تو جیسے ہر چند اشتقاق اللغوی کی صورت سے ٹھیک نہیں ہے مگر معنی کے لحاظ سے صحیح ہے اس واسطے کہ صوفیہ کا مال اُن کے مال کے مناسبت ہے یا نہ وجہ کہ وہ باہم جمع اور ملے جیسے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے

واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت میں جیسے اصحاب ہمنفہ کہ چار سو آدمی کے قریب تھے نہ ان کے بدنہ میں مگر اور نہ کنبے قبیلے سجد میں ہو سکتے تھے جیسے اگلے کچھ صوفیہ گوشون اور خانقاہوں میں رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے نہ دودھ کے دینے والے جاتو رہا کرتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیاں جمع کرنے اور گھایان پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ کے سنتے اور ملاوت میں مشغول ہوتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خج خوری کرتے اور لوگوں کو ان کی خوری پر براہیختہ فرماتے تھے اور ان کے پاس بیٹھے اور ان کے ساتھ کھاتے تھے اور ان کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون بہم بالعدۃ داعی یریدون وجہ یعنی اور مت نکال ان لوگوں کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور ان کی آیت چاہتے ہیں اور یہ آیت دھیر نفسک مع الذین یدعون بہم بالعدۃ دہ یعنی یعنی وہ اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق میں نازل ہوئی غلبت و قوت ان جاہلہ الا یعنی تیزی چڑھائی اور سحر پیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باعث معتب ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان سے مصافحہ فرماتے تو ان کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور وہ مقدون پر انگو باٹ دیتے ایک کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیجا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے گھر میں انہیں سے اسی آدمیوں کو لیجاتے اور کھانا کھاتے تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ہر اثنہ ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہیں کہ وہ

ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے انہیں کے ایسے خشک کپڑے لٹکائے کہ ان کو تک نہیں
 جوتا تھا تو جب ایک انہیں سے رکوع میں جاتا تھا ہاتھ بے اسے پکڑ لیتا کہ سب ادا
 ہو سکا اندام ختم ہو کر چل جائے۔ بعضے اپنی صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنا یا رسول اللہ چھارون نے ہمارے پیٹ
 جلادے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی اور منبر پر چڑھے بعد ازاں
 فرمایا اُن لوگوں کا کیا حال ہو جو کہتے ہیں کہ چھارون نے ہمارے پیٹ جلادے کیا
 تم نہیں جانتے کہ یہ چھوڑے مدینہ والوں کا کھانا ہے اور ہر آئینہ اُس کے ساتھ ہے
 اہل مدینہ نے غم خواری کی اور ہم نے تمھاری غم خواری اُس کی کہ جس سے اُنھوں نے
 ہمارے غم خواری کی اور مجھے اُس کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد بنی جان ہے ہر آئینہ دوہینے
 ہو کہ رسول اللہ کے گھر میں سے دعوانہ نہیں اُٹھا اور اُن کے پاس پانی اور کھجور
 کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ
 کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفہ پر کھڑے ہوئے اور اُن کی حاجی
 اور خوشی اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا اے صاحب صفہ تمہیں بشارت ہو جو تم
 قائم اُس صفت پر رہا جس پر آج کے دن ہر رخصتی اُس خیر کے ساتھ ہو یہی ہے
 وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ انہیں سے
 ایک گروہ خراسان میں تھا جو غاروں میں رہا کرتے دیہات اور شہروں میں اُن کی
 سکونت نہ تھی خراسان میں اُن کو شگفتہ کے نام سے پکارتے اس واسطے کہ شگفت
 کا نام ہے بوزباش کی جگہ کے ساتھ اُن کو مہسوب کرتے تھے اور اہل خراسان اُن کو
 جو عیب کہا کرتے اور حق تعالیٰ نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن کریم میں

فرمایا ہر تو ایک قوم کو برابر دوسروں کو مقربین اور نہیں ہے بعض کو صابریں اور صابرین
 اور ذاکین اور مجبین نام رکھا اور یہ جہت متفرق نام مذکور ہیں ان سب کو
 صوفی کا نام مشتمل ہے اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھا
 اور بعضوں کا قول ہے کہ تابعین کے زمانہ میں تھا۔ اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ
 سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا طوائف میں ایک صوفی میں نے دیکھا سوچو کچھ اس
 میں نے دیا تو اس نے نہیں لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہیں مجھے کافی ہے جو میرے
 پاس ہے اور اسکو مضبوط وہ رویت کرتی ہے جو حقیقت ہے کہ اس نے کہا ہے اگر
 ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے وقتے میں نہ جاتا اور دلیل اس پر ہے کہ یہ نام صرف
 قدیم ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اس واسطے
 کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
 سے کہا کرتے کہ اسکو شرف صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاصل تھا اور اسکی طرف اشارہ اور
 سب اشاروں سے اولیٰ اور افضل تھا اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر ہوا تو جسے
 صحابی سے علم حاصل کیا اسکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانہ رسالت گذر گیا
 اور عہد نبوت کو عہد گذر اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفویٰ چھپ گیا اور
 رہنمائی مختلف ہو گئیں اور طریقے انواع و اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی راے
 اپنی راے میں فرد ہوا اور علوم کے شرب ہوا مانے نفسانی کے میل سے گدے ہو گئے
 اور تحقیق کی بنیادیں ہل گئیں اور زاہرین کے غم اُٹ پٹ ہو گئے اور جہالتیں
 غالب آئیں اور جناب اُن کے کیش ہوسے اور عبادت بڑھ گئیں اور اہل عادت لگے غلام
 اور دنیا نے بنا ونگا کیا اور خطاب اسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ اُن سب سے ایک ہو گئے

جنگلے اعمال صالح اور احوال خوش و ودق اُنکی غیبت میں اور قوت اُنکی بین میں
 اور دنیا اور اسکی محبت میں اُنھوں نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور نہائی کو
 غیبت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن میں وہ کبھی بیٹھتے
 اور کبھی جدا ہو جاتے اہل صفہ کے پیر و جاہل کے تارک رب و تار باب کے قتل
 پس اُنکے لیے شرف نیاب اعمالی اور پر نور احوال ملے اور علوم کے قبول کیے اُنکے
 فہم میں صفائی آگئی اور زبان کے بعد اُنکے لیے ایک اور زبان اور عرفان کے پیچھے
 ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان بلا جیسا کہ طائر نے کہا شیخ
 اٹھا میں سچا مومن جب کہ ایمان میں ایک مرتبہ شکوت اُسکے علاوہ ہوا جسکا
 اُنھوں نے قول قرار کیا تھا تو اسکی اقتضا سے رنجین بہت سے علم حاصل ہوئے
 جنگو وہ پہچانتے ہیں اور بہت سے اشارات جنگا اُنھوں نے سمجھا لیا، جو اس اپنی
 خاص ذرا تو ان کے لیے اصطلاحیں تحریر کر لی ہیں جو ان معانی کی طرف اشارہ کرتی ہیں
 کہ اُنکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہیں اور مفصاحت ان احوال کو بیان کرتے ہیں
 جنگو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہیں تو ان مناخرین نے اُسے قدمے سلف سے
 اخذ کیا ایسا نہ کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ میں ایک اسم ستر اور غیر مستقر ہو گیا
 تو یہ نام ان لوگوں میں پھیل گیا اور اُسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوئے اور دوسروں
 کا بھی نام رکھا پس اسم اُنکی نشانی ہر اور علم اُنکی صفت ہر اور عبادت اُنکا لہجہ
 اور تقویٰ اُنکا کرتہ ہر اور حقیقت کے حقائق اُنکے ہر رتین کتبے اور قبیلوں سے
 نکلے ہوئے نصیحتوں کے مالک غیرت کے قبول میں رہنے والے اور حیرت کے
 ملکوں میں رہنے والے ہیں مگر یوں اُنکے لیے فضل اتنی سے ترقی ہر اور اک اُنکے

شوق کی شعلہ زن ہو اور ذہل من فرید کہ رہے ہیں اللہ میرے اُنکے گروہ میں
ہم کو اٹھا اور اُنکے حالات ہمارے نصیب کرو اللہ علم

ساتواں باب تصوف اور تشبیہ کے بیان میں ہر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب
آئے گی تو آپ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو آپ نے فرمایا
تو شخص کہاں ہے جس نے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولایا میں ہوں یا رسول
آپ نے فرمایا قیامت کب ہے تو نے کیا سامان کیا ہے کہا اُسکے لیے مین نے
نماز روزہ زیادہ نہیں جمع کیے کس مین نے اُسکے لیے کوئی بڑے عمل نہیں
کئے کیے مگر یہ کہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہوں اُس پر مین نے
فرمایا آدمی اُسکے ساتھ ہو جس کو وہ چاہتا ہے یا کہ تو اُسکے ساتھ ہو جس کو تو چاہتا ہے
حضرت انس نے کہا کہ تب مین نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی شے سے ایسا
خوش نہیں دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے پس جو شخص صوفیہ کے تشبیہ پر
کہ اُس نے صوفیہ کا تشبیہ اُنکے سوا دوسرے گروہ سے نہیں اختیار کیا الا انکی محبت
سے حال آنکہ وہ قاصر ہیں ان باتوں پر قائم ہونے سے جو انہیں بین صوفیہ کے
ساتھ ہوگا اس لیے کہ تشبیہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہے اور ہر آئینہ
اس حدیث سے جو ہم نے اُس سئلہ میں روایت کی ہے واضح تر دوسری حدیث
وارد ہوئی ہے عبادہ بن صامت نے اپنی زلفخاری سے روایت کی ہے کہ
مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہر آئینہ مین اللہ اور اُسکے رسول کو دوست

رکھتا ہوں تو فرمایا کہ ہر آئینہ تو اُسکے ساتھ ہے جسکو تو دوست رکھتا ہے کہنا کہ انور
 نے اُسکو دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس
 قفسہ کی اُنسے محبت نہیں ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شے سے آگاہ اور
 ہوشیار ہو گئی ہے جس سے ارجح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہیں اسواسطے کہ محبت
 امر اللہ کی اور اُس شے کی جو اُسکی طرف قرب دے الا اُس شخص کی جو اسکا مقرب ہو
 روح کو بدوین اسکے کہ تشفیہ نفس کی طاقت سے باز رہتا ہے اور صوفی اُس سے رہا
 ہو چکا ہے اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہے اور وہ تشبیہ صفت
 نفسانی کے بقیہ میں شریک ہے۔ اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہے جو علم مذہب و
 اور تشبیہ صاحب ایمان ہے اور طریق صوفیت ایمان اصل ہے کہ ہے۔ صوفیہ علیہ الرحمہ
 نے کہا ہے کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہے اور اُسکی وجہ ہے کہ صوفیہ نے اکثر حالات کے
 نزدیک احوال مادہ کیلیاں اور آماجیب و غریب کے سبب ممتاز ہو گئے ہیں
 اسواسطے کہ یہ حضرات قضا و قدر اور عالم غریب کے صاحب مکاشفہ ہیں اور اُنکے
 اشارے اللہ کے ثمرے امر اور شے کے قرب کی طرف ہیں اور ایمان سپر ایسا ہے
 باقدیت ہے اور اہل ملت سے ایک قوم نے کرامات اولیاء سے انکار کیا ہے اور طائف
 ایمان سپر ایمان بالقدح ہے اور اُس قوم کے بہت علوم اُنکے پاس ہیں تو اُنکے طریق
 ایمان و حق نفس لاتا ہے جسکو حق تعالیٰ نے اپنی فرید عنایت سے بخش فرمایا ہے پس
 قفسہ صاحب ایمان ہے اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُنسے ایمان بجز
 علم اُنکے طریقہ سے حاصل کیا ہے اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئیں جس سے
 استدلال اُنکے تمام و کمال پر ہوتا ہے اور صوفی صاحب ذوق ہے صوفی کے حال

سچے متصوف کا حصہ ہوا اور تصوف کے حال میں تشبیہ کا حصہ ہوا اور سنت انہی اسی طرح پر جاری ہے کہ ہر صاحب حال جبکہ ایک ذوق اُس میں ہے مقرر ہے ایک حال معلوم اور کمشوق ہو جاتا ہے جو اس کے حال سے بلند تر ہے تو وہ حال اور صاحب ذوق ہے اور جو حال اُس پر کشف ہوا ہے اُس میں وہ صاحب علم ہے اور جو اُس سے بڑھ کر حال ہے اُس میں صاحب ایمان ہے تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہے تو ذوق کے حال میں وہ صاحب قہم ہے اور علم کے حال میں وہ صاحب نظر ہے اور جو اس سے بڑھا چڑھا حال ہے اُس میں وہ صاحب ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ان الابرار علی نعیم علی الارامک فیظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہیں آرام میں تھنوں پریشے دیکھتے ہیں ابرار کی اور انکی شراب کی تعریف کی ہے بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا و فرما جو ان تسیم عینا یشرب بہا المقبولون پس ابرار کی شراب میں مقربین کی شراب سے میل ہے اور وہ مقربین کے لیے خالص ہے تو صوفی کے لیے خالص شراب ہے اور متصوف کی شراب میں اسکا میل ہے اور تصوف کی شراب سے تشبیہ کے لیے میل ہے پس صوفی بساط قرب سے قراگاہ روح میں بڑھ گیا ہے اور صوفی کی نسبت تصوف ایسا ہے جیسے کہ راہ کی نسبت تیز ہے اور سیر کے یہ فعل اور عمل تکلیف کے ساتھ اُس نے کیا ہے اور سبب پیدا کیا ہے جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہو جو صوفی کے وصف سے اُس میں موجود ہے تو وہ تصوف صوفی کے طریق میں اپنے رب کی طرف سیر و سلوک کرنے میں جد و جہد کرتے والا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے سیر و سلوک سابق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مغربین سبقت کر گئے ہیں صحابہ نے کہا مغربین کون ہیں یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیعتان

ذکر آتی ہیں جنکے بارے میں ذکر کرنے آتا رہیے ہیں اور قیامت کے دن وہ ملک سبک
 کا راز دیکھیں پس صوفی مفردین کے مقام میں ہیں اور تصوف سائرین کے مقام میں
 اپنے سیر میں خزاں گاہ قلب میں ذکر آتی ہے پونچنے والے ہیں و قلب سے اسکا ہوا
 ہوا اور اپنی نظر سے امتداد اسکا ہوا اسکی نظر کی جانب جو اسکی طرف ہر پس صوفی
 صاحب نشاۃ و روح کے مقام و مستقر میں ہوا اور تصوف صاحب مرقا قلب
 کے مقام میں اور تشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہم سری میں ہوا
 تو صوفی کی باتوں میں اسکے قلب کے وجود میں ہوا اور تصوف کی اسکی نفس کے وجود
 میں اور تشبہ کو تلون میں ہوا اس واسطے کہ تلون ارباب احوال کے لیے ہوا اور تشبہ
 ایک سالک مجتہد ہوا جو احوال تک نہیں پہنچا اور ان سب کو جامع دائرہ
 مصطفیٰ ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہوا پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو کر دیا ہیں
 ہم نے اپنے بندوں سے برگزیدہ کیا ہوا بعضے انہیں سے اپنے نفس کے ظالم ہیں اور
 بعضے انہیں سے متوسط اور میانہ رو ہیں اور بعضے انہیں کے ہیں جو آگے بڑھ گئے ہیں
 کہتے ہیں کہ عالم اہل ہوا اور مقصد عارف اور سابق محب ہوا اور بعض کا قول ہوا کہ ظالم
 وہ ہوا کہ بلا سے نزاری اور بے مہری کو تا ہوا اور مقصد وہ ہوا جو بلا پر صبر کرتا ہوا اور
 سابق اسے کہتے ہیں کہ بلا سے لذت پاتا ہوا اور بعضوں نے کہا ظالم وہ ہوا جو
 غفلت اور عبادت سے عبادت کرے اور مقصد رغبت سے اور خوف سے اور
 سابق جو اپنے پروردگار کو نہ جھوٹے اور احمد بن حنبلہ کا یہ رحمہ اللہ نے کہا کہ
 ظالم صاحب احوال ہوا اور مقصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور
 یہ سب قول صوفی اور تصوف اور تشبہ کے حال سے نفروں بہ تناسب ہیں

اور یہ سب اہل صلاح و طہارت ہیں کہ انکو دائرہ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہے اور خصوصیت
کی نسبت انہی عطا بخشش کے انہیں ملا دیتا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے
فرمایا اس قول میں اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہے *مَنْ مَلَكَ نَفْسًا مِنْكُمْ بِحَقٍّ* وہم سابق
باخیرات کلمہ بالجنتہ یعنی انہیں سے ظالم اپنے نفس کے اور بعض مقتصد اور بعض خیر
میں بڑھے ہوئے یہ سب جنت میں ہیں۔ ابن عطاء کا قول ہے کہ ظالم وہ ہے جو اللہ کو
دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہے اور مقتصد وہ ہے جو اللہ کو حقے کے لیے دوست
رکھتا ہے اور سابق وہ ہے کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ نہیں ساقط کرتے اور
یہی صوفی کا حال ہے تو تشبیہ اس قوم کے افرے کسی شے کے پیش آیا اور یہ اُنکے قرب
کا موجب اُنکے لیے ہوتا ہے اور قرب اُنکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیا چہ ہے۔
اپنے شیخ سے میں نے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی نے
پاس آیا اور ہم صفہاں میں تھے یہ شخص اُسے خرقة چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا
ظلام کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقة کے معنی میں میرے
کلام کرے پھر اُو کہ میں تجھے خرقة پہناؤں کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اُس سے
خرقة کے حقوق بیان کیے اور وہ باتیں جو حق خرقة کی رعایت سے واجب ہیں اور
جو خرقة پہنے اُسکے آداب اور وہ شخص جو اُسکے پہنے کی قابلیت رکھے تو اُس شخص نے
حقوق خرقة کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقة کے پہنے سے حج کی یا تب شیخ کو اُس
معاملہ کی خبر پہنچی جو طائف کے نزدیک میرے قول سے اُسکو نیا معلوم ہوا
تو مجھے بلایا اور میں نے جو اُس سے کہا تھا اُس پر خفا ہوا اور کہا میں نے

غیرے پاس اُسے اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتیں ایسی کر سکے جس سے اُنکی غربت
خرقہ کی طرف زیادہ ہو اُس پر تو نے وہ باتیں کہیں جن سے ارادہ شریف ہو گیا پھر جن
بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہیں اور وہ ایسی ہیں کہ حقوق خرقہ سے واجب ہیں
مگر جب ہم نے بتدی پر لازم گردانیں تو وہ بھلا کا اور اُس پر قیام کرنے سے عاجز آیا
پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہیں تاکہ قوم کے تشبہ ہو جائے اور اُنکے لباس سے ملتے ہو
تو یہ بات اُسکو مجالس اور محافل سے قربت دے گی اور اُنکے ساتھ خضلاط سے اور
اُنکے احوال اور سب کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کرے گا کہ راہ اُنکی چلے اور اُن پریم
سے کچھ اُنکے احوال تک پہنچے گا۔ اور شیخ احمد غزالی نے کہا اس قول سے وہ قول
موافق ہے جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے بنو القاسم جنید بغدادی سے بواسطہ ثناء
کیے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر اور نرمی سے
آغاز کر اس لیے کہ علم اسے متوشش کرتا ہو اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہے اور صوفیہ
تشبیہیں سے نرمی پیش آتے ہیں کہ بتدی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور
جو کوئی انہیں سے حال میں اکمل اور علم میں علامہ وہ زیادہ تر بتدی طالب کے
ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہے۔ بعض صوفیہ سے حکایت ہے کہ اُسکی صحبت میں ایک
طالب آیا تو اُس نے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات میں بکرا اور اُس سے
ارادہ اُسکا بجز اُسکے نہ تھا کہ بتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سکھے
اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہے کہ کسی چیز میں در نہ آئی مگر یہ کہ
اُسکو نرمیت اور رزوق دے دی پس تشبہ حقیقی کہنے کے لیے قوم کے طریق سے
ایمان ہے اور اُسکے موافق عمل ہے اور سلوک و جہاد ہے اس کے موافق جہاد ہے

ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہر چہ وہ متصوف صاحب مراقبہ
 ہو جاتا ہے بعد ازاں وہ صوفی صاحب تشاہدہ ہو جاتا ہے لیکن جو شخص متصوف
 اور صوفی کے حالی کی طرف تشبیہ کے ساتھ نظر نہیں کرتا اور نہ وہ اُنکے ادنیٰ مقابہ
 کا قصد کرتا ہے بلکہ فقط ظاہری کالتشبیہ لباس کے تشبیہ اور خیالیت حلیہ اور
 صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہے تو وہ تشبیہ بصوفی نہیں ہے اس واسطے
 کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ انکی نقلی و حکایت نہیں کرتا تو وہ
 اس وقت تشبیہ کالتشبیہ ہے جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب
 ہوتا ہے اور اُنکے ساتھ ایسی قوم ہے جو اُنکا جلیس ہو وہ بے نصیب رہتا ہے
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اسی
 قوم سے ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے لیے بہت سے ملائک
 ہیں فاضل اُن ملائک سے جو کون کے اعمال نامہ لکھتے ہیں، استون میں پھرا
 کرتے ہیں اور مجاہدین ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہیں تو ہم کسی قوم کو دیکھتے ہیں کہ
 اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہیں تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں چلے آؤ
 اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوؤں سے ظاہر آسمان تک دھک
 لیتے ہیں تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حال آنکہ وہ خود ذات ہے کیا سب بندے
 کہتے ہیں فرشتے کہتے ہیں کہ تیری حمد کہتے ہیں اور تیری تسبیح اور تیری تحسید
 کرتے ہیں پھر فرماتا ہے کیا مجھے اُن لوگوں نے دیکھا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ نہیں
 پس فرماتا ہے جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہیں اگر مجھے دیکھتے تو اور زیادہ

تسبیح اور تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہے کیا مجھ سے مانگتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں پھر فرماتا ہے کیا بہشت دیکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں پھر فرماتا ہے کیا کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہیں اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور حرص زیادہ ہوتی فرشتوں نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو فرماتا ہے کیا اُسے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ نہیں پھر فرماتا ہے کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتوں نے کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ہرگزینہ میں نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن میں سے کھتا ہے کہ فلا شخص اُن لوگوں میں سے نہیں ہے وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ باہم ہنشین اور ہم صحبت ہیں اُنکا ہم نشین بے نصیب اور بے برہ نہیں رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا تشبہ اور مجب محروم نہیں رہتا

آٹھواں باب ملاشتی اور اُسکے حال کی شرح میں ہے

بعض صوفیہ نے کہا ملاشتی وہ شخص ہے جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے اور شرح اُسکی یہ ہے کہ ملاشتی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہیں اور صدق سے متحقق ہوا تو وہ نہیں چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا میں نے خبر اِیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہے اُس نے کہا میں نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا وہ ایک سر پر سر ہے جسکو میں اس شخص کے دل میں اپنے

بندوبین سے امانت رکھتا ہوں جسکو میں دوست رکھتا ہوں پس بلا تشبہ
 کہے زیادہ اختصار اس بات کے ساتھ ہر کہ وہ خلاص کے ساتھ متمسک
 اور مقیم ہیں احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہیں اور اسکی چھپانے میں
 لذت پاتے ہیں کہ اگر انکے اعمال و افعال کسی بظاہر ہو جائیں تو اس سے متوجش
 ہوتے ہیں جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہے پس
 ملاستی نے وقوع اخلاص اور اسکی مقام کی قدر و منزلت کی اور اسکا اعتبار اور
 شمار کر کے اس میں ہاتھ مارا اور صوفی اسکی اخلاص میں اپنے اخلاص سے غائب
 اور گم ہو گیا۔ ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص میں آفتون نے خلاص کو
 تشاہد کیا تو اسکا خلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور وہ انہوں نے
 کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزیں ہیں عوام سے مدح و ذم کی مساوت۔
 اور اعمال میں دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو
 آخرت میں چھوڑ دینا۔ ابو عثمان مغربی سے مروی ہے کہ کہا اخلاص وہ چیز ہے
 جس میں نفس کو خط کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہے اور خواص
 کا اخلاص وہ ہے کہ اپنے نہ انکے ساتھ گزرے اور انہیں کے سبب طاعات میں
 جیسے وہ کیسے ہیں اور نہ اپنے نہ انکی نظر ہے اور نہ انکی کچھ شمار قطار ہے تو یہ اخلاص
 خواص ہے اور یہ وہ ہے جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار لکھا ہے اس
 طرح سے کہ صوفی اور ملاستی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملاستی نے
 اپنے عمل اور حال سے خلق کو دور کیا ہے مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ
 مخلص ہے اور صوفی نے اپنے نفس کو اپنے عمل اور حال سے دور کر دیا

جس طرح کہ اسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلص ہو اور مخلص خالص اور مخلص مبین
 بڑا فرق ہو۔ ابو بکر زرقانی نے لکھا بڑا مخلص کا نقص اسکے اخلاص میں دیکھتا
 اپنے اخلاص کا ہو تو جب اسد جانتا ہو کہ اسکے اخلاص کو خالص کرے تو
 اسکے اخلاص دیدہ سنی جو اسکے اخلاص پر ہو ساقط کر دیتا ہو تو وہ مخلص ہو گا
 یہ مخلص ابوسعید خدری نے لکھا ہو کہ عارفوں کی ریاضت و تدوین کے اخلاص سے افضل ہو
 اور معنی اسکے قول کے یہ ہیں کہ مریدوں کا اخلاص میں رویت اخلاص کی
 علت ہو اور عارف اس ریاضت سے منزہ ہو جو عمل کو باطل کرنے کے لئے شاید کہ وہ کچھ
 اپنے حال اور اعمال سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو نہیں اسکے نزدیک ہو
 مرید کی کشش یا اخلاق نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے لئے ظاہر کرتا ہو
 اور خاص عارفوں کے لئے اس معاملہ میں ایک علم دقیق اور باریک ہو کہ
 دوسرا اسکو نہیں جانتا تو کم علم ریاضت اسکو دیکھتا ہو حال آنکہ وہ ریاضتیں
 اسکے سوا نہیں ہو کہ وہ صرف علم اسکو اسطے اسد کے ساتھ ہو بدوین اسکے نفس
 میں ہاں نہ ہو یا کوئی آفت ایمان موجود ہو۔ رویم نے کہا ہو کہ اخلاص یہ ہو کہ
 صاحب اخلاص سپردارین میں کسی عوض اور دونوں ملک میں سے کسی حصہ
 روئی نہ ہو بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص مدہم نظریا اسد سے خلق کے
 دیکھنے کو چھوٹا تا ہو اور بلاستی خلق کو دیکھتا ہو چہ اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہو
 اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بیان کیا اخلاق صوفی کا وصف ہے اور اسی واسطے
 زرقانی نے کہا ہو کہ ہر ایک مخلص کے لئے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے پار ہو
 نہیں ہو اور یہ کہاں اخلاص کا نقص ہو اور اخلاص وہی ہو کہ اسد اسکے

صاحب کا محافظ ہوتا تھا کہ تکمیل پہنچی کرے۔ جعفر خلیفہ نے کہا کہ ابو القاسم حنفیہ
 بغدادی سے بین نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدقہ بین پھر فرق ہے؟ کہا ہاں
 صدقہ اصل ہے اور وہ اولیٰ ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہے اور کہا ان
 دونوں میں فرق ہے اس واسطے کہ اخلاص جب تک عمل میں نہ آئے نہیں ہوتا
 پھر کہا کہ وہ یہی اخلاص ہے اور مخلاص لا اخلاص ہے اور خالصہ جو خالصہ میں ہے تو
 اس بنا پر اخلاص ملا متی کا حال ہے اور مخلاص لا اخلاص صوفی کا حال ہے اور
 خالصہ جو مخلاصہ میں ہے ایک مخلاص لا اخلاص کا نمبر ہے اور وہ بندہ اپنے
 رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فساد اور جاتا رہتا ہے بلکہ اپنے
 قیام کی رویت سے اسکا غائب ہونا ہے اور وہ استغراق فی اللذات آثار اور
 لوث اخفا کی آزادی سے ہے اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہے اور ملا متی اپنے
 مقام اخلاص میں مقیم اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف مابینہ اور
 یہ ملا متی اور صوفی میں فرق واضح ہے اور خراسان میں کاشیہ ملا متیوں کا ایک
 گروہ رہتا ہے اور ان کے لیے مشائخ ہیں جو ان کی بنیاد کو درست کرتے اور شرطیں لگاتے
 حال کی انہیں بتلاتے تھے وہ ہم نے ہر ایشیہ عراق میں دیکھا ان لوگوں کو جو اس
 راہ کے سالک ہیں گروہ اس نام سے مشہور نہیں ہیں اور اہل عراقی اس نام کو
 بول چال میں کمتر استعمال کرتے ہیں۔ نقل ہے کہ ایک ملا متی کو سماع میں مدعو کیا
 تو وہ نہ آیا تب اس سے بابت اس کے کہا گیا تو کہا اس واسطے اگر میں آتا تو مجھے وجہ
 ہوتا اور میں نہیں اپنے گناہ کوئی میرا حال معلوم ہے۔ اور منقول ہے کہ احمد بن
 ابی انکحاری نے ابو سلیمان دہرانی سے کہا کہ میں جب خلق میں ہوتا ہوں

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہوں جو صحت خلق میں نہیں پاتا تو اس سے کہا کہ تو اب کم طاقت پر پس ملاستی ہر خند اخلاص کے دستہ کا قابض اور سبط صدق کا فراتش ہو مگر اُمین بقیہ رویت خلق کا اور اس شجر کا جو اُمین کی بہت عمدہ ہے یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہے اور صوفی اس بقیہ سے پاک اور صاف ہے جو دونوں طرف میں ہر عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہے اور بالکل اُنکو دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال میں اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناہیہ توحید کھل گئی اور اس قول حق سبحانہ تعالیٰ کا بھید یا کیا کھل گئے ہاں لا الہ الا وہ ہر ایک شرفانی ہے مگر ذرات اُسکی۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض ادوات میں کہا ہے داریں ہیں اند کے سوا کوئی نہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ملائی دو دہ سے انھار حال کرتا ہے ان دونوں وجہوں میں سے ایک وجہ تو اخلاقِ حق کے واسطے ہے اور دوسری وجہ جو کمالی تر ہے وہ یہ ہے کہ غیب سے حالِ نبوی غیرت پوشیدہ رہے اس واسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی اطلاع غیر کو اسے خبری معلوم ہوتی ہے بلکہ صدقِ حبیب میں اسے یہ بھی خبر معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہے اور یہ بات اگر بجا کر تو بھی طریقِ صوفیہ میں ملت ہے اور قص ہے بنابر ان ملاستی تصوف پر تقدم اور صوفی سے موخر ہے اور کہتے ہیں کہ صدقِ بلاشبہ سے یہ ہے کہ ذکر چار قسم کا ہے زبان سے اور دل سے اور سر سے اور روح سے توجیب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب اور زبان ذکر سے بند ہو جاتی ہے اور یہ ذکر شاہدہ ہے اور جب ذکر صحیح ہو گیا تو دل اور زبان ذکر سے جب ہوتے ہیں اور یہ ذکر ہیبت ہے اور جب دل کا ذکر

صحیح ہو تو زبان ذکر سے سبست ہو جاتی ہے اور یہ ذکر نعمات الہی ہے اور ذکر سے جب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عابد کا ہے اور ان کے نزدیک ہر ایک کے لیے ان ذکر و نین سے ایک آفت ہے تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع اسپر ہے اور ذکر سر کی آفت اطلاع اسپر قلب کی ہے اور قلب کے ذکر کے لیے آفت نفس کی اسپر اطلاع ہے اور ذکر نفس کی آفت مسکادیکھنا ہے یا اسکی عظمت کرنی یا ثواب و جزا لکھنا ہے یا اسے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شریک ہو بیچے گا۔ اور کترین خلایق قدر و قیمت میں ان کے نزدیک و شخص ہے جو ارادہ اس کے انکار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اس کے سبب اسکی خدمت میں حاضر ہو اور اس اصل کا عید پیران لوگوں میں ہو حکم رکھے یہ ہر کہ ذکر روح و ذرات ہے اور ذکر سر و کصفات ان کے زعم میں ہے اور ذکر قلب آلا و نعماد سے اوصاف کا ذکر ہے اور ذکر نفس علتون کا مشعر ہے تو معنی اس کے قول ہے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہے کہ وہ اشارہ کرتے ہیں اسکی طرف کہ ذرات کے وقت فنا کے ساتھ ثابت اور متحقق ہے اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر کصفات ہے جو خبر ہیبت سے خبر دینے والا ہے اور وہ وجود ہیبت اور خون کا ہے اور وجود ہیبت مستدھی وجود یا بقیہ کا ہے اور یہ خلافت حال فنا ہے اور اسی طرح ذکر سر و ذکر ہیبت ہے اور وہ ذکر کصفات نصیب قرب کا مشعر ہے اور ذکر قلب کا جو ذکر آلا و نعماد ہے فی الجملہ بعد کا مشعر ہے اسنو اسے کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہے اور نعمت دینے والے کی طرف سے ذہول اور غفلت ہے اور خشبش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد از لذت اور نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرتی ہے اور یہ حقیقت

میں علت ہوا اور یہ قسم اس طریقہ کے ہیں اور نہیں سے بعض بعض سے اعلیٰ
ہیں و اللہ اعلم

نوان باب اس شخص کے بیان میں ہر جو منسوب بصوفیہ ہو
اور ان میں سے نہیں ہو

ایک گروہ انہیں سے کچھ اپنے تئیں قلندر کہتے ہیں اور کچھ ملائقیہ اور ملائقیہ کا
حال ہم بیان کر چکے اور وہ حالی شریف اور مقام نادر ہوا اور انھوں نے سنت اور
زنجار سے تسک کیا اور اخلاص و صدق سے تحقیق ہیں اور وہ اس قسم سے نہیں ہیں
جنگو شرع سے گڑھے ہوئے لوگ گمان کرتے ہیں پس قلندر یہ سے اشارہ ان
اقوام کی طرف ہوا کہ ان کے دلوں کی پاکیزگی کی سستی انکی مالک بن گئی ہر بیان تاک
کہ عادت کو انھوں نے ویران تباہ کر دیا اور جھنڈی بنی اور شلاو کے آداب کی
بیڑیاں ڈال دیں اور چھوڑ دیں اور اپنے خوش دلی کے سید انوں میں سیر کی اور
نماز و روزہ کی قسم سے ان کے اعمال خوب گمراہی اور لذت دنیا سے کسی خیر کے
تھانے کی پروا نہیں کرتے جو مباح ہیں شرع نے انکی اجازت دی اور بسا اوقات
انصاف کی رعایت پر انھوں نے اقتدار اور اختیار کیا ہوا اور غفلت کے
مقتضیٰ کی طلب نہیں کی اور ساتھ اسکے جمیع اور ذمہ کوڑے اور زیادہ طلبی
کے ترک کو اکت سے نہیں دیتے اور تھوڑے پر گزر کر نے دلوں اور دنیا سے
کم رغبت و دلون اور عباد کے رسوں کا بڑا و نہیں کرتے اور اپنی خوش دلی
کے اور قانع اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں اور اسی پر انھوں نے قصد کو تباہ
کیا اور انکو جزا سکے کہ سیر اپنی خوش دلی سے ہیں طلب مزید کی طرف جھکا ہوا ہے

ہاکی نینق اور ملاستی اور قلندری میں فرق یہ ہے کہ ملاستی اخفاد جمادات میں عمل کرتا ہے اور قلندر ہی عبادت کی تخریب میں جمل کرتا ہے اور ملاستی کل باب خیر و برکے ساتھ منہ سب ہے اور اس میں فضل اور زریگی رکھتا ہے مگر شمال و افعال کو چھپاتا ہے اور اپنے نفس کو عوم کے موافق اور جمادات میں اپنی صورت اور لباس اور حرکات میں اپنا حال چھپانے کے لیے تاکہ وقف کوئی اس سے نہ ہو جائے بروکے اور شہر اسے رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ترقی کی طلب میں تاکہ رکھتا ہے اور ہر ایک بات میں جس سے بندہ کو تقرب جو جہد بلیغ کرتا ہے اور قلندری کسی صورت کے ساتھ عقیدہ نہیں ہوتا اور نہ اس کو پرواہ ہے کہ کوئی اس کے حال سے واقف ہو یا نا واقف ہو اور وہ نینق مائل ہوتا مگر اپنی خوش دلی کی طرف اور وہی اس المال اور سرمایہ اسکا ہے اور صوفی انبیاء کو ان کے موقعوں پر رکھتا ہے اور سب احوال اور اوقات کی اپنے عیسے تدبیر کرتا ہے خلق کو ان کے تمام پر اور حق کو اس کی جگہ پر قائم کرتا ہے اور جس چیز کو چھپانا چاہیے اسے چھپاتا ہے اور جس کو ظاہر کرنا مناسب ہے اس کو ظاہر کرتا ہے اور تمام کام کو ان کے تمام پر حضور عقل اور دست توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و اخلاص کے ساتھ لانا ہے پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنے کو بلاستیدہ کہلایا اور لباس صوفیہ سے متلبس ہوئے تاکہ اس سے صوفیہ کی طرف منسوب ہوں اور صوفیہ سے وہ کسی بات میں نینق نہ بن بلکہ وہ دھوکے دہری اور غالی بن گئے ہیں اور وہ کچھ صوفیوں کا لباس بچاؤ گئے ہیں اور کچھ دعوت سے کے ساتھ نینق بنے ہیں اور اہل باحت کی راہ چلتے ہیں اور انکایہ زعم ہوتا ہے کہ ضار ان کے

اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہیں کہ یہی مقصود دین کا بیانی ہے اور شرعی رسوم کا برتنا درجہ عوام اور اُن لوگوں کا ہے جن کے فہم قاصر ہیں اور تقلید سے اقتدار کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور یہ عین احکام اور زندگی اور آبادی کے توجہ حقیقتیں کہ شریعت نے اُتار دی ہیں وہ زندگی ہے اور یہ گروہ مغرور دھوکے میں پڑے ہوئے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہیں کہ شریعت حق عبودیت ہے اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہے اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ اُس سے ہوا کہ جو اس درجہ تک نہیں پہنچا اُس سے مطالبہ اُنکا نہیں ہوتا نہ یہ کہ تکلیف فحش کے دورے سے اُسکی گردن نکل جائے اور اُسکا باطن کجی اور تحریف کو بلا جائے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ ثبت کیا اور اب تک سے مواخذہ ہم تمہارے اعمال کا کرتے ہیں تو جو ہمارے لیے اظہارِ غیر کرے اُسکو قبول کرے اور اُس سے قربت کرے اور ہمارے وہ اُسکے بطون سے کچھ نہیں ہے اللہ اُس سے محاسبہ اُسکے بطون کا کرے گا اور جو اُسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اُسکو ہم نہیں قبول کرے گا اگرچہ وہ کہے کہ میرا بطون اچھا ہے اور اُس سے منقول ہے کہ اپنے آپ کو تھوڑے کسے سے سامنے کیا تو جو کوئی اُسکی طرف ید گمانی کرے تو چاہیے کہ اُسکو برا بھلا نہ کہے بھر جس وقت ہم دیکھیں کسی شخص کو جو حد و شرع کا استحقاق کرنا ہی صلوٰۃ مفروضہ کو چھوڑ دیتا اور تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی تلاوت کو شمار و اعتبار میں نہیں لاتا اور

حرام مکروہ مقامات میں درآتا ہے ہم سکور درکنگے اور ہنگو قبول کرینگے اور اس کے
 دعویٰ کو کہ اسکا بطون صامح ہے نہ مانینگے۔ حضرت جنید علیہ الرحیمہ بقول ہے کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف باللہ
 تہ و تقویٰ کے ترک ملک پہنچتے ہیں تو جنید نے کہا کہ یہ قول اس قوم کا ہے جو
 ترک اعمال کا کلام کرتے ہیں اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہے اور جو شخص چوری
 اور زنا کے ایسے شخص سے بہتر ہے اس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ عارف
 باللہ نے اس کے اعمال حاصل کیے ہیں اور اسی کی طرف ان اعمال میں یہ لوگ
 رجوع کرتے ہیں اور اگر میں ہزار برس زندہ رہوں ایک ذرہ اعمال پر سے کم نہ کروں
 الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو و اعمال میری معرفت کے موکد و میرے حال کے
 لیے موجب قوت ہیں۔ اور ان کے منجملہ ایک قوم ایسی ہے جو مفلول کے قائل ہیں
 اور یہ گمان باطل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حلول کرتا ہے اور ان آسمان میں
 جنگ و وہ انتخاب کرتا ہے اور قول نصاریٰ جو لاہوت اور ناسوت میں ہے اس کے
 معنی ان کے فہوں کے لیے سبقت کرتا ہے۔ اور انہیں نے بعضے وہ ہیں جو خود بخود
 خیر و ن کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہیں جس سے اختلاف اس وجہ کی طرف ہے اور
 ان کے یہ خیال ہیں کہ جس شخص نے اپنے بعض غلیات میں کلمات کے
 ہمارے مضمونات اور دعوات میں سے کسی شے میں مضمر اور مخفی تھا شلاً علاج
 نے کہا انا الحق۔ اور جو کچھ ابو زید سے قول اسکا سبجانی نقل کیا جاتا ہے ہا تھا
 کہ ابو زید کی نشان میں ہم اہل حقاد کو کہ اس نے ایسا کہا مگر حکایت کے
 طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی طرح سزاوار ہے کہ علاج کے قول میں

اعتقاد کیا جائے اور اگر شکا ہمیں علم ہوتا کہ اُس نے یہ قول حلول سے مخفی رکھنا چاہا
 کیا ہے تو اسکو بھی ہم رد کرتے جس طرح اس فرقہ کی ہم نے تردید کی ہے اور ہم نے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت فرمایا اور
 صفات لائے ہیں جس سے تمام کچی اور پینچ سیدھے اور تقیم ہو گئے اور نہایت
 عقول نے اُن چیزوں پر غالی کی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا وصف جائز ہے اور ناجائز
 اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ اُس میں کوئی شے حلول کرے یا وہ کسی شے میں حلول
 کرے حتیٰ کہ شاید بعض مگر وہ مبتلا جو بڑی دکا و فشت رکھتا ہو اور اُسے ایسے کلمے
 سنے ہوں جو اُس کے باطن سے متعلق ہوں پھر وہ اپنی فکر میں ایسے کلمات دل سے
 بناوے جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے اور وہ بات جیت اللہ تعالیٰ کی اُسی
 سے ہو جیسے وہ کہے کہ مجھے کہنا اُس نے اور میں نے اُس سے کہا اور یہ ایک شخص ہے
 یا تو اپنے نفس اور عہدیت نفس سے نہ علم ہے اپنے پروردگار اور کیفیت سکالہ اور
 عارف سے نہ علم ہے اور اُسے عقول و است کے بطلان کا علم ہے کہ وہ اسے
 نفسانی ہو سکتا ہے لیکن اس کے وجہ سے کہنا ہے کہ کما وہ کہے کہ ایک شے ہر طرف اب
 ہو گیا اور یہ سب ظلمات ہیں اور یہ کلمے کہ اُس بات پر جب وہ ہے جو بعض
 محققین نے کہا ہے کہ اُسے خطاب ہے کہ اُس پر اللہ کے وار ہوئے ہیں کہ کلاما
 کے ظاہر و باطن میں حلول کر گئے اور انھوں نے ہول قوم کے ساتھ صدق بقوی
 اور کمالی زبان میں سے تسک اور ہتھیام کیا ہے ہیں اُس کے اسرار صفات
 ہو گئے اُن کے بطون میں خطابوں نے شکل حاصل کی کہ قرآن اور حدیث کے
 موافق ہیں تو اُن کے ساتھ یہ خطاب استغراق بطون کے وقت نازل ہوئے

اور یہ کلام نہیں ہیں جسکو وہ سنتے ہیں بلکہ ایک حدیث کی مثال ہے جو نفس میں ہو فکر سے
 اسکو پاتے ہیں جو کتاب اور سنت کے موافق اپنے اہل بک پاس بھیجے ہو علم کے
 موافق ہو اور یہ انکے ساتھ انکے اسرار و بطون کی سرگوشی اور راز گوئی ہو تو اپنے نفس کے
 لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہیں تو جو وہ پاتے ہیں اپنے
 نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں ورنہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہیں
 کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور اسکے موافقین کہ وہ ایک عالم حادث ہے جسے اللہ تعالیٰ
 نے انکے ہاتھوں میں پیدا کر دیا ہے پس صحیح اور کسائی لوگوں کا دین و فقہ گزیر کرنا ہر
 اللہ تعالیٰ کی طرف ان تمام باتوں سے شک کے ساتھ انکے نفوس حدیث کرتے ہیں یہاں تک
 کہ انکا سیدان ہو اسے نفسانی سے پاک ہو جاتا ہے اور انکے ہاتھوں میں ایک چیز
 الہام کرتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں جسے ایک حادث کی نسبت
 پیدا کرنے والے کی طرف ہرگز وہ نسبت جو کلام کو مستحکم کی طرف ہوا کہ یہ اور حدیث
 سے محفوظ نہیں اور تمہیں سے ایک گروہ ہے جنکا زعم ہے کہ ذریعے توحید میں غرق
 ہوتے ہیں اور قرار و ثبات انکو نہیں ہے اور اپنے نفوس کے لیے اسقاط حرکت و
 فعل کرتے ہیں اور انکا زعم ہے کہ وہ اشیاء پر مجبور ہیں اور کوئی فعل ان کے لیے
 اللہ کے فعل کے ساتھ نہیں ہے اور معاصی اور مستہیات نفسانی میں گڑبٹتے
 ہیں اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف لاپل اور اللہ کے ساتھ دین نمی
 ملتے باہر از اللہ و احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا ان کے مرغوب ہے
 اور سبیل علیہ الرحمہ سے آتش نفس کی بابت پوچھا گیا جو کتنا تھا کہ میں ایک
 دروازہ کے مثال ہوں جنبش میں نہیں کرتا مگر جب کوئی مجھے جنبش دے

کہا یہ بات کوئی بخیر و آئینہ کی نہیں کہتا یا صدیق یا زندق اس واسطے کہ صدیق ہر بات اس اشارہ سے کہتا ہے کہ اشیاء کا قوام اللہ کے ساتھ ہے اور رسول کے احکام اور حدود و حدود کی رعایت اسکے ساتھ ہوتی ہے اور زندق جو اس قول کو کہتا ہے وہ احادیث یا کلام اللہ پر کرتا ہے اور نگویش اپنے نفس سے ساقط اور دین پرست دین سے اپنے کو الگ کرتا ہے تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور جب اس سے مصیبت صادر ہو تو اس کا معترف ہو اس عقائد سے کہ تو یہ اس سے ہے اور جب ہے تو وہ سلیم صحیح ہے اگرچہ قصور و اس پر کے سبب ہو جس کی طرف وہ مائل بطلان سے ہو اور جو اسے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہروں کی آمد و رفت سے راحت پادے تاکہ خوب فرے اڑے اور نفس کے مشتیات کو پہنچے اس لئے کہ ایسی شیخ کا پابند نہ ہو اسے ادب دے اور جذب کرے اور جو ایمان قیام ہو اسے دکھلا دے اور اللہ ہر توفیق دے والا

دسواں باب شیخت کے تہ کے بیان میں ہے

حدیث میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اس کی قسم جسے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم چاہو تو میں تمہاری قسم کھاؤں ہر ائمہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے اللہ کے لئے یہ بات ہے کہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت اسکے بندوں سے اور بندوں کی محبت اسکے بندوں سے اور نبی صحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہیں اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کیا تہ شیخت اور اللہ تعالیٰ کی طرف دعا کرتے اور بلائے کا اور اس واسطے کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی محبت حقیقت اسکے بندوں کی طرف کرتا ہے اور اللہ کے بندوں کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف اور طریق صوفیہ ہے

بین اعلیٰ مراتب سے قربتِ نبوت کا ہے اور دعوتِ الی اللہ بین وہ نیابتِ نبوت
 کی ہے پس دلیل اسکی کہ شیخ بہر تعالیٰ کی دوستی اس کے بندوں سے کرتا ہے یہ ہے کہ شیخ
 طریقِ اقتدار رسولِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید کو چلاتا ہے اور جب کا اقتدار اور اتباع کا
 صحیح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے فرمایا ہے بہر تعالیٰ نے کہو اگر تم اللہ کو
 دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور اسکی وجہ کہ شیخ بین
 یہ صفت ہے کہ وہ بندگانِ الہی کی محبت اللہ تعالیٰ سے کرا دیتا ہے یہ ہے کہ وہ مرید کو
 تزکیہ کا راستہ چلاتا ہے اور جب نفس پاک صاف ہوتا ہے تو قول کا آئینہ چلا پاتا ہے
 اور آئینہ انوارِ عشرت انکی شعلیں ہوتے ہیں اور جمالِ توحید آئینہ تابان ہوتا ہے
 اور چشمِ بصیرت کی سیاہی انوارِ جلالِ قدم اور کمالِ ازل کے نظارہ کی صورت بن جاتا ہے
 ہوتی ہے تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھے گا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ فقیماب وہ ہے جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ
 کیا اور فلاح اس کے ظفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہے اور یہی ہے کہ دل
 کا آئینہ جب روشن ہوگا تو آئینہ دنیا اپنی بُرائی اور حقیقت اور بیعت کے ساتھ
 اور آخرت اپنے نفائس اور طائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور
 واضح ہو جائے گی تو چشمِ دل کے سامنے دارین کی حقیقت اور عاملاتِ شفاء ہو جائیں گی
 اس وقت بندہ باقی کو چاہے گا اور خانی کی طرف رغبت کم کرے گا پس تزکیہ و تہذیب اور تربیت
 کی ہانک کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکرِ نامور میں سے ہے کہ مریدوں کو اس
 سے راہ چلاتا ہے اور طالبوں کو اس سے رہنمائی کرتا ہے۔ عبد اللہ بن بشر صاحب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا کہ اُس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا

جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہوں تو اگر ان میں ایسا کوئی شخص نہ ہو تا تھا جو ہندو غرضوں سے ڈرانا ہو تو ہر آئینہ کا ہر بین خط ہوتا تھا تو شاخ پر اسد بھالی کا وقار ہی اور مزید اسے ظاہر و باطن میں ادب حاصل کر کے ہیں اسد بھالی نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جن کو اسد نے ہر اپ کی توڑا کی ہر بیت کی سرزدی کر پس ہر کاہ شاخ بند ہی اور پتا ہوے تو وہ اپنی ان کے ہوئے کہ لوگ ان کی سرزدی کریں وہ متیقن کے نام اور پیشوا اس کے لئے ہیں جناب رونی اسد بھالی نے علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکامیت کے طور پر کہا جب ہر سے بندہ پر مشغولی میرے ساتھ غالب ہو تو ان کی بہت ضرورت اور لذت حاصل اپنے ذکر میں کرتا ہوں اور جب اپنے ذکر میں کسی بہت اور لذت دلاتا ہوں وہ میرے شوق و محبت کرتا ہی اور میں اس سے محبت و عشق کرتا ہوں اور میرے اس کے دریاں جو پر وہ ہی اس کو بین اٹھاتا ہوں جب اور آدمی ہوں جانتے ہیں کہ میں ہوں لہذا وہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کا کلام انبیا کا کلام ہی وہ لوگ حقیقت میں ابدی ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب میں اپنی زمین پر حکومت اور غلبہ کرتا چاہوں تو ان میں سے وہ یاد کرتے ہیں تب ان کے سبب ان لوگوں کے عذاب پھر لیتا ہوں اور سالک کے تہیہ شجاعت کو پہنچتے ہیں عیب یہ کہ سالک نفس کی سیاست پر باور نہ رکھتی صفات میں مبتلا اور تالیف میں پڑا ہوا ہے عیب نہ صدق معافی سے سلوک کرتا ہی پر ان تک کہ اس کا نفس مطمئن ہو اور اس کی طاعت کے سبب اس سے سرزدی اور خشکی جو اس کے ساتھ حاصل پیدا ہوتی ہے اور اسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرزدی کرتا ہی دور ہو جاتی ہے اور نفس کو جو گرمی روح کی پہنچتی ہے اس سے ملامت ہو جاتا ہی اور یہ وہی نیت

اور اہمیت ہو جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں بیان کیا ہے تم قلین جلدوہم وقلوبہم
 اسے ذکر اللہ یعنی اُنکی جلد میں اور اُنکے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف ملامت
 ہو جاتے ہیں اس حالت میں عبادت کی اجابت کرتا ہو اور طاعت کے لیے
 پہنچتا ہو اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہو جسکے دو رخ ہیں
 اُسکے دونوں رخ سے ایک رخ نفس کی طرف ہو اور دوسرا رخ رُوح کی جانب ہو رُوح
 سے مدد اُس رخ سے لیتا ہو جو اُسکے قریب ہو اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہو جو
 اُسکے قریب ہو یہاں تک کہ نفس مطمئن اور تسلی ہو جائے پھر جبکہ نفس سالکِ مٹمن
 ہو اور سالکِ اسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اُسکا سلوک انتہا کو پہنچا اور سیاست
 نفس پر تمکن اور نفس اُسکا مطیع و منقاد ہوا اور اہر انہی کی طرف رجوع کی پھر قلب
 کی زبان متوجہ اور مستعد اُس چیز کے باعث ہوتا ہو جو اُس میں نفس کی طرف پیلان ہو
 توجہ سے ہو نور مدین و طالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اس کے
 نزدیک قائم ہوتے ہیں وہ اس لیے کہ حسیہیت غیر نفیہیت میں موجود ہو اور
 اس وجہ اس لیے کہ تالیف انہی سے شیخ اور مدین تالیف وجود ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 اگر تو وہ سب کچھ خارج کرتا جو زمین میں ہے تو اُنکے قلوب کو نہ ملا سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے
 اُنکی باجم تالیف کر دی تب حریہ دن کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہو جیسا کہ
 پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اُسوقت شیخ میں مخلوق باخلاق اللہ کے قول
 انہی سے موجود ہوتے ہیں الاطالی شوق الابرار اے لقانی وانی اے نقاش
 لا شد شوقا یعنی آگاہ ہو شوق جبرار میرے تھا کے واسطے طول پکڑ گیا ہو اور تیرا
 میں اُن کے تھا کے لیے شائق تر ہوں اور اللہ تعالیٰ نے صاحب اور

مصحوب میں حسن تائیف پیدا کی ہر اسکی جہت سے سرخس کا خردین جاتا ہے جو طرح
 کہ ولادت طبعی میں پیدا باپ کا جزو ہے اور اب یہ ولادت ولادت ہوتی ہے جس کا
 حضرت عیسیٰ صلیوت اللہ علیہ سے وارد ہے جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہیں ہوتی
 وہ آسمان کے مقام ملکوت میں ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے آسمان عالم ملک
 کے ساتھ ارتباط ہوتا ہے اور اس ولادت سے اسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہے۔
 قال اللہ تعالیٰ وکذالک نری اور ہم ملک آسمان و الارض ولیکون میں امین
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے اور ہم کو آسمانوں اور زمینوں کی
 سلطنتیں اور سوارے کہ وہ اعلیٰ مقام سے ہو جائے اور یقین خالص کہاں کے ساتھ
 اس ولادت میں حاصل ہوتا ہے اور اسی ولادت سے میراث انبیاء کا حق ہوتا ہے
 اور جسکو انبیاء کا فرقہ نہیں پہونچتا تو وہ پیدا ہی نہیں ہوا اگرچہ امین کہاں ہی نیست
 اور زکا ہوا سوارے کہ نیست اور زکا عقل کا نتیجہ ہے اور جب عقل نور شرع سے
 خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت میں داخل نہیں ہوتے اور ہمیشہ ملک میں
 ڈراؤندہ دل رہتا ہے اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل قاطع پر توقف ہوا
 اس لیے کہ وہ ملک میں تصرف ہوا اور ملکوت تک نہیں چڑھا اور ملک ہی کا ظاہر
 اور ملکوت اسکا باطن ہے اور عقل روح کی زبان ہے اور بصیرت جس کے ہر پہ کی شعائیں
 پیدا ہوتی ہیں قلب روح ہے اور زبان ترجمان قلب ہے اور جو مضمون کہ ترجمان اسے
 ساتھ دیتا ہے اس شخص کو معلوم جو جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہے اور جو کچھ اسے
 پاس ہے جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہے وہ ترجمان پر ظاہر نہیں ہوتا پس یہی سبب ہے
 کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسے عقل دے ہیں کہ نور ہر بیت سے عاری

اور انبیاء اور اُن کے تابعین کے پاس موصیت آئی اور خدا کی دین پر اور اُن کے آگے پردہ
 پر گئے ہیں اسوجہ سے کہ کوئی ذوقیت ترجمان سے اور اُن کے محرومی غایت تباہی سے ہو
 اور حسب طرح ولادت یعنی بین ذرات اولاد باب کی پشت میں ودیعت رکھے گئے ہیں کہ
 وہ صلب اولاد کی طرف بعد ادھر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہیں اور یہ وہ ذرات
 ہیں کہ رویتیاں میں اُن سے اللہ تعالیٰ نے خطاب است برکیم کیا اور انھوں نے
 بے کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعلان سے بلکہ اوٹاٹھ کے
 ملے ہوئے تھے تو ذرات اس کے چشم سے روان ایسا ہوئے کہ جیسے عرق موافق ہر ولد
 کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازاں جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب دیا
 پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آباوے وہ ہیں جن کے صلب میں نفوذ ذرات ہوا
 یعنی وہ پشت میں اُن کے گھس گئی اور بعض انہیں سے وہ ہیں جن کے صلب میں نہیں
 ودیعت ہوئی تو اُن کی نسل قطع ہو گئی اور ایسا ہی شائع کا حال ہے تو انہیں سے کوئی
 شیع ایسا ہو جس کے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہیں
 اور اُسے دوسرے کی اذات میں دیتے ہیں جس طرح برکہ اُنکو بواسطہ صحبت نبی
 علیہ السلام ہوئے ہیں اور انہیں سے کوئی ایسا ہو جس کے تھوڑی اولاد ہو اور انہیں
 سے کوئی ایسا ہو جس کی نسل قطع ہو گئی ہو اور یہ وہی نسل ہے اللہ تعالیٰ نے انہار
 پر رد کیا ہو جبکہ انھوں نے کہا محمد تیری کوئی اُن کی نسل میں نہیں رہا اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا کہ ہر آئینہ دس جہانہ و تیرا تیر ہو و گرتہ رسول اللہ علیہ السلام
 کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہو اور نسبت حسنی کے اعتبار سے
 مسلمان کی ہر اہل علم کو پہنچتی ہے حضرت کنیز بن قیس سے روایت ہے

کہ میں اپنی زردی کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص
آپا اور کہا اے اباء زور زین میرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پر
ایک حدیث کے لیے آیا ہوں جو مجھے تجھ سے پہونچی ہو کہ آپ اسی جناب رسول احمد صلی
علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہیں کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہیں
کہا اور نہ کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہیں کہا میں نے جناب
رسول احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص راستہ چلا
اور ساقی کی لڑائی سے علم کی خواہش اور حاجت ہو اللہ تعالیٰ اسے جنت
کے رستوں سے ایک راستہ پر لے جائے گا اور ملائک اسے بارون کو طالب علم کی
رضامندی کے لیے بھولتے ہیں اور طالب علم کے لیے آفریں چاہتے ہیں جو زمین
اور آسمان میں ہیں حتیٰ کہ یانی میں چھلیاں بھی چاہتی ہیں اور ہر زمین عالم کی تفصیلات
غائب پر اقدس رکھ چاند کی تفصیلات تمام ستاروں پر جو اور ہر زمین علمدار و رات
دنیا میں جو نہ دنیا و زمین میں جیتے ہیں اور نہ وہم دیتے ہیں ورنہ انکا یہی علم ہو تو
جیسے اُسے حاصل کیا تو اس کے بعد یا اور اسے حاصل کیا پس اول شخص
حکمت اور علم پر رہا وہ آدم ابو البشر علیہ السلام ہیں پھر اسے نقل ہوا اور
اُس سے ہوا اور گناہ نقل ہوا اور زور و ماتین حکم طرف نفس اور شیطان بنا
ہیں جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے ابراہیم
ایک شخص پر اسے اور اللہ تعالیٰ نے نظران ابراہیم کی طرف کی جب کو پیدا
اُس جو ہرے کیا جسے پہلے پہل مخلوق کیا تو اللہ تعالیٰ کی نظر اس پر نہ تھی
اس میں خاصیت نہ تھی اللہ تعالیٰ کی ہو گئی اور جب زمین دار آسمان کو اس کو

خطاب کیا آؤ تم دفون خود بخود اُسکایہ جواب دیا کہ اُسے ہر فرمان دار تو زمین کے
 اجزائے اس خطاب سے ایک خاصیت اٹھائی پھر یہ خاصیت اُس سے این طور
 لی گئی کہ اُسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسم آدم
 اُن اجزا و زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو مشتمل تھی پھر اجزا راضی
 کے نسبت سے اُس میں آرزو اور ہونے اس میں لی گئی تا آنکہ اُس نے درخت فنا
 کی طرف مائل ہو کر چاہا اور وہ کھیتوں کا درخت اکثر اقوال میں ہر تو اُسکے قالب میں
 ختم نے راہ پائی اور بنیابت و کرم اتنی اُس میں روح چھوٹی گئی جسکی خبر اس آیت
 میں ہے فاذا سوتیہ و نخت فیہ من ردی علم اور حکمت کو پہنچا پھر سو یہ سے
 صاحب نفس منقوسہ یعنی بچہ زادہ ہوا اور روح کے چھوٹنے سے روحانی والا ہوا
 اور شرح اُسکی طولانی ہو تو قلب اُسکا کان حکمت اور قالب اُسکا معدن ہوئی
 آرزو ہوا پھر اُس سے علم اور ہوئی تنقل ہوئی اور اُسکی اولاد میں میراث اُسکی ہوئی
 تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطہ طبع جو ہو بھی کا مقام دیا ہوا اور
 باب ہو گیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطہ علم باب بنا تو ولادت ظاہری
 میں اُسکے فنا نے رکھتے پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ رہا سو بواسطہ
 کہ وہ شجرہ خلد سے پائے اور وہ شجرہ علم ہے نہ درخت گندم کا جسے اہلین نے شجرہ
 خلد نام رکھا سو واسطے کہ اہلین ایک شجر کو اُسکی خلد سے دیکھتا اور چاہتا ہے کہ
 اُس کے ظاہر ہو کہ تیج فی الخفی باب ہے اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام
 ابو انجیب سروردی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ چلے اور
 میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جو سب احوال اُسکے طریق سے گزرا ہے وہ تبار

مجہدین کے طریق میں رون کیا جاتا ہے اور کبھی محبوبین کے طریق میں اور یہ ہر دو چیز کے
 ہر کہ سالکین اور صاحبین کا امر چار قسموں میں تقسیم ہوگا سالک مجر اور مجذوب مجر
 اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک شخص شیخ کا اہل
 نہیں اور نہ اسکو پہنچتا ہے اسلئے کہ صفات نفس سہین باقی ہیں تو وہ محبت الہی
 کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہرتا ہے اور اس حال
 تک ترقی نہیں کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب شخص
 بدون سلوک کے عند تعالیٰ اسے آیات تعین نہیں ظاہر کرتا ہے اور اسکے قلب سے
 کچھ حجاب اٹھاتا ہے اور معاملہ کے طریق پر نہیں چلتا اور حال آنکہ معاملہ کا اثر
 کامل ہے کہ غریب اسکی شرح ہم اسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور
 یہ بھی شیخ کے لیے اہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے خلہ لینے کے وقت اپنے
 حال میں خوش ہے بدون اسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور
 سالک مابعد مجذوب وہ جو اسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور مز کشی اور معاملہ یا
 اخلاص اور زنا و غیر غریب سے ہو یہ وہ سختی کی جان سے راحت حال کی طرف نکلا ہو
 اور ضلالت سے بعد شدتیں پائے اور فضلی کی بلندی پر قدم پایا اور تکلیف کی
 جہنم سے سہولت کے سیران میں آیا اور قرب کے نفحات سے ماکوس ہو اور
 مشاہدہ کا دورہ اسکے لیے نکلا تو وہ اپنی پانی اور کاسہ اسکا چھلنے لگتے
 کے کلمات اس سے صادر ہوتے اور غلو اسکی طرف مائل ہوئے فتوح
 غیب اسے متواتر پہنچیں تاہر اسکا سیدھا اور باطن اسکا مشاہدہ
 ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اسکے جلوہ میں خلوت اس کے لیے ہو گئی پس

لے کر غالب ہر کہ مغلوب ہوا تو تصرف کرتا ہی اُسپر کوئی تصرف نہیں کرتا۔ ایسا شخص
 مشیخت کا اہل ہر اس واسطے کہ وہ جھوٹ کی راہ چلا کر اور احوال مغربیہ کے اُنکو
 حال ملا ہی بعد ازاں کہ ابراہیم صاحب کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اُسکے پیرو ہو
 کہ انہیں علوم اُس سے منتقل ہوں اور اُسکے طریق میں یہ کہ ظاہر ہوتا ہر گروہ
 لیسوا سے حال میں مقید ہو کہ اُس میں عالی اسکا حکم حکم حال کے قید سے رہا نہیں
 ہوتا اور کمال عطا کو نہیں پہنچتا اپنے جس اور درجہ پر خشک رہتا ہی اور وہ خط
 کثیر روشن ہر اور جو علم دیے گئے ہیں اُنکے بدھنے درجہ میں لیکن شیخت میں
 مقام اہل قسم چارم ہر اور وہ مخدوب یا بعد سالک ہر جسکو پہلے ہی شرف اور
 انوار یقین حق تعالیٰ دیتا ہی اور اُسکے قلب سے پردہ اٹھا دیتا ہی اور شاہدہ کا
 انوار سے منور ہوتا ہی اور اُسکا دل لکھتا اور تشریح ہوتا ہی اور دنیا غور کے گہر
 دور ہوتا ہی اور در اُخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریائے حال سے سیراب اور کینہ اور
 غلو توں سے زہا ہو جاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی میں عبادت نہیں کرتا
 جسے میں نے نہیں دیکھا پھر اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر کو فیض پہنچتا ہی اور
 بنا ہر اور معاملہ کی صورت بلا وقت اور محنت جاری ہو جاتی ہر بلکہ لذیذ اور
 خوشگوار سے معلوم ہوتی ہر اور غالب اُسکا اُسکے قلب کی صفیت پر اس غنیمت
 ہوتا ہی کہ اُسکا قلب حب اتنی سے بھر جاتا ہی اور اُسکی جلد میں قلب کی ہی نہی
 آجاتی ہر اور نشانی اُسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہر کہ اُسکا قالب عمل کی تابو
 ایسی ہی کرتا ہی جس طرح اُسکا دل قبول کرتا ہی تو اللہ تعالیٰ اسے خصوصیت
 چاہتا ہی اور محبوبان مراد کی محبت سے اُسکو محبت خاص نصیب کرتا ہی اسے

انقطاع کرتا ہے پھر ملتتا ہے اور منہ اس سے پھیر لیتا ہے پھر پیام سلام بھیجتا ہے نفس
 کی افسردگی اس سے دور کرتا ہے اور روح کی لڑی سے جمتے گراتا ہے اور نفس کی گھبراہٹ
 اس کے دل سے ایک ہو جاتی ہیں قال ابد تعالیٰ اللہ عزوجل حسن الحدیث کتابا تشریف
 بنامہ فی نفس منہ جلود الذین شیون برہم ثم کلین جلود جم وقلوب جم اسے ذکر اللہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوسرائی ہے اس سے
 ہونگے کھڑے کرتے ہیں جلدین اُن لوگوں کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں
 پھر انکی جلدیں اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسجتے ہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ
 جیسے قلوب نرم ہوتے ہیں جلدیں نرم ہوتی ہیں اور یہ محبوب مراد کے سوا
 دوسرے کا حال نہیں ہوتا۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ اعلیٰ نے قلب کی طرف
 راستہ مانگا تو اسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہے الا تیری راہ اُن عروق
 کہ راستوں میں ہیں جو نفس کے ساتھ دل کی حد تک ملتے ہیں پھر جب تو
 رگوں میں داخل ہوگا تو اس کے تنگ راستوں میں پسینے پسینے ہو جائے گا اور تیرا
 پسینا ایک ہے اس راہ میں اب حجت سے مل جائے گا جو قلب کی جانب سے
 شریع ہو تا ہے اور اس ذریعہ سے تیرا غلبہ قلب تک پہنچے گا اور جو کو میں نے بلایا
 کرتا ہوں اس کے قلب کے باطن سے یہ رگیں قطع کرتا ہوں پھر قلب سلیم ہو جاتا ہے
 جب تو رگوں میں داخل ہوگا قلب کی جھجھکیوں تک تو نہ پہنچے گا اس لیے قلب
 تک تیرا تسلط نہ ہوگا پس جو محبوب مراد کہ شیخ کا بل ہے اس کا قلب سلیم
 و سادہ ہے اور سینہ اس کا کھلا کشادہ اور جلد اس کی ملائم ہوتی تو قلب تک
 روح اور نفس اس کا طبیعت قلب کے ساتھ ہو گیا اور نفس اس کا بعد از اللہ

وہ ناخبران بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہو گئی اور یافت حال کے بعد صورت اعمان کی طرف پھیرا گیا اور پھر اس کی روح حضرت آئینہ کی طرف متجذب ہوتی ہے تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہے اور قلب کے تابع نفس اور نفس کا تابع غالب ہو جاتا ہے تو اعمان قلبی و قالبی باہم مل جل جاتے ہیں اور ظاہر و باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہے اور قدرتِ مکت کی طرف اور مکت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اس کے لیے یہ قول صحیح ہو گا کہ اگر پردہ کھولا جائے تو میں زیادہ یقین نکر رہوں پس اس حالت میں حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہے اور وہ حال کے اور پر غالب آتا ہے نیز یہ حال ستولی ہو اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہے اور شیخ اول جو عین کی راہ چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہو کر وہ قلب کی قید میں باقی رہتا ہے اور یہ شیخ محبوبین کے طریق میں بند قلب سے آزاد ہو جیسے بند نفس سے آزاد ہو اور یہ شیخ ہے کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہے کہ اس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب نورانی آسمانی ہے اس سے دوسرا رہا ہو اس وہ اپنے رب کا ہو گیا نہ اپنے قلب کا اور اپنے وقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو شیخ کہا اور ایمان اس پر سجایا اور اللہ کو سجدہ اس کے سویلہ ازل اور خیال کرتا ہے اور اس پر دل اس کا ایمان لانا ہے اور زبان اس کی اسکا آواز کرتی ہے جیسا کہ اپنے بعض جو زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور بندگی سے اس کا ایک رودان بھی مٹھ نہیں پھیرتا اور عبادت اس کی فرشتوں کی عبادت سے میل کھاتی ہے اور اس کی کے درجے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین میں کرتے ہیں اور ان کے ساتھ صبح و شام

چھٹے میں تو جسم نامہ ہی سایہ سجدہ کرنے والے ہیں اور اوج مقرر کے سایے دنیا کا
 تشادہ ہیں اصل کیفیت یہ ہیں اور سایہ لطیف اور عالم غیب میں اصل لطیف ہے اور
 سایہ کیفیت اور یہ بات اُس کے لیے حاصل نہیں ہے جو مجاہدین کی راہ چلا اس لیے
 کہ صورت عموماً کی بروی کرتا ہے اور اُس چیز سے یہ ہوتا ہے جو وجدان حال سے حاصل
 ہوا اور یہ علم کا مقصور جو اور نصیب کی کمی کو تا ہی ہے اور جو علم است بہت ہوتا ہے
 اسی میں کامیل احوال سے پاتا ہے روح بدن سے علی ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھا کہ اعمال
 سے بے پروائی نہیں ہے جس طرح دنیا میں ابدان سے بے پروائی نہیں تو
 جب تک بدن باقی ہیں عمل باقی ہے اور جو شخص اُس تمام میں صبیح ہو گیا جس کا
 ہم نے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف حقیق اور محبوب و راستہ ہے نظر اُس کی
 دوا ہے اور بات اُس کی شفا ہے وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکونت
 کرتا ہے جیسے کہ دروہی چہنہ سیری طرف بندہ نورانی سے قریب کرتا ہے تا آنکہ میں
 اُسے پاتا ہوں اور جب میں اُسے پاتا ہوں تو میں اُس کا کان آنگو اور اُسے
 میں جاتا ہوں میرے ساتھ وہ بولتا ہے اور میرے ساتھ دیکھتا ہے اور میرے ساتھ
 شیخ اللہ کے ساتھ جھنڈتا ہے اور اللہ کے ساتھ روکتا ہے تو تعینہ اُس کے ثبت مذہب
 میں ہر نہ کرنے میں بلکہ وہ اللہ کی مراد و مرضی کے ساتھ ہے اور اللہ اسے اپنی
 مراد معلوم کر دیتا ہے تو وہ یہ چیزیں اللہ کی مراد سے ہوتی ہیں نہ اُس کی نفس کی
 مراد سے بلکہ اُسے علم ہو کہ اللہ اسے چاہتا ہے کہ اچھی ستمبری صورت میں در آوے
 تو وہ اُن میں عقل اللہ کی مراد سے ہوتا ہے اس لیے کہ وہ صورت اچھی ستمبری ہے
 یہ خلافت اُس خادم کے جو خدمت عبادت اسی پر قائم ہے

لیکھار غوان باب خادم اور تشبیہ کے حال کے بیان عین ہر

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اس کا
 خادم بن جا۔ خادم ثواب کی غربت سے خدمت میں درآتا ہے اور اس کی خاطر جو اسے اللہ تعالیٰ
 نے بندوں کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہے اور آرام پہونچانے کے لیے پیش آتا ہے اور
 اسے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والوں کی فراخ خاطرانگے معاش کے کاموں سے
 کرتا ہے اور جو اسے اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتا ہے نیک نیت کے ساتھ کرتا ہے تو شیخ
 اسے اللہ تعالیٰ کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہے پس خادم اس
 کے واسطے ایک کام کرتا ہے اور شیخ اس کے ساتھ ایک کام کرتا ہے تو شیخ سقرین
 کے مقام میں اور خادم رزار کے مقام میں ہے پس خادم بدل و تیار اور نرمی
 اختیار سے اختیار کے لیے اختیار کرتا ہے اور اس کی اوقات کا وظیفہ یہ ہے کہ ہنگام
 خدا کی خدمت کے لیے پیش آئے اور اس میں فضیلت جانتا ہے اور اسے نورانی
 اور اعمال پر ترجیح دیتا ہے اور بھی خادم کو وہ شخص جو میں جانتا شیخ کی جگہ قائم
 کرتا ہے اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے اور وقت ہی ہوتا ہے تو وہ نرمی و نرمی
 کو شیخ جانتا ہے اس وجہ سے کہ فی زمانہ عالم کی قلت ہے اور وہ صوفیہ کے علوم و
 باریہ اور بقدر ہو گئے ہیں اور بہت سے فقرائے مشائخ سے بدون علم و حال
 کے لقمہ پر قناعت کی ہے تو جو کوئی زیادہ کھانا کھاتا ہو ان کے نزدیک ہر شیخ
 کا مستحق ہے اور یہ نہیں جانتے کہ وہ خادم شیخ نہیں ہے اور خادم حسن اور
 خط صالح اس کی طرف سے ہے اور ہر آئینہ غسل خادم پر جو دلیل ہے وہ اس وقت
 ابھر رہے ہیں ہر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے

ابو بکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو ان دونوں نے کہا ہم روزہ دار ہیں تو آپ نے فرمایا
 اسی کو گو تھرو اپنے دوسرا بھائیوں کے لیے اور اپنے دوسرا بھائیوں کا کام کرو تم نزدیک
 آؤ بھر کھاؤ یعنی تم دونوں روزہ داری کے سبب ضعیف ہو گئے ہو خدمت سے پس
 تمہیں حاجت اسکی ہو جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ اور اپنی ذرات
 کی خدمت کرو پس خادم حصول فضیل پر چریں ہوتا ہو تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہو
 اور کبھو استغناء اور درپردہ سے اور کبھو اپنی طرف مالی وقف کی کوشش سے یہ جان کر
 کہ وہ اسکا کام رکھنے والا اور اسکی صلاحیت رکھتا ہو کہ اسے پہنچائے ان لوگوں
 کی بہ نسبت مال وقف کیا گیا ہو اور اسکی وہ پروا نہیں کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام
 میں جا پہنچے جسکو شرع نے مذموم نہیں کیا تاکہ خدمت کے ساتھ احاطہ فضل
 کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہو کہ خرچ اور انفاق
 کو ضرورت ہو علم کا پانی کے اور نفس اور جمہی خواہش کے شائبہ سے نیت حاصل کرنے
 کی ہو اور اگر نیت اسکی حاصل ہوتی تو انہیں رغبت نہ کرتا سبب کہ اسکی مراد انہیں جو
 ہو اور حال اسکا ترک مراد و مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہو۔ جنید بغدادی
 علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں نے سری سقطی علیہ الرحمہ کو کہتے سنا ہو کہ جنت کے سید
 جاسکے گا ایک مختصر استقامت میں جانتا ہوں زمین نے کہا وہ کیا ہو گیا کسی سے
 بخیر نہ آئے اور نہ کسی سے کبیرے اور نہ تیرے ساتھ کوئی شریک ہے کہ اس سے کسی کو
 تو میری دولت اور خادم سمجھتا ہو کہ جنت کے دروازے سے خدمت ہو اور بدلی اختیار ہو
 و ست کہ نوافل پر خدمت مقدم ہو اور اسکا فضل رکھتا ہو اور خدمت کو ان
 خود فانی پر ترجیح ہو جب کو بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے اور کرتا ہو الا وہ نوافل

خٹکے ساتھ نخری اپنی صحت حال کی اسد تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے کہ یہ تقدیر قبل از وعدہ
 اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہے انہی کے کہ کہا ہم رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم سے
 انتظار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل میں باہم اترے بہت ہی گرمی آسند
 تھی تو ہم میں سے بعضے دھوپ اپنے کا قوسہ رکھتے تھے اور اکثر ہم میں کسی
 سایہ سے جنگے پاس کھلے آس سے سایہ کیے ہوتے تھے یہ پھر روزہ دار ہوتے
 اور روزہ کھونے ہوتے کھڑے ہو گئے پھر خیمہ لگائے اور نوٹون کو تانی پلایا
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھونے ہوئے اجڑا
 لے گئے اور یہ حدیث دلیل ہے کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہے اور خادم کے لیے مقام
 نادر ہے جسکی سے رغبت ہوتی ہے مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی آغوش
 سے نہیں جاتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہے اور خدمت فقو کے لیے پیش آتا ہے اور
 خدمت کے منزل میں داخل ہوتا ہے حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خادم کا اعلیٰ درجہ ہے
 تو اسکی خدمت آمیز اور ملی ہوئی ہوتی ہے بعضے افسانے سے تو ایسے ہیں کہ خادم
 آسمان پر مقصد کو پہنچ جاتا ہے اس سبب سے کہ اسکی ایمان کی جگہ بڑا
 اسکی ارادت قوم کی خدمت میں نیک ہے اور بعضے وہ ہیں کہ آسمان پر پہنچے طلب
 کو نہیں پہنچتے اس سبب سے کہ آسمان پر اسے نفسانی کی آغوش ہوتی ہے تو
 وہ ایک شے اسکی غیر موضوع میں رہ جاتا ہے اور وہ کچھ واپسی ہو اسے اس خدمت
 اپنے مصارف میں کرتا ہے اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہے جسکا
 ہر شے نہیں ہے اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا ہے علاوہ اس کے جو جواب

اور رضا سے اسی کو چاہتا ہے اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہے اور بعض اوقات خدمت سے باز رہتا ہے اس سبب سے کہ ہوا ہے نفس امارت سے طہی ہو کر ایسے شخص کے حق میں جو اس سے بڑی طرح ملاقات کرتا ہے اور واجب خدمت کی مراعات رضا اور رغبت دونوں حالت میں نہیں کرتا اس واسطے کہ اُس کے قلب کا خراج ہو کر اس کے ہونے سے محروم ہو جاتا ہے اور خادم رضا اور رغبت میں ہونے کی پیروی خدمت کے اندر نہیں کرتا اور اللہ کے کام میں اُس سے مواخذہ کسی لائق کی ملامت نہیں کرتے اور وہ ایک غم کو اُس کی جگہ پر رکھتا ہے تو اب یہ شخص کسی جہم نے بھی تعریف کی ہر تمام یعنی تکلیف خادم بنا ہوا ہے اور خادم نہیں کہ اور خادم اور تمام میں اُس شخص کے سوا کوئی تیسر نہیں کرتا جسکو مصیبت ثبات کا اور ثبات کے خالص کرنے کا شواہب ہونے علم سے ہوا اور اصل تمام اپنے اکثر مصارف میں خادم کے ثواب کو پہنچ جاتا ہے اور اُس کے مرتبہ کو نہیں فائز ہوتا اس واسطے کہ اسے ہوا ہے نفس کی آئینہ نش کے سبب حال خادم سے بھرا ہوا ہے و لیکن جو شخص خدمت فقر کے لیے مقرر ہے کہ مال وقت اُس کے سپرد کرے یا اُس کے منافع کو خرچ کرتا ہے اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہے جو اس سے ملتی ہے یا حتیٰ اور جس کے لیے جو سہر دست اُسکو حاصل ہوتا ہے پس اپنے نفس کے لیے خدمت کرتا ہے کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہے جو اسکا فائدہ موقوف ہو تو وہ خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسروں سے اپنی خدمت دیتا ہے تو وہ اپنے خدائے نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہے جو اسکی خدمت کرتا ہے اور مخلصوں میں اُسکی طرف حاجت اُسے ہوتی ہے کہ اُسکی

تکرت ہو اور اس سے اپنے لیے جاہ و خشم جماتا رہے کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی
ہیں ہیں یہ شخص اپنے ہونے نفس کا خادم ہو اور اپنی دنیا کا طالب ہو اور
دن اُن چیزوں کے حصول میں مصروف رہتا ہو اور اپنی قدر و منزلت قائم
کرتا ہو اور اپنے نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہو پھر دنیا میں ذی مقدر
ہوتا ہو اور وہ لباس پہنتا ہو جو غلام اور فقرا کا نہیں ہے اور خطوط کے طلب پر
اُس کا نفس اُٹھتا ہو اور جب ریاست اُس پر غالب ہوتی ہے اور جس قدر اُس کا
منافع زیادہ ہوتا ہو مادہ اُسکے ہوی کا زیادہ ہوتا ہو اور فقر پر دست درازی
اور تظاول کرتا ہو اور فقرا کو ہسلی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہے تاکہ اُسکی
رضا حاصل کریں اور اُسکے ظلم و حیف سے بچیں کہ وظیفہ جو وقت سے
انکو ملتا ہو جاتا رہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہے کہ مستخدم یعنی خدمت
لے لے والا اُس کا نام رطلین اور وہ نہ خادم ہو اور نہ محتادم ہو اور ان تمام باتوں
کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا رہے یا نہ وجہ کہ فقرا کی
خدمت کو غیروں کی خدمت پر اختیار اور راج کرتا ہو اور اُسکے نسبت اُنہیں
فقرا کے ساتھ ہوتی ہے اور ہر آئینہ دکھائی دے اور اُسکے ہر ایک چہرے میں
قول ہے وہ لوگ ہیں جنکے ساتھی سنگائی انکی بددلتی پر نصیب اور خود
نہیں ہوتے اور اُسکے ہر ایک چہرے میں

بار جوانی بائیں شاخ صبر فیہ ہے خرقہ سے میان ہیں تو

خرقہ کا پینٹا شیخ اور پردے کے درمیان ایک رہتا اور بیوقوف اور احمک ستور کا
انی نہیں ہے یہ شاخ کے لیے ہے اور کسٹوری دہندہ کے فعل کے لیے نہیں

میں جاری ہو تو فرقہ پھرنے کے لیے منکر کیا انکار کر سکتا ہے ایسے طالبِ پیروی نے
 طلبِ بیضی صادق ہو وہ ایسے شیخ کا اپنے حسنِ ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہے جسکو
 اپنے نفس میں صلاحِ دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہے کہ کسی سے استغنیائی اور
 ہمت کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرنے اور دکھلاوے کہ نفوس
 میں یہ آفات ہیں اور اعمال میں یہ فساد ہیں اور ان دروزوں کے دشمن آتا ہے
 تاکہ اپنے نفس کو اُس کے سپرد کرے اور اُسکی راے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی
 تمام گردشوں میں اُس سے مشورہ لے اور استصواب کے پھر شیخ اُسے فرقہ
 پھیناتا ہے کہ اہل اُس کے تصرف کا ہمیں ہو تو فرقہ کا پھینکا علامت اُسکی ہے کہ اُسے
 اپنے کو شیخ کے سپرد کر دیا اور اُسکا شیخ کے حکم میں درانا اسدا اور ہمد کے رسول
 کے حکم میں داخل ہونا ہے اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ ہو ایک سنت ہے جسکا نازہ
 کرنا اور حضرت عبادۃ نے اپنے والدِ صامت سے روایت کی ہے کہا ہم نے رسولِ اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حکم کے سنتے اور ہانتے پر تکی اور فراموشی اور
 غم میں اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم میں ترافع نہ کریں اور جہانِ ہون
 حق بات کہیں اور اسدِ اخالی کے تعمیل احکام میں کسی ظالم کی ملامت سے
 نہ نریں تو فرقہ میں بیعت کے معنی ہیں اور فرقہ بیعت میں در آنے کے لیے
 دلیل ہے اور پورا مقصود و وجہ بیعت ہے اور بیعت سے مرید کو ہر ایک خبر کی
 رسید ہے بابتِ یہ ہے روایت ہے کہ جیساکوئی استاد ہو تو اُسکا امام
 شیطان ہے اور استاد ابو القاسم شیرازی نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت
 کی ہے کہ ہر آئینہ اُسے کہا ہے درخت جب آپ سے آپ سے باغبان بغیر اگتا ہے

تو انہیں بھولے تھے اور وہ بھل نہیں لاتا اور وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا ہے اور ممکن ہے کہ وہ بھل لائے جیسے پہاڑی جنگلی درخت لاتے ہیں مگر ان کے میوے میں باغ کے میوے کا فرق نہیں ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پودہ لگائی جاتی ہے تو اس کی حالت اچھی ہوتی ہے اور بھل انہیں زیادہ آتے ہیں اس سبب سے کہ اُس میں تصرف ہوتا ہے اور ہر آئینہ شمع نے تعلیم کا وقت تعلیم یافتہ کہتے ہیں کیا ہوا اس کے شکار مارے ہوئے کو حلال کیا برخلاف اُس کے جسے تعلیم نہ دی گئی ہے وہ شکار کو میں نے کتے سنا ہے کہ جسے منفع اور حیات دینے والے کو نہیں دیکھا تو وہ رستگاری نہ لائے گا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ خصائل حسنہ ہیں جنکی اقتدا اور پیروی کی جائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و ادب حاصل کیے ہیں عیب اگر بعض صحابہ کے فضول ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک چیز کو کلمات تک جانا تو فرمایا ہوا حق یہ شیخ کے تحت حکم دیا اور اس کی صحبت میں بیٹھا اور اُس کے ادب اور قاعدوں سے تربیت یافتہ ہوا شیخ کے باطن سے ایک حال مرید کے باطن میں سرایت اور نفوذ کرتا ہے جس طرح کہ ایک چراغ دوسرے چراغ سے نور لیتا ہے شیخ کا کلام مرید کے باطن کو حامل کر دیتا ہے اور شیخ کی بات میں حال کے نقائص بھرے جوتے ہیں اور صحبت داری اور باتوں کے شننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف ہوتا ہے اور یہ نہیں ہوتا ہے کہ اُس مرید کے لیے جسے اپنے نفس کو شیخ کے ساتھ روکا ہے اور اپنے نفس کے ارادہ سے علیحدہ ہو گیا اور اپنے نفس کے

ترک اختیار سے شیخ میں قناعت اور کم ہو گیا تو صاحب اور صاحب کے درمیان تالیف
 آپس سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جاتا کہ
 بعد از ان ہمیشہ ہر شیخ کے ساتھ بے اختیار ہی کے ساتھ باادب رہتا ہر دہان تک
 کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اسکو ترقی اللہ کے ساتھ ترک اختیار کی حاصل
 ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کے سمجھتا ہے جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس خیر کل کا
 مبدء و شیعہ کی صحبت اور ملازمت ہے اور خرقہ اسکا مقدمہ اور غار ہے اور خرقہ پڑی
 جو سنت ہو اسکی وجہ یہ ہے کہ نسبت خالہ نے روایت کی نبی علیہ السلام کہ لائے
 کہ ہمیں ایک سیاہ چھوٹی کبلی تھی پھر فرمایا تم سے دیکھتے ہو کہ یہ میں ہنساؤ تو وہ غامض
 ہوئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالہ کو میرے پاس لاؤ کہ
 میں سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے ہنساؤ اور فرمایا کہ تو ہیں اور پھاڑ
 دے تو یہ اس قول کو دہرایا اور آپ اس کبلی کے دو تے رد اور سرخ کی طرف
 نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا اہم خالہ یہ ستا دے اور سنا و عیش کی زبان
 میں ابھی خبر کو کہتے ہیں اور چھپرات ہیں کہ اس شکل پر خرقہ کا پہنانا جسکو
 شیخ نے از انما مستند کہتے ہیں زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا اور
 یہ صورت اور جاکو ان کے لیے اور اسکو طاریں والا شیوخ کے اچھا جاننے کے سبب
 سے ورنہ نہ ہے اسکی وصل ایسی قدر کہ اسکی ہم نے روایت کی اور اسکی
 لیے تھا ہر وہ شخص جو ہم نے دیکھی اور کو کسی وقت اور ہر وہی ہوں اس
 صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی اور کو زیادہ اور بڑھ کر اس سے کہ اسکی اقتدار کہیں
 ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے۔ اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام

قدیم میں ماست کی طرف سے حاکم کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہر اور مرید کا شیخ کو عالم کرنا اس سنت تحکیم کا بازو کرنا ہر حال میں تعالیٰ فلا وربک لایؤمنون حتی یکلموک فیما شجر بنیم ثم لایجدوا فی انفسہم حرجا وھما نصبت ویکلموا سلیمان یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو قسم میرے رب کی ہر وہ ایمان واسے نہیں ہیں جب تک تجھے حکم اور نصف نہ بدین کہیں وھما یمن کہ وہ باجم جھگڑا کرتے ہیں بعد ازاں وہ اپنے دلوں میں تلخی نہ پائیں اس فیصلہ سے جو تو کر دے اور وہ قبول اور تسلیم اچھی طرح کریں۔ اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کر کے ایک غصہ کی بابت بے گئے اور شراج پانی کا ٹرھانا مانی ہر وہ دونوں اُس سے کجھ روں کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا زبیر آب پاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جاتے دے تو وہ دوسرا شخص غصہ ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جس میں اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان بڑھنا ہر اور غیر تسلیم کی شرط آیت میں لکھا دی اور ہوا اقیما و ظاہری ہوا و تہلی کی نفی کی اور وہ اقیما و ظاہری ہر اور مرید کی شرط بعد تحکیم کے ہر پس فرقہ کی پوشش اس کے باطن سے الیہام شیخ کو اسکی تمام گردن میں دو کرتی ہر اور شیخوں پر اعتراض کرنے سے ڈرائی ہر اسو سے کہ وہ مریدوں کے حق میں سم قاتل ہر اور یہ بات نہا و نامور ہو کہ باطن میں مرید شیخ پر اعتراض کرے پھر ظاہر اور نہات پائے اور مرید اپنی شکلات میں تعہد قیامت شیخ کی نسبت

قصہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ علیہ السلام کے یاد کو کہ خضر سے کیا کیا تصدیق
 صادر ہوئیں جبکہ موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے معنی کو نے گئے
 تو موسیٰ کے لیے آسمان و جہنم اب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو سراور ہر کہ چاہے
 شیخ سے ہر تصدیق جسکی جو مشکل معام ہو تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اُسکی
 صحت کی برہان ہو جو در اور شیخ کا تھو خرقہ پونانے میں رسول اللہ کے ہاتھ کا
 نائب ہر اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے یہ بیہندہ امداد اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہر
 قال اللہ تعالیٰ ان الذين يبايعونكم انما يبايعون الله ورسوله فممن انهم
 انكثت فمائنكم انكثت فممن انكثت فممن انكثت فممن انكثت فممن انكثت
 کہتے ہیں اللہ ہی سے جیت کر تھے یہ اُسکا ہاتھ لگے ہاتھ پیر پیر جو کوئی عینکشی کوستہ تو
 اپنے ہی پس پستکے کہتا ہے اور شیخ شراک خرقہ کا مرید سے عہد وفا لیتا ہے اور اُسے
 خرقہ کے حقوق بتلاتا ہے پس شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہر کہ مرید مطالبات اسی
 اور مرید صحت ہر اسی صورت کے پیچھے دیکھتا ہے جو سطح جائے تک میں سے اس طرف
 اور پیر کوئی دیکھتا ہے اور مرید کا یہ عقیدہ ہر کہ شیخ ایک دروازہ ہر جسکو اللہ تعالیٰ
 نے اپنے دوستانہ کرم کی طرف کشادہ کر دیا ہے اسی میں سے داخل ہوتا ہے اور
 اسی کی طرف رجوع کرتا ہے اور شیخ کے ساتھ اُسکی درویشان اور عبادت دینی دنیوی
 نازل ہوتی ہیں اور عقائد رکھتا ہے کہ شیخ خدا سے کریم کے ساتھ نازل کرتا ہے
 وہ جنہوں نے ساتھ مرید نازل کیا جاتا ہے اور اس باب میں اللہ کی طرف
 مرید کے لیے رجوع کرتا ہے جس طرح کہ مرید اصلی طرف رجوع کرتا ہے اور شیخ کے
 لیے بات چیت کا دروازہ ہوتے اور جاتے کشادہ ہر تو شیخ اپنے ہر اس کے

انہیں اُسکے پاس ہو اور اس کی طرف جبریل کی حاجتوں
 ی زرات کے حوائج اور عبادت دین و دنیا کے
 لے بشیرانِ حکیمہ اسدِ اُلا و جبار و من و در و حجاب
 نے فرمایا ہو اور کسی آدمی کی حد نہیں ہو کہ اُس
 میں ایسا کرے یا پھر وہ کچھ سے یا کسی رسول
 ساتھ مخصوص ہو اور اسی طرح وحی اور پردہ
 نہ اور تمام وغیرہ سے مشائخ اور شیخین فی العلم
 مریدوں کے لیے شیخوں کے ساتھ ایک وقت
 نہ ترکِ خبرخواری کا ہو اور ولادت
 میں خبرخواری کا وقت لزومِ صفت کا وقت ہو اور
 کے لائق نہیں ہو کہ وہ شیخ سے بلا اُنکی اجازت سے
 ست کے ادب دینے کے لیے فرمایا ہو کہ مومن و مکی
 ایمان لائے ہیں اور جب اُسکے ساتھ کسی امرِ جامع
 جہتیک اُس سے اجازت نہ لے لیں ہر شینہ جو لب
 اسد اور اُسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں وہ جب تجھ سے اپنے
 نہیں کو تو چاہتے نہیں سے اجازت دے اور کون
 شیخ مفارقت کا حکم یہ کہ نہیں دیتا مگر جبکہ وہ جائے
 ان پہنچا ہو اور یہ کہ قدرت اُنکی ہو کہ استقلالِ نفس
 یہ ہو کہ اسدِ تعالیٰ کی طرف سے اُسکے لئے حکم کا روزگار ہو

پھر جب مرید اس رقبہ کو پہنچ جائے اور حوائج اور محامات کو اللہ تعالیٰ کے سامنے
 اتارے اور ہمدردی کو فائز ہو کر اللہ تعالیٰ سے تعریفات اور تہنیتات حق سبحانہ تک
 اس کے بندہ مسائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اس کے فطام اور درود چھوڑنے کا وقت
 آ رہو نیا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جد ہوجائے تو رستہ میں ملتین اس کے لگتی
 ہونگی کہ دنیا کی طرف پہرے نہ رہو ہی کی متابعت کرے جو ولادت طبعی میں غیر فوت
 کے درود چھوڑائے ہوئے کو پہنچتے ہیں اور شایخ کی صحبت کا یہ تلازمہ حقیقی
 کے واسطے ہر دور پر حقیقی خرقہ ارادت پہنتا ہی اور جانتا چاہیے کہ خرقہ در خرقہ
 ہیں خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جس کا قصہ شایخ نے مریدوں
 کے لیے کیا ہی وہ خرقہ ارادت ہی اور خرقہ تبرک خرقہ ارادہ کا تشبیہ ہی تو مرید حقیقی
 کے لیے خرقہ ارادت ہی اور خرقہ تبرک تشبیہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا
 متنبہ ہو تو وہ اسی قوم سے ہی اور خرقہ کا سراور عیدید ہی کہ جب طالب
 مذاق شیخ کی صحبت میں در آیا اور اپنے نفس کو اس کے تقویٰ میں کر دیا اور
 جو تہجد کی طرح یاب کے ساتھ ہو گیا کہ اپنے علم سے شیخ اس کی تربیت کرتے ہیں
 اللہ تعالیٰ سے صدق افتخار اور جس استغاثہ کے ساتھ مدد ملی گئی ہی اور
 شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشرف اور واقفیت باطنوں پر ہوتی ہے
 تو کچھ ایسا بوقا ہی کہ مرید کو کثرت ایسے پہنتا ہی جسے درویش قانع زار ہر
 در اس شکل بن لباس سے اس کے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہو اے نفس ہی کہ
 ہر کی نظر سے دیکھا جاسے تو اسی پر ایک نرم کپڑے کا پہننا بہت سخت اور
 دو بھر ہی اور اس کے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اس میں ہی کہ کچھو کے

ملک گیران کا لباس اپنے ہوئی اور گمان کے موافق ہونا اور خرم جلی تین اور دین کم اور زیادہ ہوئے تو ایسی صورت کے جانے والے کو شیخ اس قسم کے کیٹ پنا سے جس سے اسکی ہڑی اور غرض نفس کی خلعت ہوا اور کچھ مہر کے بدن پر ایک نم کیٹے ہوتے ہیں یا پوشاک میں ایسی صورت ہوئی ہے جسکی طرف عادت طبعیت ہو سکتی ہے تو شیخ اسکو وہ پناہتا ہے جو نفس کو اسکی عادت سے اور ہوا سے خارج کر دے پس پکڑے میں شیخ تصرف کرتا ہے جیسا کہ کھاتے میں کرتا ہے اور جس طرح مہر کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں کرتا ہے اور جس طرح کہ اس کے ہر دین میں تصرف کرتا ہے جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نماز میں مافلون کا ٹرہنا اور کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہے کہ مہر سے کسب معاش کر کے یا فتوح پریا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہے اور اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہے تو ہر ایک مہر کو معاش اور معاد کے لیے حکم کرتا ہے حسین اسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادوں کے ہونے کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دعوت کرو اور بلا اپنے رب کے کہتے کی طرف حکمت سے اور نیک سوچ سے اور اسے مجاہدہ کر ان چیزوں کے ساتھ جو اس میں ہیں حکمت دعوت میں ایک رتبہ ہے و معظمت کا بھی یہی حال ہے اور مجاہدہ کا بھی پھر جسکی دعوت حکمت کے ساتھ چاہیے اسکو نصیحت اور نیک سوچ سے مدعو نہ کیا جائے اور جو نصیحت کے قابل نہ ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جائے پس اسی طرح شیخ کو علم ہے کہ کون دراز کی وضع پر ہے اور کون مقرر میں گئے تو شک ہے اور

کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہے اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہے اور کون شخص
 ہے جو موت کے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہے نومرد کو اسکی عادت سے چھوڑنا
 اور مرد کے نفس کی تنگی نکالنا ہے اور اپنے اختیار سے اُسے کھلاتا ہے اور اپنے اختیار
 سے کپڑا پہناتا ہے اور اُسکے لائق ہو اور اس ہیئت جو اُسکے لائق ہو اور خاص
 خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوجی کے مرض کی دوا کرے اور اس بڑاؤ سے مرید کے
 مرضی برضا و مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے
 شغفل ہو ابتدا کر کار او شدت ارادت میں ایک سانپ ڈسے جو سے کی مثال ہو
 ہو دو دار و اور خیر شتر و اسے کا تو مان اور جرحی ہو تا ہے اور جب وہ کسی شیخ کو پایا
 تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیے برائے ہوئی ہے کہ وہ آپر مطلع ہے اور
 مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما کرتا ہے اور یہ مالک قلوب اور نقاب ارواح
 اور ہمیں جو سر ازلی ہے اُسکے غلو کے باعث اُن دونوں کے لئے اور فی امد اور ہمد
 یکجائی سے ہوتا ہے پس وہ نہیں جو مرید کو وہ پہناتا ہے ایک خرقہ ہے کہ مرید کو شتر
 اسکی دیتا ہے کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہے اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہے
 جو یوسف علیہ السلام کے پیس سے یعقوب علیہ السلام کے لیے کیا تھا اور مقبول
 ہے کہ جب در اہیم خلیل علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو آب کے بدن سے کپڑے
 اتار لیے گئے اور ہر ہنہ آتش میں جھونک دیے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام
 اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور اُنھیں پہنا دیا اور وہ کرتہ برہیم
 علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام
 کو ورتہ میں طاب وہ حرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورتہ میں آیا اور

یعقوب علیہ السلام نے اُس شخص کو ایک تعویذ میں رکھا اور یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے پھر جب وہ نوین میں رہنے ڈانے لگے تو حضرت جبریل اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ تھا تو کرتے کو اُٹھائیں سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام دانا تر اللہ کے ساتھ تھے اسی سے کہ وہ نہ جانیں کہ گمراہ کیا یعقوب علیہ السلام کے بصارت کو پھیر لائے گا مگر یہ فیض ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہ جبریل نے آپ سے کہا کہ اپنا کرو بھیج دو اس واسطے کہ بہشت کی اُٹھیں خوشی ہو کسی گرفتار بلا یا مریض کو نہیں بھیجتے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کرے تو سچے مرید کے نزدیک وہ خرقہ اُسکے لیے بہشت کے خوشبو سے بسا ہو اور زبان و جہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے شمار میں آیا ہو اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہے کہ اللہ کی عنایت آپس پر اور اُسکی طرف کا فضل ہے۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ ناگتا ہو تو اُسکا مقصود ہے کہ اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شراط صحبت کے ساتھ مطاہر نہیں کیا جاتا بلکہ حد و شرعی کے لزوم اور اس کردہ کے ملنے جلنے کے لیے نصیحت کیا جاتا ہے تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہنچیں اور اُنکے ادواب سے مستحلی ہو اور عنقریب اُسکو بیان ملک دے گا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جائے اسی واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مستند ہے اور خرقہ ارادت ممنوع ہے اور اصداقِ رغب سے کہ اُسکو دیا جاتا ہے اور خرقہ میں نیلے رنگ کا پہننا مشائخ کے مستحبات سے ہے پس اگر شیخ کی یہ رائے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہننا ہے

تو کسی کو حق نہیں کہ اچھرا اعتراض کرے اس واسطے کہ مشائخ کی رہنمائی اُنکے افعال
بحکم وقت خاصہ وقت ہوتی ہیں اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو
چھوٹی آستینوں کا خرچہ پہنا کرتا کہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے۔
اور شیخ کے لیے جائز ہے کہ زید کو بد فعات خرچے متعدد قسم کے پہنائے جس میں
مزید کے لیے صلحت جسد رکھے اور یہی اُس مسئلہ پر ہے جس کا ذکر ہم نے معالجہ
ہدی سے لباس اور رنگ میں کیا ہے پس نیلے رنگ کا پسند کرتا ہے اس واسطے کہ
وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم ہیں وچہرہ کہ وہ ہل کو اٹھاتا ہے اور زیادہ ست و شوکا
اسی لیے محتاج نہیں ہوتا تو یہی کافی ہے اور اس کے سوا جو جوہ اس معاملہ میں بعض
صوفیہ بیان کرتے ہیں وہ کلام اتناعی ہے کلام اہل تکلف اور صنم سے کہ دین
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہیں ہیں شیخ سدید الدین ابو الفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
سے میں نے سنا ہے کہ کہا میں ابی بکر شراطی کے پاس بغداد میں تھا کہ ہماری
طرح سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا پہلے چٹ کپڑے پہنے ہوئے تھا تو
بعض فقرائے اُس سے کہا کہ کپڑے کس واسطے پہن رہے ہو کہا ابی بھائی مجھے در
نہیں ہے یہ شیخ ابو الفخر ہمیشہ فرہ فقیر کے اس قول کا کنٹھے فرصت نہیں ہے
یا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ وہ فقیر اس قول میں صادق تھا تو اس کے قول پر
ایک لفظ پاتا ہوں اور رکٹ حاصل کرتا ہوں جب اُسے میں یاد کرتا ہوں پس
اس وجہ سے اُنھوں نے رنگین خرچہ اختیار کیا اس واسطے کہ وہ ایک رعایت
وقت کے خیال کے شغل میں ہے اگر نہ جو لباس چاہے مزید کو پہنا دے سفید
ہو یا کسی رنگ کا ہو میں شیخ کو اُس کا اختیار اُس کے حسن مقصد اور امور

عمل ہے حاصل ہر اور واقعی میں نے بہت تشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہیں پہناتے اور بہت قوموں کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں بدون اس کے کہ خرقہ پہنتے ہو اور اُس سے علوم اور ادب حاصل کرتے ہیں اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صاحبین سے تھا جو خرقہ کو نہیں جانتے تھے اور نہ جدیدوں کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہی تو اُس کے لیے مقصد صحیح اور اصلاح سنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہے اور جو اُس سے نہیں پہناتا تو اُس کے لیے اسے اُسکی ہر اور نہیں اُس کے لیے مقصد صحیح ہے اور تشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہیں اور اُس میں نیک نیتی ضرور ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ اور اُن کے آثار کے ساتھ نفع بخشے گا انشاء اللہ تعالیٰ

شیرحوان باب رباط یعنی خالقہ کے پشندوں کی فضیلت میں ہے

قال اللہ تعالیٰ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع دینک فیہا جمہل سبج لہ فیہا بالغدو والاحمال رجال لا یسمیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوٰۃ و اتیان الزکوٰۃ یخافون یوماً متقلباً فیہ القلوب و الابصار یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُن گروہ میں کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہے کہ بلند کیے جائیں اور انہیں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے صبح اور شام انہیں اللہ کے واسطے تسبیح اور تقدیل وہ مرد کرتے ہیں بلکہ نہ تجارت کیل میں ڈالتی ہے نہ بیع و خافل کرتی ہے اللہ کے ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے خوف اُس دن سے کھاتے ہیں جس میں قلوب اور آنکھیں اُلٹ پلٹ

جائیں گے بعض کہتے ہیں کہ یہ بیوت مسجد میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مدینہ کے گھر ہیں اور بعض کا قول ہے کہ رسول علیہ السلام کے گھر ہیں اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان بیوت میں سے علی اور فاطمہ کا گھر ہے فرمایا مان افضل امین کا ہے اور جسے کہا وہ زمین کے سب بقعہ ہیں جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی تھی اس بنا پر اعتبار مردانِ ذاکر کے ساتھ ہے نہ جگہوں کی چار دیواری کا اور جو بقعہ کہ مردوں کو اس صفت کے ساتھ احوال اور انحصار کرے وہی گھر ایسے ہیں کہ اللہ نے اُنکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں آیا کوئی میرے اوپر کوئی شخص گذرے جسے قبرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو مجھے کہتے ہیں کہ مان اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں تو جسوقت کہا کہ مان تو یہ بقعہ جان لیتا ہے کہ اُن میں سے کوئی میرے اور اسوے سے افضل ہے اور کوئی بندہ نہیں جس نے زمین کے کسی ایک بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے پس نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اسکی شہادت اسکے لیے اسکے پروردگار کے سامنے دے اور اُس پر ہر نے کہے اور روز روئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اس آیت میں نماز اہم علیہم السلام والا نہیں یعنی پس نہ روئے نیز آسمان اور زمین اہل اللہ تعالیٰ کی فضیلت میں اہل طاعت سے تنبیہ اور اُشعار ہے انہو سے کہ زمین اُن پر روتی ہے اور اُن لوگوں پر جو دنیا کی طرف رغب اور ہوس کے تابع ہیں

نہیں ہوتے تو اہل خانقاہ دہی رجال اور مردہین اس واسطے کہ ان لوگوں نے اپنے
 نفوس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر بند کر دیا ہے اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے
 ان کے لیے دنیا کو خاتمہ بنا دیا۔ عمران بن حصین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کا ہو رہا ہو اس کو ہر ماہ بیعت کا حق ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو
 اور اس کو رزق کی اس طرح دینا ہے جس کا وہ حساب نہیں کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا
 اسے اللہ اسی دنیا کے سپرد کرتا ہے۔ اور اصل رباط وہ ہے جو چین ٹھوڑے باندھے
 جائیں پھر ہر ایک قلعہ اور در بند کے لیے رباط متصل ہو کہ اس کے باشندے اپنے
 اگلے پچھلے دشمنوں کو دفع کوں تو مجاہد رباط اپنے اس پاس داسے کو مدافعت
 کرتا ہے اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر ہر اس کی ذات اور دعائے بلائندگان خدا
 اور ان لوگوں کے دور ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا
 فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اس کے
 گھر کی اور ہر سایہ کے سر آدمیوں کے بلا دور ہوتی ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت ہے کہ فرمایا۔ اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور چمکے دودھ پیئے اور موشی
 چرے نہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ خدا بخت ڈالتا اور ہر خوب کو تمھارے
 پستیا۔ اور بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ
 اللہ تعالیٰ ایک مرد کی صلاح اور نیکو کاری سے اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد
 اور گھر والوں اور اس پر بیسیوں کو صاحب صلاح و طہارت کرتا ہے اور ہر آئینہ اللہ کی
 حفاظت اور نیاہ بین رہنمائی جب تک یہ شخص انہیں سب سے گا۔ اور داؤد بن صالح
 نے روایت کی کہ کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے

کیا تو جانتا ہے کہ یہ ایت اسبر و اصبار و اور بطوار و اخلاص رہو اور تعالیٰ میں غنی ہو کر
 اور لگے رہو کس چیز کے حق میں نازل ہوئی ہے میں نے کہا کہ نہیں کہا ہے میرے بھتیجے
 زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسے غزوے اور جہاد نہیں تھے جنہیں مگھوڑے
 بانڈھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تنہا بس باطن نفس کے
 جہاد کے لیے تھا اور باشندہ بباطن کا دریا بہا بہ اپنے نفس کا ہے قال اللہ تعالیٰ وجاہد
 فی اللہ حق جہاد یعنی جہاد کرو اس کی راہ میں جو اس کے جہاد کا حق ہے عبد اللہ بن
 مبارک نے کہا وہ جہاد بہ نفس اور ہوی کا ہے اور وہ حق جہاد ہے اور وہی جہاد کہ
 ہے اس روایت کے موافق جو حدیث شریفین میں وارد ہے کہ ہر کسبہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا یا نبی بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد
 صغیر جہاد کبیر کی طرف رجوع کی اور فقول ہے کہ ہر کسبہ بعض مہامیں نے اپنے ایک
 بحالی کو لکھا ہے وہ غزوہ کے لیے ملا تھا تو اس کو لکھا بحالی میرے کل سرحد اور زینہ
 سیرت لیے ایک گھوڑا گنج میں اور دروازہ مجھ پر بند ہے جو وہ میں اس کے بحالی نے
 لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جوتو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے وہ بھی لازم پکڑتے
 تو مسلمانوں کے کاموں میں خلل نہ پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے ہوا سب غزوہ اور
 جہاد سے چارہ نہیں ہی پھرتے لکھا کہ اسی سیرت بحالی جس کام پر میں ہوں اس کو
 اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشوں مصلوں کے اور اللہ اکبر کہتے تو
 قسطنطنیہ لینے بیٹھے کہانے کہا ہے عبادت قانون میں نیکی نیتی اور صفائی باطن کے
 ساتھ آواروں کا بلند کرنا ان عقیدوں کو عمل کر دیتا ہے جو گناہ ظاہر کی درگشی میں ڈالتے
 ہیں تو درباب براط کا جملہ اولاد و عباد کو موجب برکات ہوتا ہے جبکہ ٹھیک اس

طریقہ پر جو جسکے لیے ربط موضوع اور مقرر ہوا اور باب ربط میں معاملہ اور رعایت اوقات کے ساتھ ثابت ہوں اور اعمال کے تباہ کرنے والوں سے ضبط اور احوال کے اصلاح کرنے والوں پر اکتفا دہو سرتی سقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی میں اصبر و اصاب رو اور ابھو کہ دنیا سے بامید سلامت جبر کرو اور لڑائی جہاد کے وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی اور نفس امارہ کی ہوا ہو سس کی بندش کرو اور نہ ہست جو تمہارے پیچھے آتی ہو اس سے خوف کرو اور بچو شاید کہ بساط کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ میری بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتوں پر بازداشت نفس اور میرے دشمنوں کے گھر میں گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے تم فلاح اور نجات پاؤ اور بساط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی شرطیں یہ ہیں خلق کے ساتھ معاملہ الفت اور معاملہ کافق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول حاش کو سبب الاسباب کے بحرو سے پر چھوڑ دینا اور مبتلون سے نفس کو باز رکھنا اور برے انجام سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادات قدم کے عوض عبادت لو سے وصل کرنا۔ اوقات کا پکڑنا اور وظائف سے لگے رہنا اور نمازوں کا منتظر رہنا اور خلعت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مربوط مجاہد ہو جاوے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ وضو کا مکروہات میں پورا کرنا اور قدموں کا مساجد کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطاؤں کو خوب ہی دھوڑنا تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سنو میں اس بات کی

تعمین خبر دیتا ہوں جس سے اللہ تمہاری خطائیں معاف اور درجہ تمہارے بڑھائے
 صحابہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا اس جامع ابو وضو کہ فی المکارہ و کثرة الخطا
 الی المساجد و تظاار الصلوة بعد الصلوة قد لکم الرباط قد لکم الرباط قد لکم الرباط
 یعنی تکلیفات میں اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدوں کو زیادہ چلنا اور ایک
 نماز کے بعد دوسری نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہے پس یہ رباط یعنی
 جماد کا اسمین تو اب ہے

چودھوان باب اہل صفہ سے خائفاء والوں کی مشابہت کے
 بیان میں ہے

قال اللہ تعالیٰ سبحان علی التقویٰ من اول یوم اتی ان تقوم فیہ فیہ رجاء کجوں
 ان یطردوا و اسید حب اسطہرین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جس کی بنیاد
 تقویٰ پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اس کے مستحق تھے کہ آئینہ تو قیام کرے آئین
 ایسے مرد ہیں جو چاہتے ہیں کہ خوب ہی صاحب طہارت ہوں اور اللہ اہل طہارت
 کو دوست رکھتا ہے۔ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہے
 ان سے پوچھا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمہاری تعریف اس منزل
 کے ساتھ کی ان صحابہ نے کہا کہ ہم دخیلون کے فیئ کے بعد آبدست لیتے تھے
 اور یہ پورے کے نل جو آداب ہیں صوفیہ کا روضہ ہر ربط کی ملازمت اور اس کا
 عہد کرتے ہیں اور رباط ان کا گھر اور خیمہ ترکاہ ہے اور ہر قوم کا ایک گھر ہے اور رباط
 ان کا گھر ہے اور ہر آئینہ اہل صفہ اس بڑا دین منشا ہے ہو گئے ہیں اس حدیث کے
 موافق جو علم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

میں آتا اور مذہب میں اس کا کوئی خنسا ہوتا تو اس کے یہاں اترتا پھر اگر وہ ان کو کوئی جان پہچان نہوتا تو صفہ میں اترتا اور میں ان کو گون میں سے تھا جو صفہ میں اترتے تو قوم جو رباط میں تھی بانہم ان کے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور غم اور یکساں اجول پر متفق تھے اور اس معنی کے خاطر ربط موضوع ہوا کہ باشندے اس کے موضوع اس صفت میں ہوں جو اس آیت میں ہے قال اللہ تعالیٰ ذر عظامی صدورہم من علی انخوانا علی سر متغافلین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نکال دیا ہم نے ان کے سینوں میں سے جو کچھ کہینہ تھا بھائی بنا کر ان کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکساں ہوئے تھے اور اس نے اپنے بھائی کے لیے دل میں کہینہ کھا تو وہ اس کے مقابل نہیں ہی اگرچہ منہ اس کا اس کی طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کہینہ اور حسد کا خوش وجود دنیا ہی اور دنیا کی محبت کی خطاؤں کی اصل جو تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کر دیا اور وہ یہ کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور یا تھے تھے پس ان کے باطنوں سے کہینہ اور بغض دور ہو گیا اور اسی طرح اہل ربط اپنے ظاہر اور باطن کے ساتھ متقابل اور الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں اور اجتماع کی برکت کو جانتے ہیں۔ وحشی بن حریف نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ ہر کہینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا شاید کہ تم علیحدہ علیحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو تم جمع ہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تمہارے لیے آمین برکت دے گا اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کہ خوان پر کھانا کھایا اور چھوٹے پیالے میں وزیر اُنکے لیے باریک چائے پکانی لگی تو پوچھا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس عینا داؤز یا دوسے نہائی چاہی اس وجہ سے کہ اجتماع سے امتیازت ملے گی اور اس سبب سے کہ اُنکے نفوس ہوا و ہوسوں کو جمع کھاتے ہیں اور غیر مقصود چیزوں میں غور کرتے ہیں تو سلامتی انہوں نے نہائی میں رکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت عمل اور صحت حالی کی وجہ سے اسکو دور اپنے سے کر دیا اور جماعت قانون میں مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا پس ہر ایک کا سجدہ اسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے مقصود کے لیے قصد اور کوشش کی اور شاید ایک بھی انہیں سے نہو کہ قصد اسکا اپنے سجادہ سے قدم نہ بڑھائے اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے میں ایک وجہ سخت سے ہر ابوسلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو یا پوست خرما سے بنایا کرتی تھیں آپ رات کی نماز پڑھا کرتے اور تیمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد میں اپنے لیے کچھ رکھنا اُتھاتے تھے تاکہ اپنے کپڑے چھین اور باو میں جو ان اور بوڑھے اور بچے اور غریب اور محتاج ہر قسم کے ہوتے ہیں تو شائع ضعیف گوشہ نشین کے لیے زیادہ لائق ہیں اس نظر سے کہ نفس خواہشمند ویا ودارم کا ہونا ہی اور حرکات اور سکناات میں نہائی اور فرد چاہتا ہی تو نفس فرد اور غیر حرکات متعلق نہ رہے اور نہائی میں ہونا ہی اور جو ان کا جماعت خاتمہ میں بیٹھنے کے گستاہی اس سبب سے کہ دغا ر کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہے اور

تاکہ انجیر بہت سی نگاہیں پڑیں اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل
 نہیں ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ میں گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انقباس
 اور نگہداشت جو اس کا اہتمام کرتا ہے ہوں جیسے کہ اصحاب رسول احمد علی علیہ
 وسلم تھے لکل امرئ منہم یومئذ شان یعنی آج کے دن انہیں سے
 ہر ایک شخص کے لیے ایک نشان ہو جو اسکو میں ہو اسکو آخرت کے ارادہ سے
 وہ کام تھے جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق اور متو
 کے لیے ایسا ہی سرور اور ہے کہ انکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث عزت ہو
 اور جب جو ان کی اوقات میں کھیل اور ماسے ہوتے تھیں انداز ہوا تو اولی یہ ہو
 کہ جو ان طالب تنہائی اور گوشہ نشینی اپنے پورا نام کرے اور شیخ ایک گوشہ اور مکان
 خلوت جو ان کو دے گا تاکہ جو ان اپنے نفس کو ہوائے نفسانی اور مکی باتوں
 میں دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ میں رہے کہ ہاں اسکا
 قوی ہو اور مدارات خلق پر صبر کر سکا اور محبت و امتداد کے بدر انجام
 سے رہیں ہو اور جماعت میں اسکا وقار و جود و توفیق اس کے انقباض حاصل
 کرتا ہو اور وہ مکہ نہیں ہوتا اور خدمت کی شہرت ہو کہ جو شخص خانقاہ میں داخل
 ہو اور معاملہ کا فرہہ ہوتے نہ ملتا ہو اور جو ان مقید سے و خیر درویش ہو تو اسکی
 شان یہ ہو کہ خدمت پر نامور کیا جائے تاکہ اسکی عبادت اسکی خدمت ہو اور جس
 خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو اسکی
 برکت اس کے شامل حال ہوگی اور عبادت میں جو بھائی مشغول ہیں انکو مدد
 دے گا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہ منون اخوہ بطالبہ

ہلکار برفہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا خزانہ اور غلبہ مرتبہ بتلا دین
 اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اسکی ملاقات میں گئے ہوئے
 تو خواب میں انکے شریک ہونا ہوا اور جہان کہیں اسکو اہلیت خدمت کی انکے
 احوال بلند اور روشن کی باعث نہ تو خود انکی خدمت کا اہل ہوا اسکی یہ خدمت کرنے
 اس واسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالیٰ کی محبت کی بجز حضرت انس
 بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہر کہ کہا جس وقت ترک سے حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قرب ہوئے کہ ہر ائینہ مدینہ
 میں بہت توہین ہیں کہ تم نے کوئی سفر نہیں کیا اور نہ کوئی فراخ راستے پہاڑوں
 کے طرے گریہ کہ وہ توہین تمہارے ساتھ تھیں صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ میں
 موجود ہیں فرمایا ان انکو عذر نہ دے روک لیا پس قوم کا فخر سنگنہ تصور کے عذر اور
 اہلیت کے سبب قوم کے درخت تک پہنچنے سے ترک کیا تم اسکے بعد وہ ہنرہ زار
 کے اس پاس جو طرفہ گھونٹے لگا اس حالت سے کہ خدمت میں وہ اپنی گوشہ نشینی
 کرتا تھا جہاں شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہاں کام خدمت سے عذر خواہی
 اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اس پر اسے فراموش ہوا جو بہت اچھی اور عمدہ ہوا
 اور بہت بڑی عطا اسکو انسانی فرمانا ہوا اور اسی طرح اہل صفہ و تقویٰ پر ایک
 دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور دین و حق سے غائبانہ کی
 خیمہ خداری پر اتفاق کرتے تھے

نذر حوان باب ارباب رابطہ اور ہمنویہ کے خصوصیات کے
 بیان میں ہوا اور یہ شخص اس خیرون میں ہر جگہ کا وہ با اہم

معاہدہ اور ان کے ساتھ مضامینہ اور مجادلہ کرتے ہیں

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنیادیں ہندی کی ریت سے ہیں اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہیں جنکے باعث وہ غیر طوائف سے متنازع ہو گئے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہیں۔

قالی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ

ہندی اللہ تعالیٰ ہم ائمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی ہے تو انکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ قصور ہمارے

زمانہ کے بعض لوگوں میں دیکھا جاتا ہے اور انکے سلف کے طریقہ سے خلاف

پایا جاتا ہے اس سے کوئی حرج اور اعتراض انکے اصل امر اور صحت طریق میں

نہیں ہوتا اور اس قدر آمار گذشتہ سے باقی ہے اور صوفیوں کا خانقاہ میں جمناؤ

اور جو کچھ کہ انکے لیے اللہ تعالیٰ نے نرمی اور لطف سے بھیجا ہے وہ مناسخ سلف

کے باطنوں کی جمیعت کی برکت اور عطا حق کے آثار سے ہے جو انکے حق میں تھی

اور اب جو خانقاہوں میں اجتماع طاعت حق اور ادب ظاہری کے رسوم پر ہے

وہ درحقیقت عکس اس مجموعیت کا ہے جو سلف کے باطنوں سے اور سلف کے

طریق پر خلاف کے سلوک سے رہ گیا ہے تو وہ خانقاہ میں ایسے ہیں کہ گویا تیسرے

ہاں اور انہیں قلوب متقی اور عزم متحہ ہیں اور یہ بات غیر گروہوں میں نہیں

پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنین کے وصف میں فرمایا ہے کہ انہیں قبیان

ہیں جس معنی کہ ایک دیکھنا دوسرے پر لائی ہوئی مضبوط ہے اور انکے برخلاف

انہوں کی طرف سے ہے فرمایا کہ تم یہ سمجھو کہ جمع ہیں اور حال انکے دلی انکے پر گندہ

ہیں نعمان بن بشیر نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہ مسلم ہے، سنا ہے کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہیں جب ایک عضو میں اُسکے اعضا سے درہم توکل بدن در ذناک ہو جاتا ہے اور جب ایک مومن در ذناک ہو تو سب مومن در ذناک ہو لہٰذا صوفیہ کے وظائف لازمی سے یہ ہر کیفیت باطن کا حفظ کریں اور تفرق کو برائیت کی باطن کے اذان سے دور کریں اس واسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے شمع ہیں اور بالیق انہی کے رابطہ سے باہم شفق ہیں اور قلوب کے مشابہہ سے موافق ہیں اور نفوس کی راستگی اور قلوب کی صفائی کے لیے فائزہ بین باہم بند ہے اور ملے ہوئے ہیں تو ان کے لیے الفت اور قود اور خیر خواہی سے چارہ نہیں اور وہ ضروری اور لا بد ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہے اور اُس سے دوسرا الفت کرتا ہے اور حیر اُس شخص میں نہیں ہے، چونکہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے اور الفت کرے اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر مجتہدین تو جو اسی میں کے جانتا ہے سنا ہے کہ وہ الفت کرتا ہے اور جو انجان اجنبی ہے وہ الگ رہتا ہے اور پس اُنکا یہ حال ہے کہ اپنی جمیعت سے اُنکے باطن مجتمع ہوتے ہیں اور نفوس اُنکے پابند ہوتے ہیں اس واسطے کہ بعض اُن میں سے دید باقی اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہیں اس حدیث کے موافق کہ مومن آئینہ مومن کا ہے تو جب کبھی اُن میں سے کسی ایک کی طرف سے تفرق کا نشان ظاہر ہوتا ہے یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں کیونکہ تفرق

ظہورِ نفس سے ظاہر ہوتا ہے اور نفس کا ظہور وقت کا حق شائع کرنے سے ہی پھر بہت وقت
 نفس فقیر کا ظہور کرتا ہے تو اس سے وہ جان لیتے ہیں کہ جمعیت کے دائرہ سے
 ہر شخص باہر ہو گیا اور اسپر علم لگا دیے ہیں کہ اسے وقت کا حکم تلف کیا اور سیا
 اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف متاخر کے ساتھ کھجا جاتا ہے
 محمد عبد اللہ نے کہا کہ میں نے رویم کو کہتے سنا ہے کہ صوفیوں میں خیر جب ملک ہنر
 کہ وہ باہم متاخر رکھیں اور جبکہ صلح کوں اور باہم مل جائیں ہلاک اور تباہ ہو جائے
 ہیں اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور
 جو یا کی رکھیں اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہیں کہ جب باہم صلح کر لیں اور
 اپنے درمیان سے منافرت کو دور کر دیں تو خوف ہے کہ بنیاد باطنوں میں ممانعت
 اور منافقتیں مل جائے اور آداب غاصص کے ترک میں ایک دوسرے سے
 چشم پوشی اور درگزر کرے اور اس ذریعہ سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہوا وہ پھر تباہ
 نہیں انصاف رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے
 عیبوں کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن نعمان نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر
 رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس میں کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ
 اگر بعض امویہ کے ایذا میں میں رخصت دوں تو تم کیا کرو گے کہ ہم خابوش ہو جائیں
 کہا پس اسے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر میں بعض امویہ میں
 دوں تو تم کیا کرو بشرطی وعدے کہا اگر میں یہ کام کروں تو تجھے ہم ہر
 سہام ملے گا کہیں تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات
 رعلیٰ مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی ثقب اور خست و مست

کے ساتھ اپنے بعض بھائیوں کے طور کرے تو اُسکے بھائی کی شرط یہ ہے کہ اُسکے
 نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اس واسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ
 مقابل ہوتا ہے تو شر کا مادہ بیٹھ جاتا ہے اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنة
 میں جوش آتا ہے اور عصمت چلی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بہت اچھی بات
 کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور شر بعد اوت ہی
 کو پاک وہ گہرا دوست ہے اور یہ نہیں دیا جاتا مگر انھیں لوگوں کو جو صبر کرتے ہیں
 پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجائے تو اُسے
 پہنچتا ہے کہ اُن دونوں میں سے جس پر خلی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو
 کہے کہ کسو اسطے تو نے اُسپر تعدی کی اور جس پر تعدی ہوئی اُس کے کیا تو نے
 گناہ کیا تو نے یہاں تک کہ میرے اوپر اُسپر تعدی کی اور میری اور تسلط کیا اور
 آیا تو نے اُسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا یا میں کا خاکہ اپنے بھائی سے
 نرمی تو کرے اور نفوت اور محبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک اُن دونوں میں سے
 تصور درار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہے تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف
 پھیرا جاتا ہے تو وہ استغفار کرتا ہے اور صلہ کی راہ نہیں چلتا حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ
 میرے اُن لوگوں میں سے مجھے کہ کہ وہ جب بھلائی کریں تو خوش ہوں اور
 جب بُرائی کریں تو استغفار کریں تو استغفار ظاہر میں بھائیوں کے ساتھ اور باطن میں
 اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالیٰ کو وہ اپنے آپ کے استغفار
 میں دیکھتے ہیں تو اسی واسطے وہ صف نعل میں اپنے قدموں پر

کھڑے ہوئے مہین سبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو مہین بہ ایک فقیر
 سے کہتے ہوئے شفا جبکہ اسکے اور اسکے بعض بھائیوں کے درمیان وحشت پیدا
 ہوئی دُعا اور استغفار کر کر تو فقیر کہتا تھا مہین اپنا باطن صاف نہیں پاتا اور نہ
 استغفار کے لیے بغیر صفائی باطن کے استغفار کے لیے کفر ہونا افتد کرنا ہونا
 پر شیخ کہتا تھا کہ تو اٹھو تیری سعی اور قیام کی برکت سے صفائی ہے روزی ہوگی
 تو وہ یہ پاتا تھا اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے اور وحشت
 دور ہوتی تھی اور یہ اُسی گروہ کی خاصیت ہے کہ وہ بہت کو نہیں سوتے اس
 حالت کے ساتھ کہ باطن اُنکے وحشت کے بھرے ہوں اور کھانے کے لیے
 جمع ہوتے ہیں جب اُنکے دلوں میں وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی
 چیز سے اپنے امور میں نہیں لپکتے جب تک کہ اُنکے باطن مجمع نہ ہوں اور تفرقہ اور
 پرانگی دور ہو چر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اُسکے استغفار کا
 رد کرنا کسی حال میں روز نہیں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے
 جائے اور خوش ہو تمھاری خوش نشی ہوگی۔ اور وہوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے
 ماتہ چونے میں ایک اصل سنت ہے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا میں ایک سرچہ
 جمعیت فوج قبیل بن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگوں
 بکسو ہوئے اور پھر گئے اور میں انھیں لوگوں میں سے تھا جو پھر گئے تھے تو ہم نے
 کہا ہم کیا کریں اور حالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب میں پرس
 پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ میں داخل ہوں تو اُس میں تو بہ کریں گے پھر

ہم نے کہا کہ ہم اپنے تین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش کوں
 پس اگر ہماری توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہیں چلے جائیں گے پھر ہم نماز صبح سے
 پیشتر آپ کی خدمت میں آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم
 ہو ہم نے کہا کہ ہم چلوڑے ہیں فرمایا کہ نہیں بلکہ لڑائی میں عسکار ہو میں تمہارا گروہ
 ہوں ہم گروہ مسلمانان بن عرب میں محاورت عسکار اجل ہمارا وہ جبکہ وہ شخص میرے
 بعد اذان لوٹ کر حملہ کرے اور عسکار معنی عطا ہے اور رجاء معنی پھرنے والے
 اور لوٹنے والے کے ہے کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے۔ اور
 روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے ہاتھ چومے اور ابی ترغوی سے روایت ہے کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت میں آئے پھر میں آپ کی طرف اُترا اور آپ کے ہاتھ کو
 بوسہ دیا اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے میں رخصت جواز ہے ولیکن صوفی کا ادب
 یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے انحراف و تغیر کرے یا اپنے وصف
 کو ظاہر کرے تو اس سے باز رہے اور اگر اس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہیں
 کہ ہاتھ کو بوسہ دے اور بایںوں سے گلے ملے بعد ازاں کہ وہ استغفار کر چکے
 بایں وجہ کہ ہوسے رخصت سے اہستہ کی طرف رجوع کی اور تغیر کہے بغیر ہجرت
 سے جمعیت کے دین میں آئے تو نفس کے غلبہ سے وہ غریب و لوطین اور
 بعید ہوسے اور نفس کی غیبت اور استغفار سے اور شائستگی اور جس نے ہوش
 بھائی سے معافی چاہی وہ اسے قبول کیا تو خطائی دور ہوئی رسول اللہ صلی اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت وعید آئی ہے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے
 مہضت کی اور اُس نے قبول نہ کی تو اُس پر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے
 لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے۔ اور جائز ہے بھی جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور بازداشت
 ازگناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وہ ہونگا اور سنت سے یہ بات
 ہے کہ بعد استغفار بھائیوں کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہے کہ کعب بن
 مالکؓ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری تو بہ
 سے ہے امر ہے کہ اپنے کل مال سے الگ ہو جاؤں اور اپنی قوم کے گھروں کو ہجرت
 کروں حسین میں نے گناہ کیا ہے تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
 تنہا کی اس میں سے کچھ کافی ہے تو بے صوفیہ کی ہیئت ہو گئی کہ بعد استغفار
 و منافرت کے نادان کا سوا بلکہ کہن اور بے یسبب قصد مالت کی غرض سے
 ہیں تاکہ اُس کے باطن چہیت پر ہوں جیسے کہ اُس نے ظاہر ہیئت سے ہیں اور یہ وہ
 امر ہے جس کے ساتھ حضرت اب صوفیہ مشغول اور یکتا طوائف اسلام سے ہر گز ہیں
 پھر پھر فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ میں سکونت کرے اور چاہے کہ اُس کے مال و قوت
 سے کھائے یا آئین سے جو ہشتادگان خانقاہ کے لیے در یونہی سے
 طالب کی جائے یہ ہر کہ اُس کے سامنے شغل باہر سے ایسا جو حسین کسب کی
 گنجائش نہ رکھتا ہو جیسا کہ اور امور غیر محض میں غور و خیر سے کیے اُس کو
 نہ صحت ہو اور جد و جہد سے اہل بارزہ کے شرائط پر قائم نہ ہو اُس کو سزاوار
 نہیں ہے کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے اور اپنی

لکائی سے کہا کہ اس لیے کہ خانقا کا کھانا ان لوگوں کے لیے ہوتا تھا اس کے ساتھ شغل
 کامل ہو گیا ہر تو اس کی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اپنے مولا کی خدمت
 میں مشغول ہیں الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طہارت کے زیر سیاست ہر شبکی صحبت سے
 نفع حاصل ہو اور اس کی ہر بیت سے راہ راست پاتا ہو اور شیخ کی اس سے ہو کہ مالی
 خافہ سے اس کو کھانا ملے تو شیخ کا صرف ضرورت سے ہوتا ہو گا اور بخل ان شاؤ
 کے جو اس معاملہ میں شیخ کو ہو یہی ہے کہ نیت اس کی ہو کہ اس کو فقر کی خدمت میں
 مشغول کرے اس صورت میں جو وہ کھانا ہر اس کی خدمت سے عوض میں ہو گا۔
 ابو عمر والا حاجی سے روایت ہے کہ کہا مدت تک میں جنید کے پاس رہا تو مجھے
 کبھی ہرگز اس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت میں مشغول تھا اور مجھ سے
 نہ بولے تھے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو میں اٹھا اور
 کپڑے اپنے اتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کر دیا اور پانی اچھیر چھڑکا اور
 طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گر و غبار پڑا دیکھا تو
 میرے لیے دعا کی اور کہا مہربان خدایا اسے علیک برائین بار
 اور عیشت شاخ صوفیہ جو زمان نو غیر کو خدمت کی طرف بلائے ہیں تاکہ یہ کاری
 سے وہ محفوظ رہیں اور ہر ایک کو ایک حصہ حاطہ کا ملتا ہے اور ایک حصہ
 خدمت کا۔ ابو مخذوم سے روایت ہے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
 لیے بانی زفرم سے کپینچنا اور بلانا اور بنی عبدالدار کے واسطے درباری
 اور اسی کی اقتدار خادموں نے کی تفریق میں قرار دیا کرتے ہیں اور کسی قسم

کی قدر کے ترک میں بتین معذور ہوتا والا وہ شخص کہ اپنے وقت میں پورا مشغول ہو اور کامل اشتغال سے بیماری مراد اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پائیوں سے نہیں ہر الا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ ایک وقت اور دل کے ساتھ بدون جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان سے زیادت کی طلب نہ ہو اس واسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا مشغول کامل ہے اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر اور ہونا ہے اور بیماری میں نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہے حضرت سہری علیہ الرحمۃ سے سنا گیا کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہیں جانتا اسے نعمت کا سلب اس طرح ہوتا ہے کہ وہ خبر نہیں ہوتا اور کبھی شیخ یعنی بوڑھا اس شخص کے کھانا اقامت کھاتے ہیں معذور ہوتا ہے جو کھانے سے عاجز ہے اور جوان معذور نہیں یہ بات اعلیٰ الاطلاق قوم کے دونوں طبق کے شرط میں ہے بایں تفصیل کہ شرع کے فتویٰ کی حیثیت سے نہ اگر وقت کی شرط ہو کہ متصوفہ کے لیے ہے اور جو لباس متصوفہ کے لباس میں ہو اور انکا فرقہ ہے ہو تو اسکا کھانا اور فتویٰ ان کے لیے ہمارے مشایخ ہے اور اس مسئلہ میں نعمت پر تمنا ہے جو بغیر عزت کے جو ریل ارادت کا مشغل ہے اور اگر وقت کی شرط یہ ہے کہ جو طبق صوفیہ عملاً اور حالاً رکھتا ہو تو اسکا کھانا ان کے لیے نہ رہتا ہے جو کہ بیکار ہے اور شیخ اور ذات کے مائل ہیں اور ریل ارادت کے مطابق مشایخ صوفیہ کے نزدیک مشہور ہیں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثل گوز ہے کی سی مثل ہر شیخ کی نسبت جو لان کرتا ہے اور شیخ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ہر شیخ

میں سو گرتا ہر اور پھر ایمان کی طرٹ رجوع کرتا ہر تو تم اپنا کھانا پھر ہنر گارون کو
کھلاؤ اور مومنوں کو نیکی پہنچاؤ

سوطوان باب سفر اور مقام میں احوال و مشاخص کے اختلاف
کے بیان میں ہر

مشاخص صوفیہ کے احوال مختلف ہیں بعضے ابتدا میں مسافرت کرتے ہیں اور
نہایت میں مقیم ہوتے ہیں اور بعضے ابتدا میں مقیم اور نہایت میں مسافرت کرتے ہیں
اور بعضے مقیم ہیں بھی سفر نہیں کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر میں رہتے ہیں اور ایک
جگہ تمام نہیں کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرنی کے اور اسکا مقصد بیان
کرنی کے جسکی طرٹ اسکو رغبت ہو۔ تو جس نے ابتدا میں سفر اور نہایت میں مقیم
کی ہر تو قصد اس کے سفر کا بہت باتوں کے لیے ہر انہیں سے یہ ہر کہ علم سے کچھ سیکھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین میں ہو اور
بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصائے میں تک ایک مکہ کے لیے ہو اسے
ہر ایت پر ایجاے سفر کرے تو اسکا سفر فائز نہیں ہر۔ اور نقل ہر کہ جابر بن عبد اللہ
نے مدینہ سے مصر کی طرٹ جینیہ بحرین ایک حدیث کے لیے سفر کیا اسے یہ خبر
پہونچی تھی کہ انس اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
کرتے ہیں اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی
طلب میں نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اللہ کی راہ میں ہر۔ اور اس قول
اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہر الساجون کہ وہ لوگ طالبان علم ہیں اور
ابی ہارون نے روایت کی ہر کہا ہم اباسید کے پاس جاتے تو وہ کہتے

مہربان ہو و صیغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لوگ تمہارے تابع ہیں اور زمین اطاعت سے مرد تمہارے پاس آئیں گے۔ کہ دین کو سیکھیں جو جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں پھر کے ساتھ یاد کرو اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس بھیجی ہے کہ جس شخص نے علم کے طلب میں سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہے اور ابتداء میں اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہے کہ مشائخ اور سچے بھائیوں سے ملاقات کرے پس مرید کے حق میں ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات سے ترقی ہو اور کبھی مردوں کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہے جیسے کہ اُسکو مردوں کا قول نفع کرنا ہے اور تحقیق بعضوں نے کہا ہے کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع دے تو اُس کا کلام تجھے فائدہ نہ دے گا اور اس قول میں دو وجہ ہیں ایک یہ ہے کہ صدیق مراد ہے فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اس سے زیادہ کرنا ہے جو قول کی زبان سے اُسکے ساتھ کلام کرے تو جب سچا آدمی اُس صدیق کی جہت پھرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اسکی خلوت اور خلوت اور کلام اور سکوت میں کچھ ہر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ فائدہ اُسکے دیکھنے کا ہے اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہوں تو اُس کا کلام بھی نفع نہیں دیتا سو اسطے کہ وہ اپنے چوکی کے ساتھ کلام کرنا ہے اور قول کی نوریت طلب کی نوریت کے موافق ہونی ہے اور قلب کی نوریت استقرار

ہو گی جس قدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب فی عبودیت اور اُسکی حقیقت پر ہو گی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علما و دانشمندی العلم اور مردان کمال کی نظر تریاق کمال ہے کہ انہیں سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی تیز نگاہ سے پالیتا ہے کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطیات خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کس قدر ہے تو اُسکے تلب میں محبت صادق کے عیدوں سے پڑتی ہے اور اُسکی طرف دل سے نظر محبت دیکھتا ہے اور چہ حضرات شکر اُنہی سے ہیں تو اپنی نظر سے احوال سینہ اور آثار مرصیہ جمع کرنے اور دیتے ہیں اور شکر قدرت اُنہی سے کیا انکار کر سکتا ہے ہر ترائینہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح بعضے اُنہی سا بن میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب اُسے کسی ایک انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کر دیا وہ ایک خاصیت اپنے بعض خاص بندوں کی نظر میں رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے تو اُسکو ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر ترائینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمہ کا یہ حال تھا کہ وہ مٹی کی مسجد خیف میں پھرتے تھے اور ایک ایک کاٹھنہ دیکھتے تھے اس بارہ میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ جب انہوں نے کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو میں یہ طلب متواتر کرتا ہوں اور ابتدا کے مقاصد سفر سے یہ ہے کہ مالوفات سے انقطاع ہوتا ہے اور معلوم و معبود کی طرف جو میل نفس ہو اُس سے علیحدگی ہوتی ہے اور نفس کو دوستان اور اہل اور وطن کی مفارقت کی تمنی پانے کی برداشت ہوتی ہے پس جس کے لیے ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکی

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اجر ملے گا تو اسے بڑی فضیلت حاصل کی۔ عبد اللہ بن عمر بن العاص سے روایت ہے کہ انہیں بین ایک مرد نے وفات پائی ان میں سے جو وہیں نہ رہیں پیدا ہوئے جو پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی بعد اُسکے فرمایا کجاش اپنی سیدائش کے مقام کے سوا اور کہیں مرنے کو گونے کہا اور یہ کیوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرد جب پریس میں مرنے کو اُسکے لیے اُسکے سولہ سے اُسکے انتہا کے قریب تک جنت سے اندازہ کیا جاتا ہے۔ اور مقاصد سفر سے یہ ہے کہ نفوس کے دقیقہ لگ جاتے ہیں اور انکی رعونتیں اور دعوتیں نکلتے ہیں اس واسطے کہ اُسکی حقیقتیں بغیر سفر کے قریب انکشاف نہیں ہیں اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہیں کہ اخلاق کو وہ ظاہر کر دیتا ہے اور جب وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہے اور جو سفر کا اثر بتدی کے نفس میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ نوافل کا اثر نماز روزہ اور تہجد وغیرہ سے ہوتا ہے اور اس واسطے کہ نفل خوان سیر سفر کرنے والا اللہ کی طرف غفلت کے قریب ہے تمام کاموں اور سافرماتین قطع کرتا ہے اور وحشت و بیابان میں اللہ کے لیے اس نیت سے سیرالی اللہ خلاص ہونے اور لذت دنیا کرنا ہے۔ اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہے کہ میں نے نوری سے سنا کہ تھے کہ تصوف تمام غلو نفسانی کا ترک ہے تو جب بتدی خط نفس کو چھوڑ کر سفر کرنا ہے تو نفس قرار پکڑتا ہے اور نرم ہوتا ہے جس طرح دوام نوافل سے لائیں ہوتا ہے اور سفر سے اُسکے لیے ایک دباغت ہوئی ہے جس سے سختی اور خشکی پیدا ہوتی ہے اور عفونت طبعی باقی رہتی ہے جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے

کی ضرورت ہو جاتی ہے نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی۔ اور پھر
 کے مقاصد سے بھی آزار اور عبرت کا دیکھنا اور فکروں کی چراگاہ ہوں نظر کا پھرانا
 اور زمین اور پہاڑوں کے ٹکڑوں کا اور دروں کے قدم کا جو لا لنگاہ دیکھنا اور
 جمادات کے ذروں سے سبحان اللہ کا شننا اور قطار عیسایہ کی زبان حال سے
 سمجھنا۔ ہر آئینہ آیات عبرت ہائے ستودہ کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
 تازہ ہوتی ہے اور موافقت مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہیں
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قریب ہے کہ ہم انھیں دنیا میں اور انکے نفوس میں اپنی
 نشانیاں دکھلائینگے یہاں تک کہ انکو کھل جائے کہ وہ حق ہے۔ اور ہر آئینہ صوفیہ
 کو سری سقراطی فرمایا کرتے جو وقت جاڑے گئے اور بہار کی اور درخت سرسبز ہوئے
 تو سیر و سفر خوش ہے۔ اور مقاصد سفر سے گناہی کا قبول کرنا اور لطیف قبول کا پھوڑنا
 تو بچے کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہے اور خلق سے حسن اقبال نصیب اور
 کمتر ہے کہ ایک تپا آدمی جو خلاص کے دستہ کو مضبوط تھامے ہوئے اور دل اسکا
 آباد و مگرہ کہ اسکو اقبال خلق روزی ہوتا ہے یہاں تک کہ بعضے منشاخ سے
 میں لے لے سنا ہے کہ وہ بعضے منشاخ سے حکایت کرتے تھے کہ اُسے کہا میں اپنے
 پاس طلاق کا آماج ہوتا ہوں نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو دینی سے مروا بہ کہ وہ
 کیونکہ مجھے پرور نہیں کہ وہ لوگ آویں یا جائیں وہاں خالق کا ایک علامت ہے
 جو صحت حالی کی دلیل ہے تو جب یہیں مرید کو استیلا ہو تو وہ اپنے نفس سے این اس
 طرف سے نہیں ہوتا کہ اسپر قوم اس طرح کوئے جلیج کہ خلق کی طرف تامل ہو اور
 بسا اوقات اسپر و مدارت کشادہ ہوتا ہے اور ٹکولی کی براد سے نفس اس کے

سامنے آتا ہے یعنی بین ابرار سے ہوں تب خلق میری طرف رجوع لائی ہے اور اسباب
 محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہے اور ایمین وجہ مصلحت اور فضیلت
 کی بند گان خدا کی خدمت اور صرف ماحضرین اُسے دکھلاتا ہے اور حال آنکہ نفس اور
 شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اولوں سکون الی الاسباب کی طرف
 اور قبول خلق کے فرہ لینے کی جانب اُسے پھینکتے ہیں اور اکثر وہ دونوں اسپر غالب
 ہو جاتے ہیں تو بناوٹ اور تشویش کی طرف کشش کرنے ہیں اور پیوند لگانے والے
 پر فرق بڑھ جاتا ہے اور وہ اُنہی سے نہیں ہو سکتا۔ اور بعض صاحبین کو شیخ نے سنا ہے
 کہ اُنہی اپنے ایک حریہ سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے کہ وہاں شیطان
 شہادت کی راہ سے تھوڑا تک نہیں پہنچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تاک
 ہو چکے گا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہے پس اللہ تعالیٰ ہی سچے
 کی خبر لیتا ہے جب وہ من سم کی کسی بات میں مبتلا ہوتا ہے اور اپنی غیبت منہ
 اور رعایت لاف سے سفر کی طرف اُسکو اکھیر لجاتا ہے تو وہ خوشن آؤں سے اور اُس
 حال سے جہاں یہ دروازہ کھیر کشا وہ ہوتا ہے تو سفر میں نکلنے سے وہ اللہ تعالیٰ
 کے واسطے مجھو اور سفر ہو جاتا ہے اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہے جو صادقین
 کو سفر میں حاصل ہوتا ہے پس یہ تمام مقاصد وہ ہیں جو شاخ کو علاوہ اور غرہ
 اور زیات بیت المقدس کی امید میں مطلوب ہوتے ہیں۔ اور منقول ہے کہ
 ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور اُنہیں یا انچون وقت
 کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے پھر جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ
 کے استقام سے صادق پر احسان کرے تو سفر میں کی طرف اُسکا سفر پھیرتا ہے

اور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہے اور وہ نبی ضرورت کے موافق علم سے اپنا
 نصیب لیتا ہے اور صاحبین کے قرب سے فائدہ اٹھاتا ہے اور تہمیدوں کے حالت میں
 کرنے کے فائدے اُسکے دل میں نقش ہو جاتے ہیں اور قربان درگاہ انہی کی معرفت
 کی خوشبو سونگھتے۔ باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہے اور اہل البدو و خاصان بابرگاہ
 نظر کی حمایت اور حوائی نفس کے امتحان کے قلعہ میں ہو بیٹھا اور شرف اُسکی عادات
 و اخلاق کے، نیند اور خفی خواہشیں ناپا کر دیتا ہے اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے
 ساقط ہو جاتی ہے اور وہ غلوب ہو جائیگا غالب نہ رہے گا جیسا کہ بعد تعالیٰ نے
 موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہے پس میں تمہارے پاس سے بھاگ
 گیا جب تم سے میں ڈرے تو مجھے میرے پروردگار نے علم بخشا اور مجھے نبی مرسل
 بنایا پس اب اُسے اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہے اور بڑی بخشش سے اُسکی
 امداد کرتا ہے اور تہمید کا اُسے امام بناتا ہے جسکی اقتد اکیچاے اور مومنین کا
 پیشوا بناتا ہے جس سے ہر بیت لیچاے۔ اور جو کہ ابتدا میں تقسیم اور ہما کو سیاح
 مسافر ہوا وہ ایسا شخص ہوتا ہے کہ اُسے اُسکے لیے اُسکے ابتدا و اعلیٰ میں صحبت صحیح
 میسر کر دیتا ہے اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہے جسکی شہادت سے وہ راہ
 چلتا ہے اور تحقیق کے منازل پر اُسے چڑھاتا ہے تب وہ اپنی راہت کے مقام
 کا التزام کرتا ہے اور جو اسے عادت سے پھیرتا ہے اُسکی صحبت میں رہتا ہے اور ہر شیخ
 شبلی علیہ الرحمہ حصری کو کہا کرتے جبکہ اُسکا احرا تہد الی خاک تیرے دل میں اگر ایک
 جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ہند کے سوا گزرتے حرام ہے تیرے اوپر کہ تو میرے
 پاس آئے تو جسکو ایسی صحبت نصیب ہو آہ فرحرام ہے سو اُسے کہہ کر ایک سفر

اور فیصلہ سے جو اسے منظور ہو اس کے لیے صحبت بہتر ہو اور بیکار زناق سے دوری
 کہ دانتے تھے کہ میری مرید نہیں ہو یا جب تک کہ فرشتہ بائیں طرف نکلیں یا جس تک کہ
 مسکانہ لکھے پھر ہیکو اس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلیٰ احوال اور تہذیب
 بلند کی جانب بلائے اس پر مغرارت اور سفر کرنا حرام ہے بعد اُس کے جبکہ اجتہاد میں
 لزوم صحبت اور حسن اقدار سے مطلب اسکا مضبوط ہو گیا اور احوال سے سیراب
 اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور ابھیات کے چہرے اُس کے دل سے
 جاری ہوئے اور نفس اسکا سادون کالینے والا تو حمت اسی کی خوشبو اطراف
 شہر و اکنان زمین میں سچے بھائیوں کے سینوں سے سونگھتا ہے ملاقاتوں کی
 طرف گردن اٹھاتا ہے اور دنیا کی سیر کے لیے اُمتا ہے اسد تعالیٰ شہروں میں سیر کرتا ہے
 تاکہ بندگان خدا کو اُس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق کے اسرار اُس کے حالی کے
 بقناطیس سے نکلتے ہیں اور حق نمایوں کے مشتاقوں کی خوشنہیں کھاتی ہیں
 دونوں کی زمین میں فلاح کا تخم پڑتا ہے اور اہل صلاح اُس کے کلام اور صحبت سے
 بکثرت ہو جاتے ہیں اور یہ مثال ہے اُس امت رہنما کی جو انجیل میں ہے۔
 کوزع افروغ شکارہ فائزہ فاسقلان فاسقوی علی سوطہ یعنی جیسے جھنڈی
 جسے برگ و بار اپنے نکلے پھر اسکی پشت قوسی کی پھر فریہ ہو اور پھر اپنی ساقوں پر
 اکھڑا ہوا بعض کی برکت بعض کو پہونچتی ہے اور ایک کے احوال دوسرے میں سرایت
 کرتے ہیں اور وہیہ کا طریق آباد اور فائدہ رسائی کا پھر رہا ہوتا ہے حضرت ابی ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریشیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے
 سیدھی راہ کی طرف بلایا اُسے ثواب اسی قدر ملتا ہے جتنے ثواب کہ بائیں کو لینا اور

انکے خوابوں سے بہر تو اب پتو نہیں گھٹاتا اور جسے گمراہی کی طرف بلایا اسے گمراہی سے
تو ابعین کے گناہوں کے برابر پڑتا ہے کہ یہ گناہ انکے گناہوں کو نہیں گم کرتا لیکن جو
مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہیں یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہے جسے حق تعالیٰ پرورش کرتا ہے
اور دوست رکھتا ہے اور خیر کے دروازے اس پر کھولتا ہے اور اپنی عنایت سے
اس کو کھینچتا ہے اور ہر آئینہ خیرین دار ہے کہ فدا مات آبی سے ایک جہزہ و جہاز
کے عمل کا مقابلہ کرتا ہے ان بعد جب کہ اس سے صدق معلوم ہو اور حاجت
اسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اٹھائے کسی ایک صدیق کو اسکی
طرف رو دینا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے کلام سے اسکی مدد کرتا ہے اور اسکا فوز
اور تدارک اپنے دیکھنے اور بار کرنے اور قوت مل کرتا ہے اور اسے کمال ہیئت
کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور مصعب کی کافی ہوا اور سنت انہی کا اجر ہم
حکمت قائم رکھنے کے لیے اسباب کے عطائے حق میں حاجت تھوڑی صحبت کی ہے
اور ہوشیار بیدار بہت کے واسطے تھوڑی کے ساتھ ہوا اور صحبت قلیل اسے بہت
سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کر دے اور سفر سے دراز سے وہ ضرور افسوس
پر گفتا کرے اور آمار اور عیارت دیکھنے کو شفاعتوار سے بدلتا ہے جیسا کہ بعضوں نے
کہا مثل ہے کہ انکھین کھولو اور دیکھو اور میں کہتا ہوں انکھین بند کرو اور دیکھو اور
بعضے صاحبین کو یہ کہتے ہیں نے سنا ہے کہ اسد کے بہت ایسے بندے ہیں جکا کھڑا
انکے گھٹنے میں زانوؤں پر انکے سر ہیں اور وہ قرب کے مقامات میں ہیں تو اسکی
ظلمت منہائی اور خلوت میں اب دنیاات انکے خاطر خوش کر رہا ہوا وہ ظلمات میں
جا کر کیا کرے اور ہر کلمہ کہ اسے کہتے ہیں انکے توفیق سے ملے ہوئے ہوں

تو آسمانوں میں آنکھ پھیر کر کیا کام نہ لائے اور جس کی آنکھ کی شبیا ہی نے دنیا کے تفرقات کو
 سمجھ کر ایسا یا بانوں کے چھانٹنے سے اُسکو فائدہ کیا ہے اور جو اپنی فطرت کی خوبی سے اور اُج
 کے جگہ سون میں جا پہنچا اسے صورتوں کی زیارت کیا نفع بخشے۔ روایت ہے کہ زرد انون
 مصری نے بایزید کے پاس دیکھتے تھے صحیح تھا اور کہا اُس سے کہو یہ خواب اور صحت کب تک
 اور حال رائے کا فائدہ کوچ کر گیا بایزید نے جواب دیا کہ میرے بھائی سے کہہ دو کہ مردہ کو
 جو تمام بہت سوتا ہے اور صبح کا اُٹھنے سے پیشتر منہ لے کر کے ذرا منہ لے کر کے صبح
 ہو یہ وہ کلام ہے جسکو تمہارے احوال نہیں پہنچتے۔ اور پھر کہتے تھے اسی فرشتے زرد ہر
 سفر کو خوش رہو کہ یا نبی حبیب کہیں زیادہ پر جاوے تو ہمیں بغیر جاتا ہوا اور دیکھتے ہر
 کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہر ذریعہ سمجھتا ہوا کہ تغیر نہ ہوے اور گاہ کہ مرید پران
 کی ہر وقت نفس مار رہے تھے قطع مسافت سے کہتے تھے کہ اُسکے سنارین اوقات کو گزرے
 اور اُسکے اخلاق نہ سوجھ کو محمود سے بدلے اور عہد قی و اخلاق اللہ تعالیٰ کے پیش آمد
 سے لے کر اُسکے لیے سب تفرقات جمع ہوئے اور نہ سے زیادہ حضرتین اُسے فائدہ ہوگا
 اسوئے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور خوش اور عذاب سے خالی نہیں ہوتا
 کہ ماٹو انوں کو انکی سیاستیں معلوم کر کے صفت ازہر تو تارہ ہوتا ہے اور بجز تارہ و توڑا کو کو
 کے جو سب شخص اس بات پر قادر نہیں ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو مسلط
 کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مر کو اچھا جانتا تھا کیا اُسے
 صحبت پڑی ہے ایسے سفر میں جسکے ساتھ اُسکے اخلاق کہ مرید ہند لال کی بجائے کہان
 فرمایا تو میں تجھے نہیں سمجھتا کہ اُسے تو جانتا ہے پس اللہ حب اپنے بندہ کو اُسکے ابتدائی
 حالی میں خوشی و غم پہنچائے اور بہت باندھے اور جس اقبال سے حضرتین متبع

اور تفسید کرے اور مردانِ راہ سے ایسے شخص کو جسکی طرف بھیج جس سے صلاح حال کیلئے
 تو بس اس پر حسان کیا، ان قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے: "وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ
 مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ" کہ یہ وہی مردِ راہ کی طرف توفیق دے گا جو اللہ سے کسی
 مسئلہ اور دنیا سے پیش آوے تو اللہ اس کے پاس ایسے شخص کو بھیجے گا جو اسکی
 مسئلہ حل کر دے پس جبکہ شروع کی شرطوں پر اہل کمال ہم کیا تو فیہر کے یہاں ہم
 میں آ رہا کہ غمراہ روزی ہونگے اس صورت میں غمراہ تندرستوں اور آخر
 رہتا ہے اور اس مقام میں صاحبین کی ایک جماعت تھمراہی لٹی رہی اور جو شخص اپنے
 سفر کو رہے تو اسے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال اس میں بھی رہا رہا ہے
 بعض کا قول ہے کہ زمین توحید کہ ہر ایک راہ کو تو ایک مسجد کا آسمان جو اور نو
 وفات تپا ہے گرد و غباروں کے دریا میں۔ ہر ایم جو اس اسی طبقہ سے ہے کہ ایک
 تھمراہ چالیس دن سے زیادہ قیام نہیں کرتے اور انکا عقائد تھا کہ اگر چالیس
 دن سے زیادہ قیام کرے تو اس کے توکل میں خرابی آئے سو لوگوں کا علم اور انکی
 معرفت ہو اس سے تھی کہ سب دیکھتا اور جانتا تھا۔ اور اس سے حکایت ہو کہ
 میں ایک جنگل میں گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے ناک لگائی کہ
 جنگل کی گھاس کھائے تو میں نے بنری کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہے میں
 اس سے عاگیا میر کو دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی اُسے دیکھا گیا کہ آپ کیوں اس
 سے بھاگے تھے کہا میرے نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو دیکھنے لگا تو یہ
 لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ

محبوب اللہ کے نزدیک غربا میں اصحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہیں فرمایا جو اپنے دین کے ساتھ چھانٹے دے ہیں جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور یہ سب اخوانی مختلف ہیں اور ان حوال کے آدمی وہ ہیں کہ صحت و حسن نیت مع اللہ کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی متقنی ہو اور صدق بعینہ محمود ہی چاہے کسی طرح احوال بد سے پس جو کوئی سفر کرے اسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش اور اپنی نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر تفتیش نفس سے کوئی قاور نہیں مگر شخص کہ علم تیسر اور تقویٰ کا مل اور دنیا میں زہر کا برا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ ہوئی کو نفل میں دبائے ہوئے ہو اور زہر میں اتنا کونہ پونچا ہو وہ نیت کے صحیح کرنے پر قادر نہیں اور سفر پر نادہ خوشی جیسے نفسانی کرتی ہو اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ داعیہ حق ہو اور داعیہ حق اور داعیہ نفس میں تفریق نہیں کرتا اور یہ شخص صحت نیت کے علم میں محتاج اس علم کا جو جس سے خطر دن کو معلوم کرے اور خطر دن کی شرح اور اس کا علم ایک باب جدا گانہ کافی نفسہ تخلیج ہو اور ہم اب اسکی طرف ایک در سے اشارہ کرتے ہیں جسے وہ شخص ادراک کر لے گا جسے ایمان سے کچھ پیش آیا ہو گا اس واسطے کہ اکثر اسکے علم اور معرفت سے دور ہیں۔ جانتا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط نفس کا ذکر کیا ہے وہ فقیر کے لیے اکثر امور میں پیش آتی ہیں اس واسطے کہ کبھی کبھی فقیر باغ اور بیابان میں کل جانے کے سبب آرام اور رحمت پاتا ہے جو دوسرے وقت اسے نظر ہوتی ہے اور ہر چند اسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت میں ہو اور سبب اس خوش دلی کا اس وقت یہ ہوتا ہے کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور چھوٹتا ہے اور اس وقت وہ پھیلا اور

جو لا قوہ قلب سے دو ہو جاتا ہے اور اس سے قطع اپنی خواہشوں کی ترقی میں ترقی تو
 قلب کو تفریح ہوتی ہے نہ بیا باق ہے بلکہ اس وجہ سے کہ نفس اس سے دو ہوا اپنے شخص کی طرح
 جس کے پاس ہے ہمیشہ اس کا جو آپس کران تھا جدا ہو گیا بعد ازاں جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی نظر
 پر اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے
 پاس پایا ایک فریہ گرائی کے ساتھ جو اس کے ملاں اور اس سے عاجز ہونے کی موجب
 ہوتی ہے اور جب قدر اس کی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر قلب کم رہتا ہے اور سب اس کی زیادہ
 لگائی کا ہے کہ اس کو خواہشوں کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو سپا بان کی طرف جانا عین مرض
 ہو جاتا ہے اور فقیر سمجھتا ہے کہ وہ تفریح اور دو اس کے پس اگر تنہا لی اور خلوت پر مضبوطی تو نفس کو
 زیادہ گداز دیتا ہے اور سبک اور لطیف ہو جاتا ہے اور قلب کے لیے ایک نیک صاحب ہو جاتا
 ہے اس کو یہ گرانہ معلوم ہوتا ہے اور اسی پر قیاس تفریح کا مسازت کے ساتھ ہوتا ہے تو نفس
 کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف متین اور کوہ پھانڈین تو جو اس نکتہ کو جانتا ہے تو وہ
 ایسے مستعار تفریحات پر جس کا انجام خراب ہے غرہ نہیں ہوتا اور نہ اس کے گزند سے خوف
 رہتا ہے اور خطرہ سفر کے خطرہ پر ثابت قدم رہتا ہے اور اس خطرہ کی پروا نہیں کرتا بلکہ اس کو
 نفس اور اس کے نشاۃ پر بدن کر کے بے اتفاقی سے ترک کرتا ہے اور اسی قبیل سے ہے
 اور نہ عالم قول رسول قبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کی دروغ
 کے دریاں سے طلوع کرتا ہے سو نفس کے لیے آفتاب نکلتے وقت بہت اور چل کر
 ہوا کرتی ہیں اور یہ جسم کی اور زحمت کی جگہ کیلئے نفس سے فرار اور لطیف رہتا ہے
 اور اس کی شرح طولانی اور گہری ہے اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض میں
 اور کسی ہی مخلات اوقات شام کے سو نفس کا اتنا ترزا اور اہتمام

قلب کی آئینک اور انگیر کی شکل پر ہو جاتا ہو اور بہت سے اوقات اس قسم کے فقیر
آتے ہیں اور اکثر مد اہل میں ارتزاز نفس سے دخل پاتے ہیں اور گمان ہوتا ہو کہ یہ
قلب کی جست و خیز کا حکم ہو اور اکثر اوقات اسے دکھائی پڑتا ہو کہ وہ ہند کے ساتھ
حملہ کرتا ہو اور ہند کے ساتھ کھتا ہو اور ہند کے ساتھ جنبش کرتا ہو سو وہ طاری ہو
کہ نفس کی جست و خیز میں مبتلا ہوتا ہو اور یہ اشتباہ انھیں کو وقع ہوتا ہو جو اہل
قلوب اور صاحب احوال ہیں اور جو صاحب دل اور صاحب حال نہیں ہیں وہ اس سے
مغزول ہیں اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہو کہ عوم کو نہیں بلکہ خواص کے ساتھ
مختص ہو سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہو جسکا علم نادرا و نایاب ہو اور جنہوں
و سفر کی سیادی میں صحیح وجہ پانے کے لیے ادنیٰ مراتب نفرا سے یہ ہو کہ استخارہ کی
نمائندہ پہلے ادھر سے اور یہ نماز استخارہ کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطرہ
کی صحت یا سفر میں مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح ہو
ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان میں بابت صحت خطرہ بہت مراتب ہیں اور
اس قسم کے جو بڑھکر اس سے ہیں تو ان سب میں نماز استخارہ نہیں فرود گذشت
یہ باتی ہو اس لیے کہ یہ اتباع سنت ہو اور ہمیں برکت ہو اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کی تعلیم ہو جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ ایک جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہو کہ دیکھو کہ جس طرح کہ کلام اللہ
کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم میں سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات
کو چاہے تو دو رکعت سو اوض کے پڑھے پھر یہ کہے اللہم انی استخیرک بعلمک و بشارتک
بقدرتک و ابرارک بن فضلک اعطیم فانک تقدر و لا تقدر و لا تعلم و لا تعلم و لا تعلم و لا تعلم

ستر حوا ان باب آن خیرون کے بیان میں ہر جنسی ہر صوفی کو
فرائض اور فضائل کے سفر میں احتیاج ہے۔

سو فقہ کے مسائل سے لکھتے ہیں فقہ میں مذکور ہوتے ہیں اور اس کے لیے یہ کتاب
موضوع نہیں ہے لیکن ہم انکو اس واسطے کہ احکام شرعیہ کے ذکر سے جو کچر بنیاد پر
برکت لینے کے لیے سبیل اختیار کیا کرتے ہیں صوفی مسافر کے لیے علم تیمم اور
سبح نور اور قصر اور جمع نماز چارہ نہیں ہے بلکہ تیمم ہی اور مسافر کے لیے خضاب
اور وضو میں جبکہ پانی نہ ہو یا نفس یا مال کے تلف یا مرض بڑھنے کا خوف ہو بنا بر
قول صحیح مذہب کے یا کسی کی بیماری یا قیق کی ممان کی وجہ سے ضرورت پائی
کی ہو جائز ہے اور ان تمام احوال میں تیمم سے نماز ٹپٹے اور دوسری دفعہ اسپیہ
نماز واجب نہیں ہے اور بارگاہ کے اندر جو تیمم سے نماز ٹپٹے اور صحیح تر یہ ہے
کہ نماز دوبارہ وقت اور تیمم پانچوں گونہ شرط سے کہ پانی کو مداخل طلب
یعنی دھونا نہ ہو اور مداخل طلب وہ ہے کہ پانی جہاں مسافر اپنی منزل میں لگاؤ
اور رکنا جس کے دھونڈنے میں چلا جا رہا ہو اور وقت کے آنے کے بعد
غائب ہوتی ہو اور زمین چوٹا سفر فرستے سفر کی مثال ہے اور اگر تیمم سے
آخر وقت میں پانی کے عین پر پہنچے مذہب اصح کے موافق جائز ہے اور
جب تیمم سے نماز ادائی تو دوبارہ نہ ٹپٹے اور اگر وقت باقی ہو اور

پانی ملے گا وہم ہو تو اس وقت تیمم جاتا رہے گا مثلاً جبکہ گاروان وغیرہ آتا ہو یا نظر ٹپا اور اگر
 نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ اس پر اعادہ اسکا ہوتا ہے اور
 نماز سے اسکا باہر ہونا اور اسے نوز نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہبِ صبح کے رو سے
 مستحب ہے اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے تیمم نہ کرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے
 جب تک کہ پانی نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے ادا سے فرض جائز نہیں
 اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی غیر ان
 دونوں میں سے پائے مگر مٹی یعنی پے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوئے اور اگر جنب ہو
 یعنی محتاج غسل ہو تو نماز میں قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرات کے عوض ذکر اللہ
 تعالیٰ کا کرے اور تیمم نہ کرے مگر یا کہ مٹی سے جو زیت اور خون سے ملی ہو اور غبار سے جو
 حیوان اور لباس پر پڑا ہو اس سے تیمم جائز ہے اور تیمم کے وقت بسم اللہ کے اور
 نماز کے سبب ہونے کی نیت کرے قبل اس کے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور پھر ہاتھ صیرے
 کہے یعنی انگلیوں کو لٹانے اور مسح سارے ہاتھ پر کرے ہوا سے کہ اگر فرض کے محل
 سے کچھ بھی مسح سے باقی چھایا گیا تو تیمم صحیح نہ ہو گا اور ایک قبلی کھلی انگلیوں کے
 ساتھ ہاتھوں کے دہستے ٹکٹے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ صیرے اور اگر
 بغیر درمیان یا زیادہ کے ہوسکے جس طرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو ہونچائے
 اور مسح کرے جب فارغ ہو ایک تھیلی کو دوسری تھیلی سے جھٹی کہ دونوں پر مسح ہو جائے
 اور درمیان کے نیچے تک ہاتھ کو پھیرے یہ دون اس کے کہاں نکلنے کے تقاضا تو تک مٹی
 کو ہونچائے اور روزہ کا مسح نین دن بہت سفین اور ایک دن بہت حضرتین ہی
 اور بہت کی ابتدا وضو جانے سے روزہ پھٹنے کے بعد ہی نہ کہ روزہ پھٹنے کے وقت

سے ہر اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہیں ہر بلکہ احتیاج کمال لطافت
 تک ہر تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پہن سچ در
 نہیں ہر اور موزہ میں شرط ہے کہ ہر در پر اسپر طینا ممکن ہو اور فرض کا محل چپ جاکے
 اور ہا کا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہو اور اولیٰ یہ ہر کہ موزہ کے اوپر ہا کا کر چنے مسح
 کرے اور جبکہ مدت کے گزرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلتے سے مسح کا حکم جاری ہے
 اگرچہ اسپر لقاہ اور لپیٹ اور وہ با طہارت ہو تو دونوں یا نون دھوئے بنا بر تذب
 اصح کے بدرون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم
 ہو جائے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضرین کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے
 تو مسافر کی طرح مسح کرے اور خدا اگر جراب سے ملا ہو اور اسپر جو نا پہن لیا تو مسح ہر
 جائز ہو اور جینہ نکرہ کٹے ہوئے مسح درست ہر اگر اس سے محل فرض چھپ جائے
 اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ یا نون دھنکا اور باقی لقاہ ہو جائز نہیں ہر
 لیکن قصر اور جمع تو نظر اور عصر میں جمع دونوں سے ایک کے وقت کرے اور ہر ایک
 کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے انہیں فصل نہ کرے اور ان طرح مغرب اور عشا
 میں جمع ہر اور مغرب میں کچھ قصر نہیں بلکہ ان دونوں کو ایسے ہی ادا کرے جس طرح
 بلا قصر جمع پڑھتے ہیں اور سنت موکدہ کو دو سنت ہیں جمع کر کے نظر اور عصر کے فرض
 سے پہلے پڑھے اور جب دونوں فرض سے فارغ ہو تو جو نظر کے فرض کے
 بعد پڑھتا ہو دو رکعت یا چار رکعت اور جب فرض غروب اور عشا پڑھے
 تو اسکی سنتیں گیارہ رکعتیں اور ان دونوں کے بعد ویرا کرین اور سواری
 پر فرض کا اور اسی میں جائز نہیں ہر الا نمازی کے لیے تیمم کہ لڑائی برابر

چارویں چارویں سن موکدہ اور نوافل میں بھی جائز ہے اور سواری کی پشت پر نماز سے
 باقی رہی اور کوغ اور سجود میں ہر اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچے ہوا واجب
 وہ ممکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ گناہ میں ہو یا اور کسی چیز میں ہو اور منہ کا طریق کی
 طرف رو قبیلہ ہونے کے قائم مقام ہو اور راستہ کے سوا اسکا منہ نہ رکے مگر قبلہ کی طرف
 حتیٰ کہ اگر سواری کو اس سمت سے جدھر کو توجہ ہو مؤثر کہ قبلہ کی جانب نہ ہو تو
 اسکی نماز باطل ہو جائے گی اور پیدل سفر میں نقلی ٹریٹ دور احرام کے وقت اسکو
 قبلہ رو ہونا کافی ہے اور احرام میں نہیں کافی ہے مگر قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجود
 کے لیے ایما اسے کافی ہے اور سواری کے لیے احرام کے واسطے ہر رو قبیلہ ہونے کی حاجت
 نہیں ہے اور جب سفر مقیم ہو بعد از ان سفر کرے تو اسپر اسدن کے ردہ کا پورا
 کرنا واجب ہے اور یہی طرح اگر مسافر اور بعد از ان مقیم ہو اور سفر میں ردہ بخنہ
 نہ رکھنے سے افضل ہے اور نماز میں قصر پوری نماز سے افضل ہے سو اسقدر صوفی کے
 لیے سفر کے امور بابت حکم شرع سے جان لینا کافی ہے۔ باقی سے مشروب اور
 شرب تو یہ بات منہ اور باز کہ اپنی ذات کے لیے رکعت کا رفیق تلاش کرے
 جو امر میں پرہیز ہو اسواسے کہ کہا گیا ہے اول رفیق بعد اس کے طریق اور خواہد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اوی کے سفر کر کے سے نہی فرمائی ہے الا جبکہ وہ صوفی ایسا
 ہو جو ذات نفس کا وقت کار ہو نہائی کو بصیرت الی اسے اپنے کام میں پسند کرے اور تو
 نہائی کا سفر میں مضائقہ نہیں اور جب ایک جماعت جو ان سفر اور ذکر و تہجد
 ایک امیر سرور ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم سفر میں
 کسی شخص سے ملو ایک کو امیر بنا لو اور جبکہ صوفیہ پیش رو نام رکھتے ہیں وہ

امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت میں سب سے زیادہ دنیا ہے کم رغبت اور سب
 سے زیادہ صاحب حقوقی اور سب سے بڑھ کر عزت اور سخاوت میں اور سب
 میں زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا ساتھیوں اہل صحبت میں سے اللہ کے نزدیک
 وہ ہے جو زمین سے ہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبداللہ مروسی سے منقول ہے کہ
 کہ اباعلیٰ رباطی اُس کے ساتھ سفر میں ہوا تو کما کمرے ذمہ داری کہ میں امیر
 ہوں یا تم تو کما کما تم پر وہ ہمیشہ اپنا اور اباعلیٰ کا زور راہ اپنی پشت پر لا د کرتا
 اور ایک رات میں میرا تو تمام رات عبداللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا کر کے
 اپنی چادر کے ساتھ میں سے بچاتا تھا اور جب کبھی اباعلیٰ تے کہ ایسا نکر تو وہ
 کہتے کیا میں امیر نہیں ہوں اور میرے اوپر میری طاعت اور انصاف دو جب ہو
 لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اس کی اطاعت
 کریں اور غرض سرداری اور عزت ہو تاکہ اُن لوگوں پر جو خادم خانقاہ میں تسلط
 کرے اور اُن کا نفس اپنی مراد کو پہنچے تو یہ ارباب ہوگی کا طریق جو جاہلی ہیں اور
 صوفیہ طریق کے خلاف ہیں اور وہ ایسے شخص کا راستہ ہے جو دنیا کا جمع کرنا
 چاہتا ہے تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہے جو دنیا کی طرف
 مائل ہیں جمع اس لیے ہوتے ہیں کہ نفس کے اغراض حاصل کریں اور اہل
 دنیا اور ظالموں پر دخول پیش نظر رکھتے ہیں کہ مطالب نفس کی تحصیل کا
 توسل ہو اور یہ ان کا جمع ہونا خافی اس سے نہیں ہوتا کہ غیبت میں جو
 رہیں اور مقامات مکرر میں داخل ہوں اور خانقاہ کی آمدنی بڑھتے

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہوا اور جب کبھی خانقاہ میں غول زیادہ ہو تو مقام کو چوڑا
چکلا بنا دین ہر چند کہ دین کا سامان شکل ہوا اور جب کبھی آمدنی میں قلت ہو جا
تو خانقاہ سے سفر کریں اگرچہ دین کے اسباب آسان ہوں اور پیو فیہ کا طریق
نہیں ہو اور تجربات سے ہو کہ اپنے بھائیوں کو نصرت اور مدد کریں تب وہ سفر کا
اردو کریں اور ان کے لیے وہ دعا مانگیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانے ہر
بعض نے کہا ہے کہ میں عمر القیصر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب اس سے
معارفت کرنا چاہا تو میری شایعت کی یہی غوثی دو ساق چلے اور کہا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا اے فرزند میرا جہنم جہنم تھاں ہے کسی چیز کو اٹا گیا تو اسے حفاظت کی فرما
اور میں اللہ کو تیرا دین اور امانت اور میرے عمل کے خاتمہ سپرد کرتا ہوں اور یہ جہنم
زخم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہر آئینہ آپ نے
فرمایا ہے جب تم سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کر دے اس واسطے
کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے رحمت رکھے اور دعا میں کرتا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کیا گیا ہے کہ آپ جب کسی کو ودارع کرنے تو فرماتے خدا تیرا ندراہ نقوے
کے اور میرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور سزاوار
ہے کہ اس کے بھائی ارقماد اس کا کریں کہ جب اس کے لیے دعا کرے اور خدا تعالیٰ کے
سپرد کرے کہ ہر آئینہ اللہ اس کی عاقبت کرنا ہے سو وہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لے آیا اس سے عمر نے کہا
جیسا یہ خیر ہے مثلاً یہ ہے اور کسی کو میں نے مثلاً کسی کے نہیں دیکھا تو مرد

نے کہا اُسکی حکایت میں امیر المومنینؑ تجھ سے کہتا ہوں سفر کا میں نے ارادہ کیا اور یہ
 اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اُسکی ماں نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہی اور مجھے اس حالت
 میں چھوڑے جاتا ہی سو میں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے پیٹ میں ہے، پھر میں
 چلا گیا پھر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مرنے لگی تھی سو ہم بٹھے باہم باتیں کر رہے تھے
 کہ کیا ایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو میں نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہے قوم کے
 لوگوں نے کہا یہ فلاں عورت کی قبر سے ہے جسے ہم ہر ایک رات دیکھ کر رہے ہیں سو
 میں نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ عورت تیری روزہ دار قائم الیقین تھی سو میں نے قبیلہ و لو
 کو ساتھ لیا یہاں تک کہ قبر تک پہنچے اور ہم نے اُسے کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک
 ایک چراغ نظر آیا اور ایک ایک یہ لکھا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہے اور اگر
 اُسکی ماں کو ہم سپرد کرتے تو اُسکو بھی زندہ مانتے سو عمر نے کہا ہر آئندہ وہ تیرے
 ساتھ رہنا بہتر اس سے کہ کو آگ سے بچنا یہ جو اور چاہیے کہ جس سفر میں سے
 کوئی گرتے دو رکعت کے ساتھ اُسے رخصت کرے اور اللہم رزقہ التقویٰ و
 اخفزی ذنوبی و جہنی الخیر اے جانو بہت۔ اور اس میں بالک نے روایت کی ہے کہ
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں نہایت اترتے گریہ و رنج کے
 ساتھ اُسکے دودھ کرتے سو چاہیے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جس سے کوئی
 گرتے دو رکعت کے ساتھ ورج کرے اور وہاں کب پر ہو تو یہ کہ سبحان اللہ ہی سفر کرنا
 ہزار و کائنات مقررین بسم اللہ و اللہ اکبر تو کلفت علی اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ
 العلیٰ اعظم اللہم انت اعلم علی النظر و انت استعان علی الامور و انت بہار
 کہ صبح کے وقت منزلوں سے کوئی گرتے اور جہزات کے دن سے شروع کرے

کعب بن مالک نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرات کے ذوق کے
 سوا کتر سفر کیلئے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چلتے کہ ٹھیکر بھجین اور دن کے اول
 وقت روانہ فرماتے اور متعب یہ کہ جب منزل کے قریب پہنچے تو یہ کہے اللہم
 رب السموات والارضین ورب الزمردین وارب النملین ورب السیاحین وارب الضلّالین و
 رب الیاسدین وارب الدّارین ورب البحار واربین اساکہ خیر فرائضہ فی غیر الہد وارب
 من شرب هذا المنزل وشرابہ اور جب اترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو سافر کے
 ساتھ خیرین جائزین انہیں سے ایک طہارت کا برتن ہر گز نہ ہین کہ اگر آپ چھو اس
 کے ساتھ چار خیرین ہمیشہ سفر اور حضرین نہ تھیں ٹوٹا۔ رسی۔ سولی۔ مع ناگہ۔
 خینجی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم جب سفر کرتے تو باخ خیر آپ سے ساتھ رکھتے تھیں اور ہمہ زمان اور
 استرو۔ سوا کی کنگھی اور آبک۔ زایت میں ہر قطرہ اس اور ہونہیہ کے پاس
 سے عدا بھی جدا نہیں ہوتا اور وہی سنت ہے ہے۔ حاذین جبل سے
 روایت ہے کہ انہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کین نے سیر فقیہا
 کیا تو اب رہیم نے اسے اختیار کیا ہے اور جو عدا اختیار کر لے کہ اب رہیم اور ہونہیہ
 اسے اختیار کیا ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
 بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدا پر سنا کرنا دنیا کے اخلاق سے ہے ایک
 رسول اللہ اسلام کے پاس عدا تھا حیرت نکیہ لگا ہے اور آپ عدا پر نکیہ
 لگا ہے کا حکم دیتے اور لونا بھی سنت ہے ہر چار بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ
 اس درمیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے سے وضو کر رہے تھے

کہ دفعۃً آپ کی طرف لوگوں نے غیبت کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور اصل اسکی
 گریہ و رنجی ہر جیسے لوگ کانان کے ساتھ ہو اور رونے وقت اسکی طرف دوڑنا کر
 کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارا حال ہر نوعرض کی مایوسہ
 پانی میں نہین ملتا جسے ہم چاہیں یا وضو کریں مگر آپ کے سامنے تو آپ نے
 ٹوٹے پر ہاتھ اپنا رکھ دیا پھر میں نے دیکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشمہ کی
 طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اُس سے وضو کیا میں نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے
 کہا جو ہم لا کر آدمی ہوتے تو ہمیں کفایت کرتا ہم حدیفیہ کی لڑائی میں پندرہ
 سو تھے اور حدیفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہوا اور وہ سخت سے ہو۔ ابو سعید
 نے روایت کی ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ
 علیہم الرضوان نے مدینہ سے کتبہ تک پیادہ یا حج کیا اور فرمایا کہ مرنے سے پہلے
 کمر باندھو تو ہم نے باندھیں اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور اظہار
 ادب صوفیہ سے یہ کہ جب خانقاہ سے باہر جائیں تو دو رکعت نماز صبح سفر
 کے دن پڑھیں جیسا کہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت
 کا ذکر کیا ہے اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازاں اول و نہی استین
 پھر بائیں استین پہنے پھر میان بند یعنی ٹیکائے کمر اُس سے باندھے
 اور تھیلی تحلیلین کی لے اور اُسے چھڑے اور وہاں پر مئے جہان موزہ
 پہنا جائے اور ٹوہرہ کو گنہ گار سے بچھڑائے اور ایک ہونے کا نعل دوسرے سے
 رگڑے اور بائیں ماتھر میں جوتا اور ذرا ہنسن میں بکڑے اور تھیلی میں جوتے
 اس طرح رکھے کہ اثر یاں اسکی نیچے کی طرف رہیں اور تھیلی کا سہارا جسے

اور اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں تہین کے جو اوپر اٹھ کرے اور اپنی بیٹھ چھپے
 اسے رکھے پھر مصلے پڑھے اور اپنے بائیں ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور انگوٹھا چھڑے
 اور وہاں سے شروع کرے اور اپنے اوپر گھٹی اور ٹیکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر
 دونوں ہاتھ دھوئے اور چھاپنا مٹھرائیں موضع کی طرف کرے جہاں سے وہ جاتا ہے
 اور حاضرین کو دوا دے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ پہلے
 تو اسے منع کرے اسی طرح عصا اور چھال اور جو ساتھ ساتھ بطور رخصت
 چلیں انکو دوا دے کہ پھر مشکیزہ کو بکڑے اور دہانے ہاتھ سے اٹھائے اور بائیں کوڑھیا
 بغل کے نیچے سے نکالے اور بائیں طرف مشکیزہ کو باندھ لے اور دروازہ نشانہ انکا خالی
 رہے اور مشکیزہ کی گرہ دہانہ کی طرف رہے پھر جبکہ راہ میں تمام بزرگ پر ہونچے یا
 جمائیوں کی جماعت پیشوائی کو آئیں یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے
 تو مشکیزہ کو کھولے اور انکا استقبال کرے و سلام علیک اُسے
 کرے پھر جب اُسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہونچے
 خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولے اسے اور بائیں طرف کی بغل میں دبا لے اور
 اسی طرح عصا اور چھال کو اپنے بائیں ہاتھ میں لیے اور ان رسوم کو خراسان کے اور
 سیار کے فقراء نے مستحسن بنانا ہے اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقراء اسکے
 پابند نہیں ہوتے اور انکی رعایت کے باب میں فقراء کے درمیان تکرار ہے تو جو لوگ
 اسکے پابند نہیں کہتے ہیں کہ یہ رسوم غیر لازم ہیں اور اسکے التزام سے صورتوں کا
 ساتھ تو حق ہے اور حقائق سے غفلت ہے اور جو اسکے پابند ہیں وہ کہتے ہیں
 یہ آداب ہیں کہ تقدیر میں نے انکو وضع کیا ہے اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہیں

کہ جو ان سب یا بعض سے کھالی ہیں تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ذہن صوفی نہیں ہے اور دونوں گروہ انکار میں حد سے تجاوز نہیں اور نتیجہ میں یہ ہے کہ جو کوئی اسکی پابندی کرتے ہیں اُسپر کوئی انکار نہیں کرتا تو شرع میں منکر نہیں ہے اور وہ ایک چھاؤں ہے اور جو کوئی پابندی اسکی نہیں کرتا تو اُسپر کوئی انکار نہیں کرتا تو شرع میں واجب ہے اور نہ مستحب ہے اور کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت میں اُس حد تک بمعافہ کرتے ہیں کہ انفرادے درجہ تک نکل جاتے ہیں اور عراق و شام اور مغرب کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اُس حد تک کرتے ہیں کہ وہ تفریط تک پہنچ جاتے ہیں اور نہ از تر یہ بات ہے کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور اجازت دے وہ منکر ہے اور جسکو وہ انکار کرے تو وہ منکر نہیں اور بھائیوں کے تصرفات کے لیے عذر داریاں کی جائیں جب تک کہ ان میں منکر نہ ہو یا مستحب میں خلل نہ پیدا ہو دے اور اند توفیق بخشے والا ہے

اٹھارھواں باب سفر سے آنے اور خانقاہ سے داخلہ اور اُس کے ادب کے بیان میں ہے

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے بد بولے کے ساتھ نیاہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے نیاہ مانگتا ہے اور دعا مانگوں سے کہ اللہم انی اعوذ باب من و فساد سفر کا ہے اسباب و سوء و مشق فی الاموال و المال والولد اور جب اُس شہر کے قریب پہنچے تو شہر کے کار آمدہ و بیچے کو اپنی شہر پر زندہ اور مردے سے سلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو کر

اور زندہ اور مردہ لوگوں کے لیے اٹھو ہر سال کے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کے ساتھ کہیں
 کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر آئینہ رویت کی گئی ہو کہ آپ جیب غزوہ یاج سے
 رجوع فرمائے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تیسرے کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ
 لا شریک لہ لا الہ الا اللہ وحده محمد و ہو علی کل شے قدر آسمان مائجون عابد و ناساجد
 انشا اللہ و نصدق اللہ وعدہ و نصیر عبدہ و نمر الا حزاب و عدہ اور جب شہر
 فطر آئے تو یہ پڑھے اللہم اجعل لنا بساۃ ارا و زقا حسنا۔ اور اگر غسل کرے
 ہر روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے
 غسل فرمایا تھا اور یہی ہر رویت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ طلب حجاب سے
 واپس آئے اور مدینہ میں فروکش ہوئے تو اپنی زرد آٹاری پر غسل کیا اور حمام گئے
 و نہ وضو نہ کرے کہ اسے اور سفید کپڑے پہنے اور بھینس لگائے اور اس سے بھائیوں کی
 ملاقات کرے کہ تیار ہو اور زندہ مردہ جو میان ہیں ان سے برکت حاصل کرے کہ
 یتیم کرے اور ان کی زیارت کرے۔ اور ہر پرہیزی اللہ سے رویت ہو کہ کما فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت
 فی اللہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے رشتہ میں ایک فرشتہ بھلا دیا اور اسے کہا کہ کہا
 کا تیرا ارادہ ہو کہا فلاں نے کی زیارت کا کہا فرشتے نے جب کہا نہیں کہا نعمت کے شکر ادا
 کرے کہ جو تجھے اس سے ملی ہو کہا نہیں کہا اگر کوئی ہے کہا اسے میں فی اللہ دوست
 لیتا ہوں کہ ان میں ہر آیت تیری طرف اللہ کا بھیجا ہو ان اس پیام کے ساتھ
 دوست کرے کہ اسے اس دوست کے سبب جو اس سے کرے تیار ہو اور ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلاف سے رویت کی کہ ہر آئینہ

آپ نے فرمایا ہے جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی ہمد کرے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے خوش رہو اور خوش تیر چلنا ہے اور خست سے ایک کمانہ رہنے کو ملیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اگر ایک فرمایا ہے کہ میں پہلے تھیں قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو انکی زیارت کر دے اسلئے کہ وہ آخرت کو یا ر دلائی ہے تو اس سے فقیر کے لئے فائدہ زندوں و مردوں کا ہے جو خیر شہر میں داخل ہو تو ساجد کے کسی ایک مسجد میں پہلے دو گز تین پڑھے پس جامع مسجد کا قصد کرے تو اور زیادہ اعلیٰ اور افضل ہے اور اگر کئی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد ازاں گھر میں جاتے اور فقیر کے لئے خانقاہ ہی گھر برابر ہے پھر خانقاہ کا قصد کرتے اور خانقاہ کا قصد سنت سے ہے اس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اسکا کوئی شناسا ہوتا تو اسلئے پاس آتا اور جو ہوتا تو مسفر میں آتا سو میں ان لوگوں سے ہوں جو صدقہ میں آتے پھر جب خانقاہ میں آتے تو اس طرف جانے موزہ اتارے پھر ٹپکا کھولے اور وہ کھڑا ہو پھر تعمیلی کو مابین ہاتھ کے ساتھ بائیں استین سے نکالے اور تعمیلی کا منہ دہنے ہاتھ سے کھولے اور بائیں ہاتھ سے جو انکا لے پھر جو تے کو زمین پر رکھے اور نکالے تعمیلی میں ڈالے تب بایں موزہ اتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونوں یا ٹون دھو ڈالے موزہ اتارنے کے بعد کہہ کہ بہتہ کی شئی اور پسینا دور ہو اور جب پہلے پڑائے تو معلیٰ کر بائیں طرف بیٹھے اور پٹے ہوئے کھنا تو دونوں یا ٹون کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور معلیٰ کے بعد کی جگہ کو ٹون پٹے سے نکالے

اور یہ وہ رسوم ظاہری ہیں جنکو بعض صوفیہ نے سچسمن جانا ہے جو انکا پابند ہو کر
 انکار نہیں کیا جاتا اس واسطے کہ میثاق کے احسان سے ہی ہونا کی ظاہری نیت
 اس میں ہرگز کفر یہ کہ ہر ایک بات میں صورت خاص کے ساتھ مقید کیا جاتے تاکہ
 وہ ہمیشہ ایسی حرکات کا تخلص رہے اور بلا قصد و غرمت اور ادب کے کسی
 حرکت کا ترکیب نہ ہو اور فقر سے جو کوئی اس کی کسی چیز میں خلل ڈالے تو اس پر
 انکار نہ کیا جاسے یعنی نہ کیا جاسے کہ وہ برا کرتا ہے جب تک کہ وہ جب انتخاب کا وہ خلل
 نہ ہو اس واسطے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم متصوفہ کے اکثر رسوم کے مقید نہ تھے
 اور جو ان آدمی جو ان رسوم کے ساتھ اعتراض اچھا کرنا بدو ان اسکے کہ اشیاء میں تہ
 اعلیٰ نظر کریں چاہتے ہیں ظاہری سوغاتی خانقاہ میں بغیر تہمتیں چڑھانے نہ
 ہو اور ہر تہمت سفر میں وہ استہینان نہیں چڑھانے تھا تو آگاہ کر دے اس بات
 سے کہ اسنے تامل اسکا تو کون کے دیکھنے کے واسطے نہیں کیا جیسے کہ شریعی
 منتخب میں خلل نہیں ڈالا اور دوسرے کا استہینان چڑھانے ہونا قیاس ہیکا
 باندھنے پر کہ اسے اور ہیکا باندھنا سنت ہے عیساکہ جو نے ذکر کیا کہ اصحاب رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سفر میں جو سنت اور کلمے دیے ان کا ہر ایک باندھنا
 پس استہینان کا چڑھانا ہی ہے یعنی میں ہر کلمے میں اس کی ہیکل دہری ہے جو کوئی
 باندھنے استہینان چڑھانے خانقاہ میں داخل ہو ایسا ہی ہو اور جو سفر میں باندھنے
 نہ ہو ایسا اور بغیر کلمے ہو تو صدق ہی میں ہر کہ ایسا ہی داخل ہو اور ہر کلمے
 باندھنے اور استہینان کے چڑھانے کا کوئی نہ رکھانے کو قصد نہ ہو اسنے
 کہ یہ ایک تکلف ہے اور مطلق کی طرف نظر نہ کرنا اور قصوت کی پادھاری ہو

نظر خلق سے گرنے پر ہر اور متصوفہ پر جن باتوں میں انکار کیا جاتا ہے اور انکار کیا ہے کہ یہ لوگ جب خانقاہ میں داخل ہوتے ہیں تو ابتداً اسلام سے نہیں کرتے اور منکر الکتا ہے کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہے اور انکار کرنے والے کو یہ نہیں سزاوار ہے کہ وہ انکار بغیر ان کے مقاصد جانے کرے جنہیں ان کا اعتقاد ہے اور اسلام ان کا چھوڑ دینا بہت وجہ کو محتمل ہے ایک یہ ہے کہ سلام سہارا کی سے ایک اسم ہے اور تیسرے عند اللہ بن عمر نے روایت کی ہے کہ ان کے حضرت نبی علیہ السلام نے پاس سے ایک شخص گزرا جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اس نے آپ کو سلام کیا یعنی اسلام علیکم کہا آپ نے جواب اسے نہ دیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھوں سے اوجھل ہو جائے پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اس سے اپنے منہ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا اور اس سے اپنے دونوں ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اس کے بعد اس شخص کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ ہر تیسرے مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز نے نہیں روکا کہ میں طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے سلام سنا جواب نہیں دیا جب تک کہ وضو نہیں کیا پھر اس سے معذرت کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے کہ وہ معلوم ہوا اور بھی ایک جماعت فقرا سے سفر میں صبح کرتے ہیں اور کسی کو نہیں سے وضو نہیں ہوتا تو اگر باد وضو سلام کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اس کا حال کھل جائے ہو وضو سلام ترک کیا جاتا ہے تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کرے اور باتوں دھوئے جسے دھونے ہوں تاکہ جسے وضو کا حال معلوم نہ ہو جب تک کہ ان کا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہے اور کبھی تقسیم بھی طہارت سے نہیں ہوتے تو سلام کے

جواب کے لیے ظاہر ہے متعدد ہوا سو اسلئے کہ سلام ایک اسم اشارہ ہی سے ہوا اور یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہے جو بیان کی جاتی ہیں اور ان وجوہ سے یہ بھی ہے کہ جب سفر سے کوئی آتا ہے تو بجائی اُس سے بغل گیر ہوئے ہیں اور بھی ایسا ہوتا ہے کہ راستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اسپر پڑا ہوتا ہے جو مکروہ معلوم ہوتا ہے تو وضو اور پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہے پھر سلام اور معافہ کرتا ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے کہ خانقاہ کے بوائے صاحب مراقبہ و احوال ہیں تو دفعۃً اگر اُسے کوئی کلمہ اسلام علیکم تو مراقبہ والا اُس سے چونک اٹھتا ہے اور حافظ قلب شوق ہو جاتا ہے اور سلام پر مقدم ہے کہ خانقاہ میں پانوں کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے انس اور آرام پاوے یعنی سب جان لین کہ ظلال صاحب سفر سے آئے ہیں تو ب کوئی اسکے لیے تیار ہو جائیں جس طرح کہ وہ خانقاہ پہنچے یا تھوٹو دھو وضو کر نماز پڑھ کر اُس کے لیے تیار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے حتیٰ تسانوا بعضی تاکہ تم آپس میں استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس اُسے جسے تعالیٰ کر اور یہ بھی وجہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے سوا کہیں داخلہ و داخلہ نہ لے سکتے وہ سافر کہ وہ اسکے بجائی بند اور دوست اس نسبت باطنی کے بسبب ہیں جو ایک بار میں سب کو جمع کرنی والی ہوا اور گھر کا گھر اور گھر کا گھر اسکا گھر ہر صورت آمین و گستاخ کے شوق کے معاملہ سے بلکہ ہم کے حالات کے گھر کو گھر کے اور جس طرح انکی خدمت تک سلام میں کی گئی تو انکو جلیب ہے کہ شخص اگرچہ آتے ہیں سلام علیک کہتے اسکا انکار نہیں اور میرا جانیں جو مسلح سلام نہ کرے وہ اس کے واسطے ایک نیت ہے اس شخص سے یہ بھی جو سلام اسکو کرتے ایک نیت ہے

اور تو کہتے آداب اور قواعد میں کہ شرع نے جاری کیا اور بعض آداب انہیں سے
 وہ ہیں جنکو تشایخ نے مستحسن رکھا تو جو شرع میں آئے اُسکا ہم نے بیان کر دیا کہ کمر باندھے
 اور عصا اور لوٹا لے اور دہننے کے نوزہ پہنے اور بایں کے اتارے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جو تپا پہنو تو ہمیشہ
 دہننے سے اور جو تارو تو ہمیشہ بایں سے یاد و نون کو سا تھو تارو۔ یاد و نون کو
 ساتھ پہنو۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم دہننے سے پہلے بایان جو تار اتار رکھتے اور بایں سے پہلے دہننے پاتوں میں
 پہنتے اور مصلیٰ بچھاتے جو سنت ہے اور ہم نے اُسے بیان کیا ہے اور دوسرے کے
 مصلیٰ پر ایک کانہ بیٹھنا مشروع اور سنون ہے اور ہر آئینہ ایک بڑی حدیث میں
 وارد ہوا ہے کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہوا نہ اُسکے اہل میں اور نہ
 اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے والا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیوں کو سلام کرے تو یہ
 اُسے اور وہ اس سے بغلیں ہوں کہ ہر آئینہ جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ
 جبکہ جعفر ملک جنت سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے معاف کیا
 اور اگر بوسہ دے انہیں تو اُسکا معاف نہ نہیں ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت آئے
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونوں آنکھوں کے چمچ میں بوسہ دیا
 اور فرمایا کہ جعفر کے اُسے جنت میں خوش ہو اُس سے بڑھ کر کس خیر سے
 خوش نہیں ہو اور اپنے بھائیوں سے معاف کرے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے معاف ہے۔ اور انس بن
 مالک نے روایت کی ہے کہ اگاہ کیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست اور

بھائی سے ملے تو ان کے پیچھے چلے فرمایا کہ نہیں کہا گیا اس سے لیتے اور چومے فرمایا کہ نہیں
 کہا گیا کہ صاف منہ کرے فرمایا کہ مان اور خالقہ کے باشندہ فقیروں کی سختی ہو کہ
 فقر سے ملاقات کر جانے سے کریں۔ عکرمہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبی کی خدمت میں آیا دوبار فرمایا ہر جہاں کہ
 اللہ ماجیضہ سوار حیرت کرنے والے کو مر جہاں یعنی فرخی کو پہونچے۔ اور اگر اس کے
 لیے کچھ ہے ہوں تو مضائقہ نہیں اور وہ سنوں ہو اور خطاب رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ جعفر کے لیے کھڑے ہوئے جس دن وہ آئے۔
 اور آئے وہ اسے کہیے کہا نا پیش کرنا مستحب ہے۔ یقیناً صبرہ نے روایت
 کی کہ پیغام لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ ہم آپ
 کے مکان پر نہ لے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا علم دیا
 اور ہمارے واسطے وہ خوابا گیا اور ایک قناع میں ہم کو ڈیال گیا اور قناع طبعی ہو
 ہم نے اسے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شربت لائے آپ نے فرمایا
 تمہیں کچھ ملا ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ اور اسے واسطے پرستہ ہو کہ فقیر
 کے سامنے حق قدم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث میں اراد ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
 علیہ وسلم جب مدینہ میں آئے تو اونٹ و ج کیے تھے اور بعد عصر کسی آنے والا
 کا آنا کہ وہ جلتے ہیں اسکی وجہ سنت سے ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے رات کے چلنے سے منع کیا ہے اور صوفیہ محضر کے بعد امادہ اور مستعد
 رات کے استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر چھٹنے کو ہوتے ہیں
 جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہر جب کوئی تم میں کا سفر ستائے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نہ جائے
اور کعب بن مالک سے بروایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہیں
آئے مگر دن کو رہنے کے وقت تو دن چڑھتے آئے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کھینچنے میں مشغول رہے سبب دیر ہو جاتی یہ یا اسکے سوا
اور کچھ ہو تو عصر تک بغیر کے لیے باقی دن کا عذر ہو سوا سبب کہ تعویذ کا احوال ہو اور
جب عصر کا وقت آجائے تو اسکی طرف تہام سنت میں تھوڑی نسبت ہوتی ہو چڑھتے
دن کا آنا ہو سوا سبب کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے تھے اور اس سبب سے
زیادہ عالم ہر جب عصر کا وقت آجائے تو اتنا صبح پر کرے تاکہ نہ چڑھتے آئے کی
سنت پر عمل ہو اور یہ میں ایک بات اور بھی ہو اور وہ یہ ہو کہ عصر کے بعد نماز کا وہ ہو
اور ادب یہ ہو کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد نماز کو وہ چاہتے
ہیں اور کچھ تو آنے والے فقر سے کم خانقاہ میں آنے سے وقت بہت تھوڑا ہو اور سبب
و تھوڑا ہو جاتے ہیں تو سنت یہ ہو کہ اسکے پاس کو بیچیں و بہت دوستانہ اور سبب
خوشی سے ملین تاکہ اسکا دل کھل جائے اور اسکی سرپرستی کی دفع ہو کہ یہاں بڑی فضیلت ہو
ابوز فاعہ سے روایت ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا ہر آپ
اس وقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص سا فرمایا ہر اپنے
دین کا سوال کرتا ہو اور میں جانتا ہوں اسکا دین کیا ہو کہ اگر حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کسی لائے جسکی پالنے
لوں گے تب آپ شیخ بعد ازاں مجھے تعلیم کرنا شروع کیا انہیں سے جو اس
نے انکو سکھایا تھا بعد اسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوئے اور اُسکے آخر کو تمام

اس پر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور سہ دیکھے مکرہات
 کا تحمل کرنا اور کچھ فقیر خانقاہ میں آنا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی تو وہ
 چھرکا اور دکھاتا ہی اور وہاں سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اس واسطے
 کہ کبھی وہ ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیاء اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہیں ہوتے
 اور نیک نیتی سے خانقاہوں کا ارادہ کرتے ہیں تو جب انکو مکرہات کا سامنا ہوتا تو
 اندیشہ یہ کہ ایسا سے ان کے باطن میں شوش ہوں اور جو شخص منکر انکا ہو اس کے دین
 دنیا کو نقصان پہنچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپ کا بڑا وظیفہ کے ساتھ تھا
 اور ترغیبیں روایت صحیح یہ حدیث ہے کہ ایک اعرابی یعنی درساکی مسجد میں آیا اور سنے
 پیشاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی عراڈوں لائے اور اس جگہ پر ڈالا اور
 اعرابی کو نہ چھرکا بلکہ اس کے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ولایت سے جو وجہ تھا
 اسے بتلایا اور سختی اور نہت نہت اور غلبہ مسلمانوں پر قول اور فعل سے کوناہوس
 قبیلہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو ان لوگوں میں سے جو خانقاہ
 میں آوے کہ دراصل وہاں ٹھہرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو بعد ازاں کہ اس کے لیے
 مکان یا ایسا نہ ہو اس سے اچھی طرح گفتگو کی جائے بہت خوبی کے ساتھ وہاں
 سے واپس کر دیا جائے تو یہ ہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جب کاربناؤ فقر سنا
 کے یا قریاتوں دبانے سے کہنے میں تو وہ خوش خوئی اور نیک عالمی حدیث میں
 آئی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے عداوت کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت میں آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبارتا تھا تو میں نے کہا

یا رسول! صد آپ کا کیا حال ہو تو فرمایا کہ اُنہی نے مجھے گرا دیا تو اُسکے ساتھ فرما حدیث کی
 اچھی معلوم ہوتی ہے جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پائیوں
 دباتا ہے ویسے جو کوئی اُسکی عادت کرے اور ہاتھ پائیوں دبانے کو دوست رکھے
 اور اُس سے فیند آنے کی خواہش کرے اور اُس سے برقرار رکھے جب تک کہ نیند نہ آوے
 تو یہ فقر کے مناسب حال نہیں ہے اگر چہ شرع میں جائز ہو اور فقرا میں سے یہ ساری بات
 شخص تھا کہ جب ہاتھ پائیوں دہواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش سے غلام
 اُسے ہو جاتا تو اس غلام کو پائیوں دہوانے کی عقوبت جاتا تھا۔ اور اہل فریفت کے
 لیے وہ امور ہیں جن میں گنجائش میلان کی قسمت اور جواز کی طرف نہیں ہے۔ اور آداب
 فقیر سے ہر کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام میں ابتدا کرے
 سوار کے دوسرا اُس سے بات کرے۔ اور سب سے کہ تین روز تو قوت کرے اور ملاقات
 کا ارادہ کرے مجلس وغیرہ میں جانے جو شہر میں جانے سے اُسے مقصود ہے حتی کہ سفر
 کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آجائے سو اسطے کہ سفر اور
 اُسکے عوارض سے طبیعت میں اُسکی فرق آجاتا ہے اور کدرا میں سما جاتا ہے تا کہ بین
 روز میں جو اس اُسکے شکانے سے ہو جائے میں اور اُسکا باطن صلا جیت پر آئے
 اور فوراً باطن سے منسلخ کی ملاقات اور زیارتوں کے لیے تہہ ہو جائے سو اسطے
 کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنکی ملاقات کو
 حاصل کرنا ہے۔ اور میں اپنے شیخ سے سنا کر واجب وہ یاروں کو نصیحت کرتے اور کہتے
 کہ ان اہل طریق سے بجز ایسے وقت کے جو صافی ہو یا تین ست کر دو اور اس میں
 بہت بڑا فائدہ ہے سو اسطے کہ کلام کا نور طلب کے نور کے موافق ہے اور رعایت کا

نور قلب کے نور کے تقدار ہی اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اس سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو راجانہ مانگے سو اسطیکہ کہ ہر مہینہ عبد اللہ بن عمر نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اس کے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر جائز دمان سے نہ اٹھے اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اس کے وقت میں وسعت ہو اور اس کے نفس کو پیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو خدمت کی درخواست کرے جسکو وہ بھلا لائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اسکو عبادت کا مشغل کافی ہے سو اسطیکہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے دائم تمام ہو اور خاندانہ سے بغیر دمان کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی کام بغیر اسکی اس کے کرے پس یہ تمام اعمال ہیں جن کا رتاؤ اور باب خانقاہ کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں توفیق اور تادیب میں ترقی بخشنے

انیسواں باب معنوی سبب کے حال کے بیان میں ، ہی

صوفیہ کے احوال غفلت ہیں کہ اسباب کے ساتھ گذر کرین یا اسباب سے اعراض کرین تو بھٹے وہ ہیں جو فتوح پرستے ہیں تو وہ ماہی کے مائل ہیں کہ کسی پیشہ سے اور نہ سوال سے سبب معاش کا کرتے ہیں اور بعض انہیں سے پیشہ کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہیں اور ہر ایک طرز میں انکو ایک اور اور مدد کی شکل وہ رعایت کرتے ہیں اور اس سے تجاوز نہیں کرتے اور جب کہ فقیہ علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ سے انکو نعمتیں فرمیں حاصل ہوتا ہے جو جسمیں وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہے پس فقیر کو نہیں

چاہیے کہ حقیقی الوع سوال کرنے اس واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکی سوال پر ترغیب اور ترغیب سے باز نہ گئے کیا ہم سو ترغیب یہ ہے کہ جو ثوابان نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے میں اس کے لئے جنت کا وہ درہوں ثوابان نے کہا کہ میں نے کہا میں فرمایا لوگوں سے کوئی خیر نہ مانگ پھر ثوابان کا یہ حال تھا کہ اگر اس کے کوڑے کا ڈورا گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتا کہ میں نے اٹھا دینا وہ آپ اترتے اور اس کو اٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کوئی تم میں سے ایک رسی لے اور اس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی بیوی پر لادے پھر اس کے حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہے کہ کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے خواہ وہ اسے دے یا نہ دے پس ہر مہینہ او سچا ہاتھ نیچے سے بہتر ہے بلال بن رباح سے روایت ہے کہ میں مدینہ آیا اور ابی سعید کے یہاں آتا اور ہم اور وہ دونوں ایک جگہ بیٹھے تو اس نے حکایت کی کہ ایک روز مجھے صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور میں نے اپنے پیٹ سے بھوک کے سبب پھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جاؤ کہ آپ پاس فلاں آیا تو اس کو دیا اور فلاں آتا اور اس کو دیا کہا کہ میں آپ سے پاس گیا اور میں نے کہا کہ میں کچھ مانگوں تو مانگنے کے لئے میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اس وقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرما رہے تھے ہر شخص عنہ یعرف اللہ ومن یتقن فیہ اللہ ومن ینالنا شیئنا فوجدناہ اعطیناہ وکوننا ومن استغنی عنہ واستغنی فہو حب الینا نحن سالنا لیتے جو صفو چاہے

اُسکو اللہ بخشا ہے اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہے اور جو ہم سے کچھ مانگے اگرچہ وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غم خواری اُسکی کرین اور جو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروا کرے تو وہ ہمیں زیادہ عزیز اُس سے ہے جو ہم سے سوال کرے۔ کہا میں لٹا پھرتا رہا اور اُس سے کچھ نہیں مانگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا یہاں تک کہ میں انصار کے صاحبِ خانہ کو نہیں جانتا جو مجھ سے مال میں زیادہ ہو۔ لیکن ترہیب اور خوف کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رویت کی گئی کہ آپ نے فرمایا: بیشہ تمہارے ایک کے ساتھ سوال رہے گا یہاں تک کہ وہ ہمت سے ملے اس حالت سے کہ اُسکے منہ میں گوشت ٹکڑا ہو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ اُنکا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبکین وہ شخص نہیں ہے جسکو ایک قلمہ اور دو قلمہ اور ایک چھوڑا اور دو چھوڑے پہنچیں مگر وہ شخص سبکین ہے۔ جو لوگوں سے سوال نہ کرے اور مکان اُسکا نہ جانا ہو کہ اُس سے دیا جائے یہ ہر حال سچے فقیر اور حقیقی تصوف کا کہ لوگوں سے کچھ نہ مانگے اور ان فقرائے بعض ایسے ہیں کہ اب کو یہ ہوتے ہیں حتیٰ کہ اُس حال کو وہ ادب پہنچا دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی شراتا ہے کہ دنیا کی چیزوں سے مانگے یہاں تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے اقدام کو جرات نہ دے تو اس حالت میں اللہ تعالیٰ فیہ سوال اُسکو دیتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر نیت آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور ہر وقت وہ پوچھتے تھے قبل اُسکے کہ آگ تک پہنچیں تو کہا اے مجھے کوئی حاجت ہے آپ نے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہیں ہے پھر آپ سے

کہا کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہ میں سے سوال ہے اُس کا علم میرے حال سے کفایت کر
 اور کچھ واسطے شغل سے ضعیف ہوتا اور اُس کا نام ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندگی مانگتا ہے اور
 مخلوق سے سوال کرنا نہیں تجویز کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بلا سوال مخلوق کے
 روزی بھیجتا ہے۔ بعضے صاحبین سے یہاں معلوم ہوا ہے کہ اُس نے کہا جب فقر نفس کے
 مطالبہ کو کسی خیر کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اُس سے نہیں کہ اُس رزق کا جو کچھ
 اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُس کے پاس پہنچائے پس نفس کو اُس کی اطلاع ہو سو بعض فقر
 کے نفوس انتظار رکھا کرتے ہیں کہ شرف پر پیدا ہوا اور گویا کہ نفس اُس خیر کی خبر
 دیتا ہے جو میرے واسطے ہے یا یہ کہ وہ غیبت کسی گناہ کی ہے جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
 فقیر اپنے معلوم کو کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کرے تو اُسے چاہیے کہ اُسے اور
 اُس کی طرح و مشورہ اور درویش نمازی سے اور کہے یا رب اگر یہ مطالبہ گناہ کی تقویٰ
 ہے تو میں تجھ سے شش ماہ مانگتا ہوں اور تیری طرف تو یہ کرتا ہوں اور جو اُس رزق کے
 لیے ہے جو اُس سے تو نے تمہارے گناہ کی طرف اُسے میرے پاس پہنچا دے پس اللہ تعالیٰ
 اُس کے پاس پہنچا دے گا اگر اُس کا رزق اور نصیب ہے ورنہ اُس کے باطن سے
 مطالبہ اور جو اُس میں رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اپنی حقانیت
 کے پھر اتوں سے کوئی خیر دیکھا یا نصیب یا اُس مطالبہ کو جس کے قلب سے دور کر دیا ہو
 کہ اللہ جانہ تعالیٰ کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہیں اور طریق قدرت
 کے بہت دروازے ہیں تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دے گا ورنہ قدرت
 کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُس کے پاس کوئی فرق عبادت سے
 بیونہی کے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلمہ اذنی علیہا

زکریا الخراب وجہ عندہ ہر ذوقا قال یا محمد انی لک ہر اوقات ہر من عند اللہ یعنی جب
 کسی زکریا علیہ السلام نکلتے پاس آتے محراب میں تو انکے پاس کھائے کی چیز پاتے
 تو کہتے اے محمد یہ کہاں کے مجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آتی ہیں۔ یعنی
 فقر سے نقل ہر ایک دن میں بھوکا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ میں کسی سے نہ مانگوں
 پھر میں بندہ کی بعض جگہ گذر کر نا ہوا اور سانسے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ
 کو کی چیز اپنے بعض بندوں کے ہاتھ سے دلوں گے تو کچھ تقدیر میں نہ تھا میری بھوکا
 سورا اور خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ خالی جگہ جاؤ اور
 وہ جگہ تلامذہی چروٹان ایک نیلگوں خرچہ ہر چہ میں رویان ہیں انہیں تو کمال
 اور اپنے کام میں لاپس حال یہ ہر کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور ہمدی کا
 ہو رہے وہ عثمان کہتا ایسا ہر کہ اُسے کو کی چیز نہیں ہر اُن حکمت کے اور قدرت
 کے دروازے جیسے جیسے کھل جاتے ہیں ورنہ نفس کے جو سوال کو بہتر نہیں سے
 یہ ہر کہ منبر کمال کا اُس سے سوال کو سواٹے کہ چنے آدمی کا کہنا نفس کا مان
 کہتا ہر اور ہر اسے شیخ نے اللہ انیر مجتبیٰ سے حکایت بیان کی کہ پہرے پاس ایک
 دہی میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے دانے چاہیے میں نے اُس سے کہا دانے لیا کرو گے
 تو چاہتی چیز بیان کی کہ وہ دانے سے خریدو گا پھر کہا تیری اجازت ہو تو ماؤں اور
 دانے قرض لون میں نے کہا مانا ہے نفس سے تو اُس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر
 اُس سے ہو کہ جس سے قرض لے۔ اور بعضوں نے صدیقیہ سے اس مضمون کو نظم کیا کہ
 اور کہا اگر تیری خواہش ہو کہ تلی کے پیام میں مال قرض نے لگا نفس کے شہیات
 میں اُسکو تو صرف کہے تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ تیرے لیے ہے

نہج کر جب تہود کی کارنامہ آئے تو اسکے ساتھ نرمی کر کے پھر گرفتار کر کے کام کرے تو
 غشی ہو اور اگر بیمار کرے تو ہر ایک بخیل بعد از ان بہت معذرت کرتا ہی پس ہر گاہ
 فقیر سب کچھ کو بخشش انتہا کو پہونچا دے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت
 کا ثبوت ہو اور اپنے مولیٰ سے مانگے اور وہ اس کے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال یہ کہ
 اپنے حال کے مشغولی سے اس کا وقت پیشہ کے لیے نہیں ہے تو اس وقت سبب کا
 دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اس واسطے کہ تحقیق فاقہ کے وقت بعض مسکین
 ایسا کیا کرتے تھے۔ ابی سعید خدریؓ سے نقل ہے کہ فاقہ کے وقت پانچ سو میلے تھے تب
 کہتے تھے کہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہے جو جنیدؒ کے استاد تھے کہ وہ مغرب
 اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور
 یہ ایک یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اس کی جائداد ہو جاتی اور ابراہیم
 بن ابراہیمؒ سے منقول ہے کہ وہ بصرہ جامع مسجد میں متکلف تھے اور تین رات
 میں ایک رات کو روزہ کھوتے اور فطار کی اشد گور و زبون سے مانگتے تھے
 اور سفیانؒ سے نقل ہے کہ حجاز سے سفارین سے سفر کرتے اور اسٹین
 مانگتے اور کہا آپ نے میں نے فیاضیت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے
 کمانا لایا جاتا تو میں حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا۔ اور ہر آئینہ حدیث
 میں وارد ہوا ہے جو شخص بھوکا ہو اور نہ مانگا پھر مر گیا تو جہنم میں داخل ہوا
 اور جو شخص صاحب علم ہو اور اس کا علم اس کو حاصل ایک
 حال ہو تو اس قسم کی بات کی پرور نہیں کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال
 کرتا ہے اور علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہے۔ اور ہر ایک شخص

ایک شخص کی حکایت کی جو مقرر گناہوں پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اُسکی توبہ بہت
 اچھی ہوئی اور اُسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا میں نے ارادہ کیا کہ
 قافلہ کے ساتھ میں حج کروں اور یہ میں نے نیت کر لی کہ کسی کے کچھ نہ مانگوں اور یہ
 اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہی کہہ گا کہ چند روز میں راستہ میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے
 حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر توقف اچھڑا اور کچھ مجھے پہنچا تو میں
 بھوکا اور پیاسا رہا حتیٰ کہ میرے بدن میں طاقت در اندر رہی اور چلنے سے باز رہا
 اور کچھ کچھ قافلہ پہنچا گیا بیان تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو یہ میں نے اپنے دل سے
 کہا اب میری طرف سے نفس کا بلا لیتا میں ڈالنا ہی اور اللہ نے اس کے نسخ کیا کر
 اور یہ شرط کا مسئلہ ہی سوال کروں پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے ہلکا
 ہو گیا اور میں نے کہا بھائی میں نے اللہ سے کیا ہی اسے میں نہ توڑو گا اور میری
 خدمت گاہ سے پہلے موت میرے اوپر آجیو گی تب ایک درخت میں نے ٹکا اور اُسکے
 سایہ میں بیٹھا اور سناٹا ہوا کا دیا جس طرح کوئی کرنے کے لیے ڈال دیتا ہی اور قافلہ
 پہنچا دیا اس درمیان میں کہ میں اس حالت میں تھا کہ اچانک ایک جوان نے میں کو آواز
 دیا وہ مجھے بلایا تو میں اٹھا اور اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جس میں پانی تھا پھر مجھ سے کہا
 اب تو میں نے پیاسا میرے سانس کا کھانا کھا اور کہا کہ کھا تو میں نے کھا یا بعد ازاں مجھ سے
 کہہ تو کہ قافلہ جا رہا ہے میں نے کہا مجھے کون قافلہ پہنچا گیا اب کہ وہ چلا گیا اور پھر چلا گیا
 پھر مجھ سے کہا کہ اٹھو اور میرا ہاتھ لگنا اور میرے ساتھ تھوڑے قدر چلا پھر تھوڑے کہا
 کہ بیٹھ کہ قافلہ میرے پاس آتا ہے میں ایک ساعت بیٹھا رہا پھر چلا گیا تب قافلہ کے
 آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ نشان اس شخص کی ہی جو اپنے مولائے کے ساتھ صدق

سے معاملہ کرے۔ اور شیخ ابوطالب کی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیاہہ کھانا نمون کا اپنے ہاتھ کے کسب کا ہے اس طرح تاویل کیا ہے کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہے اور شیخ ابوطالب نے اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور میرے دل میں یہ پڑا اور بعد ازاں میرے شیخ صوفی نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہیں لی جس سے ابوطالب نے انکار کیا ہے بلکہ ہاتھ کے کسب سے مراد ہاتھ کا اس کی طرف عند حاجت اٹھانا ہے تو وہ سب سے زیادہ حلال ہے انہیں سے مسئلو میں کھانا ہے جب اس کے سوال کو بعد قبول کرے اور رزق اس کی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت فرمایا کہ رب الی لما نزلت الی من غیر فقیر یعنی اس پروردگار کو جو اتارے میری طرف اچھی چیز اسکا میں محتاج ہوں۔ بعد ازاں یہ تمنا اس نے کہ اس کے ہاتھ سے کھانا کہ موسیٰ علیہ السلام نے بات اس وقت کہی کہ سال کی پہلی شے میں لاغری کے سبب دکھلائی تھی تھی اور فقیر باقر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات اس وقت کہی جب کہ وہ ایک چھوٹے کی ٹکڑے کی تھی اور طرف سے روایت ہے کہ ہر آئینہ اس نے کہا خود ہے وہ اسکا رخی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے الا بعد نے اسے اس کام پر برکتیجہ کیا اور شیخ ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے تفسیر زبیدی سے ذکر کیا کہ جسے اس نے قول میں کہا ہے۔ الی لما نزلت اسے من غیر فقیر موسیٰ علیہ السلام حلق سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ اسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غم نہیں مانگی بلکہ سکون قلب مانگا اور ابو سعید قرظ نے کہا ہے کہ خلق اس چیز کے درمیان جو انکے پیچھے اور

خیر کے جو انکی طرف ہر متر و مین سو جسے نظر اسکی طرف کی توجہ اس کے لیے ہر تو زبان فقر کے
ساتھ کلام کیا اور جسے نظر اسکی طرف کی جو اسکی طرف ہونا اور فقہار کی زبان سے بات کی
کہا تم نہیں دیکھتے حکیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص ان شہیادوں کا دیکھا جس کے ساتھ حق
نے اُس سے خطاب کیا کہ طرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا
کیا فقر ظاہر کیا اور کہا ارنی لما انزلت الی من خیر فقیر اور ایں عکس نے کہا ہر اُسے غوث
سے نظر پر بیت کی طرف کی تو خشوع اور خضوع کیا اور نیاز مندی کی زبان سے کلام کیا
باین وجہ کہ اُس کے سیر پر انظار نازل ہوئے اور نیاز مندی وہ جو غلام کو اپنے مولیٰ کی
طرف ہر حال میں ہوتی ہو نہ وہ نیاز مندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہو اور ترس میں
کہا ہر کہ محتاج ہوں اسوجہ سے کہ تو نے مجھے علم الیقین سے مخصوص کیا ہر اس بات
کا کہ تو مجھے یقین اور حقیقی یقین تک ترقی بخشے اور میرے دل میں آنا ہوا
ابعد و نامتر جو اس قول کے معنی میں لما انزلت الی من خیر فقیر کہ ہر شہید نامنا اُسکا
مشرع ہو کہ اُسکا مرتبہ حقیقت قرب سے بعید ہو گیا تو اس صورت میں آنا ارا علیہ السلام
ہو تا ہر پس منزل پر قناعت نہیں کی اور ارادہ کیا کہ تارنے وائے کا قرب حاصل
ہو اور میں شخص کا فقر صحیح ہو گیا تو اُسکا اُس کے آخرت کے اجر میں جس طرح
فقر اُسکا اُس کے دنیا کے اجر میں ہر اور جو اُس سے دارین میں اُسکی طرف ہر اور
اسی سے دونوں گھر کی حاجتیں مانگتا ہو اور اُس کے نزدیک دونوں حاجتیں برابر
ہیں پس کوئی شغل اللہ کے سوا دو جہان میں اُسکا نہیں ہو

ابیسودین باب اس شخص کے بیان میں جو غوث حق سے کلام کرے
جب کوئی کا شغل اللہ کے ساتھ کمال ہو جائے اور وہ اُسکا اُس کے تقویٰ سے

سبب پورا ہو وقت کا حکم اُسکے لیے یہ ہے کہ سبب بنانے کو چھوڑے اور صریح توحید
اور صریح کفالت بجانب اہل الکفر سے کشف ہو جائے تو اُسکے باطن سے تمام
اقسام کے اہتمام دور ہو جاتے ہیں اور اُسکا مقدمہ یہ ہوتا ہے کہ اہل تشکیع کے مقابلہ
کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتوح کرتا ہے ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو
حتیٰ کہ اگر کوئی منہ پر گناہ ہی اُسکے حاکم کے موافق یا مطلق گناہ اُس قسم کا عبادت
ہو شرع میں ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُس وقت یا اُس بدن یا نیکیا بعض صوفیہ کا قول ہے
کہ ہر مینہ میں اپنا گناہ اپنے لئے خلیق میں جانتا ہوں اور کہتے ہیں کہ ایک صوفی
سکا توبہ جو ہے گناہ ڈالا سو جب اُسے دیکھا تو منہم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ یاسک
ہوتا میری سوار سی کے اونٹ کو ملا کر تاقبیلہ ذیل بن سیمان کا تو اور کار ہستہ بن
کاتب کوڑا ہوا ہر اس سے اشارہ ہر اُسکے دل کے آنے وے نے اُسے مقابل اُسکے
کسی شے پر یہ وجہ اُسپر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہیں جو تعریفات
اکتید کے متفق ہوتے ہیں یہاں تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق
عبودیت کی تصنیع اور علم وقت کے مخالفت سے محفوظ و مضمون رہتا ہے اور فعل
اکیں کا حکم اُسکے لیے رہ جاتا ہے اور اسوۃ اللہ کے افعال اُسکے نزدیک ہوتے ہیں
پس اللہ سبحانہ کو ذوقاً اور مالاً سعی اور مانع جانتا ہے نہ کہ طلبا اور ایماناً عرق تھا
اُسکی مدد گاری کرتا ہے اور صریح توحید اور صرف فعل الہی کی اسے توفیق دیتا ہے
جیسا کہ بعض صوفیہ سے مشہور ہے کہ اُسکے دل میں خطرہ رزق کے اہتمام کا
آیا تو وہ کسی جگہ کو نکل گیا تب ایک پرندہ قبرہ دیکھا جو اندھا نظر اور ضعیف
تھا اسی تعجب میں آن کر وہاں ٹھہر گیا اس فکر میں کہ کیا وہ کھاتا ہے حالانکہ

اُترنے اور چلنے اور ٹکھون سے عاجز ہو وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک زمین تنق ہو گئی
اور آسمان سے دو سکور نکلے ایک میں صاف تل تھے اور دوسرے میں صاف پانی
تھا اس نے تل بکھائے اور پانی پیا چڑ زمین تنق ہوئی اور دونوں سکور غائب ہو گئے
کہا جب میں نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا مارا پھر جبکہ حق تعالیٰ
نے اپنے بندہ کو اس مقام پر بٹھرایا تو اُس کے باطن سے اہتمام و تقسام دور کر دیا
اور سبب پیدا کر کے اور سوان وغیرہ سے حاصل کرنے کو عوام کا رتبہ جانتا ہی اور وہ
خود سبب و اختیار و اوقات از اختیار اللہ کے فعل کا نظارہ کرنے والا اللہ کے
حکم کا راہ دیکھنے والا ہو جاتا ہے تو قسمیں اس کی طرف روانہ اور عطا اُس کے کشادہ
ہوتے ہیں اور اللہ کے فعل کا درجہ ملاحظہ اور اس کے حواشی کے ناک سے
اس کو تعلیمات اس کی بطریق انعام کشف ہوتے ہیں اور تجلی بطریق انعام ایک مرتبہ
ترتیب کا ہے اور اس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہے اور اس سے تجلی ذات
تک پہنچتا ہے اور ان تعلیمات میں شمار ہے مرتبہ کا یقین میں اور مقامات کا
تجدید میں کہ ایک شے دوسری شے پر فائق ہو اور ایک شے دوسری شے مساوی نہ ہو
تو تجلی بطریق الافعال فنا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہے اور تجلی بطریق الصفات ہیبت
اور اس عطا کرتی ہے اور تجلی بالذات فنا اور بقا بخشی ہے اور جو ترک اختیار اور
اللہ تعالیٰ نے فعل سے شہر او جو ہوتا ہے اس کا نام فنا ہے کہ جس سے فنا اور ارادہ و ہوا
مراولیت ہیں اور ارادہ و تقسام ہوئی ہیں بطیف تر ہے اور یہ فنا وہ فنا و ظاہر ہے
ولیکن فنا باطن یہ ہے کہ نور شہود کیسے چمکنے بڑا ہمارا وجود مست جائیں وہ تجلی ذات
میں چلی ہو اور وہ دنیا میں اقسام یقین سے اکمل ہے مگر تجلی حکم ذات کی

ہجرت کے نہیں ہوئی اور وہ ایسا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے شب معراج میں اُس نے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لڑائی
 کے ساتھ ممنوع ہوئے پس جانتا چاہیے کہ ہمارا قول تجلی کے مسئلہ میں ایک
 اشارہ یقین اور رویت بصیرت کے خلاف کی طرف ہے تو بندہ جب اقسام
 تجلی کے بنیادی تک پہنچتا ہے اور وہ فعل اکبر کا فعل ماسوا سے خالی ہے
 تو فتوح کے اقسام کو پہنچتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص کی طرف اس رزق میں سے بغیر خواہ اور
 قرب کے کچھ بھی نہ گزرتا ہے تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اُسے رزق کو اس
 وسعت پر پہنچائے اور اگر اُسے پہنچا دے تو اُس کو دے جو اُس سے زیادہ حاجت مند
 ہو اور یہاں دلالت ظاہر ہے کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہے
 اس نسبت سے کہ دوسرے کو دے اور یہ کیوں نہ لے۔ خالق دانہ وہ اللہ تعالیٰ
 کے فعل کو دیکھ رہا ہے ان بعد جب کہ اُس نے لیا تو اُن میں سے بعض وہ ہیں
 کہ وہ محتاج کو دے دیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو خرچ کرنے میں توقف کرتے ہیں
 اس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو علی فاضل و درود ہو تاکہ اُس کا
 لینا بھی حق کے ساتھ ہو اور اُس کا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو۔ حضرت عمر
 بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم مجھے عیادت دیا کرتے تو میں آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ جو مجھ سے
 زیادہ محتاج ہو اُسے دیکھ کر آپ نے فرمایا اُسے خود اپنے پاس رکھو یا اللہ
 کر اور جو میرے پاس ہے مال تر یا در حالیکہ تو نے اُس سے غلو و تفرقت چاہتا ہے

اور نہ تو سائل ہر تو اسے لے لے اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کے پیچھے تیرا نفس نہ چلے
 سالم نے کہا پس ایسی سبب سے اس غیر کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے
 جو انکو دیکھائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام سے اصحاب کو ہدایت
 تک پہنچا دیا تھا کہ وہ افعال اچھی چلنا نہ کو دیکھتے تھے اور بد نظری سے حسن تدبیر
 انہی کی طرف جاتے تھے۔ نسل بن عبد اللہ شمری سے سوال کیا گیا کہ علم مال کیا ہے
 کہا وہ تک تدبیر ہے اور اگر کسی میں ہو تو وہ اذنا زمین سے ہے۔ اور زہد بن خالد
 نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جس کے پاس بغیر
 مانگے اور بغیر علم نفس کے اسے سبب بھائی کا ہونے سے پہنچے تو اسے چاہیے کہ قبول کرے
 اس واسطے کہ وہ اس کے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جسے اللہ نے اس کے پاس
 بھیجا ہے اور یہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوئے ہے ہر اس کی
 بھیجی ہوئی چیز کے قبول میں مامون اس سے ہر جس کا خوف اس کی نسبت ہر حرف
 اس شخص سے ہے ہر چیز کو کرنا ہے اس واسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرنا ہو اس بات
 سے اس میں نہیں ہر کہ نفس اپنے تسلط میں وہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھتے اور اس کے
 لینے میں نظر خلق سے کر جاتا ہے اس کا طے کہ صدق و خلاص کے ساتھ تحقیق
 ہے اور دوسرے کو اس چیز کے دینے میں ثابت کرنا اس کی حقیقت کا ہے یعنی کہ وہ
 ایک چیز و کیفیت کے ساتھ ہو تو وہ ہمیشہ دونوں حال میں ایسا زہد ہے جسے
 غیر شخص بنظر رغبت دیکھتا ہے اس کے کہ اس کے مال کا علم ہے اور اس مقام میں زہد
 اندر نہ تحقیق ہوتا ہے اور بل فتوح سے بعضے وہ ہیں جنکو فتوح کو اس کے پاس آنے
 کا علم ہوتا ہے اور بعضے وہ ہیں جو نہیں چاہتے کہ فتوح ان کے پاس آتی ہے جس سے

انہیں سے بعضے وہ ہیں جو توح کو کام میں نہیں لاتے مگر اسوقت کہ بیشتر سے اسکو
اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے علم اسکا ہو گیا ہو اور بعضے انہیں سے وہ ہیں کہ
لے لیتے ہیں بدون اس کے کہ بیشتر کے علم ہونے کا انہیں انتظار اور نگہانی ہو اس طرح
ہر کہ اس کے لیے خالی ایک فعل ہو اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اسے انتظار ہو اس
سے ٹھکر کرے جو تقدم علم کا منظر ہو اسوجہ سے کہ اسکی بعیت اللہ کے ساتھ دوری کر
اور ترک اختیار میں وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل مبرا اور نسیان ہو چکا ہو
اور انہیں سے بعضے وہ ہیں جن کے پاس توح بدون اس کے آتی ہو کہ انہیں پہلے
سے علم ہو یا اللہ کو رحمت سے خالی فعل دیکھیں لیکن اسے محبت کا ہر عہہ عام
و موت کامی سے بطریق دیریت تعیب ہوتا ہے اور کچھ دیر بعد رحمت ہر وہ کے تغیر
سے کہ کچھ بھی ہو جاتا ہے اور یہ حال پہلے دو حالوں کی نسبت ضعیف ہو اس واسطے کہ
وہ صدیقوں کے نزدیک بہت میں ایک علت ہو اور صدق میں ایک بظاہر ہر اور
توح کبھی صورت کرنے میں بھی منظر علم کا رہتا ہے اس طرح کہ لینے میں انتظار کیا کرتا ہے اس واسطے
خرج میں نفس اور پکڑتا ہے اس طرح لینے میں قوت پاتا ہے اور اس سے کامل زیادہ وہ ہر
جو خرج کرنے سے غمتار اور اس کے لینے میں غمتار ہو بعد از انکہ قدرت کی محبت اسے شوق
ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہے جہاں تمام نفس کا موقع ہو اور وہ
تعیبہ ہوئی کے ساتھ موجود ہے ہر جگہ صریح علم کے ہوتے ہوئے تمام جاتا رہا خود
بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہے اور اس طرح خرج کرتا ہے اور یہ اس شخص کا حال ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تحقیق ہوا ہو کہ نہدی طرف سے بطور حکایت
جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسکا میں کان اور آنکھ جو جاتا ہوں تو

وہ مجھ سے سنتا ہے اور مجھ سے دیکھتا ہے اور مجھ سے بات کرتا ہے پھر گاہ بگاہ تعارف صحیح ہو گیا تو اسکا تصرف بھی ٹھیک ہو گیا اور یہ کہ پیر چار سے بھی زیادہ نایاب احوال بن کر اور چارہ شیخ ضیاء الدین اور محنت خیزی رزم اندیش خدادوسی سے حکایت کیے تین کہ وہ ہر کیفیتہ کہا کرتے کہ میں فضل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہیں کھاتا تو وہ اب میں ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ انکی طرف کوئی پیر پچھتا ہے اور خواب دیکھنے دے کہ خواب میں تہلا دیتا کہ عدا کے پاس یہ اور وہ شیخ دو اور مشہور ہے کہ ایک عرصہ تک وہ بیٹے و اقارب خواب میں دیکھا کرتے کہ میرے قصے کے اور ظلال اور ظلال پھر تارسی لگی ہے اور انیس سے نقل کی گئی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں فضل کی غذا سے پرورش پاتا ہوں اس پر اسے انہیں ہوتی اور ظالم انھیں سے وہ پیر اور کتے سے جو فتوح حق سے صحت حاصل کر کے ہے جو وہ ہوتی ہو اور شخص کہ اسکی یہ حالت جو وہ غنی باشد ہے واسطی نے کہا کہ اسکا محتاج ہو کر ہمارے دیون کے پیر ہیں سے اعلیٰ درجہ ہو اور اس کے ساتھ غنی ہونا صدیقوں کے مراتب سے اعلیٰ مرتبہ ہو۔ اور اسے مید خزانے کہا ہے کہ جو اسکی تہذیب کا عادت اور چاہنے والا ہے تہذیب حق میں محو اور فنا ہو گیا پس وقت مع الفتوح و وقت مع اندناظر الی اسد ہے۔ اور اس بارہ میں جو کچھ حکایتیں ہیں ان سب میں بہت اچھی یہ حکایت ہے کہ بعض صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ماتر پھیلاتے اور لوگوں سے ہیکہ مانگتے کیا میں نے اس امر کو اس سے بڑے عظیم سمجھا اور اسکی نسبت اچھا نہ جانتا تو میں جنید کے پاس گیا اور اسے خبر دی کہ یہ امر چاہیے کہ سننے بھاری نہ معلوم ہوا سو اسے کہ نوری لوگوں سے نہیں مانگتا مگر اس لیے کہ اسکو سول

آخرت: وہ پورا کرے تب وہ اجر پائیں گے اس طرح پر کہ اسکو مغزہ پہونچائے اور غنید کا
قول لعلیٰ صم تاکہ انکو وہ دے۔ ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول اسید علیا ید لاخذ لائے
یعنی انشواب یعنی اوپر والا ماتھہ لینے والے کا ماتھہ جی اسواسے کہ وہ فوہ دیتا ہی کہا
بعد ازاں جنید نے کہا ترازو توبہ سودوم وزن کیے پھر ایک مٹھی مغزہ دے لیے اور اس
سیکڑے میں ڈال دیے پھر کہا کہ اس کے پاس یہ ایچا تو میں نے دل میں کہا وزن صرف
اس لیے ہوتا ہی کہ اسکی مقدار معلوم ہو پھر غیر وزن کیے درم وزن کیے وزن میں کیونکر
طاوہے حالانکہ وہ درحکیم ہو اور مجھے شرم آئی کہ اس سے دریافت کروں بہترین
تفصیل انوری کے پاس سے کیا تو اسنے کہا لاؤ ترازو توبہ سودوم اسنے ٹوٹے اور کہا اس کے
پاس تو مال ہی اور اس کے کدے کہ میں تجھ سے کچھ قبول نہیں کرتا اور جو سودوم پر
تر حارہ سے لیا کہ اسکو آؤ مجھے اور زیادہ عجب ہوا پھر میں نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا
تو کہا کہ جنید درحکیم پر اسکا یہ ارادہ تھا کہ رشتی کو اس کے دولون طرف سے پائے
سودوم کو اپنی ذات کے لیے تو لاکہ ثواب حاصل ہو اور پھر ایک مٹھی درم اس کے
واسے ڈال دیے تو میں نے وہ لے لیے جو اس کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کو پہونچے
دیے وہ پھر جیے کہا پھر اسے میں جنید سے پاس لے گیا تو وہ روئے اور کہا چا
مال سلیم اور ہمارا مال پھیر دیا اور جو اخلافت میں نے اپنے شیخ کے صحابہ سے سنا
انہیں سے یہ کہ شیخ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ ہم کسی قدر مالی کے فائدہ
میں تو تم اپنے اپنے خلوسکانوں میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جو خدا
تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ یسوان سب نے ایسا ہی کیا بعد ازاں ایک
شخص انہیں سے آیا جو اسماعیل بطاحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کانٹا یا تھیم

تیس دائرہ تھے اور کما یہ ہر جو اندازت مجھے میرے درخت میں ملا فرمانا ہر توجہ تھے
وہ کاغذ لیلیا ایک ہی ساعت گزری تھی کہ ایک ایک ایک شخص لایا اور دنا لایا اور شیخ
کے سامنے رکھ دیا پھر کاغذ لکھوا اور دیکھا کہ شیخ میں ہر تفریق میں ہر ایک اکثر فی
دائرہ پر رکھا اور کما یہ شیخ آئین کی توجہ ہر ایک کاغذ کے یہ تھی ہیں اور میں نے
سنایا ہر کہ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ نے ایک شخص کے پاس آ کر بیٹھا اور کہا اے
کاظم! پاس غلہ اور سونا ہے آسمان سے اس قدر غلہ اور اس قدر سونا آئے دید و
آس شخص نے کہا میں کس طرف آؤں امانت میں جو میرے ہر تفریق کو ہیں
اور اگر آپ سے ہفتہ گزروں تو آپ تصدیق فرمائی تو میں نے توجہ نے اس کے سامنے
اسکو انعام دیا پھر اسے شیخ کی نسبت سے پوچھا کیا اور جو ملا تھا اس قدر عارضہ کیا ہے
جب انہیں سے تصدیق ہوا تو صاحب امانت کا ایک غلہ آیا اور وہ بعض اوقات
عراق میں تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اس قدر غلہ اور اس قدر سونا ہوتا دے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے میں کی تھی تب شیخ نے اس کے توجہ پر
غلام کیا اور کما تو نے فقر کی نسبت یہ میں کیا کہ ان کے اشارت صحیح اور معلوم میں
ہوئے تو بندہ جملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح ہوا اور اپنی ہوا کو استغناء کسی کے لیے
فنا کر دیا تو اللہ اس کے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیا ہوا اور استغناء اس کے
قلب میں دیا ہوا اور زمی کے دروازے اس پر کھول دیا ہوا اور بقدر شیخ اور فکر
کہ بعض فقر پر تسلط ہوئے ہیں اس سبب سے ہیں کہ ان کے قلب اس باب میں
مکمل کو نہیں پہنچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہوں اور حقائق بندگی کی رعایت
میں کوتاہی نہ رہے تمام کہیں اس بقدر کہ غم اور ہم آہی سے غالی ہوئے ہیں اسی قدر ہے

دنیا کے تمام و ہم میں مبتلا رہتے ہیں اور جو ہم انہی سے وہ منکر ہوتے تو دنیا کے علم و ہم
 نہ چکے بلکہ فسادت اور ترقی کرتے۔ روزیت ہر کہ عوف ابن عبد اللہ مسعودی کے
 تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایک دن رہتے اور دوسرے
 کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایک دن رہتے اور ایک کے سات
 بخائی تھے حبیبہ میں ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا
 اور مال جب اُسی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید میں کامل ہو وہ
 ایک نعمت خوش گوار ہو جاتی ہے۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا
 جو صاحب احوال سینہ تھا اور شیا میں فعل انہی کے ساتھ وقف اپنے حال میں
 متمکن اپنے اختیار کا تارک اور شیا پر کہ بہت سے متقدمین ترک اختیار کی تھیں
 وہ بہت لے گیا ہو اور ہم نے اُس سے دیکھے اور شاہدہ احوال صحیحہ کیے جو قوت اور بین
 سے تھے تو اُس کے ایک شخص نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں تیری کچھ مدد کروں ہر روز
 روٹیاں تیرے پاس بھیجوں مگر بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ مال اس جوتا ہے شیخ نے کہا
 ہم نہیں کہتے کہ مال اس سے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے صانع کر دیتا ہے
 اور اُس کے فعل کو ہم دیکھتے ہیں پس ہمارے صہر میں دیتا ہے اُس سے ہم بیمار کرتے
 جاتے ہیں اور جس نہیں سمجھتے ابالکر کتابی سے روایت ہے کہ کہا میں اور عمرو الملکی
 اور عیاش بن اہمدی میں ہیں ساتویں کہ صبح کی نماز عصر کے وقف سے پڑھا
 کرتے اور کہ میں مجروح نہ تھیں رہتے نہیں بہار کے پاس کوئی پیسا بردار نہ تھے اور
 بسا اوقات ہماری صاحب ایک دن اور دو اور تین اور چار اور پانچ
 دن بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نہ کرتے اور ہمارے لیے اگر کوئی

شہنشاہ ہوتی اور ہر کسی وجہ ہم فیہ سوال اور پیسے کے جانے اُسے لے لیتے اور اُسے
 کھا لیتے نہیں تو بھوکے رہنے اور جب بھوکہ زیادہ لگتی اور میں خوف اپنے جانوں پر
 کے نقصان کا ہوتا تو اباسعید حار کے پاس جاتے وہ ہمارے یہ طرح طرح کے کھانے
 لائے اور اُسکے سوا یہ دوسرے پاس جاتے اور کسی سے شہرہ ہونے اس وجہ سے
 کہ ہم اُسکے آذر درع سے واقف تھے۔ اور بایزید سے کہا کہ ہم تجھے کوئی پیشہ کرتے
 نہیں دیکھتے پھر کہاں سے آپ کی معاش ہو تو کہا میرا مولائے اور سرور کو روزی تیار
 جو تو دیکھتا ہو کیا بایزید کو روزی نہ دے گا۔ سلی نے کہا ہر کہ میں نے اباجہد بعد
 روزی سے سنا ہے کہ کتا تھا میں نے مظفر القریبی سے سنا ہے کہ وہ کتا تھا کہ فقیر
 وہ جو جسے اس کی طرف سے ہی حاجت نہوا اور بعض عوفیہ نے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز کو
 حاجت کا قلب پر شہرہ اور اسوا اس سے اُسکا مودنا اور بعض عوفیہ نے کہا تو
 فقیر کا خیال ایسا اس شخص سے ہے جو اُسے دیتا ہے اس شخص کی طرف سے جس کے
 ہاتھ سے ملتا ہے اور جسے وساطت اور درمیانی سے لیا تو وہ کسی فقیروں کے واسطے
 ہے کہ اُسکی بہت پست ہے۔ اباسلیمان دارانی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے زاہد و
 کما خیر قدم اول قدم تو کلین کا ہے۔ روایت ہے کہ بعض عارفوں نے زہد کیا اور
 اپنے زہد سے اُس حد کو پہنچا کہ لوگوں سے جدا ہو گیا اور شہروں سے نکل گیا اور کہا میں
 کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور نہ کرنے لگا
 پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن مانگا کہ اُسکو کوئی شے نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک
 ہو جائے تب کہا اسی پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
 جو میری قسمت میں دیا ہے اور میں تو اپنی طرف مجھے پہنچ لے تو اللہ تعالیٰ نے

جس کے قلب میں الہام کیا گئے تھے اپنی غمت اور اپنے جلال کی قسم ہر مین مجھے رزق میں
 جب تک کہ تو تھوڑی دین میں نہ جائے اور لوگوں میں نہ رہے تب شہر میں آیا اور
 آدمیوں کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہے اور یہ پانی موجود ہے
 اُس نے کھایا اور سیا پھر اپنے دل میں اُس سے خون کیا تو ہاتھ سے سنا کہ تو نے
 ارزہ کیا تھا کہ اُن کی ملکیت کو اپنے زہد سے دنیا میں باطل اور مغل کر کے کیا تو
 نہیں جانتا کہ وہ جو بندوں کو بندوں کے ہاتھ سے رزق دیتا ہے یہ بات اُسے زیادہ
 محبوب اور مرغوب ہے کہ اُن کو قدرت کے ہاتھوں سے رزق دے پس جو کہ قریح کے
 کے ساتھ ڈٹا ہوا ہے اُن کے نزدیک آدمیوں کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور قدرت
 کے ہاتھ برابر ہیں اور اُس کے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہے اور روئے ٹکڑے
 چاہتا اور قطع اسباب کی طرف جانا گرویدہ اسباب کے رویہ کا ہونا ہے اور جب
 توفیق صحیح ہو گئی تو انسان کی آنکھ میں اسباب خود متلاشی اور مدد مہر جاتا
 ہیں۔ یہی بن معاذ رازی سے سمجھ کر کہ وہ کہتے تھے جسے معاش کے دروازہ کو
 بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہو گیا۔ بعض متقلبین نے
 کہا ہر مین ایک بڑا پیشہ ور تھا تو مجھ سے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ میں
 بات کھلی کہ عیر کمان سے معاش آئے گی تب ہاتھ نے غیب سے آواز دی تھی
 نہیں دیکھتا تھا میری طرف قطع کر کے آتا ہے اور اپنے رزق کی بابت میرے اوپر
 تھمت میرے ذمہ ہے کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستوں سے کروں یا
 ایک منافق کو اپنے دشمنوں سے تیرا سزا اور محکوم کروں۔ توجہ صوفی کا حالات
 ہو گیا اور اپنی طعوتوں سے جدا اور ہر ایک شوق اور جھانکناک سے باز رہا

اسکی خدمت دنیا کرے گی اور دنیا اسکی اچھی خادہ بن جائیگی اور جو اس سے رہی اسکی خدمت
 ہو گئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ خلیات اور گناہ سمجھتا ہو۔
 روایت ہے کہ احمد بن حنبل ایک دن باب اشام کے رستہ پر نکلیے پھر آنا اسنے خرید
 کیا اور یہاں پر کوئی اسکا اٹھانے والا نہ تھا پھر یوب جمال ملا اور اسے اٹھا کر لے گیا
 اور احمد نے اسے اجرت دیدی پھر جبکہ گھر میں آیا بعد ازاں کہ اذن پایا اتفاق سے
 گروانوں نے روٹی پکا رکھی تھی اسکی جو گھر میں موجود تھا اور دینار تخت پر تاکہ
 پھر ری ہو جائیں تو یوب نے اسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے
 بیٹے صالح سے کہا کہ یوب کو روٹی دو اسے دو گروہ روٹی کے دیے اسے دونوں
 پھر دین پھر احمد نے کہا دونوں رکھو بعد ازاں تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہا کہ دونوں
 روٹی لے اور یوب کو دے جا کہ پھر وہ ملا اور دونوں روٹی اسے لیں پھر صالح تعجب
 کرتا ہوا اٹھا پھر احمد نے اس سے کہا کہ اسکی پھیرنے اور لینے سے بے غرض ہو کہہاں کہا
 یہ مرد صالح ہے کہ روٹی دیکھی اور نفس اسکا روٹی کی طرف بڑھ گیا ہے اسے
 چاہت کے ساتھ دیا تو اسے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہو گیا تو چہ نے پھرنا اسیدی کے بعد
 دوبارہ دین پس کہا گیا ہے کہ یہ ارباب صدق کا مال ہے کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ
 سوال کیا اور اگر از رستہ تو مال کے ساتھ باز رستہ اور اگر قبول کیا تو علم کے
 ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حال نصیب نہیں ہوتا تو اسے کیسے سوال اور
 پیشہ کا حال بشیر با علم ہے ولیکن جو سائل کہ بلا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے
 وہ صوفیہ سے بالکل نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو شناسا کہ وہ ناگ رہا تھا
 تو جو انکے پاس تھا اس سے کہا کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ سائل کو کھانا دے

گھسنے لگا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کی کیا دیکھا کہ اسکے بغل کیے نیچے ایک جھولی
 زردی سے بھری ہوئی تھی اسوقت عمر نے لگا کہ آیا تیرے کبنا ہی تو کما نہیں پس کہا
 کہ تو سائل نہیں ہی مگر سوداگر ہی ہر اسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے بھاڑی اور
 آگے دُورہ مارے اور علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ اہل بیتہ اسد تعالیٰ کے
 لیے اُسکے خلق میں فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہیں تو فقر کی علامت جبکہ
 وہ ثواب کے ساتھ ہو یہ ہے کہ اُسکے خلق نیک ہوں اور اپنے رب کی اطاعت
 کرے اور اپنے مال کی شکایت نہ کرے اور اسد تعالیٰ کا شکر اپنے فقر پر کرے اور
 فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب ہو یہ ہے کہ خلق اُسکے بُرے ہوں اور اپنے رب کی
 نافرمانی کرے اور شکایت بہت زیادہ لائے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس علی
 صوفیہ سراپا ہیں جسوں اوب سے اور فتوح اور صدق مع اسد ہر حال

میں ہیں طر بہ دے

اکیسواں باب قبر و اور متاع صوفیہ اور اُسکے صحت مقاصد کے
 بیان میں ہے

صوفی اسد کے واسطے نکاح کرتا ہے جس طرح اسد کے واسطے شجرہ ہوتا ہے
 اُسکے شجرہ کا ایک قصہ اور وقت ہے اور نکاح کرنے کے لیے ایک قصہ اور
 وقت ہے اور صادق شجرہ اور تالی کا وقت جانتا ہے اسو سے کہ صوفی کی کشتی
 طبیعت علم کے دانہ سے لگام دی ہوئی ہے جب اُسکے لیے شجرہ بہتر ہو تو وہ شجرہ
 طبیعت نکاح کی جلدی نہیں کرتی اور زور و راج پر اقدم نہیں کرتی الا جبکہ
 میں صلاحیت آوے اور مری کرنے کا اُسکے استحقاق ہو اور یہ حسب ہی کہ

سطح و معتاد ہو اور جو اس سے چلا جائے اُسکو قبول کرے جیسے ایک لوگ کہ وہ خوش
 آئیند بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جائے
 اور اسی کی طرف وہ رجوع کرتا رہے اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو اُن دونوں میں
 انصاف کے ساتھ صلح کرائی جائے اور دونوں کے معاملہ میں عدل سے نظر
 کی جائے اور صوفیہ سے جسے تجزیہ صبر کیا یہ صبر اُس وقت تک ہے کہ کتاب اپنی
 مدت کو پہنچ جائے یعنی وقت مقدر پورا ہو پھر اُسکے لیے بی بی انتخاب
 کی جائے اور اندیشہ کا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ
 جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جائے اور
 مرید جلد ہی کرے اور طبیعت اُسکی خوں کم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس سبب سے
 کہ شہوت کا دھواں اُسے جو علم کے شعاع کو کھاتا ہے اور اوج غریمت سے جو
 اُسکے مال کا تقاضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہے اور اُسکے صدق طلب کی
 شرط ہے رخصت کے نشیب میں جا پڑے کہ وہ ابد کی طرف سے ایک حجت عام
 خلقت کے لیے ہے نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہے اور خسارت کی اُسپر
 شہادت ہوتی ہے اور اس طرح کی غفلت مردوں کے لیے حقیض ہے۔ سہیل بن عبد
 ستیری نے کہا ہے جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اُسپر
 ایٹلا پہنچا اور اُسکی رجوع ابتلا میں ایسے حال کی طرف جو اس سے ادنیٰ
 درجہ کا ہو نقصان ہے اور صفت ہے اور بعض فقہاء سے میں نے سنا ہے جب کہ
 اُس سے پوچھا کہ تکلیح کیوں نہیں کرتے تو کہا عورت مردوں ہی کے واسطے
 لائق ہے اور مردوں کے درجہ کو میں نہیں پہنچا ہوں پھر میں اس طرح تکلیح کروں

اپس صادقوں کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہی جس کے آنے کے وقت نکاح کرتے ہیں اور ہر آئینہ اجماع و حدیث متعارضی اور خیال بل جل گئے کہ تجرید فیض ہی یا نکاح فیض ہی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام و انواع کا ہو تو بعضے انہیں سے تجرید کی فضیلت میں ہیں اور بعضے تامل کی فضیلت میں اور یہ سب تعارض اس شخص کے حق میں ہو کہ اس کی آتش شہوت اسکا کمالی تقویٰ اور قہر جوئی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی ہو اور نہ اس کے سوا جو اور ہو کہ انہیں فتنہ کا خوف ہو نکاح انہیں واجب ہو جس حال میں کہ شہوت غالب ہو اور انہیں عین خلاف اس شخص کے حق میں ہو جس میں غلبہ شہوت کا ہو تو صوفی جب بی بی و ملا ہو گیا تو بھائیوں پر اس کی مذہب اوارہ درگزر کرنے میں زیادہ طلبی سے مقرر اور وہ جب ہو جب وہ ضعیف احوال قاصر رتبہ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے پہلے وصف کیا ہے اس صبر کا جسے صبر کیا حتیٰ کہ وہ فحشایاب اس کے لیے ہو کہ اس کی کتاب اپنی مدت کو پہنچی۔ عوف بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا مال آتا تو اسی دن اس کو بانٹ دیتے پس مثل مل کو دو حصہ اور مجر دو کو ایک حصہ عطا فرماتے سو ہم بلائے گئے اور میں عمار بن یاسر سے طلب ہوا تو مجھے دو حصہ دیے اور اسے ایک حصہ سو وہ حصہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بشرہ سے جان لیا اور ان لوگوں نے جو حاضر تھے اس وقت آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے عصائی نوک سے اٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور

آپ فرماتے تھے کہ تم جاؤ اس روز کیا حال ہو گا جب تمہارے لیے اس کی کفرت ہوگی
 تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہیں یا رسول اللہ
 اس بات کو کہ تمہارے لیے اس سے زیادتی اور کثرت ہو تو انہماج اور اولاد
 بجز زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اس کے قصد کے لیے موجب سعیت
 اور اس کی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہے اور فقر کے لیے ابتداء فقر
 میں بہتر ہے کہ علاقہ کو نفع کرے اور موانع کو مٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے
 اور غفلتوں پر چرمے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی خیروں سے باہر
 جاسے اور نکاح کرنا غریبیت اور اولاد غریبی سے رخصت اور سہولت میں
 کرنا ہے اور رحمت سے تلخ عیشی کی طرف پھرنے اور ناز و اج اور اولاد کے
 ساتھ قیدی بننا ہے اور غریبی کے مواقع کے گرد پھرنے اور نہر کے بعد دنیا کی
 طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہوئی کے رخ مڑنا ہے۔ بطور
 دارائی نے کہا یہ تین چیزیں ہیں جس نے وہ ہر آئینہ دنیا کی
 طرف مائل ہوا جس نے سواش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا۔
 اور کہا کسی کو میں نے اپنے یاروں سے نہیں دیکھا کہ اس نے نکاح کیا اور
 پھر اپنے بہرے پر ثابت رہا ہو۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں نے اپنے بعد عورت سے زیادہ کوئی نعمت
 نہیں چھوڑا کہ مردوں کو زیادہ مضرب ہو۔ اور جار بن حیوۃ نے معاذ بن جبل
 سے روایت کی ہے کہ اہم نعمتی اور لذت میں مبتلا ہوتے تو ہم نے صبر کیا
 اور غمی اور فائدہ میں ہم مبتلا ہوتے تو ہم نے صبر نہ ہو سکا اور تمہارے

خونسا کی زیادہ انہیں سے جتنا تمہارے لیے مجھے خوف ہو وہ عوارث کا فتنہ ہو گیا
وقت کہ سونے کے کنگن اور فرسام کی ایک بڑی چادر اور عین کی سرخ سنجاہ
پہنین اور مالدار کو رنج میں اور فقیر کو تکلیف میں ڈالیں اس خبر کے لیے جو وہ
بنائے اور تعجبے حکمانے کہا ہر کہ بخر دکا علاج عوارث کے علاج سے بہتر ہو اور
سہل بن عبداللہ سے عوارث کے بارہ میں سوال کیا تو کہا ابصر غنم خیر
من الصبر علیہن واما علیہن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتوں سے صبر کرنا بیٹھنا
بہتر ہے کہ ان پر صبر کرے اور رحمتیں اٹھائے اور ان پر صبر کرنا بہتر ہے اس سے
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اس کا عذاب جھیلے اور اس آیت کی تفسیر
میں خلق الانسان ضعیفا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے
کہ وہ عورتوں سے صبر نہیں کر سکتا۔ اور اس آیت کے معنی میں رہنا
و لا تحملن الا طاقۃ لہا یعنی اسی ہمارے پروردگار اور نہ اٹھو اہم سے وہ
چیز جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ مرد غالبہ شہوت پر پس فقیر اگر مقابلہ نفس
پر تیار ہو اور معافی نفس میں حسن معاملہ سے علم و ذوق نصیب ہو اور عورتوں
سے صبر کرے تو در حقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام میں لایا اور
سہل کام کی طرف راستہ پایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ دوسو برس کے بعد تمہارے درمیان سے بہتر مرد ضعیف اور عجز
کہا یا رسول اللہ ضعیف بکاؤ کیا چیز ہے فرمایا وہ شخص جس کے نبی کی بیعت ہو
اور لاؤ ہو اور بعض فقرائے کہا جب کہ اس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو۔ کہ میں
ماجھت مند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اس کی نسبت ہوں

کہ میں نکاح کرنے کی طرف جا چھند ہوں اور بشر بن حرا سے کہا گیا کہ لوگ آپ کے حق میں کلام اور گفتگو کرتے ہیں کہا گیا کہتے ہیں کہا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ تارک السنہ ہیں یعنی نکاح نہیں کرتے شہر کہا کہ اُسے کہہ دو کہ میں فرض میں سنت سے مشغول ہوں اور وہ یہ کہا کہتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہے کہ میں پل پر چلا دوں ہوں اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہو۔ اور وہ ایک شغل میں ہر جو اسکے نفس سے بے شغل اور فارغ کرتا ہو اور جب اسکے مطالبوں پر نئی نئی کے مطالبے اور اضافہ ہونگے تو اسکی طلب بھی انصاف ہو جائیگی اور اسکی ارادت تنک جائے گی اور اسکی قیمت میں فتور آئے گا اور نفس نے جب طمع کی تو پس طمع ہی کی اور جو قناعت کی تو پس قناعت ہی کی تو جو ان آدمی جو خواہش نکاح کے مادہ و زرا کرنے کی رکھتا ہو تو عیشہ روزہ داری سے بددیا ہے اس واسطے کہ نفس کے قطع قمع میں اور اسکے مغلوب کرنے میں روزہ کا اثر ظاہر ہو اور جنساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جو انون کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ پھر اٹھاتے تھے تو فرمایا اگر وہ جو انان جو تم میں سے نکاح کا مقدر رکھے وہ چاہے کہ نکاح کرے اور جسے مقدر نہ ہو اسے چاہے کہ روزہ رکھے سو اسطے کہ روزہ اسکے لیے وجاہ ہو۔ اصل وجاہ کی خصیوں کا کوفت کو ب اور زیرہ زیرہ کہ ماہر عرب لوگ بکرے کو خسی کرتے تاکہ اسکی فولت اور زری جاتی رہے اور پھر تازہ ہو جائے اور اسی سے حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے مومنے خسی قربانی کیے اور کہا گیا ہے کہ وہ نفس ہو اگر تو اسے مشغول نہ رکھے گا تو وہ تجھے مشغول کرے گا تو جب مرید جو ان عیشہ غسل میں

مشغول رہے گا اور اسکا عبادت میں گزار ہوگا تو نفس کے خطرات اس کے کم ہو جائیں گے
 اور اسکا عبادت میں مشغول رہنا اسکو یہ فائدہ دے گا کہ معاملہ کی جلد ادائیگی اور اس سے
 زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور دولت کے دروازہ اس پر کھلا دیں گے اور عمل میں
 زندگی بسر کرنا اس پر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اسکی غیبت کرے گا
 کہ زود جسے انہیں کدورت آئے اور پھر دین میں مدد کے حسن ادب سے یہ بات ہو کہ
 عورتوں کے خیالات کو اپنے باطن میں جگہ نہ دے اور جب کبھی اس کے دل میں غیبت
 اور شہوت کا خطرہ گزرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف حسن امانت کے ساتھ گریز کرے
 پس اب حق تعالیٰ قوت غیبت سے اسکا تدارک فرمائے گا اور نفس کے
 مخالفت کے ساتھ اسکی تائید کرے گا بلکہ اس کے نفس پر فور اس کے قلب کا کس
 ڈائے گا کہ یہ ثواب اس کے اچھی تو بہ اور رجوع کا ہر پیر مطالبہ سے نفس سکون
 کرے گا بعد ازاں اس کے نفس پر ظاہر وہ باتیں کی جائیں جو نکاح سے اس پر
 عائد ہوتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بڑے مقاموں میں جائے خودت اور غوری کو پہنچا
 اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والوں سے اسید لیجائے
 اس وجہ سے کہ خاطر تلفت بی بی اور اسکی حرمت کی طرف ہو اور بہت سی
 کلمتیں ہیں جن کے شمار نہیں ہو سکتے اور عبد اللہ بن عمر سے پوچھا کہ جبدا احوال
 کیا ہے کہا کہ کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ کثرت
 عیال کے دو فقر ہیں سے ایک ہے اور قلت عیال دو تو انگریزین سے ایک ہے
 اور دوسرا یہ ہیں اوجہ کشتے تھے کہ جو غیبت کی براتوں کا عادی ہو وہ فلاح اور
 نجات نہ پائے گا اور ہمیں شک نہیں کہ غیبت نہ فاحیت اور تنہائی

بلاتی ہے اور مشغول باقتد ہونے کے قیام اور رات اور دن کے روز و شب کا بیکاری اور باطن پر
مفلسی کا خوف اور اہل جمع کرنے کی محبت غالب ہو جاتی ہے اور پیب مجروح سے دور ہوا
ہر آئینہ وارہ ہوا ہے کہ جب دوسو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کے لیے تجر
سلاح ہے پھر اگر فقیر کے دل میں نکاح کے خطرے متواتر آئیں اور باطن کا اعلیٰ شخص
نمازا اور ذکر اور تلاوت میں دور اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول اللہ تعالیٰ سے مدد
مانگے پھر مشائخ اور بھائیوں سے اور اُن سے اپنے حال کی شرح کے اور اُن سے
خوارش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگیں اور زندہ
اور مردے اور مساجد اور شاہدوں میں گھومتا رہے اور اسکو بڑا کام جانے
اور ایمان قلبت توجہ اور روا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر
عظیم کا دروازہ ہے اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ تمہاری ہی بیان
اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تو اُن سے تم ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے
بہت غم اور ضرعت کرے اور اُن کے سامنے خلوت میں خوب رہے اور
استخارہ کرے اور ہر چند قوت اور مہر کے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل
اُسی سے بھلائی اُس میں ظاہر ہو جائے تو یہ کمال ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ اُس کا
کشف ہے پر کر دیتا ہے خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب میں ہو یا جانتے میں
یا کسی زبان پر جس کے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہے تو
نہیں کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہیں کرتا مگر حق
ساتھ تو اس وقت اس کا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہے جیسا تبیر اور مدد دہنی ہے
اور ہم نے منہا ہی کشیدہ الفاظ جمیلی کو کسی نے صاحبین سے کہا کہ نکاح کس کو

کیا ہر آپ نے کہا میں نے تو نکاح نہیں کیا جب تک کہ مجھ سے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا کہ نکاح کر پس آپ سے اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نصحت کا حکم دیتے ہیں اور قوم کا طریق الزم غنیمت ہر توبہ
 نہیں جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب میں کیا کہا الامین اتنا ہوں کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نصحت کا حکم دیتے ہیں اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہر گرجے
 اتباع جناب انہی میں کی اور اُسکی طرف نیاز مندی کی اور اُس سے استخارہ کیا
 تو اُسکو اللہ کشف کر دیتا ہر ایک آگاہی کے ساتھ خود جواب کے اندر پورا نکاح
 اور نصحت نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہر جسکا اتباع ارباب غنیمت کرتے ہیں
 اس واسطے کہ یہ علم حال سے ہر نہ علم حکم سے اور جو مجھے دل میں واقع ہوا اُسکی صحت
 پر یہ دلیل ہر جواب سے منقول ہر کہ فرمایا میں زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک
 اور زوجہ پر حرات نہیں کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکہ نہ ہو گا پھر میں نے
 صبر کیا یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ گئی اللہ تعالیٰ نے چار بیسیاں
 بھیجیں ان میں کوئی ایسی نہیں بلکہ یہ کہ وہ ارادہ اور غنیمت میرے اوپر صرف
 کرتی ہر پس یہ کامل صبر جمیل کا ثمرہ ہر تو جب فقیر صبر کرنا ہر اور اللہ سے کشور
 ناگتا ہر اُسکو کشور اور راستہ ملتا ہر۔ دن قی اللہ کمال بخیر فایز رحمہ
 حیث لا شکب یعنی اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہر اُسکے لیے راستہ بنا دے
 اور رزق دیتا ہر اُسے اُس جگہ سے کہ وہ چاہتا جو سو ہر گاہ فقیر بہت زیادہ
 تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرتے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی
 وارد اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت معتمدی اور اگر

اذن کے پہنچنے تک صبر کر کے اور اسکی کوشش دعا و ناری میں ہو چکے تو یہ حصہ
 اسکا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور اسکی نیک نیتی اور عہدق مطلب اور حسن جا اور
 اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اسکی ہوگی۔ اور عبد اللہ بن عباس
 سے منقول ہے کہ احوال کی عبادت پوری تب ہی ہوتی ہے کہ وہ نکاح کرے اور سچ
 خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہے کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے
 حالی نہ رہتے تو اس پر صوفیوں نے اس بابت لعن کی تو کہتا یا کوئی تم میں کھانتا ہے
 کہ وہ اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
 اس کے قلب پر خطرہ شہوت کا گذر تو ان صوفیہ نے کہا کہ میں کبھی ایسا ہوتا ہی نہ کیا
 اگر میں ہنسی یا نہی تمام غریبین تمہارے سے حال کے ساتھ ہوں ایک وقت میں تو
 میں ہرگز نکاح نہ کرتا لیکن میرے قلب میں شہوت کا خطرہ کبھی نہیں گذر تا کہ میرے
 حال سے مجھے غافل کر دے مگر یہ کہ میں اسکا نفاذ کر دیتا ہوں تاکہ اس سے مجھے رحمت
 ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کروں اس کے بعد کہا کہ چالیس برس ہوئے کہ میرے
 قلب پر گناہ کا خطرہ نہیں گذرا پس سچے لوگ نکاح کے کام میں ہیں دراصل والا
 بصیرت سے اور ان لوگوں نے نہ اس کا انقطاع کرنا چاہا نہ اس کو کبھی توانا اور غلام
 رنج فی علم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے میں حاصل ہوتے ہیں کہ وہ شخص عین
 کے ساتھ ہیں اور وہ یہ کہ نفوس اچھڑات کے بہت بڑے مجاہدوں اور مرقیوں
 محنتوں کے بعد ملنے ہو جاتے ہیں اور قلوب نکلے اقبال کرتے ہیں اور قلوب کے
 لیے اقبال اور ادبار تو بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ ہر تائید قلوب کی واسطہ اقبال
 و ادبار ہی تو جب وہ بیٹھ پیرتے ہیں نرمی کے ساتھ رخت پاتے ہیں اور جب

وہ پیش آتے ہیں تو نیناق کی طرح پھیرے جاتے ہیں درین صورت اُنکے قلوب پر
 اقبال مگر تھوڑے وقت کے لیے کرتے ہیں اور اُنکا اقبال دوم نہیں رکھتا مگر
 اس لیے کہ نفوس اُنکے طمانیت کے ساتھ ہیں اور سازعت سے رُکے ہوئے اور
 قلوب میں بند خلعت چھوڑے ہوئے ہیں تو جب نفوس طمان ہوں اور اپنی خطا و سبکی
 اور وحشت اور بد خوئی سے ٹھہر جاتے ہیں تو نفوس کے بہت حقوق قلوب پر عائد
 ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات اُنکے حقوق سے اُنکے خطوط ہو جاتے ہیں اس لیے کہ
 اور ارحق میں قناعت ہے اور اخذ حظ میں وسعت ہے اور یہ صوفیہ کے علم دقیق
 سے ہے اس واسطے کہ یہ حضرت نکاح مباح سے حظ نفس کے پہونچانے میں وسعت
 پاتے ہیں کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوئی کرتا ہے حتیٰ کہ مرض اسکا دوا بھی ہو جاتا ہے
 اور اسکی مباح ضرورت اور شروع لذت اسکو مستغنی نہیں ہوتی اور اسکی غنیمتوں
 اور ارا دون میں خل نہیں ہوتی بلکہ جب کبھی نفس زکیہ اپنے خطوط سے لگے ہوئے
 تو قلب میں زیادہ انشراح اور تساع ہو تا ہے اور قلب نفس میں موافقت
 ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے پر عطف کرتا ہے اور ہر ایک جوان و دون میں سے
 جو حصہ پائے دوسرے کو زیادہ دیتا ہے سو جب کبھو اللہ تعالیٰ سے قلب اپنا
 حصہ لیتا ہے تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہنا تا ہے اسوقت قلب کو زیادہ
 اطمینان و سوجھ سے ہوتا ہے کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اسکی
 تشید پڑھتا ہے آسمان بوشاک جب بدلے تو پھر بدلے زمین بد خوب پوشاک
 جو خود ابر ہمارے نے بنیں بند و رجب کبھو نفس اپنا خطا اٹھاتا ہے تو قلب
 نفوس ہوتا ہے کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہے

بعض فقر کو میں نے کہتے سنا ہے کہ نفس قلب سے کہتا ہے کہ تو میرا شریک کھانے میں
 ہو میں تیرا شریک نماز میں ہو گا اور یہ کیا باب احوال سے ہے جو عالم ربانی کے سوا
 دوسرا کسی صلاحیت نہیں رکھتا اور بہت سے مدعی ہیں جو اپنی ذات سے اسکا
 رجم کر کے ہلاک ہوتے ہیں اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہے اور اسکو نقصان
 نہیں پہونچتا ہے اور بندہ جب اسکا علیکمال کو پہونچے تو وہ اشیاء سے اخذ کرے اور
 ور اس سے اشیاء نہیں اخذ کرتیں۔ اور مفید کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے میں بی بی کی
 حقیقہ اُسی قدر رکھتا ہوں جیسے خدا کی مجھے احتیاج ہے۔ اور بعض علمائے
 حقے کو گون کو صوفیوں کے حق میں ٹھن کرتے ہوئے سنا تھا کہ جب وہ کیا چیز کو
 و تیرے نزدیک نہیں کیا نقصان کی بات ہے تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہیں سو
 ہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہیں تو ایسے ہی کھائے جیسے
 وہ کھاتے ہیں بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہیں سو کہا اور تو بھی اگر شرم کا
 اخطا کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہیں تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہیں
 ہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سنتے ہیں تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرنا چاہے
 نظر کرے تو سنتے ہیں۔ اور شیائیں دین جینیہ کہا کرتے ہیں بیوں کی کثرت دنیا سے
 میں تو اس واسطے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صاحب دوا و دوا علی ہر عیلة و سلم
 ان سب سے تباہ و زاریا کے کم رغبت کرتے دوسرے تھے اور انکی چاہیدیاں
 ہیں اور وہ تو دنیا انکی حرم تھیں اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے
 ان سب میں سب سے بہتر وہ ہے جو کسی چاہیدیاں بہت ہوں اور دنیا را دنیا میں
 ہو ہے کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کر کے شیائیاں تک

کہ آپ اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی نے سنا ہے ہوا تو کہا اچھا آدمی ہے اگر وہ سنت لے کوئی چیز ترک نہ کرنا پھر عابد تک یہ بات پہنچی اور اُسے اندر میں ڈالا اور کہنا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہے جو میں سنت کا تارک ہوں پہنچی علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہ مان تو نکاح کا تارک ہے کہامیج نے اس واسطے نہیں ترک کیا کہ اُسے میں حرام جانتا ہوں اور میں صرف اس وجہ سے باز رہا ہوں کہ میں فقیر ہوں کچھ میرے پاس نہیں ہے اور میں خود لوگوں پر بار ہوں کہ ایک بار مجھے یہ کھلاتا ہے اور ایک بار مجھے وہ کھلاتا ہے تو مجھے یہ سکر وہ حلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت سے نکاح کروں جو سختی اور بلا میں اُسے ڈالوں اور خواہ مخواہ اسے سنگ کروں تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے کہا اور مجھے بھی امر مانع ہے کہ مان آپ نے فرمایا میں تجھ سے اپنی بیٹی یا ہتا ہوں اور اپنی بیٹی سے انھوں نے نکاح کر دیا اور عبداللہ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر میں دس دن ہی باقی رہیں تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہے کہ میں نکاح کروں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں نہیں ذکر کیا مگر انھیں دنیا کا جو فی بی واسے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا اس سبب سے کہ وہ سنت ہے اور نبی کے پاس نہیں جاتے تھے بعضوں کا قول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب ہے کہ وہ نکاح کریں جب وہ زمین پر اترینگے اور اُنکے اولاد ہوگی اور بعضوں کا قول ہے کہ نبی کے واسے کی ایک کعت مجرد کی نشر کعت سے بہتر ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح میری سنت ہے پس میری سنت پر

جیسے عمل نہیں کیا وہ بھیجے نہیں ہر پس قم لوگی نکاح کرو سو اسطے کہ میں تم سے
 اہستہ کو زیادہ کرنے والا ہوں اور جو ذی مقدمہ ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور
 جو ایسا نہ ہو تو اُس پر روزہ لازم ہیں اس واسطے کہ روزہ اُس کے وجہ میں یعنی چھٹی گناہ
 اور بیابا ہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلط اور محبت کرنے سے پرہیز کرے
 تا بحمدیکہ درد و دوا ظائف اور تنظیم اوقات سے جاتا رہے اس واسطے کہ میں آخر
 کرنے سے نفس اور اشکاف قوی ہو تا ہر اور اُسکی علو محبت میں فتور پڑتا ہے۔
 اور بیابا ہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو وقت ہیں ایک آفت اُسکے عام حال
 کے سبب ہر اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہر
 کہ اسباب عیشت میں اُسے زیادہ ہر تمام کرنا ہو تا ہر حسن بصری کا کاتے وہ ہر
 اُس مرد کی کسی دن صبح نہیں ہوگی جو انبی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور
 فرمایش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اسد اُسکے منہ کے بل درخ میلق نہ خدا دل دے
 اور خبر میں ہر کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مرد کی موت زبرد و مان بیابا
 اولاد کے ماتون ہوگی جو اُسے مفاسد کے ساتھ ترماٹینگے اور اُسے بکلیغین اُن
 حیوان کی دینگے بکلی طاقت اُسے شوگی تو وہ ایسے شکافون میں جائے گا جن میں
 اُسکا ایمان جا مانہ تپ ہوگا۔ اور مرد و تپ ہوگا کہ یونس علیہ السلام کے
 پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُسکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر میں آتے اور
 باتیں تھے پس اُسکی بی بی انکو ستائی تھی اور اُس پر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ
 خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور اُسے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے
 آپ نے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو اس واسطے کہ اس وقت میں نے دعا مانگی تھی

کہ اسی میرے پروردگار کہ جو آنکرت میں میرے اوپر عذاب کرے وہ دنیا ہی میں گئے
 دے تو حکم ہوا کہ تیرا عذاب فلاں شخص کی بیٹی پر اس سے تو کیا کہ بے سوچنے سے
 اس سے نکاح کر لیا اور جو تم دیکھتے ہو اُس پرین صابر ہوں۔ پس ہر گاہ کہ فقیر نے غر
 رعایت اور مدارت میں کی تو بیشتر وجوہ عینشت میں حد اعتدال سے بڑھ جائے گا
 تاکہ بی بی کی خوشی اور رضامندی حاصل کرے پس اُس کے عام حال کی یہ تہہ کر
 آفت اُس کے خاص حال کی یہ کہ اُس کے ساتھ خلط اور صحت رکھیکا تفسل اعتدال
 کی قید سے آزاد ہو جائیگا اور غرض کا بندہ ڈوبے بڑھانے سے ہوگا غیر ملت پر اُس کے
 سبب ہوگا اور غفلت غالب ہو جائے گی اور کوشہ سستی اور رنگ کی جگہ میں چھٹا جائیگا
 پھر اور کی قلت سے واقعات اور درازت کم ہو جائیگی اور درازت حال کے
 اہمال سے حال اُن کا کد ہوگا اور اُن دونوں واقعات سے چھٹا آفت زیادہ ہو
 گی جو اہل قرب و حضور کے ساتھ مخصوص ہو اور یہ اسوئے کہ نفس کے لئے ملایا
 ہے اور ملاپ کے لگاوتے نفس قوی باز و دراز و دراز ہو جائے اور دراز کی فہر
 طبیعت نساک اور اس کی جہولت اکل شعلہ زبہوتی جو تو اس آفت کی دور
 اور علاج یہ ہو کہ بی بی کی صحبت اور محبت میں اُس کے باطن کی دراز ہو
 جن سے وہ اپنے مولیٰ کو دیکھتا ہے اور دراز ہو کر اُن میں جو اپنے ہوئے ہوئے
 میں آتھماں کرے اور ہر گزرا بعد نے نظم کیا ہے جو کا یہ ہے ہر سبب سے
 دل میں کیا چمک شین یہ سبب میں چاہے ہو یا ہو ہر سبب میں ہر کار کا کار
 وہ دل میں ہو جس سے دے پیار ہو۔ اور ان میں سے دوسری آفت زیادہ
 لطیف ہے جس سے تہا اہل دراز ہو اور وہ یہ ہو کہ روح کو لطیف جمال سے

آفت کی طلب ہوتی ہے اور یہ استراحت روح پر ہوتی ہے اور جب روح میں خلل
 اور ہتیک کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہے وہ ذخیل اور بطانہ بن جاتا ہے تو روح میں بلاوت
 اور عبادت آجاتی ہے اور فتوح کی ترقی کا سد باب ہوتا ہے اور اس بلاوت کا شعور
 اور امتیاز روح کے اندر کمتر ہوتا ہے تو چاہیے کہ تم در و در خد کر و اور اس قبیل کی
 آفت ایک گروہ میں پھیل گئی ہے جو مشاہدہ کے قابل ہوئی ہے اور جبکہ باب حلال
 میں ایک بطانہ جب کا جو جس سے روح کی تلاوت وظائف جب بارگاہ آئی کے
 قیام میں پیدا ہو کر کیا تمہارا ظن اس شخص کے حق میں ہے جو باب غیر مشروع میں دعویٰ
 کرتا ہے اسکو سکون نفس مغرور و مفتون کرتا ہے اور یہ گمان اسکو ہے کہ سرگروہ اور قبیل ہوئی
 ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہے کہ نفس کہیں ہائشہ ساکن نہیں ہوتا بلکہ روح
 سے وہ وصف طلب کرتا ہے اور اسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہے کہ
 ان باتوں سے حج کیا ہو نہیں اور لوگ شاہد سے مفتون و زناطہ میں پڑے
 ہوئے ہیں تو میں نے صورت فسق سے جو اسکے نزدیک شراب شہوت کی جھلک اور
 کف ہن محفوظ اور صوم امیر حاصل کیا ہے اس واسطے کہ اگر علت شراب کی جاتی
 رہتی تو جھلک اور کف باقی نہ رہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو ایمان حال و
 صحت میں دعویٰ کرے اسکی بات نہیں سنی چاہیے اس واسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہے اور
 اسکی بات کے واسطے طیبیوں نے کہا ہے کہ جماع عشق کے عہد کو سکون دیتا ہے نہ
 غیر عشق سے ہو پس جانتا چاہیے کہ اسکی مستند اسکی شہوت ہے اور جو حال کا
 دعویٰ کرے جھوٹا ہے اور یہ تامل لی بی دے کی آفتیں ہیں اور مجروحین یا
 کی آفت شہوت کا اسکی خاطر میں گذرتا ہے اور اس کے خیال میں آتا ہے

اور جس کے باطن میں طہارت دی گئی ہو تو اُس کا باطن شہوت کے خطرات سے میلان
ہوتا اور اُس کے دل میں خطرہ آئے تو حسنِ قوہ اور نیاہ فقر کے اُسے مٹاتا ہے اور
جب فکر نے افسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور پرکار پیدا جاتا ہے اور قلب سے نکل کر
سینہ تک پہنچتا ہے اور اس حالت میں خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوف
کرتے تو یہ پوشیدہ عمل ہے اور کیا ہی بری بات اس سے آدمی کے لیے جو حضور
اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہے اور بیشک یہ قول کہا گیا
کہ خیال فاحشہ کا عارفوں کے قلب میں گزرا یا سیاہی ہے جیسے فعلی اُن لوگوں کا
جو اُسے کرتے ہیں و اللہ اعلم

بایسوان باب قول کی بابت ہے جو سماع میں قبول اور خیال
کے اُسے ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس خوشخبری میرے اُن بندوں کو ہے جو قول کو سنتے ہیں
پھر اُن میں سے جو اس میں اور بہت اچھا ہو اُس کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں
جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہ لوگ صاحبِ عقل و دانش ہیں یہ بعض صوفیہ
نے کہا ہے کہ احسن کے معنی یہ ہیں کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرے اور حقِ غریب
نے فرمایا ہے اور جو وقت اُس چیز کو نہا جو رسول پر اتاری گئی ہو اُنکی آنکھوں کو
دیکھے گا کہ اُن سوہا رہے ہیں اُن چیزوں سے جو انھوں نے سچی سچی جانی ہیں یا وہی
حق سنانی حسین رہا ایمان دو آدمی بھی اختلاف نہیں کرتے اُسے سنے و اسے
کے لیے حکم کیا گیا ہے کہ وہ صاحبِ ہدایت اور ذی عقل ہے اور یہ سماعِ الہی
حرارت کو یقین کی پروت پرورد کرتا ہے تو ان میں اُن سوہا جانی ہیں اس واسطے

کہ وہ آنسو بھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہے اور دلخ و خن گرم ہوا اور کھوشوق کے سبب جوش کرتا ہے اور شوق گرم ہوا اور کھوند است سے جوش کرتا ہے اور دست گرم ہے تو جھوٹ سماع ان صفات کو جوش میں لایا ایسے صاحب دل چوبین کی بروقت سے ملو جو تو اسکو رلاتا ہے اور آنسوؤں کو جاری کرتا ہے اس واسطے کہ حرارت اور بروقت جب آپس میں ٹکراتی ہیں وہ دونوں پانی ٹپکاتے ہیں تو جب غلبہ میں سماع نازل ہوتا ہے کھو تو اسکا نزول خفیت ہوتا ہے تو اسکا بدن میں اثر ظاہر ہوتا ہے اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور تو قالی فرماتا ہے نقشہ منہ جلوہ الفزین کشون رہیم یعنی اُس سے اُن لوگوں کی کھال پر بال کھڑے ہوتے ہیں جو اپنے پروردگار سے دُرتے ہیں اور کھو اسکا وقوع اور رد و تسلیم ہوتا ہے اور اثر اسکا سمت دماغ کے اوپر گرتا ہے اُس چیز کے شمالی جو عقل کی خبر دینے والی ہو تو ایک بے حادثہ چیز کا اگر ناغہ نہیں معلوم ہوتا ہے پھر اُس سے آنسو آنسو گراتی ہے اور کھو اسکا اثر روح کی طرف گرتا ہے اور اُس سے روح ایسی توجہ سے ندرائی ہے کہ قالب کا سیاہ بند قرب ہوتا ہے کہ اُس سے تنگ ہو جاسے اور زمین نہ سمائے تب اُس سے چیخ نکلتی اور تیرپیدا ہوتا ہے اور یہب احوال ہیں جنکو اصحابِ حال سے اہلِ حالی یاسے ہیں اور کھو جو اسے نفس کی ولایت سے اسکی نقل جھوٹے لوگ اتارے ہیں۔ روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورہین کسی ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اٹکا گلا دباتا تھا اور پگڑتے اور ایک اور دو دن کبڑے رہتے تھے کہ لوگ انکی عیادت کرتے اور بیمار سمجھتے جاتے تھے پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہے۔ زید بن اسلم نے روایت کی ہے کہ کما

ابلی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأتِ کلامِ مجید کی پڑھی تو سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو اور ہم کلثوم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں تو اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں اللہ تعالیٰ اُنکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور یہ سب وہ ہیں جن سے انکلمہ نہیں کیا جاتا اور نہ اُنہیں اختلاعات ہی اختلاعات نہیں۔ مگر اشعارِ بحان کے ساتھ سنئے ہیں اور یہاں بہت کثرت سے اقوال ہیں اور احوال جدا جدا ہیں بعضے شکر اُسے شوق سے ملائے ہیں اور بعضے مریض اُنکی شہادت دیتے ہیں کہ وہ حق و واضح ہے اور یہ دونوں افراط اور تفریط کی طرف کھینچتے ہیں۔ ابو الحسن بن سالم سے پوچھا گیا کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حالِ آنکہ حنیفہ اور سری شہلی اور ذوالنون اُسے سنا کرتے تھے تو کہا میں کیونکر سماع کا انکار کروں حالِ آنکہ اُس شخص نے جائز رکھا ہے اور سنا ہے جو مجھ سے بہت بہتر ہے۔ ہر تائیدہ بخیر کیا سنا کرتے تھے اور شکر بھی ہے جو ہوا جب سماع میں ہوا یہ قول صحیح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہر تائیدہ ابو بکر اُنکے پاس آئے اُن حال میں کہ آپ کے پاس دو بونڈیاں گارہی اور دف بجارہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو اُن لوگوں کو ابو بکر نے جھڑکا اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کھولا اور فرمایا

ابو بکر ان دونوں کو چھوڑ دے کہ ہر آئینہ عید کے دن ہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا تے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھا دی کہ مجھے اپنی چادر میں چھپا لیتے اور میں ان جاشینوں کی طرف دیکھتی جو سجدہ میں کھلتے تھے حتیٰ کہ تمک جاتے اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے اسکا ذکر کیا ہے جو اس کے جائز کرنے کی دلالت کرتی ہے اور بہت سے سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہے اور شیخ ابوطالب مکی کا قول معتبر ہے کہ علم و خرد و کمال حالی انبو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور وروع و تقویٰ انہیں تھا اور محبوب اور اولیٰ کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اس نے کہا ہے کہ سماع حرام ہے اور حلال ہے تو جس نے اسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سنا وہ حرام ہے اور جس نے اس کے معقول کو مباح صفت پر لٹھری یا زور سے سنا وہ شہر ہے اس لیے کہ اس میں داخل ہے اور جس نے اسے قلب سے سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ کرتا ہے کہ اسکو دلیل پر پہنچاتا ہے اور اس کے شاہد طر فاعطیل ہیں تو وہ مباح ہے اور شیخ ابی طالب مکی کا قول ہے اور وہ صحیح ہے پس اب اس کے منع اور تحريم پر علماء قول نہیں ہوتا اور نہ اس کے سننے والے پر انکار کا ہوتا ہے جیسا کہ اس کے انکار میں مبافہہ کرنے والے قاری لوگ زائد نہیں ہوتے کرتے ہیں اور نہ زمین علی احاطہ وسعت و بجاتی ہے جیسا کہ متسی باز اس کے ساتھ چھوڑنے والے اس کے شروط اور آداب کے جننے والے اسرار پر کرتے ہیں اور ہم تفصیل وار زمین جو امر ہے اسکو بیان کرنے کے اور خیر ہم اور عطل سے اسکی ماہیت کو دفع کرنے کے پس دف اور ربانہ ان دونوں میں ہر چند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہے مگر ان دونوں کا ترک اور احوط کا لینا اور محلات سے نکلنا اولے ہے اور اس کے

سوا اگر قصائد بہشت اور ہوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترقیب اور ملک جبار کے نعمتوں کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرح شوق دلانے میں ہوں تو انکار کی کوئی سبیل نہیں ہے اور اسی قبیل سے بین غازی اور حاجی لوگوں کے قصیدہ سے ہمداد اور حج کی تعریف میں جن سے غازیوں کے دہے ہوئے غم اور حاجیوں کے ٹھنڈے شوق خوش میں آئین مگر جو قصائد ایسے ہوں جس میں ذکر قدر اور خسار اور غور و غور تون کے حسن و جمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے حما و اہل دیانات کے لائق نہیں ہے اور اگر ایسے ہوں جہاں ذکر جد الہی اور وصل اور قطع اور منع کا جس قسم سے ہو کہ جس کا معمول امور حق سبحانہ و تعالیٰ پر کرنا فریب ہو اور وہ حیدروں کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آتی ہے اور جو اس کو سننے اور اُس کے نزدیک ایک حادثہ ہو کہ گذشتہ زمانہ میں ہو یا اُس کے نزدیک امور آئندہ کا غم ناظرہ ہو تو اُس کے سماع پر کیونکر انکار کیا جائے اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہیں اور اُس سے کڑا اور وصال کے روزوں کے لیے تقویت حاصل کرتے ہیں اور سماع کے وقت شوق خوش کرتا ہے کہ اُس سے عموماً کی سوزش جاتی رہتی ہے پھر جب بندہ ایک بیت شعر کی سنتا ہے اور اس کا قلب آمین حاضر ہوتا ہے گویا وہ ساربان ہدیٰ خوان سنتا ہے جو کتا ہے مثلاً اے اسی تو بہ کرتا ہوں کہ میں نے بہ خطا کی روز ہوئے افروز معاصی بہ لکھ لیلے کے عشق اور بہ شک لے بہ اور اُس کے دیکھنے سے تو بہ کب کی بہ اور ہسکا دلی خوش ہوتا ہے کیونکہ وہ اس میں ایک قوت غم کی پاناہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس سماع میں

ذکر آئی کرنے والا ہوتا ہے ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہے کہ ہم اپنے یاروں کے وجدوں کو تین چیزوں میں سمجھنا کرتے تھے سوال کے وقت غصہ کے وقت اور سماع کے وقت۔ اور جنید کا قول ہے کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی ہے، کھانے کے وقت اس واسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہیں اور جب باہر مل کر ذکر آئی کرتے ہیں اس واسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیاء میں قیام و اعتکاف کرتے ہیں اس واسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہیں اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہیں جو اور غیر لوگوں سے چھپے ہوئے ہیں پس اُنکی طرف اشارہ ہے وہ معانی کہ تفسیر میں کہ بیان آویں اور اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور خط اٹھاتے اور از و نعمت سے مستمع ہوتے ہیں اور وقت پر حجاب آجاتا ہے تب یہ خوشی پلیٹ گزاری ہو جاتی ہے جو بعضے تو انہیں سے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعضے انہیں سے روتے ہیں اور بعضے چغیچاں مارتے ہیں۔ محمد بن سلیمان سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے صاحب سماع استنار اور تجلی کے درمیان ہے تو استنار سوزش کا فقرہ دیتا ہے اور تجلی فرید کا فائدہ دیتی ہے تو استنار سے حرکات حریہ میں کہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ صفت اور عجز کا عمل ہے اور تجلی سے وصلین کو سکون حاصل ہوتا ہے اور وہ عمل استقامت اور یکسوئی کا ہے اور اسی طرح عمل حضرت ہے کہ زمین بھرا سکے کہ موارثت میں لائیں کھایا کہ اور کچھ نہیں ہے اور خضر الرحمن سلمی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے سماع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو

نے اور جب کا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُس کے لیے سماع حلال نہیں ہے اور اس
 قول اللہ تعالیٰ کے معانی میں نیز یہ فی الخلق مایثار۔ کہا گیا ہے کہ صوت حسن
 اور رواز خوش ہے اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اللہ خوش آواز آدمی کے
 آواز کو اُس سے بڑھ کر سنتا ہے جو کوئی مالک اپنی نوٹندی کی بات سننے کی طرف
 کان لگا کر سنتا ہے۔ جنید سے نقل ہے کہ خواب میں ابلیس کو دین نے دیکھا
 تو اُس سے کہا کہ ہمارے یاروں کے کسی چیز میں نظریا ب ہوتا ہے یا اُن سے
 تجھے کچھ ملتا ہے تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہے اور میرے اوپر
 یہ بڑی قسم ہے کہ اُن سے میں کچھ مانوں مگر یہ کہ دو وقت میں میں نے کہا کہ کس وقت کہا
 ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُن سے اس میں چور لیتا ہوں اور
 اُس سے اُن چیز میں پہنچتا ہوں کہا میں نے اپنا خواب بعض شایخ سے کہا تو
 اُس نے جواب دیا کہ اگر میں اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ اگر میں تجھے اُس سے
 سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسے نظر اُس کی طرف کی جبکہ اُن نے نظر کی تو اُس سے
 تجھے کچھ رحمت ملتی ہے یا اُس سے تو کچھ اثر اسکتا ہے تو میں نے کہا آپ نے سچ
 اور عاشقہ رضی اللہ عنہ نے کہا میرے پاس ایک کثیر تھی کہ مجھے گناہ سننا
 رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شریف لائے اور وہ اپنے بدستور
 گاتی رہی پھر خیر نے تو وہ بھاگ گئی اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 جیسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپ کو ہنسی آتی تو آپ نے اُن سے
 کثیر کی بات کہی تو عمر نے کہا کہ میں یہاں سے نہ ہوں گا جب تک کہ میں
 وہ نہیں لے دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سننا ہے تب حضرت علیہ السلام نے اُس

کہنے کو حکم دیا اور اُسے حکم پڑھایا۔ اور شیخ ابوطالب کی ہاتھ دیکھا کہ خطا کے یہاں
 کنیز بن نہیں جو گا یا کو تین اور اُس کے بجائی اُن کنیزوں کے پاس جمع ہوتے تھے اور
 کیا میں نے غلامات ابودرمان ناضی سے کی ہو اور اُس کے یہاں کنیز بن نہیں جو گانا
 سنا کر تین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھیں اور یہ قول جو میں نے نقل کیا ہے شیخ ابوطالب
 انکی حکایت پر خبر کہا اور میرے ہندو میں اس سے جنتاب صوب اور ہندو اور وہ نہیں
 قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاهر ہو اور انکو ہندو اور قول اللہ تعالیٰ کے
 شرط کا وقار ہی معلوم جائے الا عین و ما تھنی الصدور۔ اور یہ قول شیخ ابوطالب کی
 نہیں ہے مگر عجیب اور غریب اور اس کے مثل سے منفرہ صحیح ہے اور حدیث میں درود
 علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہو کہ وہ خوش آواز اپنے اوپر نوحہ اور بلور کے
 چرتے ہیں تھے یہاں تک کہ اس طرح اُسکی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اور ہزاروں
 جنازہ اُسکی مجلس سے اٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسیٰ اشعری کی تعریف میں جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی فرامیر سے
 ایک فرما عطا کیا گیا ہے اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا
 کہ ان میں آئینہ حکمت۔ یعنی ہر آئینہ شجر حکمت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ نے پاس ایک قوم شیخی قرآن پڑھ رہی تھی اور
 ایک قوم شجر حقیقی تھی تو اس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شجر آپ نے
 فرمایا۔ من ہذا قرۃ و من ہذا قرۃ۔ یعنی ایک دفعہ اس بیت اور ایک دفعہ اس
 اور تانبہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیٹیں برہمیں چھین کی
 یہ ہیں وہ ولاخیر فی علم ذوالکرمین کہ ہندو اور شیخی ہندو ان کی راہ و رسم

فی امر از اہل مین کہ بہ حکیم انا اور ذال امر صدر اب یعنی اس علم میں کوئی غیر از خوبی نہیں
جب کہ آنکو یہ بات حاصل نہیں ہو کہ خطا اور غلطی کو اسکی صفائی کدورت سے
حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اس بات میں ہو کہ اسکے لیے کوئی ایسا حکیم نہ ہو
کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اسکا بعد اسی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسے کہا یا ابابلیلی اللہ تیرے شیعہ کی آواز بند نہ کرے بعد از ان وہ
سورس سے زندہ رہا اور وہ سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما
ہو سکے درخت آکے کٹے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان
کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہو کر ان لوگوں کی ہجو کرتے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ
وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہو جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف لڑائی لڑتے ہیں۔ اور ابو اسباس خضر کو بچنے سے لایا گیا
کہا کہ میں نے تم سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو حسین اصحاب اختلاف کرتے
ہیں کہ وہ مسافرت اب زلال ہو کہ اسبر کوئی نہیں ٹھہرا اگر علما کا قدم اور خشاوت و تیری
سے مشغول ہو کہ کہاتین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے
عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہیں فرمایا کہ میں اس
انکار نہیں کرتا مگر ان سے کہہ دے کہ اس سے پہلے قرآن پڑھیں اور اُسکے بعد
قرآن پڑھیں سو میں نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش
ہوتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دیا یا علی کہ وہ تیرے اصحاب میں ہیں مشاوا
فرماتے اور کہنے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کینیت بخشی مگر وہ

انکار کی انہیں یہ جو کہ ایک مریدوں کی جماعت بمبارانی اراد میں رہتے اور صدق
 مجاہدہ پر اُنکے نفوس شائق نہیں ہوتے تاکہ صفات نفس کے طور اور احوال قلب
 کا علم نہ مکتوبہ اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منقبض کر نہ لاور وہ جان لیں کہ
 اُنکے فائدہ کی باتیں کیا ہیں اور اُنکے نقصان کی باتیں کیا ہیں۔ حکایت ہے کہ
 جب ذوالنون بغداد میں آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ
 ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگوں نے اجازت مانگی اور آپ نے کہا اچھا
 اُسوقت قوال نے یہ شمار کرتے ہوئے کہ یہ حقیر ہوا کہ غرضی بہ ظریف بہ اذرا کا بچا
 دانت جنت میں قلبی بہ ہوئے قد کان شکر کا بہ اترتی مکتب بہ اذرا کا بچا
 بکا بہ پھر نکاد دل خوش ہوا اور کھڑے ہو گئے اور وہ کیا اور پیشانی کے بل کر پڑے
 اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر زمین گرتا تھا پھر اُن لوگوں میں سے
 ایک شخص کھڑا ہوا سو اُنکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خون اور نہ نشہ کہ
 اُس سے جو خیمے دیکھتا ہے جیکہ تو کھڑا ہوتا ہے میرا وہ شخص بچ گیا اور اُسکا بیٹھنا
 اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل بحالی نہیں ہو تو ابجد کے ساتھ
 کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہیں ہے پس انہیں سے ایک شخص بغیر سوچے
 اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ جب
 اُس نے ایک موزون کن راگ کے سننے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے
 انبساط سے تشریح ہو قلب کے چہرہ پر لٹک کر رہتا ہے اور طبیعت سے خوشی پیدا
 ہوتی ہے اُنکے فہم کو کم کر دیتی ہے تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور روز دینیت کے
 ساتھ رقص کرتا ہے جو قطع سے ملا ہوا ہوتا ہے اور وہ اہل حق کے نزدیک

حرام ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ قلب کی خوشی ہے اور حالانکہ اُس نے وہ چیز قلب کو
 اور نہ اُس کی خوشی کو اسدِ خدائی کے ساتھ دیکھا ہے اور نہ اُس کی زندگی کی قسم ہے کہ
 قلب کی خوشی ہے لیکن قلبِ نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہے جو ہر ایک کی طرف
 مائل اور بلاکت کے لیے موافق ہے نہ وہ حرکات میں حسنِ نیت کی طرف راہ ہوتا ہے
 اور نہ وہ صحتِ ارادت کی شرائط کو پہچانتا ہے اور ایسے نفس کے لیے کہا گیا ہے کہ
 ارضِ نفس یعنی رقصِ نقصان ہے اس واسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہے نیت
 صالح کے مفروق نہیں ہے علیٰ الخصوص جبکہ اُس کے حرکات کی اکثریت خفاق
 اور دورانی کے ساتھ تردد اور تقرب بعض حاضرین سے جالی ہو بغیر اُس کے کہ نیت ہو
 بلکہ نشاۃِ نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہے کہ وہ معانقہ کرتا ہے اور باغیانوں کو
 بوسہ دیتا ہے اور اس کے سوا اور حرکاتِ خبیثہ متصوفہ سے کوئی جزا کے اتنا نہیں کرتا
 جسکو تصوفت سوا لباس اور صورتِ نفس کے اور کچھ حاصل نہیں ہے یا کہ قوراں
 امر و ہر جس کے دیکھنے کی طرف نفوس متجذب ہوتے ہیں اور اُس سے لذت حاصل
 کرتے ہیں اور دل میں بڑے خطرے آتے ہیں کہ عورت کا سر مجلسِ قرب ہو اور
 باطن جو ہوئی سے بھرے ہوئے ہیں حرکات اور رقص اور اظہارِ تواجد کی سفارت
 سے مصلحت اور خطِ کتابت کرتے ہیں تو یہ عینِ نسق ہے جسکی حرمت پر اجماع
 و اتفاق ہے تو اس وقت پہلے لوگ یعنی جنکا آخرین ذکر ہوا یا وہ کی امید کے
 قابلِ ذر سے حال ان لوگوں سے ہیں جنکا یہ منصوبہ اور یہ حرکتیں ہیں اس واسطے
 کہ وہ انکافِ شوق دیکھتے ہیں اور یہ اُسکو نہیں دیکھتے اور اُسے عبادتِ ظاہر اسی
 شخص پر کرتے ہیں جو نہیں جانتا کہ اُس نے اہلِ دیانات سے ایک کو تہمت

لنگائی اسپر رضی ہو تاہی اور اسکو برا نہیں جانتا۔ تو اس وجہ سے منکر کے لیے انکار
 پہونچا اور وہ مندرت کا مستحق ہے سو بہت سی حرکتیں سنت عداوت کی موجب
 ہوتی ہیں اور بہت سی برائی عقیدان وقت کو بے رونق کرتی ہیں پس منکر کا مرید
 طالب پر انکار ایسی حرکتوں سے اسکو روکتا ہے اور ایسے مجالس سے اسے ڈراتا ہے
 اور یہ انکار صحیح ہے اور کہنوا ایسا ہوتا ہے کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تک
 اور دزن کے سبب قفس کر کے لگتے ہیں بدو ان اسکے کہ وجہ اور حال کا اظہار کریں
 اور اس میں وجہ اسکی نیت کی یہ ہوتی ہے کہ وہ بسا اوقات حرکت میں بعضے فقرے
 موافقت کرتا ہے پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ خبش کرتا ہے بدو ان اسکے
 کہ وہ وجہ اور حال کا دعویٰ کرے اسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہے
 اسواسلئے کہ وہ حرکت ہر چند شرع کے حکم میں حرام نہیں ہے مگر وہ حکم حال طلال
 میں ہے اسوجہ سے کہ اس میں لوہی نو اسکی حرکات اور قفس ان مباحات
 کی قبیل سے ہو جاتی ہیں جو اسپر ہنسی اور کھیل اور بی بی اور اولاد کے کھلانے
 سے گذرتے ہیں اور یہ خوش دلی کے باب میں داخل ہوتے ہیں اور یہ اکثر
 حسن نیت کے سبب حادث ہو جاتا ہے جب اس سے نیت ہو کہ نفس کی
 تکان دور کرے۔ جیسے کہ حضرت ابی دردا رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ
 بڑا زینہ آپ نے کہا کہ میں ایک باطل شر سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہوں
 تاکہ یہ مددگار میرے لیے بنی ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات میں
 پڑھنا لکھوہے کہ اسکا کام کرنے والے آرام پائیں اور نفوس اپنے بعض
 مقاصد کے ساتھ ترک عمل سے مدد رات کیے جائیں اور حلت کی جگہ

خوش آئند معلوم ہوں اور اپنی ترکیب مختلف اور پیدائش کی ترتیب سے آدمی ہر
قسم کا اپنے اصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہے اور اسکی شرح دوسرے کسی باب میں
گزر چکی ہے اس کے قوی حق محض پر صبر کرنے کو فرمانین کرتے تو ایسی باتوں میں جن کا
ہم نے ذکر کیا ہے وسعت کا دینا اس قسم کے مباح سے ہے جو لوہی طرف جو باطل نہیں ہے
کشتی کے اس سے حق پر بردیجائے اس واسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع میں
باطل نہیں ہے اس واسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہے کہ اس کے دونوں طرف برابر ہوں اور
دونوں جانب ان کے معتدل ہوں مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہے اور زمین نے
سبیل بن عبد اللہ کے بعض کلام میں دیکھا ہے کہ وہ صادق کے وصف میں کہتے ہیں
کہ صادق کا جمل اس کے علم کے لیے زیادت اور اس کا باطل اس کے حق کے لیے فرید
اور اسکی دنیا اسکی آخرت کے لیے فرید ہے اور اسی واسطے جائز رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے عورتیں محبوب کی گئیں تاکہ یہ اس کے نفس شریعت کا حفظ ہوگی طہارت و تہذیب کے
مقام کے لیے جو جب کو اس کے غلظت عطا کیے ہیں اور اس پر حقوق اس کے بڑھائے گئے ہیں
تو جو کہ باطل مرتکب کا نصیب غیر کے حق میں بہاغات مقبولہ حضرت شری مردود
حضرت محال ہے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عبادت کے نقش اور
نشان سے نقش اور فرعون جو اوہ ہر آئینہ نکاح کی فضیلت میں ایسا کچھ
ورود ہوا ہے کہ وہ ولایت اسپر نہ تاج کہ نکاح عبادت ہے اور اسی سے
بعض قیاس اس کا اشتہائی دین و دنیا کی مصلحت کی کوئی اس بنا پر کہ اسکی
شرح میں فقہار نے اصول مسئلہ تخلی عنوان اعبادت (خلوت میں لوہاں
کا پڑھنا) میں دیا ہے پس اس سے یہ نفس کو نہ دے اور اس سے بہت سے کلمات

حال کے دعویٰ سے الگ ہو لے والا اس میں انکار و منکر سے خارج ہوتا ہے اور فی الواقع اس کا
 اس کا نہ اُس کے لیے مفہوم اور نہ اُس کے لیے مفید ہے اور بسا اوقات حسن نیت کے
 سبب ترویج میں عبادت ہو جاتی ہے خصوصاً جب کہ وہ اپنے نفس میں اپنے
 پروردگار کے ساتھ خوشی کو مفہم کر لے اور اُسکی رحمت اور عطوفت کے نام ہونے
 پر نظر کرے لیکن شایخ اور اُن کے اقتدار کرنے والوں کے لائق رقص نہیں ہے اسوجہ
 سے کہ آئینِ لہو کی مشابہت ہے اور لہو اُن کے منصب کے سزاوار نہیں ہے اور اس
 قسم کی بات تمکین کے حال کے خلاف اور مبائن ہے اور وہ اُسکی کہ سماع میں
 انکار ممنوع ہے یہ ہے کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہے بدو اُن کے تفصیل کے
 تین باتوں میں ایک بات سے خالی نہ ہو گا یا تو وہ کستن اور اجادیت سے جاہل
 اور نادانہ وقت ہے یا کہ وہ فریفتہ اُن اعمال اختیار ہو ا ہے جو اُس کے لیے مقدر
 ہوے ہیں اور یا وہ طبیعت کا غبی ہے کہ اُسے ذوق ہی نہیں جو انکار پر اصرار
 کرتا ہے اور ہر ایک ان تینوں میں سے مقابل اُس کے ہے جو اُس کے آگے قریب
 آتا ہے پہلے جو مدنیوں اور آثار سے ناواقف ہے وہ اُس سے واقف ہو جو ہم قدر
 ہوا ہے رضی اللہ عنہا کو بیان کر چکے ہیں اور اخبار و آثار جو اس باب میں وارد
 ہیں اور بعضے جنبش کرنے والوں کی جنبش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی قیمت کو جان گیا جو جنبش کے لیے رقص میں تھی۔ اور اُنکی طرف عالیشان
 رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا ہے اسوقت ہے کہ
 حرکت اور جنبش اُن منکر و ہمت سے ہے جوے ہوں چکا ہم نے ذکر کیا ہے اور
 ہرگز نہیں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فریاد علی رضی اللہ عنہ

سے فرمایا کہ تو مجھ سے ہر اور چیز سے ہوں اس پر وہ اچھلے اور کودے اور پھر سے آپ
نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خلق میں شاہد ہر تو وہ اچھلے اور کودے اور زید سے
فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہے اور ہمارا مولا ہے تو وہ اچھلے اور کودے اور پھر اپنے پیشہ
کے قصہ میں اچھلے اور کودے تھے حسین علی اور پھر اور زید باجم جھگڑے تھے
اور جو منکر کہ اسپر مغرور ہو کہ اعمال اختیار اُسکے مقدر کیے گئے اس سے کہا جاے
آپ کا تقرب الی اللہ عبادت کے سبب اس واسطے ہے کہ تیرے اعضا و جوارح مباحوث
میں لگے ہوے ہیں اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں
کے عمل کے لیے قدر نہ ہوتی اس واسطے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر ایک
شخص کے لیے وہی ہے جو اُسے نیت کی اور نیت اس وجہ سے ہے کہ تو اپنے رب
کی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہے تو جو کوئی شر سے ایک بیت کاشتے والا
ہے تو اُس سے وہ مضمیٰ اخذ کرتا ہے جو اُس کو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہے خوشی سے یا
غم سے یا عاجزی سے یا نیاز مندی اور عجبی سے۔ کس طرح اس قسم کے احوال
میں اُس کا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اُلٹ پلٹ ہوتا ہے اور اگر
کسی بزدل کی آواز سُنی یہ آواز سن کر خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں فکر کرتا ہے
کہ بزدل کا گلا کیا چھاننا یا ہے اور اُس کا خلق اُسکے بس میں کر دیا ہے اور کس طرح
اُسکے خلق سے آواز نکلتی ہے اور کانوں تک پہنچتی ہے اس تمام فکر میں وہ
تسبیح اور تقدیس کہنے والا ہے پھر وہ جب آدمی کی آواز سُنتا ہے اور اس طرح کی فکر
اُسکے سامنے موجود ہوئی اور اُس کا باطن ذکر اور فکر سے پھر گیا تو کہیں تک اُس کا نکلا
کیا جائے جسے صاحبین نے حکایت کی ہے کہ میں دریا کنارے سے جہدہ کی

مسجد میں تنگ تھا تو ایک روز میں نے ایک قوم دیکھی کہ اُسکے ایک طرف وہ
لوگ کچھ بڑھ رہے تھے تو اپنے دل میں میں نے اُسے بُرا جانا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
کے گھروں میں سے ایک گھر میں شعر خوانی کرتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی طرف وجود میں بیٹھے
ہوئے تھے اور آپ کے برابر بوکھڑے اور اُسوقت اُوکھڑے کچھ لوگ گناہ کرتے اور
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگا کر سن رہے تھے اور اپنا ہاتھ
سیدھے اُس طرح رکھتے تھے جیسے کوئی اُس سے وجہ نہ کرنا ہو تب اپنے دل ہی دل
میں میں نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہیں ہے کہ ان لوگوں کو جو سن رہے تھے اُجاڑاؤں
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں اور بوکھڑے آپ کے برابر گناہ
رہے ہیں اُسوقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ
فرما رہے ہیں کہ یہ حق حق یا حق از حق زمان جسوقت کہ یہ آواز امر کی ہو جسکی
طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے
جو ہم نے ذکر کیے یا یا یا ہے سُنا اُسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہے نہ کہ صرف
آواز کی وجہ سے بلکہ صوت کا سماع حریم فتنہ گردانا جاتا ہے اور ہر ایک حرام کا
ایک حریم ہے جسپر مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھینچتا ہے جیسے بوسہ جو ان
بقدرہ دور ہے کہ نہ ممانعت حرام کا حریم بنالگ اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ
فلوات میں دونا اور اُسکے سوا جو بوسے میں بنا پر مصلحت اُسکی تقاضی ہے کہ
سماع سے منع کیا جائے جبکہ شہتے ہوئے کا حال اور اُن بات کا جسکی طرف
اُسکو سماع اُسکا پہونچا ہے پس اُس طرح حرام حرام منع ہوتا ہے اور کچھ تو ممانعت کا

انکار وہ شخص کرتا ہے جس کی طبیعت جاہلی نسبت اور سرزد ہو کہ اسے ذوق ہی نہیں ہوگا
نام رکھا جاتا ہے جسکو لذت جماع سے واقفیت نہیں ہے اور اندھے کو جمال خالق سے
نفع نہیں اور جو مصیبت میں نہ پڑا ہو وہ استر طبع (انسانہ و انالیہ) رجحون پر کھینکا
پھر کیا انکار اس دوست سے کیا جائے جسکا باطن شوق اور محبت سے پرورش پاتے
ہے اور وہ اپنی روح کو زندہ نفس آئارہ کے پتھر کی قیقین میں بند رکھتا ہے اسکی
روح کو جھونکے جب وطن کی یاد کے گتے ہیں اور سحرست کی فوج کے طلایہ اسے
نظر آتے ہیں اور وہ نفس کے سبب پر دس میں ہی جدائی کے پیالے گونست
لے لے کوئی رہا ہے مجاہد کے بار کے پیچھے رہا ہے اور شاہدہ یعنی عالم شہادت کی
سوانح اس سے نہیں اٹھائی جاتی اور ہر چند کثرت اعمال سے نفس کے منازل گر
کرتا ہے مگر کعبہ وصال کے پاس نہیں پہنچتا اور اسکے لیے ٹٹے ہوئے پر دے نہیں کھولے
جاتے تو لبیب نفس سانس نے کر خوش ہوتا ہے اور سختی اور گزند کی شدت سے ہلاکت
کے ساتھ رحمت پاتا ہے اور نفس اور شیطان سے جو دونوں ہونے اسکے ہیں مخاطب
ہو کر کتا ہے **ایا جلی نعمان باسد فلیما + نسیم اصبا + خلص الی نسیم + فانا یسار**
اورا مست + علی قلب مخزون تجلت ہو ما + احد بردا + اوشفت منی حرام +
علی کبد من یقی الامیمہ + الا ان + الی طیلی قدیم + و اقل دار الثمین
قدیمہ + ترجمہ نعمان کی دو جبل واسد چھوڑ دو وہ با و صبا کو جحر مالک
آنے دو جھوم جھوم + با و صبا مجب ہے خواجہ کہ وہ چلے + میرے دل
خزینہ + تو چاہے رہیں جھوم + خند کنٹھے طے کہ تشفی جگر کو ہو + مگر می سے
جسین مغز کھانین نے تمام مہم + میرے مرض قدیم ہیں میلنے کے عشق کے

ہر جو مرض قدیم چھاتا وہی ہر دھوم اور شاید کہ نہ کر کے محبت میں ہر مگر حکم کا بجا آنا
اور نہیں اسکے سوا کچھ جان پڑتا اور یہاں نہیں الا خوف اللہ تعالیٰ کا اور اس محبت
خاص کا وہ انکار کرتا ہی جو علمائے سرخ اور ابدال مقرب کے ساتھ شخص ہی اور ہر گاہ
اس کے فہم قاصر ہیں یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا شال اور خیال اور خیال
اور شکال کی کرنی ہر تو قوم صوفیہ کی محبت سے اُسے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہیں
جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مراقبہ میں محسوس سے بھی کامل تر کو
پہنچ گئے ہیں اور نفوس و ارواح کو کشف و عیان کی شدت سے تصدیق اور
قربان کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنه نے روایت کی کہ آپ نے ایک شخص کے کا ذکر کیا جو پہاڑ پر بنی اسرائیل میں تھا
اُسے اپنی ماں سے کہا انا آسمان کی کس نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین نے
پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ نے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر
نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسے کہا کہ میں اللہ کے لیے ایک شان و ڈال
سنتا ہوں اور پہاڑ کے اوپر سے گزرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمال ازلی انہی
ارواح کے لیے کشف ہر جو عقل کے لیے کیف نہیں ہر اور نہ فہم کے لیے مفسر ہو
اس واسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور نفوس ہر وہ اللہ جانے سے کہہ سکتی
پاتی ہی مگر وہ بعض ملک اور شہر کے پریم کی طرف انکسار راہ نہیں ملتی جو غیب کے
پردہ میں تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہی اور طالع جمال سے یہ
مرتبہ خاص ہے جو تہذیب اور عالم تر اس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر تین وہ
جمال کہاں کا دیکھتا ہی کبریا اور جلال سے اور طلیات و فوال کے استقلال سے

اور ان صفات سے جو قسم ان اشیا کی طرف ہیں جو ظاہر سے ابدون میں ہوتی ہیں
اور از لون میں ذات کی ملازم ہیں۔ پس کمال کا ایک جمال ہے جو جو اس سے ادراک
اور قیاس سے اس کا استنباط نہیں ہوتا اور اس جمال کی دید میں مجہول کے ایک
گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہیں اور اسکے موافق انکو ذوق اور
شوق اور وجد و ملامت میں حاصل ہے اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا
ہوا تو انکا وجد علی قدر وجود ہے اور سماع انکا سمیع شہود ہے۔ اور بعضے متشاخ نے
حکایت ہے کہ ہم نے ایک جماعت ان لوگوں کی دیکھی جو یانی اور جو اپر چلتے ہیں
سماع سنتے ہیں اور اُس پر وجد کرنے میں اور سماع کے وقت وہ دیوانے
مست ہو جاتے ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعض
بھائیوں نے سنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے
مکان کو واپس آئے۔ اور نقل ہے کہ بعض ان حضرات سے سماع کے وقت آگ
لوٹتے تھے اور اُس سے انکو خبر نہیں ہوتی تھی۔ اور نقل ہے کہ بعض صوفیہ کو سماع
کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ میں کرنی نقل نے کہا کہ میں آنکھی
آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھوں تو میں نے آگ یا نور کو دیکھا کہ آنکھ سے نکلتا تھا
اور شمع کی آگ کو روک رہا تھا۔ اور شیخ ابو طالب ثعلبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں
کہا ہے کہ ہم اگر سماع سے محل مطلق غیر مقید مفصل انکار کریں تو ستر صدیق کے نزدیک
انکار ہوتا ہے اور اگر صحیح جانتے ہوں کہ انکار قراد او قیاد سے قلب سے
اقرب ہے کہ ہم ایسا نہ کر لیں اس واسطے کہ ہم وہ جانتے ہیں جو وہ نہیں جانتے اور
ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سنا ہے جسکو وہ نہیں سنتے اور یہ قول

شیخ کا اس سبب ہے کہ انکو احادیث اور آثار کا بڑا علم تھا جس کے ساتھ ہی اجتہاد اور
 تبحر ہی صوب کا مرتبہ حاصل تھا اگرچہ اہل انکار کے ایسے زبان معذرت کھاتے ہیں
 اور ہم ان کے لیے توضیح سے کہتے ہیں کہ فرق کیا ہے اس سماع میں جو اختیار کیا جائے
 اور اس سماع میں جس سے انکار کیا جائے۔ اور شبلی نے ایک کو یہ گلے
 ہوئے شہادت سلمیٰ کو پوچھا ہوں ہر مخبر کوئی بھی یا نہ ہو تبسکو یہ علم ہونکہ
 اترتی وہ ہر کہاں ہے تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہیں وہ کہ کوئی
 مخبر اسکا دعو عالم میں نہیں ہے اور بعض نے کہا ہونکہ وہ صفات باطن کا سرچوں
 طرح کہ طاشت صفات ظاہر کا سرچ۔ اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہر اور باطن
 کی صفات احوال اور اخلاق ہیں اور انصہ سرچ نے کہا ہونکہ اہل سماع کے تین
 طبقہ ہیں پس ایک قوم وہ ہے جو اپنے سماع میں جو وہ سنتے ہیں انہیں اپنی نسبت
 مخاطبات حق کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ایک قوم وہ ہے کہ ان چیزوں سے بچ
 سنتے ہیں اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے مخاطبات کی طرف رجوع
 کرتے ہیں تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے ظاہر رکھنے والے ان چیزوں میں
 ہیں کہ وہ اللہ کے لیے اس سے اشارہ کرتے ہیں اور ایک قوم وہ فقرا و مجرمان
 جنہوں نے علاقہ قطع کر ڈالے اور ان کے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے
 ملوث نہیں ہوئے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سنتے ہیں
 اور ان کے لیے سماع لائق ہے اس واسطے کہ وہ سب آدمیوں کی نسبت زیادہ
 سلاست کے قریب ہیں اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوئے ہیں اور جو لوگ
 دنیا کی محبت سے ملوث ہیں تو انکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہے۔ اور

بعض صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع میں تکلف کیا چیز ہو تو کہا کہ یہ دو قسم کا ایک تکلف سننے والے میں طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہر اور یہ فریب اور خیانت ہر اور ایک تکلف ایمان حقیقت کی طلب کے لیے ہر جیسا کہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ ہنر لہ اُسکے ہر کہ یہ تکلف گریہ جائز کرے۔ اگر کوئی ہنر کرے کہ یہ ہنریت اجتماع بدعت ہر اُسے جو اسب دیا جائے کہ بدعت مجذور اور ممنوع وہ بدعت ہر کہ کسی سنت مامور کو فراہم ہو اور جو اس صفت کی نہ تو وہ جائز ہر اور یہ ایسا ہر کہ جس طرح کوئی آنے والے کے لیے اٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت میں اُسکا ترک ظاہر بیان تک کہ منقول ہر کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپ کے واسطے قیام نہیں کیا جاتا تھا اور جن شہروں اور ملکوں میں کہ یہ قیام انکی عادت ہر تو جب مدارات و قلوب خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جائے تو جائز ہر اس واسطے کہ ترک اُسکا دلون کو وحشت دلاتا ہر اور سیمتوں کو غصہ سے بھرتا ہر پس یہ قیام عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اس واسطے کہ وہ کسی سنت مامورہ کی فرجست نہیں کرتی

تیسواں باب اُن سماع کے بیان میں جو رد اور انکار کی رو سے ہر

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہیں اور جو اصل صدق کے لائق اُس سے ہر اور جہان فتنہ اُسکے طریق میں پسلی گیا اور صحت ایمان باقی رہی اور جس کے مارے بہت اقوام نے اُسکا اہتمام کیا جس کے اعمال ٹھوڑے ہیں اور احوال

اُنکے بگڑ گئے ہیں اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت ہے کیے اور اکثر اوقات اُس
 جماؤ کے لیے کھانے پکوانے جاتے ہیں جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہیں
 نہ اس لیے کہ اُنکے دلوں میں سماع کی رغبت ہے جیسا کہ صادقین کی سیرت اور
 عادت تھی تو سماع معلول ہو جاتا ہے کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہیں
 کہ کھانے خوب کھائیں اور اہو واجب اور غفلت کے مقام میں فرے ڈرائیں اور
 یہ جملہ اہم پرہ کے اوپر ترقی کے خواہش کو قطع کرتی ہے اور اُسکے طریق سے
 اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اٹھاتا ہے اور اس اجتماع میں
 رغبت اس واسطے ہوتی ہے کہ طبیعت کی چھتھی چیزیں ملیں اور عیش و عشرت اور
 اہو و طرب سے خوش ہوں اور پوشیدہ نہیں ہو کہ یہ اجتماع اہل صدق کے
 نزدیک مردود ہے اور مشہور قول ہے کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے
 صحیح نہیں ہے اور ہندی مرید کے لیے مباح نہیں ہے اور عنید رحمۃ اللہ علیہ نے
 کہا ہے کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہے تو جان لو کہ اُس میں بطلان کا
 بقیہ ہے اور کہتے ہیں کہ عنید نے سماع کا سُفنا چھوڑ دیا تو اُسے کہا گیا کہ پہلے آپ
 سُفنا کرتے تھے تو کہا اُسکے ساتھ اُس نے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سُنتے تھے تو فرمایا کہ
 کس سے اس واسطے وہ نہیں سُنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سُنتے تھے چرچ کہ
 جمائی کم اور ناپید ہو گئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہیں جہاں اُسکو اختیار
 کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آجوت کو یاد کرتے تھے
 اور بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے زیادہ
 اُنکی طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال منور تھے اور یہ اُنکو

بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا کہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا دین حتیٰ کہ بڑے بزرگوں نے اور اُدکو چھوڑ دیا۔ اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ کتاب قضایں لکھا کہ کہ راگ ہو کر لڑی ہے کہ باطل سے مشابہ ہو اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی وہ نادان سبک عقل ہے اُسکی شہادت رد کی جائے۔ اور صاحب شافعی نے اپسر اتفاق کیا ہے کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سننا جائز نہیں ہے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی ہو مثنو لکھوے ہو یا کہ حجاب میں ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقوں نے اُسکو بجا دیا ہے تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہوں اور کہا اسکا مضائقہ نہیں کہ آخان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھیں جس طرح پرہو اور مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہے جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو گاہین یا اتو اُسکے لیے جائز ہے کہ اس غیب کے سبب واپس کر دے اور وہ گل اہل مدینہ کا مذہب ہے اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور راگ شننا داخل گناہ ہے اور اُسکو چند فقہانے مباح کیا ہے اور جن فقہانے اُسے مباح کیا ہے وہ بھی اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات میں سننا نہیں درست سمجھتے اور اس تفسیر میں کہا گیا ہے۔ وں الناس من ایتھرے لہو اکدیت۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وراگ اور ہمسکا استماع ہے۔ اور اس آیت کے معنی میں کہا گیا ہے۔ و انتم سادون۔ یعنی گانے وائے ہو۔ عکرمہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ نفث حیرین وہ راگ ہے اہل بین بولتے ہیں صد فلاں جب کہ اُسے گانا گایا اور

قول اللہ تعالیٰ وبتقوا من استلمت شتم بصوتک۔ اس میں مجاہد نے کہا کہ اگر اور
 فراموش ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہر ایسے
 پہلے پہل فوجہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
 روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کے سوا نہیں کہ دو
 آواز بدکار سے نہی کیا گیا ہوں ایک آواز بیخوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو
 مصیبت کے وقت ہو دشمنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں
 گایا اور میں نے امتعا کیا اور غصہ کو میں نے دانتے ہاتھ سے چھو اس وقت سے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ اگر رگ دل میں نفاق ہو گا تا ہی اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 عنہ نے یہی قسم پکڑی جبکہ ادا میں جانتے ہوئے تھے اور کہیں ایک شخص گانا تھا
 تو آپ نے کہا خبردار یہ اللہ تعالیٰ نے نہی کیا اور روایت ہے کہ قاسم بن محمد
 سے ایک شخص نے رگ کی بابت سوال کیا تو کہا میں اس سے بچے روکنا ہوں
 اور ترسے اپنے آپ میں کہ وہ جانتا ہوں کہ کیا وہ حرام ہے کہ اگر کسی شخص دیکھ
 جب اللہ نے نبی اور باطل الگ کر دیا انہیں سے کس میں خدا گردنا جا سے اور
 یحییٰ بن یحییٰ نے کہا ہے کہ اگر رگ زنا کا شجر ہے۔ اور نہی کا ہے کہ خدا طلب کا
 جتنا ترسے والا ہے اور رگ کا قصہ دلانے والا ہے اور یحییٰ بن یحییٰ نے کہا ہے کہ
 نبی نے یہی چاہا کہ وہ شہوت بڑھاتا ہو اور عورت کو کھوتا ہو اور وہ شراب کی
 بابت کہتا ہو اور کہتا ہو کہ کام خوشہ کرتا ہے اور یہ جو قائل نے کہا ہے کہ یہ
 کہ عورت شہوت رگ اور زنا سے خوشی میں آتی ہے اور طبیعت دار

آدمی راگ کے وقت وہ پتھر پند کرتا ہر جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا چلی بجاتا
 تالی دیتا اور باچھا اور پس لے فعل ایسے صادر ہوتے ہیں جو سب عقلی پر دلیل
 ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا دن مسلمانوں کے طریق سے
 نہیں ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت نے شعر سے
 وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا سمجھئے کہ شعر ایک کلام منظوم ہے
 اور جو شعر منو وہ کلام مشور ہے پس اسکا اچھا اچھا ہے اور بُرا افسوس کا بُرا ہے اور
 غنائت ہے جو تاہر کہ اگھان سے ہے اور اگر منصف فصاحت اور نثر زبان کے اجتماع
 میں اور گوئی کے وقت سمیت بیٹھنے اور غزل خوان کی شبہات میں فکر اور غور کرے
 اور اپنے دل میں تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس
 نسبت کی مثل کبھی ہوئی ہو اور آیا قوال غزل خوان کو اس مجلس میں بلایا
 اور اس کے شہسے کے لیے جمع ہو کر شہسے میں تو ہمیں شک نہیں کہ وہ حال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کر گیا اور آپس اگر کوئی فضیلت ہوتی جو
 طلب کی جاتی تو اسے چھوڑ لیا پس جو اشارہ کرتا ہو کہ وہ فضیلت ہے کہ طلب کیا جا
 اور اس کے لیے اجتماع ہو جسے معرفت و حوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور صحابہ و تابعین کے فرق سے سمجھو وہی اور بعض متاخرین کے افسان
 سے رحمت حاصل کرتے ہیں اور اکثر لوگ ہمیں غلطی کرتے ہیں اور جب بھی
 اپنے اسلاف باضیہ سے محبت اٹھائی جاتی ہو تو وہ متانعت کی دلیلیں پیش
 کرتے ہیں اور حال آنگہ سلطنت کے لوگ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 قریب نہ تھے اور ان کی ہر بیت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیت سے

مشابہ تر ہے اور اکثر فقرا قرآن میں بلا غلبہ بہت چیزیں ظاہر کرتے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن زبیر نے کہا کہ میں نے اپنی دادی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُن کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اُس حالت میں جیسا کہ اُنکا اللہ تعالیٰ نے وصفت کیا ہے کہ انکے ہاتھیں اُنکی آنسو بہاتی ہیں اور بدن پر اُنکے بال کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کہ میں نے کہا آج کے زمانہ میں جب قرآن لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو انہیں کوئی شخص شمس کھا کر گرتا ہے میری دادی نے کہا کہ اے ابو ذر! اللہ نے شیطان المرثیم اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص کے گزرتے کہ وہ گرتا پڑتا ہے کہا اسکو کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ جب اُسکے آگے قرآن پڑھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو وہ گر پڑتا ہے تو ذہن عبد رضی اللہ عنہ نے کہا اہم تر اُنکے اللہ سے ڈرنے میں اور گرتے نہیں ہر شیطان انہیں سے ایک کچھ بیٹھتا ہے قرآن پڑتا ہے ایسا نہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اور ان سیروں کے آگے اُن لوگوں کا ذکر کیا گیا جو کھڑے تھے اُس وقت کہ قرآن پڑھا جاتا تھا کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص انہیں کو گھر کی صحبت پر دونوں پاؤں اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اُسکے آگے قرآن اول سے آخر تک پڑھا جاتا ہے پھر وہ اگر اپنے گھر ادا سے تھوڑا سا دور ہے تو اسے انکار سناں نہیں ہوا سو اسنے کہ بعضے شیخوں کو اسکا اتفاق پڑا ہے کہ وہ اُن کا دوا بخت ہو کر اکثر دن کے حق میں متوہم ہوتا ہے کہ گھوایا اسکا تکلف اور یا کس سبب بعضوں سے ہوتا ہے اور بعضوں سے باہر وجہ ہوتا ہے کہ علم اُن کو کم ہے

اور جل آنکا ہوئی سے ملا ہوا ہی وجہ سے غور و اساتیر نازل ہوتا ہے پھر اہل بیروت
 فضولیات سے کرنا ہی نہیں جانتا کہ یہ بات اس کے دین کو ضرر پہنچاتی ہے اور کہہ دے وہ
 نہیں جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہے لیکن استمراق سے غفلتی طور پر کرتا ہے کہ وہ بعد کو کٹا
 حد سے باہر کرتا ہے جس پر سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ جہد کے خلاف ہی نقل ہے کہ
 موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو غصا کیا تو ایک شخص نے ان سے اپنا تبص
 بھاڑا تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ کرتے دوسرے کہہ دو کہ ان کو تیرا عاڑے
 اور اپنے قلب کو شرح و بسط دے۔ ولیکن جبکہ جماع کے شامل یہ ہو کہ کسی امر کو کرنے سے
 لئے تو اس وقت آفت پہنچتی ہے اور اہل دیانات پر اسکا انکار مقرر ہو گیا۔ بقیہ
 بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس بات سے کہ لڑکے اور خواہصورت کی
 طرف لکھیں اور عطا نہ کیا ہر ایک نظر کہ قلب کو آسکی ہو۔ ہر تو اسی میں خیر نہیں ہے
 اور بعضے تابعین نے کہا ہے بن جوان نائب کے لیے اس قدر روزہ جانو ضرر سان
 سے نہیں ڈرتا جس قدر کہ مجھے خوف اس کے لیے غلام امر دے ہے کہ اس کے تین بیوی بچے
 اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا ہے کہ لوٹ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں جو نظر
 کرتے اور دیکھتے ہیں اور ایک قسم ہے جو مصافحہ کرتے ہیں اور ایک قسم ہیں
 جو یہ عمل کرتے ہیں پس طاغیہ صوفیہ پر وجہ ہے کہ ایسی جماعتوں سے بہتر نہ ہوں
 اور تہمت کی تلگوں سے غلام رہا ہوں اس واسطے کہ تصوف کل صدق ہو اور
 عمل جہد ہے۔ بعضے صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف سر اسر جہد ہے ایمان کو ملی خیر ہر
 اور یہود کی کی نہ ملاؤ لیس یہ اناسماع سے اقتباب اور بہتر کرنے پر
 ولالت کرتے ہیں اور پہلا باب ان بیانوں کے ساتھ جو ایمان ہے

اُسکے جو اہل بر ولایت کرتا ہے اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکر وہ بات سے دفع ہونے کے ساتھ بجا ہم نے ذکر کیا ہے اور ہم نے قول فیصل لکھا ہے اور قصائد اور غنائ وغیرہ میں تفریق کی ہے اور ایک جماعت صاحبین سے تھی کہ یہ نہیں سنتے تھے اور اُسکے ساتھ اُس شخص پر انکار نہیں کرتے تھے جو نیک نیتی سے سُنتا تھا اور ادب کی اہمیت رعایت کرتا تھا

چوبیسواں باب قول فی السماع کے بیان میں جو علو اور استغناء کی رو سے ہے

معلوم کر دے کہ وجہ اور طالع سابقہ کو بتلاتا ہے جو مفقود ہو گیا ہو تو جسے مفقود کہتے ہیں کیا تو وہ پائے گا بھی نہیں اور کچھ بیٹھنا یا بن علت ہے کہ بندہ کا وجود صفات کے وجود اور اُسکے بقایا کے سبب فرحت کرتا ہے پس اگر بندہ خالص ہو تو آزاد خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شکر و جہ سے رخصت اور الگ ہو گیا تو وہ کاشترک بقایا کا شکار کرتا ہے اور وجود بقایا کا عیبات کے کسی شے کی مخالفت سے ہوتی ہے اور حضری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کیا ہے دون اور بہت اُس شخص کا حال ہے جو محتاج اسکا ہو جو اسکو جگہ سے اکٹھے تو وجہ سماع محض کے حق میں اس نظر سے کہ وہ واجد کو جگہ سے بلا دیتا ہے اور باطن میں اُٹھتا ہے اور ظاہر میں اُٹھتا ہے اور تپید ہوتا ہے اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل دیتا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ بطل کے حق میں ہے اور اُسکے سوا نہیں کہ حق اور بطل کے حال میں اختلاف ہوتا ہے یعنی بطل وجود ہوئی کی وجہ سے وجہ کرتا ہے اور محض ارادہ قلب کے وجود سے وجہ کرتا ہے اور اسی واسطے

کہا گیا ہے کہ سماع قلب میں کوئی چیز پیدا نہیں کرتا اور وہ فقط اسی چیز کو جنبش دیتا ہے
 جو قلب میں ہے پس جو شخص کہ اسکا باطن ماسوا اسد سے متعلق ہے اسکو سماع
 جنبش دیتا ہے تب وہ ہومی کے ساتھ وجد کرتا ہے اور جو شخص کہ اسکا باطن اسد
 کی محبت سے متعلق ہے وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہے تو مبطل حجاب نفس کے
 ساتھ محبوب ہے اور حق حجاب قلب سے محبوب ہے اور حجاب نفس ارضی ہماریک ہے
 اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہے اور جو شخص ایسا ہے کہ اسنے سابقہ کو شہود کے
 ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہیں مفقود کیا ہے اور وجود کے دامنوں سے لغزش میں
 نہ پڑے وہ سماع سنتا ہے اور نہ وہ وجد کرتا ہے اور اسی کا طے بعض صوفیہ نے
 کہا ہے میں پورا سدا جہج ہوں کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہیں کرتا اور
 منشاء تیور می رحمہ اسکا ایک قوم پر گذر جو جن میں ایک قوال تھا جب اسکو
 دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے فرمایا کہ پھر جاؤ اس چیز کی طرف جس میں تم قہقہے
 و اسد اگر دنیا کے تمام کیل میرے کان میں بھر جاتے میرے ارادہ کو باز
 نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے سابقہ میں پس وجد روح
 گرفتار نفس کا چیمنا اور حلا نا ہے کبھو مبطل کے حق میں اور گرفتار قلب کا کبھو
 محق کے حق میں ہے تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق میں اور
 وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھو محض نعمات اور احسان
 سے تو جو معافی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع میں نفس شریک روح
 ہوتا ہے اور محق کے لیے قلب شریک اسلئے ہوتا ہے اور جو محض نعمات کے
 قبیل سے ہو سماع کے لیے روح مجرہ ہوتی ہے مگر مبطل کے لیے نفس

استراق سمع کرتا ہے اور بحق کیسے قلب استراق سمع کرتا ہے اور وجہ اسکی کہ روح نمون
 سے لذت حاصل کرتی ہے یہ ہے کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہے اور وجودِ متنا
 موجودات میں تو لا اور محکم استحقاق ہے اور شکل و صورت میں تناسب کا ہونا
 روحانیت کی سیرت ہے فوجِ روح نے نعماتِ لذت اور اکانِ متناسب سے
 توجہ و جذبہ اس سے آفرین کیا پھر بشرع کے ساتھ مصالحِ عالمِ حکمت کی وجہ
 سے مفید ہو گئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین میں حدود کی رعایت عین مصلحت
 ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ روح نعمات سے اس لئے لذت پاتی ہے کہ نعمات
 کے ساتھ روح سے نفس نے ایمانِ حقیقی سے بات چیت ایسے رفر و اشارہ سے
 کی جیسے دو عاشقِ مشتوق میں ہوتی ہے اور نفوس و ارواح میں تعاشقِ مصلیٰ ہے
 جو نفس کے ثبوت ہونے اور روح کے مذکور ہونے کی طرف کھینچتا ہے اور مذکور اور
 ثبوت میں محاشقہ یا طبع واقع ہے۔ اسد تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعل شہا زو جہا
 لیکن رلیا۔ اور بنایا اس سے جو ترا اسکا تاکہ اس سے آرام پائے اور حق
 سبحانہ تعالیٰ کے قول میں انصار اور انصار ماہی ملازم اور میل کی طرف ہے جو ابتلا
 اور تعاشق کا موجب ہے اور نعمات سے روح لذت پاتی ہے اس واسطے کہ
 دو تعاشق کے درمیان وہ چہ فریہندہ بات کا کہنا ہے اور جس طرح عالمِ حکمت
 میں آفرین سے پیدا ہونے والے عالمِ قدرت میں روح روحانی سے نفس پیدا ہوا
 تو یہ ثابت اس پہل سے ہوا اور یہ اس لیے ہے کہ نفس بوجہ حیوانی ہے روح
 روحانی کے قریب سے مجس ہے گیا اور آئیں چم چم چم چم چم چم چم چم چم چم چم چم
 کی ارواح سے متاثر ہو گیا اس سبب سے کہ روح روحانی سے اسکو شرف

قرب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت میں پیدا
 ہوا جس طرح کہ آدم سے خوا عالم حکمت میں پیدا ہوئی پس یہ تائید اور عشق
 ہمدگر نسبت ثنوت اور تذکرہ ہونے کے یہاں سے ظاہر ہوا اور اس طریق
 سے روح نغمات سے خوش ہوتی رہی اس واسطے کہ وہ دوست عاشق میں مرسلات
 بہین اور ان دونوں کے بیچ میں سکالہ میر اور ایک قافی نے کہا ہے کہ عظیم
 منافی الوجود عینو نہایت عین سکوت والہو ہی تیکلم نہ سہ تبارکین آنکھ ہماری
 طرات سے وجود میں نہ ہم چپ بہین اور عشق جو بائین تبارکین ہم چپ روح نے
 نفس سے لذت اٹھائی تو نفس نہیں ہوئی کی علت ہو اسنے وجد کیا اور عارفی حدوت
 سے جنبش ان چیزوں کے ساتھ کی جو اسمیں تھیں اور قلب نے جو ارادہ کا ملحق تھا
 ان چیزوں کے ساتھ حرکت کی جو اسمیں تھیں اسوجہ سے کہ روح میں ایک عارض
 موجود ہے اور اسے خیر و ابرقنا علی الارض جرمۃ و الارض میں کاس المرام نصیب ہے
 سے یکانشی کی اور زمین پر جرمہ زری ہم نے کی بہرہ زمین کے واسطے جام کرمیت
 سے نصیب ہے تو نفس مہطل اس کے فلک قلب کے لیے زمین ہے اور قلب عاشق
 انسانی روح کے آسمان کے لیے زمین ہے پس مردوں کے مقام پر پہونچا ہوا اور
 صاحب جو ہر جوارح احوال سے مجرد اور خالی ہو اسنے وادی مقدس میں نفس
 اور قلب کی دونوں جوتیان اثار ڈالیں اور صدف کی نیچاک میں بادشاہ صاحب
 اقدار کی حضور میں قرار پکڑا اور خوشی منائی اور نور عیان سے اکالی کے احرام کو
 جلا پہونک دیا اور اسکی زینچ جو اپنے محبوب کے اثار دیکھنے میں مشغول ہو اپنے
 عاشق کے ہر تکتہ و مبارکی کی طرف مائل نہیں ہوئی تو جو کوئی حیران

مستحق ہو وہ ذاتِ خواہی غنائی کی فریاد و رسی کی نصرت نہیں کھتا اور کیا یہ حال ہو
 اس کے سر کو سماعِ جنبش نہیں دیتا یعنی گران و دیگر وہ چانتا ہے اور ہر گاہ حال ہی
 کہ اس کا وجود اپنے لطیف کا نام پھوسی اور جہنی فریبندہ باتوں کی اس روح کو بانی اور
 اس سے نہیں جانتی تو کس طرح اسے سماع پاسکتا اور اس سے مل سکتا ہے اس
 طریق سے کہ سخا کی بجائے باوین اور وہ بہت عدا اور کثیف ہے اور جو کوئی زخا بہت
 لطیف کے اٹھانے سے راز مائی کرے تو وہ عدا بہت کے بار گران کا تحمل کس طرح
 ہو سکتا ہے اور اس سے قریب تر ایک عدا ہے جو قریب بھیم ہے۔ وہ ایک
 در در ہی سمانہ و تمالی کی طرف ہے جو اللہ کا ارادہ کرے تو اس غیر فریبندہ
 نہیں کرنا جو من عند اللہ ہو اور جو نفس محل قرب میں شفق بقرب ہوا نہ اس کو مکمل
 کھلاوے اور نہ اس کو جنبش دینی ہے وہ چیز کہ من عند اللہ ہو اور سو اسطے کہ وارد
 من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہے اور قریب یا بندہ ہے وہ در در کو لیکر
 لیا کرے اور جد آتش ہے اور رب پائے والے کا قلب نوری اور نور آتش ہے
 ہمیں بسف تر ہے اور کثیف لطیف کے اور تسلط نہیں ہے پس جب ملک کہ مرد
 رسیدہ ہے یہ راہ استقامت پر ہمیشہ برابر چلتا رہے وجود کے جھگڑوں اور کشائش
 کے سبب اسے طریق معبود سے خوف نہ ہو اس کو وجد سماع نہیں پاتا پھر اگر فتور
 اس میں آئے اور اس کے کسی قصور نے روکا اس باعث کہ محتجج حسن کی طرف سے
 اس کے تامل اور تامل اور تامل کی طرح طرح کی مجنون سے برہمت اور
 سازگار ہے یعنی اس پر ایک وجود پہنچتا ہے جس کو وجد یا تامل اس سبب
 کہ از انشراح اور تامل کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف خود گم کرتا ہے تو

جو شخص حق کے ساتھ ہے جب اسے نفوس ہو تو قلب پر کرنا اور تنزل کرنا ہی اور جو
 شخص قلب کے ساتھ ہے جب وہ اپنے نفس پر وقع اور تنزل ہوتا ہے۔ اپنے
 بعضے متشاخ سے ہیں نے سنا ہے کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ میرا
 سماع سے اُسکو وجد ہوا تو اُسے پوچھا کہ کہاں تیرا حالی اور کہاں یہ وجد۔ جواب
 دیا کہ ایک داخل میں ہے اور آیا کہ مجھے اس گھاٹ پر اتار دیا۔ بعضے صاحب سہل نے
 بیان کیا کہ برسوں میں سہل کے ساتھ رہا کبھی میں نے انکو نہیں دیکھا کہ کسی چیز سے
 متغیر ہو سہل جو ذکر اور قرآن سے سُنا کرتے پھر جبکہ اُسکی عمر آخر کو پہنچی اُنکے سامنے
 یہ آیت پڑھی گئی سلا یؤخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جائے گا تو آپ
 کب کیا تے اور تریب تھا کہ گرین تو میں نے اُسکا حال پوچھا کہ مجھے ضعف
 آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت پڑھی تھی۔ الملک یوسف نہ تھی الرحمن۔ آج کے دن
 بادشاہت حق میں ہو تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو
 آپ کے یار تھے کہا ہر آئینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہی تو
 قوت کیا ہے کہا قوت یہ ہے کہ ہر آئینہ کامل اسپر کوئی درد نہیں آتا مگر یہ کہ یہی
 قوت حال سے اُسکو بچاتا ہے پس اُسکو کوئی درد متغیر نہیں کرتا اور اسی تیل
 سے ہے قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا۔ لہذا کتنا حق نسبت اقلوب یعنی اسے
 ہی ہم تھے حتی کہ دل سخت ہو گئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے وقت
 روتے دیکھا اور قول آپ کا نسبت یعنی سخت اور صلب ہو گیا اور قرآن کی
 سماعت خیر میں پڑ گئی اور اُسکے انوار سے مالوف اور انوس ہو گئے یہ کہ کوئی
 نئی چیز وہ نہیں پاتے تاکہ متغیر ہو اور صاحب وجد اُسکی مثال ہے جسکو نئی

چیز معلوم ہو اور اسی واسطے بعض صوفیہ نے کہا ہے میرا جالی نماز کے پہلے جیسے میرا
 حال نماز کے اندر چر اشارہ اس سے ہے کہ حالی شہود کو استمراری پس اسی طرح سماع
 میں ایسا ہے جیسا سماع سے پہلے تھا اور غیب نے کہا کہ وجد فضل علم کے ساتھ مضر
 نہیں ہے اور فضل علم فضل وجد سے بہت پروری اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے ہیں
 ہر خیال پر کہ وہ کہا کرتے کہ اگر یہ بقیہ وجود سے ہے اور یہ سب قریب یعنی قوی ہیں
 لہذا اس شخص کے لیے جو اس معنی میں اشارہ جاتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص
 اور انھم اور نادار اور نادار ہے اور معلوم کر دے کہ یہ کرنے والوں کے لیے مختلف
 اور ہر سال کے وقت میں انہیں سے بعض خوف سے روتے ہیں اور بعض خوشی
 کے مارے روتے ہیں اور کوئی ایسا ہے کہ وہ خوشی کے اثرات سے روتا ہے جیسا
 کہ شاعر نے کہا ہے ہر شیخ اسرار علیٰ حقانی بن عظیم با قدر سنی ابکائی +
 + اللہ ہی تو بدن میں سرور اس قدر کہ میں + عظمت سے اسکی جس نے
 کیا خوش تھا رو دیا + شیخ ابوبکر کنانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عوام کا سماع
 طبیعت کی متابعت سے ہے اور مریدوں کا سماع خون ورجا سے ہے اور اولیاء
 کا سماع نعمتوں اور الاء کے دیکھنے سے ہے اور عارفوں کا سماع مشاہدہ
 حق اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہے اور انہیں سے ہر ایک
 کے لیے ایک مصدر اور مقام ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ موارڈا تر نے بین پیر
 ایک شکل سے یا ایک موافق سے پتے ہیں تو جو در و شکل سے ملا اُس سے
 مل گیا اور جو در و موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے
 موجدید اور احوال ہیں اور جبکہ ہم نے ذکر کیا ان شخص کا حال ہے جو سماع سے

بلند اور مرتفع ہے اور یہ اختلافات اقسام بکا کے اختلافات پر واقع ہے جو سب کو ہم نے خوف
اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہے اور انہیں سے اعلیٰ درجہ کا بکا اور فرح ہے جسے
کوئی شخص آئندہ مدت کے سفر بعد اپنے گھر پہنچنے میں آتا ہے تو اہل کے دیکھنے کے
وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روزگاری اور گریہ میں ایک اور مرتبہ ہے جو اس
بھی نمایاں ہے اسکا بیان نادر ہے اور اسکی شرح بھی نادر ہے اور اسکا بیان اس
وجہ سے کہ ہم اس کے اور اس کے قاصر ہے اور اس کا بیان نادر ہے اور اس کا بیان اس
کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور غور سے اس پر غما ہوئی ہے اور اس سے جانتا ہے جو اسے خدا
وہود و لایا تا ہے یا اسکو بھی محبت اور مثالوں کے جھٹتا ہے اور وہ بکا و وجدان بکا
فرح کے علاوہ ہے اور وہ حق الیقین کے بعض موطن میں پیدا ہوتا ہے اور دنیا
میں حق الیقین سے تھوڑے اور تارین تو اس کے بعض موطن میں بکا یا باجا تاکر
اسوجہ سے کہ محبت اور قدیم میں فائز اور تائن ہوتا ہے پس بکا ایک ترشح ہوتا ہے
جو حد و ث کے وصف سے ہے اس سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطو مستور
شعلہ زنی کرتی ہے۔ و یقرب من ذلک متلا فی اشارة قطر النعام تہلاتی مختلف
الاجرام۔ اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہے بقیہ پر شعر ہے جو تندر صرف کے فتح
کرتا ہے ان کچھ دنیا میں بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہے کہ آثار سے
باکل پاک اور منہ ہوا اور انوار میں ڈوبا ہوا اور زبان بعد اس سے مقام بقا کو
ترقی کرے اور اسکو ایسا وجود پھر دیا جائے جو مظهر ہو تو بکا کے اقسام اسکی
طرف مائل ہوتے ہیں خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کہ
صورت میں ان کے مشاغل اور مسائل ان کے حقائق سے ہو ایک فسق

لطیف کے ساتھ جملہ لوگوں سے لوگ ادراک کرتے ہیں اور اس صورت میں سماع سے
 بھی ایک قسم اُسپر عروج کرتی ہے اور یہ قسم اُسکے لیے مفرد ہے اور اُسکے ساتھ مقہور
 لینا ہے اُسے جب وہ چاہتا ہے اور رد کرتا ہے جب چاہتا ہے اور یہ سماع متناہی ہے
 اُس کی نفس کے ساتھ تو تاہی جو مشتمل ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی مہیا
 ہو اور طایفہ اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک نفسی اُس میں سے
 سکھلا دی ہے تو اُس کا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا متع اور ارتفاع ہے جس
 طرح لذات اور شہوات سے متع حاصل کرتا ہے نہ کہ یہ اُس سے سماع لیتا ہے یا
 اُسے بڑھاتا ہے اور یا اُس پر بنا کر ظاہر کرتا ہے تو اُس میں نفس ایسا ہوتا ہے کہ کثیا
 باپ کی گود میں کہ اُسکو بعض اوقات بعضی جو آہستہ میں خوش کر دیتا ہے اور
 اسی قبیل سے ہے یہ نقل کہ آیا محمد الرشیدی اپنے یاروں کو سماع میں مشغول
 کرنے اور آپ اُسے ایک طرف گوشہ میں جا کر نماز پڑھتے تو ہر آیت ان نعمات
 نے ایسا ہی کہتے پایا ہے جیسا کہ اُس نے پہلے پایا ہے تو اُسے نفس خوش اس سے
 ہو کر لٹھیا سو اُسے روح کا مورد اس میں صفائی کے سبب ہر وقت زیادہ
 ہوتا ہے کہ روح نے نفس اپنی متع اور ارتفاع میں دوہری کیونکہ نفس باوجود طائفت
 کے اپنی ذلت اور بناوٹ کے سبب موصوف باجہ نیست ہوتا ہے
 اور اُس کے بعد میں فتوح سے اقسام روح اور اُس کے حصے داخل ہو جاتے ہیں اور
 اُس کے کان میں نماز کے وقت آسمان کا براہ پانا اُسکی اور اُسکی حقیقت مناجات
 اور کلام متغزل کے ختم میں درمیان مکر اور حیلہ کرنے والا نہیں ہے اور وہ
 اقسام بلاخر حمت اپنے اپنے محل تک پہنچ جاتے ہیں اور کوئی فراغت

نہیں ہوا اور یہ سب اسوجہ سے کہ ایمان کے ساتھ سیتہ کی خیر کو سمجھتے ہو
 اور اللہ حسن اور نہان ہو اور یہی واسطے کہا گیا ہو کہ سماع ایک قوم کے لیے
 مثل دو ہو اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے شکر کے مثل ہو
 اور اقسام بجا کے خود سے جو مروی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اہل سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھ انھوں نے عرض کی میں آپ کے سامنے
 پڑھوں اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہو تو حضرت نے فرمایا مجھے قسمت ہو کہ
 اسے میں اپنے غیر سے سنوں پھر سورۃ النسا پڑھنی شروع کی بیان تک کہ وہ اس
 آیت پر پہنچے فلیف اذ جناس کل امۃ تشہد وجناب علی ہوا لا تشہد
 یعنی پھر کیا حال ہو گا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائیں اور
 مجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائیں تو کیا ایک حضرت کی دونوں انگلیاں
 اشک ریزان نہیں۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر سود
 کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اشک کو ملا اور پھر اپنے دونوں لب اس پر رکھ کے
 دیر تک رویا کرتے اور کہا دی عمر بیان اشک گر کرنے ہیں اور شہان جو ہی
 اس کی طرف اسام بنا کر تشریف لائیں اور امین ایک فضیلت ہے جس کو پیغمبر صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اٹھا ہوا فرمایا۔ اللہم ارزقنی عیدین ہطائین یعنی اے اللہ
 میرے روزی مجھے کہ دو انگلیاں جو بہت اشک ریزان ہوں اور بگانی ہے
 جو پرتند اور پیرا ہے اور وہ اٹھ ہو کہ یہ اشک کی طرف ایک وجود الگائے
 کے ساتھ جو اس کو کہیم نہان سے مقام بقائیں عطا کیا گیا ہو اس کی طرف
 خود کرتا ہو

پچیسواں باب قول فی السماع کے بیان میں ادب اور توجہ کے ساتھ

اور یہ باب ادبِ سماع اور حکیمِ حاشہ درسی اور خدماتِ مشائخ پر جو اہمیت ہے اور جو چیزیں کہ اہمیت مانورِ موقوف اور معذور ممنوع سے جو ان سب پر مشتمل ہو۔ بنا بر تصوف مجاہد احوال میں صدق پر ہو اور وہ جدید یعنی درستی اور کوشش بالکل جو صادق کے سرور و اہمیت ہے کہ وہ ایسی مجلس میں جائے گا ارادہ کرے جس میں راہگاہ ہو گا جب کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نیت کرے اور اپنی ارادہ اور طلب میں اُس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی جہی کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس میں جانے کے لیے کرے اور اللہ تعالیٰ سے برکت کا اہمیت سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب مجلس میں آئے تو صدق اور وقار کو ماتہ اور پاتوں کے سکون سے لازم رکھے۔ ابوبکر کثافی رحمہ اللہ نے کہا کہ جمع پر واجب ہے کہ وہ اپنی سماع میں اس سے راجح ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اُس کے وجد یا شوق یا غلبہ وارد ہو کہ برنگینہ کرے اور وار د اُس کا ہر ایک حرکت اور سکون اُس سے کھو کر تو صادق وجد سے بچے اور اہمیت حرکت سے پرہیز کرے جب تک جو سکون علیٰ الخصوص جب کہ شیخوں کی حضوری میں ہو۔ حکایت ہے کہ ایک جوان حنفی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز شنی نعرہ مارا اور متغیر ہو گیا تو اپنے اس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو میری صحبت میں مدتِ بیعت تو اُس کے بعد وہ اپنے تئیں مضبوط کرنا

اور بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا گئے۔ پھر جبکہ ہر ایک
 دن اُن دنوں سے کیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکلی گئی تو صدق سے نہیں ہر
 کہ ملا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعویٰ بغیر حال حاصل کے کرے اور عین
 اتفاق پر مشہور ہو کہ نصیر آبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریص تھے تو اس میں
 لوگ بہت غصہ ہوتے کہا جان وہ اس سے بہتر ہو کہ ہم شیخین اور غیبت کریں تو اسے
 ابو عمر بن مجید وغیرہ اُسکے بھائیوں نے کہا افسوس ہے ابا القاسم سماع کی
 نفرتیں بدتر ہیں اور اتنی برسوں سے کہ ہم لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور یہ
 اسوجہ سے کہ سماع کی نفرتیں اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور کئے جھوٹ سے
 حال کا مروج اور معطر کرنا ہے اور اس میں کئی گناہ ہیں ایک تو اُن میں سے یہ ہے کہ
 وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہے کہ اسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہے اور حال آئندہ
 بخشی نہیں۔ اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہوں سے بدتر ہے اور ایک گناہ
 سے یہ ہے کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہے کہ اُسکی نسبت حسن ظن کریں اور
 فریب دینا خیانت یعنی دغلی اور ناراستی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے کہ تنسے میں فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور ایک گناہ ہے
 یہ ہے کہ ہر گاہ وہ بسطل ہے اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا ہے تو غفریب
 اس سے ظاہر وہ امر ہو جائے گا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کر دے اور اس کے
 نتیجہ یہ ہے کہ اور لوگوں کی نسبت جو اس کے ایشالی ہیں اسکا اعتقاد خراب ہو جائے
 پس اہل صلاح کے حق میں قسا و عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہو گا۔ اور
 اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچے گا جو حسن ظن رکھتا ہے اور اس سے صاف

کی مدد دینا ہو جائے گی اور اس سے بہت کچھ آفتیں پیدا ہوں گی جس سے اس شخص پر کسی
 پیرے کی جو اس سے بحث کرے گا اور ایک کھنن سے یہ ہو کہ حاضرین کو ان کے قیام اور
 قعود میں ہوا نفقت کی ضرورت پیش آئے گی تو وہ اپنے جھوٹے لوگوں کی تکلیف تکلیف
 دینے والا ٹھہرے گا اور جماعت میں وہ شخص موجود ہو کہ نور فرستے دیکھتا ہے
 کہ وہ جھوٹا ہے اور اپنے نفس پر مجلس کی ہوا نفقت کو مدد دینے سے اٹھتا ہے اور
 گناہوں کی شرح آئین بہت ہوتی ہے تو چاہیے کہ اپنے اہل و عیال کے خون کرے
 اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اس کی جنبش روضہ دار کی ہوتی ہو جو بند کرنے کی راہ اسے
 ملے یا چھینکنے والے کے مثل جسکو اس کی قدرت نہیں ہے کہ چھینک آئی ہوئی کو
 روک دے اور اس کی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو داعیہ طبیعت
 شغفی ہے۔ سر میں نے کہا ہے نعرہ اور فریاد میں صاحب وجد کی شرط ہے کہ وجد
 اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کے شہر پر اگر تلوار باری جائے تو اسکو خبر نہ کہ دروازہ
 یہ اہل وجد کی نوبت شاذ نا در ہی ہوتی ہے اور کھوس دینیہ کو طبیعت سے صاحب
 حال نہیں پہنچتا مگر اس کی آواز ایسی نکلتی ہے جیسے کسی کو نفس ہوا اور وہ ایک
 قسم کے ارادہ سے ہوتا ہے جو مضطر سے ملا ہوا ہے اور یہ مضبوط حرکات کی رعایت
 اور نعرہ کی رو سے ہو اور کپڑوں کے چار ڈالنے میں زیادہ موکہ ہے اس واسطے
 کہ ہاتھ لگا اطلاق اور خراب باطل ہے اور اسی طرح سہل شدہ کی طرف خرقہ پائینکنا کر
 سہراوار اسکے نہیں کہ یہ فوت کیا جائے الا جب کہ اس کی نیت ایسی موجود
 ہو کہ آئین تکلیف بناوٹ اور یا کاری بنو اور جب کہ نیت نیک ہے تو قول کی
 طرف خرقہ کے چھینکنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہر آئینہ کعب بن زبیر سے

روایت ہے کہ وہ مسجد میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور
 ابیات پڑھیں جنکی اول بیت یہ ہیں ۱۔ بابت سجاد قلبی الیوم تہدک ۲۔
 یعنی سجاد و محبوبہ جدا ہو گئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ وہ
 اس بیت تک پہنچا ۳۔ ان الرسول سیف مستفاد ہند من سیوف اللہ سلوان
 یعنی رسول اللہ ایک شمشیر ہیں کہ اُس سے روشنی اور فیاض حاصل کی جاتی ہے
 اللہ کی تلوار دین میں سے ایک کچی ہوئی تلوار ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ تو کون ہے سو کہا۔ اُشمدان لا الہ الا اللہ و اُشمد
 ان محمد رسول اللہ میں کعب بن زبیر ہوں تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اُسکی طرف ایک چادر چاڑھے ہوئے تھے پھینک دی جب نہایت معاویہ
 کا تھا تو اُسکے پاس آدی پچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے
 ہاتھ دس ہزار کو بیچ کر دے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہ کر بھیج دیا میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہیں دے سکتا جب وہ مر گیا تو معاویہ نے
 اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلیٰ اور وہ چادر آج کے دن ابام
 ناصر الدین اللہ کے پاس موجود ہے کہ اُسکی برکات اُسکے ایام شہدہ پر پہنچی
 اور متصوف کے آداب ہیں کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہیں اور اُنکا کمال محبت
 اور معاشرت میں ہوتا ہے اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہیں ہوتے تھے
 مگر ہر ایک بات کو ان لوگوں میں پند کیا اور اُنکے دو پر اتفاق کیا ہے اور نہ پیر
 شرع کا انکار کوئی وجہ انکار کی نہیں نہیں ہے تو ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان
 لوگوں میں سے اگر کوئی سماع میں متحرک ہوا اور اُس سے فرقہ برپا ہو گیا

ایک دینار پیر نازل ہوا اور اسے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینک دیا تو مسخ کرنے
 نزدیکیاں یہ کہ حاضرین سر پر نہ کرنے میں اس کے ساتھ موافقت کریں جبکہ یہ امر گروہ
 اور شیخ سے ہوا اور اگر فعل شیخ کی حضور میں جواہر سے ہو تو شیخ پر یہ نہیں کر
 کہ اس میں جواہر کی موافقت کریں اور فقیر حاضرین پر جواہر کے لیے ترک
 موافقت حکم مشائخ پہنچتا ہی پھر جب سماع سے خاموش ہوں صاحب
 حال کو خرقہ واپس دیا جاتا ہے اور حضار مجلس عماموں کے اٹھانے سے اسکا
 ساتھ دیتے ہیں پھر انھیں فوراً سروں کی موافقت کے لیے پہنتے ہیں اور جب
 خرقہ قوال کی طرف پھینکا جائے تو وہ قوال کا ہر جب کہ اسے ارادہ اس نے
 عطا کا کیا ہوا اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہیں کیا تو بعض نے کہا ہر کہ وہ
 قوال کا ہو چکا اس واسطے کہ اسکا حرکت ہی قوال ہو اور اسی کی طرف سے وہ
 موجب صادر ہوا کہ خرقہ کو پھینک دے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مجلس بھر کے
 لیے ہر کہ اسکا خرقہ قوال ہے کہ اس میں حرکت قوال کا برکت جماعت کے ساتھ کر
 کہ وہ پیر ہوا اور امداد و جد قوال کے گانے پر حضور میں ہی پس قوال نہیں
 سے ایک ہو گا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے
 بعد فرمایا جو شخص ایسی جگہ ٹھہرے اس کے لیے یہ درجہ ہوا اور عمارا جائے
 اس کے لیے یہ درجہ ہوا اور عقیدہ ہو اس کے لیے یہ ثواب ہے جو قوال لوگ شتابی
 کرتے اور بڑے اور بڑے کرتے تیرہ تھنڈے کے پاس ہوتے پھر جب امداد
 نے سلطان کو فتح دی تو جواہر انہوں نے خواستگاری کی کہ یہ فتح ہمارے
 ناصر ہوا اور بڑے لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے یار اور پشتی تمہیں پس مال

غنیمت پنجم سے ایک ایک نہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل یہ آیت کی۔ لیکن لوگ
 عن الأنفال قل الأنفال للہ والرسول۔ یعنی تجھ سے مال غنیمت کا سوال کرتے
 ہیں کہہ دے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہے پھر حضرت بنی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے ان سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کر دیا اور بعض کا قول ہے کہ اگر
 گاتے والا قوم میں سے ہو تو وہ ایک کے مثل تو لگنا جائے گا اور قوم سے ہو تو جو
 اسکی قیمت ہو اسے دیکھ لے اور جو فقرا کے خرقرن سے ہو ان سب کے درمیان
 تقسیم کیا جائے گا اور اگر قواں اجرت پر آیا ہو تو اسکو کچھ نہیں ستلے گا اور
 اگر وہ شریعہ اجرت ہو تو اسکو دیا جائے گا اور یہ سب باتیں اسوقت میں کہ وہ ان
 شیخ موجود حکم دے اور وہ ان پر شیخ موجود ہو سکی بزرگ دہشت اور اس کے احکا
 متثال ہو تو شیخ امین حکم دیکھا جو اسکی رائے میں آوے کہ ہر آئینہ میں مختلف
 ہواں ہوتے ہیں اور شیخ کے یہ جتنا حاصل ہو تو جو اسکی رائے میں آئے
 کہ اسے پس کسی کو اعتراض نہیں اور بعض اجاب اور بعض جھڑنے اسکا خیر اور
 معاوضہ دے دیا اور قواں وقوم پر رضی ہو گئی اور ہر ایک شخص ان میں سے
 اس کے فرقہ کی طرف ہجرت و جائزہ اور اگر ایک نے ان میں سے ایثار اور دے
 دینے پر اصرار کیا اسوجہ سے کہ اسنے اسکی غنیمت سے اتنا رہی تو قواں کو اسکا
 فرقہ دیا جائے گا اگرچہ پھر سے فرقہ کا چاک کرنا جسکو سچے صاحب حال سے
 ایسے غلبہ کے سبب پھاڑ ڈال دیتی جس سے وہ بے اختیار ہو گیا جس طرح کہ
 نفس کو غلبہ ہوا کرتا ہے پھر جو کوئی اس کے روکنے کا قصد کرے تو سب اس کے
 کوشش کرتے کہ اسے روک لیتے ہیں ترک باختر قہر اسکا کہ وہ نفسی قہر کے

اثنار سے ایک اتر کر اور خرقة کا پاکی کرنا اثنار و جد سے ایک اتر کر تو خرقة میں
 اثر ربانی آگیا اسکا حق ہے کہ سب لوگوں کو دیا جائے اور غرض انکرام کے لیے
 سر پر رکھا جائے سے تفویض اور داغ بخند میں ثنیا بہم بیوم القدر و تقرب
 العبد بالدار ہے اور داغ بخند میں جو ملک انکے جامہ سے ہونے کے
 دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کا
 استقبال فرمایا کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے اور زمانہ کے نئی ناری
 خیر ہے جس کا وعدہ پروردگار سے کیا تھا پس پٹیا ہر خرقة تازہ دار و عہد کا ہر تو
 طے ہے خرقة کا یہ ہے کہ حاضرین کو بانٹ دیا جائے اور جو ثابت خرقة اسکے تابع
 ہیں اسکا حکم ہے کہ شیعہ اسکے حق میں حکم جاری کرے اگر بعض فقر کو مخصوص
 اسکے حصہ سے کر دے تو اسکو اختیار ہے اور اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو بھی
 اسکو اختیار ہے اور یہ حضور خیر ہو گا کہ یہ تقریط اور خرچ فضول ہے سو اسے
 کہ جو خرقة اسکے موقع پر وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے جسکے حاجت ہو جیسا
 کہ بخرقة فائدہ دیتا ہے۔ اور امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے کہ ایک طے خیر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر
 آیا تو وہ میرے پاس بیچ دیا میں وہ میں کو ماہر دیا تو آپ نے فرمایا کہ جو میں اپنی
 دانت کے لیے مکروہ جانتا ہوں اس سے تیرے لیے راضی نہیں پھر آپ
 نے اسکے ٹکڑے کر کے عورتوں کو اور یتیمان بنا دیں اور ایک روایت
 میں ہے کہ میں آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اسکو کیا کروں یا میں اسے
 میں لوں فرمایا کہ نہیں بلیں اسکی اور یتیمان و اطم کے لیے بنا دو

مقصود فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت
 حمزہ اُن سے ہیں اور اس برویت میں ہے کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دو ہر اسلا ہوا تھا
 اور یہ وجہ کیس کے بھاڑنے اور اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں سنت کے اندر
 ہے۔ حکایت ہے کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت میں فقیہ اور صوفی جمع ہوئے
 اور خرقہ گزرا اور وہاں شیخ الفقہ ابو محمد حنفی اور شیخ الفنون ابو القاسم
 قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کر لیا تو شیخ ابو محمد نے
 بعض فقہاء کی طرف توجہ کی اور یکے کے کہا کہ یہ اسرار اور بلاغ مال ہی تو
 ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا ایمان تک کہ تقسیم ہو چکی بجز خادم
 کو بلایا اور کہا مجھ سے ہیں دیکھو جس کے پاس چٹا پیر انا سے ہے تو اُسے میرے
 پاس لے آئیے وہ مصلیٰ آیا پھر ایک شخص آگاہ و نفع کیا کو حاضر کیا اور کہا
 متصل کتنے پرزادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دینار پر کہا اور ایک ہی
 قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف توجہ ہوئے
 اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہیں ہے اور بیٹا ہوا خرقہ سب حاضرین پر
 تقسیم ہوا ہر خواہ ہم جنس ہوں یا غیر جنس جب کہ قوم کی نسبت اُنکو حسن
 ملے ہو اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ طارق بن شہاب
 نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاد سے عمارہ کیا اور اُنکی آمد اور اُنکی
 کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور قیاب ہوئے
 اور اہل بصرہ نے چاہا کہ عمار سے کوفہ کے لوگوں کو کچھ نہایتیں بنی تقسیم
 سے ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اچھا جس طرح عمارت کو کتبے کے واسطے

تو چاہتا ہے کہ ہماری خدمتوں میں تو ضرور ایک ہو آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا حضرت نے
 جواب لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے جو لڑائی میں موجود ہو اور بعض اس طرف گئے ہیں
 پٹاخرفہ عباسی تقسیم ہوا جو زمین ثابت ہو قوال کو دیا جاسے اور استدلال
 اس رویت سے اپنی قیادہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کہا جب زمین کے دن لڑائی میں
 اپنے اور زار کھدے اور قوم سے ہم کو فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہا جس شخص نے کسی قتل کو مارا اُسکا لباس مارنے والے کا حق ہے اور یہ اُسکے
 لیے وجہ تیغ خرقہ میں جو اور عیاض فقیر ہو اُسکا حکم ہے کہ حاضرین کے حصہ کرتے ہیں
 وہ یہ بائیں اور اگر مجلس میں تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے تھا اسی حصہ
 نے کارروائی اشعری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی خدمت میں تین دن بعد جنگ خیبر سے آئے تو ہمارے حصہ لگائے گئے اور
 کسی کو حصہ نہیں دیا گیا جو ہمارے سوا فتح میں موجود نہ تھا اور قوم ہنوز کے لیے سماع
 میں آئے لباس میں خرجس کا موجود نہ تھا کہ وہ معلوم ہوتا ہے تب بعد حیلہ ذوق اُسکا
 پر نہیں فرما سکا کہ اگر اُسکا جو نکر نہیں ہے یا فریاد جو تکلف اور عداوت کا
 سبب ہے یا وہ نہ کہنے کے لیے اور جو اپنے قراحت حاضرین کو تشویش دے
 یا جو حضرت میں بعضی اللہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس پہنچے کہ چنانک حضرت حبشہؓ علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا
 رسول اللہؐ کہ تیرا دست کے قراوت مندوں سے پہلے آتے ہیں
 اور یہی ہے حضرت میں دن کے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 اور فرمایا میں کوئی ایسا شخص ہے جو ہمارے لیے قمار پڑے تو ایک بدوی نے

کہا مان یا رسول اللہ تو فرمایا لا تو اعرابی نے پڑھا ہے اللہ سخت جیتا اسی بیداری
 نکلا طبیب لہا دلہا مانی اللہ طبیب اللہ شفیقت بہ غنہ رقیقتی و تریاتی بہ ترجمہ
 ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر میں کاٹا ہے کہ آسکانہ کوئی طبیب جو نہ مٹر
 پڑھنے والا ہو مگر وہ ہر طبیب کہ جس کا میں شیفتہ اور زینتہ ہوا ہوں اس کے پاس میرا
 منتہی ہے اور زہر مرہر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپ کے ساتھ
 صحابہ نے بھی وجد کیا یہاں تک کہ رد در مبارک آپ کے نشانہ سے گر ٹری ہر جب فارغ
 ہوے ہر ایک شخص انہیں سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا
 اچھا آپ کا لعب ہی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا آد یا معاویہ وہ شخص جو غم میں ہو
 جیسے ذکر تیب کے شے پر اہنز آرا و جنبش نہو پیر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین کو بانٹ دیے اور یہ حدیث
 ہم نے سند سے وارد کی ہے جیسا کہ ہم نے سنا اور پایا اور ہر آئینہ اسکی صحت میں
 اہل حدیث نے کلام کیا ہے اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہیں پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے منقول اور وہ ہم شکل اہل زبان کے وجد اور انکی سماع و اجتماع
 اور انکی ہدایت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل باطن کے
 ہوتے ہے انکی سماع اور انکی خرقہ چاک کرنے اور ان کے بانٹ لینے میں اگر وہ صحیح
 ہو اور اللہ بہتر دانا ہے اور میرے دل میں کھلتی ہے کہ وہ صحیح نہیں ہو سکتا
 آسمان ذوق اسکا نہیں پاتا ہوں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
 اپنے اصحاب کے ساتھ اور ان پیسند و ن کی وہ اہتمام دکر نے ہیں
 بتا بر اس کے جو ہیں اس حدیث میں ہو گیا ہے اور دل اس کے نبی سے

۱۰. انکار کرتا ہے اور اندر خوب تر جانتے والا اسکا ہے

چھبیسواں باب ان چلوں کے بیان میں جنکا التزام صوفیہ
کر لے ہیں

چلے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہیں ہے جسکے سوا وہ اسکی طلب نہ کرتے
ہوں ایکم جبکہ علم وفات کی منی منتہیں نہیں داخل ہوتی ہیں تو چلے کے ساتھ وقت
کا تقید کرنا انکو مجبوبات اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ چلے کا حکم انکے ساتھ رہنے
پر جاری ہو جائے گا تو وہ اپنی جمیع اوقات اسی ہیئت سے رہیں جو چلے میں ہوتی
تھا اسکی یہ ہی کہ چلا ذکر کے ساتھ مخصوص حدیث شریف میں آ کر جسے چالیس دن
اند کے واسطے خالص کر دیے حکمت کے حشے اسکے قلب سے زبان پر اسکے
ظاہر ہوتے ہیں اور ہر آئینہ اند تعالیٰ نے چلے کو ذکر کے ساتھ قصہ موسیٰ
علیہ السلام میں مخصوص فرمایا ہے اور چلے کے ساتھ تخصیص امر اسی فرید ترک
زیادہ کے لیے ہے۔ قال اند تعالیٰ وواعظا موسیٰ ثلثین لیلة وثمانیۃ بعشر فتمیتھا
رہ اربعین لیلة اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اسکو دس
رات کے ساتھ پورا کیا اسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات
کا ہے اور قصہ اسکا یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا
جب کہ وہ مصر میں تھے کہ اند تعالیٰ جب انکے دشمنوں کو ہلاک اور انکو دشمنوں
کے دشمنوں سے خلاص کرے گا تو اند تعالیٰ کے پاس سے ایک کتاب انکے واسطے
آئے گی جس میں حلال اور حرام اور عذر و داور احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اند
تعالیٰ نے وہ کام کیا اور دشمنوں کو ہلاک کر دیا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے

کتاب نانگی تب اسکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تین دن روزہ رکھے اور وہ دفعہ کر
 پھر جبکہ تیس مرتبہ پوری ہوئیں تو اُسے منہ کی بدبو بری معلوم ہوئی تو خرب چلی
 رخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منہ
 سے مشک کی خوشبو سونگتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کچھ دیا پھر اُسکو
 اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا
 کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو محض مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہے
 اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دین اور رات کو کھانے
 بلکہ چالیسوں دن بغیر کھانے کی طرح کر لے اس سے معلوم ہوا کہ عمدہ کا کھانے
 سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس بات میں ہے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام
 اسکے محتاج ہوئے جب کہ مکالمہ اسی کے لیے وہ مستعد ہوئے تھے اور علوم
 لدنی اُن لوگوں کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے
 ہوتے ہیں ایک فہم کا مکالمہ ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن
 نماز اور روزہ کر لیا اس طرح کہ اپنے نفس سے معاملہ بعدہ ہلکا کر کے لایا ہو تو
 اللہ اس پر علوم لدنی کو نثار فرمادے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 اسکی خبر دی الای امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم میں نصین اور اس میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اسکا حکم فرمایا
 اور چالیس دن سے قید اور حد لگانی ایک ثلث کے واسطے ہے اور اسکی
 حقیقت پر کوئی مطلع نہیں ہے۔ دنیا علیہم السلام جبکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو معلوم
 کر دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے نبیاء کے سوا اسکے معلوم کرنے سے مخصوص

کر دیا اور اسکی پوشیدہ برگی بین ایک معنی چمک رہے ہیں اور اہد بہتر و نامہ اور وہ
 یہ کہ جب اہد تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تعداد
 سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہے قرطبی نے آدم بیدہ اربعین صباحا یعنی آدم کی سرشت
 کو اندھنے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم جبکہ دیرین کی آبادی کے لیے
 صلاح خواہ تھا اور اہد تعالیٰ نے اس سے دنیا کی آبادی چاہی تھی طرح کہ ہنسی کی
 آبادی اس سے چاہی مٹی سے اس ترکیب کے ساتھ اسکو پیدا کیا جو عالم حکمت
 اور مہارت اور اس درویش کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اسکی
 دنیا کی آبادی بن نہ آتی جس حالت میں کہ سفلی اجزاء زمین سے وہ مخلوق ہوتا پس
 مٹی سے اسکو پیدا کیا اور چالیس دن اسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن
 کے خمیر سے چالیس جناب حضرت آدمی سے دور ہو جائے اور بارگاہ آدمی اور
 مقامات قرب سے چٹان رہے اسویشے کہ اس جناب سے رک نہ جاتا تو دنیا محو
 شوقی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بعد از مقام
 قرب سے آدمی بن کر لڑی پس ہر روز اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لیے دنیا سے
 انقطاع کرنا اور اسکی سائے سے اسے اور ادھاش کی طرف توجہ رکھنی ایک جناب
 سے نکالتا جو ایک معنی ہو کہ اعمین رامت رکھا ہوا ہے اور ہر ایک جناب نے
 اپنے لیے موانع شیعہ بنوا اور منزل حاصل کرنا ہے قرب حضرت آدمی جو مجمع
 علوم اور انکشاف ہے ہر جناب کہ چلا اور اچھا تو پیر وے دور ہو جاتے ہیں
 اور علوم و معارف اس پر خوب ریش کرتے ہیں بعد ازاں علوم و معارف
 جو ایمان ہی انوار سے بدل جاتے ہیں اس سبب سے کہ اور عظمت

اتنی کی آنکھ سے متصل بہتے ہیں اسوقت ایمان حدیثِ نفس کے علومِ الہامیہ بن جاتے ہیں اور حدیثِ نفس کے احرام انوارِ طہمت کے قبول کرنے کو پیش آتے ہیں پس اگر وجودِ نفس اور اسکی حدیثِ نفوتی تو علومِ آئینہ ظاہر نہوتے ہو اسطے کہ حدیثِ نفس قبول انوار کے لیے ظرافت وجودی ہر اور قلب میں بالذات قبولِ علم کے لیے کوئی شکر نہیں ہوا اور خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان ہر کہ اس کے قلب سے حکمت کے چشمے اسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہو کہ قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اسکی عالمِ شہادت کی طرف ہو اور ایک رخ اسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہو کہ اسکی توجہ عالمِ غیب کی طرف ہو تو جو علومِ نفس میں پیدا کیے گئے ہیں ان سے قلب مدد چاہتا ہو اور رہتا ہو جو اسکی ترجمان ہر اس کے حوالہ کرتا ہو تو علومِ نفویہ قلب سے ہی اسواستے کہ علومِ اسمین جڑ پکڑے ہوئے ہیں تو قلب اور روح کے لیے قرب اتنی سے وہ مراتب حاصل ہیں جو الہام کے ربوں سے ہر سے ہیں پس بندہ اللہ کی طرف جب تک پڑنے اور لوگوں سے الگ سوہونے کے سبب اپنی مسافت ہست وجود کو قطع کرتا ہو اور اپنے نفس کے معاون سے جوابِ علوم کو نکالتا ہو اور ہر آئینہ حدیثِ میں وارد ہو۔ الناس معاون کماون الذہب والفضۃ خیارجہم نے اجماعاً ایہ خیارجہم فی الاسلام اذا فقهوا یعنی آدمی سوئے چاندی کی کسی کمان میں جو چلتی ہو میں انہیں کے اچھے ہیں وہی اسلام میں ان کے بہترین ہیں جب کہ وہ نفسیہ ہوں تو ہر روز اللہ کے واسطے عمل میں خلوص کرنے کے سبب وہ ایک بلقہ کیلانی پیدا ہوتی بلقاات سے دور کرتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے اسکو

دور رکھتا ہے یہاں تک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیس دن بطون کو ایک دن پیچھے ایک طبق بلقات حجاب سے دور کر دیتا ہے اور اس بندہ کی صحت کی نشانی اور چلے سے پیشتر تر پرنے کی علامت اور خلاص کی شرطوں کا پورا کرنا یہ ہے کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور فریب کے گھر سے الگ ہو جائے اور درویشی کی طرف رجوع کرے اور اسے کہ دنیا میں زبرد کرنا طور حکمت کی ضرورت سے ہے اور جو دنیا میں زبرد کرے تو اس کو حکمت نصیب نہ ہوگی اور جو حکمت چلے کے بعد برہنہ نہ ہو تو ظاہر ہو جائے گا کہ اسے شرائط میں کچھ خلل ڈالا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بے خالص نہیں ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نہیں ہوا تو اسے اللہ کی عبادت نہیں کی اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو خلاص کا حکم فرمایا ہے دنیا سے ہٹ کر خالص کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالیٰ واما بعد والایعبدوا اللہ تعالیٰ الخ
 کہ اللہ تعالیٰ نے اور وہ لوگ نہیں حکم دیے گئے مگر اس واسطے کہ اللہ کی عبادت کریں اس طرح کہ دین کو اسے بے خالص کریں صفوان بن عسان رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا خلاص اور شرک دونوں گھٹاؤں کے بل پروردگار خدایاں کے سامنے حاضر آئیں گے تو اللہ تعالیٰ خلاص کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل خلاص کے ساتھ جیت جاؤ شرک کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ میں جاؤ اور اس بنیاد پر سلمیٰ نے کہا علی بن سعید سے میں نے سنا اور اس پر چچا کہ خلاص کیا چیز ہے اس نے کہا ابراہیم شقیقی سے میں نے سنا اور اس سے پوچھا کہ خلاص کیا چیز ہے اس نے کہا محمد بن جعفر شمساف سے میں نے سنا

اور اُس نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا احمد بن سيار نے میں نے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا ابایعقوب اشبروطی سے میں نے سوال اخلاص سے کیا کہ کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا احمد بن حسان سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ احمد بن علی الجعفی سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ احمد بن محمد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ حسن سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے خدیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ جبریل نے کہا میں نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہے؟ حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سرور جسکو میں نے اُن لوگوں کے قلب میں رکھا ہے جسکو میں اپنے بندوں سے دوست برکتا ہوں تو بعض آدمی خلوت میں مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہیں اس واسطے کہ نفس بالطنین خلوت سے کراہت کرنے والا ہے خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہے پس جب کہ اُنکو اُسکی عادت کے قرار کا وہ سے اُنکے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت میں قید کیا تو اُنکے قلب میں خلوت بعد اُس تلخی کے آتی ہے جو اس سیر داخل ہوتی ہیں اور انہوں نے رحمہ اللہ نے کہا میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو خلوت سے بڑھ کر باعث اخلاص ہو اور جسے خلوت کو دوست رکھا تو ہر آئینہ اُسے اخلاص کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر قیام ہو گیا اور شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے صحبت آپ سے پا ہی تھی

وحدت کہ لازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو سادے اور دیوار کی طرف متھ
 رکھ جب تک کہ قوم سے اور یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وحدت یعنی تنہائی
 بعد یقین کی آرزو ہے اور انسانوں میں سے جسکے بالین سے فراغت خلوت آوے
 اور اسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم و اکمل اور بڑی دلیل اسکے کمال استعداد کی
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اسپر دلالت
 کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوا وہ خواب میں میاں صداقت پر تو آپ رویا میں
 دیکھتے تھے مگر اس طرح کہ جیسے سچ عموماً ظاہر ہوتا ہے پھر آپ کو خلوت پسند
 آئی اور جو امین آپ تشریف لاتے تھے اور اس میں کئی رات برابر عبادت اور
 خلوت کیا کرتے اور اسکے لیے توشہ تیار ہوا کرتا پھر حضرت خدیجہ کے پاس آئے
 پھر اسکے منہ کے لیے آپ تیار فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ
 غار حرا میں تھے اس میں ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا اقرآن یعنی پڑھ سو
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں قاری اور پڑھنے والا نہیں
 ہوں پھر تھے اسے پکڑا اور بوجھایا کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے
 چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے کہا کہ میں قاری نہیں ہوں پھر مجھے پکڑا اور دیا
 کہ وہ اپنی غایت کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو میں نے
 کہا کہ میں قاری یعنی خواندہ نہیں ہوں تو اس نے مجھے پکڑا اور
 تیسری بار دیا یہاں تک کہ اپنی غایت کو وہ پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر
 کہا اقرآن باسم ربک الذی خلق الانسان من علق۔ یعنی پڑھ

اپنے رب کے اسم سے جسے کہ پیدا کیا انسان کو خون یسوع سے یہاں تک کہ بالغ تک
تاک پہونچا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ رہے اس لئے اس
حالت میں کہ اسکے دفعہ ظاہر کرنے سے فرشتے یہاں تاک کہ خدیجہ کے پاس
آئے اور فرمایا زکوانی زکوانی یعنی کلمی تھے اڑھاد و کلمی تھے اڑھاد و تو اس کو
کلمی اڑھاد ہی یہاں تاک کہ آپ سے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میں وہ سہل
کیا صلاح ہو اور ان کو خبر دی پھر فرمایا میں اپنی قتل پر ڈرتا ہوں خدیجہ نے کہا
نہیں ہرگز نہیں خوش ہو اس کی قسم جو کہ تھے اللہ تعالیٰ میں ابد تک خدمت کرے گا
اس واسطے کہ تو صلہ رحمی کرتا ہو اور بات سچ کہتا ہو اور بار اٹھاتا ہو اور معدوم
کسب کرتا ہو اور یتیمان کی ضیافت کرتا ہو اور جو عیبتیں پہونچتی ہیں اس میں
امانت کرتا ہو پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لے کر چلیں یہاں تاک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئیں اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت میں نصرانی ہو گیا تھا اور وہ کتاب
عربی لکھتا تھا اور انجیل میں سے وہ عربی میں لکھتا جو اللہ جانتا کہ اس کو لکھے اور
ایک بوڑھا بزرگ بھی تھا کہ بانیہ ہو گیا تھا تو اس سے خدیجہ نے کہا اے چچا
اپنے بھتیجے کی بات سنیں ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہے جس کو موسیٰ پر نازل کیا کاش میں جو ان ہوتا کاش میں زندہ
اس وقت ہوتا جب تو مجھے خارج کر دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
وہ مجھے نکالنے والے ہیں ورقہ نے کہا ہاں اس واسطے کہ کوئی ایسی چیز نہ ہو تو لا رہا
ہرگز نہیں لایا مگر یہ کہ وہ عدوت اور ایذا سے شایا گیا اور مردوں اگر نہ تھے نہ تھے

توین قیری بخاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہ امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا اپنی حدیف میں کہ اس درمیان میں کہ میں چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز سنی میں نے سر اٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرار میں آیا اور وہ میرے آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا اور خون سے میں پھر گیا اور لٹ آیا اور میں نے کہا - مملوئی مملوئی فزرتی تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا - یا ایہا المدثر تم فائز تار دار فرقا ہجرت اور ہر آئینہ نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار آئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیوں سے اپنی جان نکودین توجہ کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پہنچنے تاکہ اُس سے اپنے تئیں گرا دین جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے یا محمد انک رسول اللہ حق یعنی امی محمد تو سچا رسول اللہ کا ہے اس کے دل آپ کا شہر طانا اور جب قطع وحی کو طوں ہوتا اور اسی طرح پھرتا تو جبرئیل اور اسی کے شکر تے تو یہ اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے خبر دینے والی اصل ہیں اس معاملہ میں کہ شاخ شہر مدون اور طالبون کے لیے خلوت پسندی اور اسطے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے لیے خلوت خالص ہو گئی تو اللہ تعالیٰ انہیں وہ باتیں نشود کرتا کہ جو انکی جانوں خلوت میں ہوں یہ کہ یا معاوضہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے ان چیزوں کا ہے جو انھوں نے اللہ کے واسطے چھوڑ دین بعد از ان قوم کی خلوت ستمری اور چلہ اور ان کے تکیلہ کا اثر ظاہر ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی بشارتوں کے ببادی اور ان کے ٹایا سے سنیہ ظاہر ہوں

ستائیسواں باب فتوح اربعین کے بیان میں

اور ہرگز نینہ طریق خلوت اور اربعین میں ایک قوم نے غلطی کی ہر اور کلمات کو ان کی
سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُن پر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا دروازہ
اُن پر کھول دیا اور خلوت میں بلا اصل مستقیم جو اخلاص کو حق خلوت پہنچاتا ہے
داخل ہوئے اور اُن لوگوں نے یہ سن لیا کہ مشائخ اور صوفیہ کے لیے خلوت میں
تحقیر اور اُن کے لیے واقعات ظاہر ہوئے اور کا خشفہ غرائب اور عجائپ کے
ساتھ رُنگو ہوا تو اُسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت میں گئے اور یہ شخص
اعتلال و ضلال ہی رہا نہ صحیح یہ کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی
اور نفس کے احوال کی جستجو اور اسد تعالیٰ کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی
ابن عمر و الاغاثی سے نقل ہے کہ اُسے کہا ہرگز صاف نہ ہو گا عاقل کے لیے انجام
مگر یہ کہ اُن باتوں کو مضبوط کرے جو اُس پر واجب ہیں۔ یعنی حال اولیٰ کی اصلاح
اور اُن مقامات کی اصلاح کہ اُن کی معرفت سزاوارت خواہ زیادہ ہو یا ناقص
ہو اور تو اُس پر واجب ہے کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض کو
کوئی مشائخ نہیں اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہے وہ بگڑ جائیگا۔ ابابہ غزالی
سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں جو خلوت کو حجت پر ترجیح دے تو سزاوارت ہے کہ وہ
تمام ازکار سے بزدل رہے غرض دل کے خالی ہو اور مجمع مروت سے بجز خدا اپنے
رب کے سے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب میں مطالبہ کرتا ہر گز اس سے خالی
ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہ ہو تو اُسکے فقہ یا بلا میں اُسکو ڈالے گی۔ ایک
شخص ابی بکر و اُن کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے وصیت کیسے فرمایا ہے میں نے

دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور خلوت میں اور مان دونوں کی بڑائی کثرت اور خلوت
میں پائی تو جو شخص خلوت میں کسی سبب اور بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اس پر دخل دے گا
اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُس کے لیے فرین اور تار استہ کرتا ہے اور وہ چھوٹے اور
دھوکے کی باتوں سے مملو ہو گیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہے قنہ اُس قوم میں آن
پونچا جو خلوت میں بدو شہر اٹھ خلوت کے داخل ہوئے اور کسی ایک ذکر و دعا
سے یہ متوجہ ہوئے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ
خلوت سے اُٹا مارا اور شغولیوں کو جو اس سے باز رکھا جس طرح کہ رہب ترسا
اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہے اور جمع بہت میں جو وحدت ہے اس کی صفاء
باطن میں شلفا برہمی تاثیر ہے تو جو چیزیں کہ انہیں سے مشن سیاست شرعی اور
صدق مشافقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہیں انکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ
قلب روشن ہو جائے اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہے اور ذکر میں حلاوت آتی ہے
اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُس میں اخلاص ہوتا ہے جیسے نماز اور تلاوت
وغیرہما اور جو انہیں سے ایسے ہوں کہ سیاست شرع اور شاعت ہوں اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُنہیں نہ تو اُن سے نفس میں صفائی آتی ہے جس سے
علوم ریاضی کے حصول میں مدد حاصل ہوتی ہے کہ انکی طرف فلاسفہ اور دہریہ
حد اذ اکثر مشرک اور خوار کر کے متوجہ ہوتے ہیں اور جس قدر کہ اسکی کثرت
ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے اور جو شخص اسکی طرف متوجہ ہوتا ہے شیطان
ان چیزوں کے وسائل سے جو علوم دیا ضنیہ وہ حاصل کرتا ہے یا ان اشیا
سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اسکو خود دار ہونا اور نظر اٹا کر رہی پاتا ہے اگر

یہاں تک کہ میل تمام اسکی جانب کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ مقصود کو پہنچ گیا اور نہیں جانتا کہ یہ فنی نصاریٰ اور یہ ہنوں کے لیے فائدہ سے غیر ممنوع ہے اور خلوت سے مقصود نہیں انہیں سے بعضے کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ استقامت بخیر سے چاہتا ہے اور تو کرامت کا طلبگار ہے اور کبھی خرق عادات اور صدق فراست سے صادقین پر کھل جاتا ہے اور اُن کے دانی بات ظاہر ہو جاتی اور کبھی ہنر کھلتی اور اُسکا نہ ہونا اُن کے حال میں اعتراض پیدا نہیں کرتا اگر اعتراض اُن کے جاں میں پیدا کرتا ہے تو وہ مرتب اخراج حد استقامت سے ہے پھر جو کچھ صادقین پر انہیں سے کشف ہوتا ہے اُن کے فرید یقین کا سبب ہو جاتا ہے اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق حمیدہ سے متخلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہے اور جو کچھ اسمان سے اس شخص پر کشف ہوتا ہے جو سیاست شرع سے خارج ہو سکے واسطے فرید بعد اور غرور اور حماقت کا اور لوگوں سے تکبر اور خلق کے حسب الگائے کا باعث ہوتا ہے اور یہ حالت اسکی رہتی ہے حتیٰ کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اسکی گردن سے نکل جاتا ہے اور وہ حدود و احکام اور ظلال و حرام سے انکار کرتا ہے اور اُسکا گمان ہوتا ہے کہ عبادت سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیتا ہے پھر بعد از ان سوختہ رفتہ اس سے ملحد اور زندقہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ مانگتے ہیں اور کھو تو ہم کو خیالات پیدا ہوتے ہیں جنکو وہ لوگ وقائع تصور کرنے ہیں اور مشائخ کے وقائع سے اُنکو تفسیر دیتے ہیں

بدون اسکے کہ حقیقت کا جسکے علم ہو تو جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ الگ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اُس نے درست کیا اور چالیس دن یا زیادہ خلوت میں بیٹھا تو انہیں سے بعضے وہ ہیں کہ اپنے باطن کو صفائی یقین دیتا ہے اور اپنے قلب سے حجاب کو اٹھاتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسا انہیں سے بعضوں نے کہا ہے دیکھا ہے میرے قلب نے میرے پردہ رکاز کو اور کبھو اس مقام کو ایک دفعہ سطح پہونچتا ہے کہ اپنے اوقات کو اعمال صالحہ سے آباد اور غنما و جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم اوراد و وظائف اور ذکر سے اوقات پر کرے اور یکبار اسے حق تعالیٰ اسکے مقام صدق اور قوت استعداد پر بلا کسی ٹھلے کے پہونچا دیتا ہے جو اُس سے صادر ہوا اور یکبار اس درجہ کو اذکار سے ذکر واحد کے التزام سے پاتا ہے اور اس واسطے کہ وہ ہمیشہ اس درجہ کی نگہ راز اور تردید کرنا ہے اور اُس کو کتنا ہے اور اسکی جماعت پانچویں وقت کی نماز فریضہ اور سنت موکدہ فقط ہوتی ہے اور اُسکے تمام اوقات ذکر و احادیث خالصین رہتے اس طرح کہ اُسکے اندر کوئی فتور نہیں آتا اور وہ اپنے کوئی اسکی طرف سے قصور ہوتا ہے اور ہر بار ہمیشہ اس ذکر کو ہر زمانہ بالا التزام میں رہتی ہے کہ وضو اور کھانے کے وقت میں بھی اُس سے نہیں چھوٹتا۔ اور تسبیح کی آیات جامعہ نے ذکر سے کلمہ لا الہ الا اللہ کو قبول کیا ہے اور اس کلمہ کی ایک خاصیت نور باطن اور قصد کی جمعیت دینے میں ہے جب کہ کوئی غلصہ صادق اسکی مدد سے کرے اور وہ اس سمت کے لیے عطیات انہی سے ہے اور انہیں ایک خاصیت اس سمت کے لیے ہے اُس بات میں جسکی روایت

محمد الرحمن بن زید نے کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے اس
 امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا ہے محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ہیں علماء گوشہ نشین
 پارسا بردبار گزیرہ دُزار است کا گویا کہ وہ انبیاء بن تھوڑی عطایہ مجھ سے فدا شد
 اور تھوڑے عمل پر میں اُسے خوش ہوں اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ میں نگاہِ بہشت میں
 داخل کروں گا اے عیسیٰ وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہیں سو یہ کہ کسی قوم کی ہرگز
 زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہیں کی عیسیٰ کہ انکی زبانوں نے کی اور نہ قوم کی
 گردنیں ہرگز سجدہ میں جھکیں عیسیٰ کہ انکی گردنیں جھکیں اور عبد اللہ بن عمرو بن غاص
 رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا ہرگز یہ نہ آیت تو بیت میں لکھی ہوئی ہے یا ایہا
 البنی ارسلناک مشاہد و نبی و خیر المرسلین و کثر الامیین انت محمدی
 و رسولی حدیثک التوکل لیس لفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجری باسیحۃ
 اسیرہ و لکن یفوقہ صبح و لن یفنیہ شیء تقام بہ الملتہ المعرفۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ و
 یفتخروا عینا عیما و ازنا و قلوبا علقا یعنی اے نبی ہم نے تجھے عیجا ہر شہادت اور شہادت
 دینے والا اور ڈرانے والا مومنوں کے لیے پناہ اور نافرمانہ لوگوں کے لیے خزانہ تو
 میرا بندہ ہے اور تو میرا رسول ہے نام تیرا میں نے متوکل رکھا جو نہ دل اور بات کا تخت
 اور کرسی اور نہ بان و نون میں چستے چلائے والا ہے اور نہ وہ بُرائی کا بدلہ بُرائی
 سے کرتا ہے الا یہ کہ وہ منافق اور دُکڑ کرنا ہے اور میں اسکی روح قبض نہ کروں گا
 جب تک کہ اُسکے سبب ٹیڑھی لبت سیدنی نہ ہو جاست اس طرح کہ کہیں
 وہ لا الہ الا اللہ و کہیں اندھے انگین اور بہرے کان اور جو غلاف میں لبت
 ہو کے دل میں بھرجائے شلوت میں بندہ اس کلمہ کو واقف دل سے کہے

ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا رہے یہاں تک کہ کلمہ قلب میں جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور کر دے کہ اس کے نئی قلب میں حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاتے ہیں پھر جب کہ کلمہ غائب ہو گیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اس کو گھینچتا اور پی جاتا ہے پھر اگر زبان چپ رہی تو قلب نہیں چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب میں جو ہرن جاتا ہے اور اس کے جو ہرن جانے سے دل میں نور یقین قرار پکڑ لیتا ہے حتیٰ کہ جب دل روز قلب سے صورت کلمہ دور ہو جاتی ہے تو اس کا نور جو ہر ہو کر رہ جاتا ہے اور ذکر گفت مذکور یعنی حق سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ لیتا ہے اور اس وقت ذکر ذرات ہو جاتا ہے اور یہی ذکر شاہد اور مکتشفہ اور مہائے یعنی ذکر ذرات کا نور ذکر کے جو ہر ہونے سے اور یہ غلوت سے اعلیٰ درجہ کا مقصد ہے اور یہ بھی غلوت سے حاصل ہوتا ہے یہ کلمہ کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان ساتھ قلب کی موافقت میں جدوجہد ہو یہاں تک کہ تلاوت زبان پر جاری ہو جائے اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہو جائے اور اس وقت بندہ کو تلاوت و نماز میں سہولت پیدا ہوتی ہے اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز میں باطن روشن اور نورانی ہو جاتا ہے اور قلب میں نور کلام کا جو ہرن جاتا ہے اور اسی سے ذکر ذرات بھی ہوتا ہے اور قلب میں نور کلام جمع ہوتا ہے جس کے ساتھ کلام کریم آئے پاک کی ترنگی نظر آتی ہے اور اس عقیدہ کے سوا علوم الہامی لدنی بندہ پر آتوں ہوتے ہیں اور اس قدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے ہونے تک جب کہ اس کا باطن صاف ہو جاتا ہے وہ کچھ کمال انس اور تلاوت ذکر کے ذکر میں کم ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ ذکر میں غائب ہونے کے اندر رونے والے ہیں

ملجا تاہی اور گویا سوتاہی اور کبھو حقائق اسکو خیال کے پیرایہ میں جلوہ گرہوتے ہیں
 جس طرح کسی نے خواب میں دیکھا کہ اسنے ایک سانپ مارا تو اسکو بغیر دینے والا
 کتاہی کہ تو دشمن پر تعجب ہو گا پھر اسنے دشمن پر فتح پائی اور وہ شغف ہی جھکا
 حق تعالیٰ نے مکاشفہ کر دیا اور یہ فتح روح مجردہ کی خواب کے فرشتہ نے اسکے لیے
 ایک بدن اس روح کے لیے سانپ کے خیال سے ڈھال دیا تو روح جو کشف
 ظفر ہی حق کا خبر دیناہی اور خیال جو بدن کے مانند ہی ایک صورت خیالی ہی جو خواب
 دیکھنے والے کے نفس پر سمجھ بھٹی اسوجہ سے کہ میداری میں قوت دہی اور خیالی
 باہم ملی ہوئی ہیں پس کشف ظفر کی روح سانپ کے بدن خیالی سے مرکب
 ہو جاتی ہی اسواسنے تیسری حاجت پوری اسواسنے کہ اگر کشف اس حقیقت کا
 ہوتا جو روح ظفر کی ہی تیسرا اس صورت خیالی کی جو بدن کے مانند ہو تو خیالی
 تعبیر کی بنوئی اور ظفر کو ہی دیکھا اور ظفر صحیح ہوئی اور کبھو صوری کے وہم و
 خیال کے اشتعال سے خواب میں بغیر ظفر کشف کے خیال مجردہ خالی ہوتاہی اس
 وقت وہ خواب پریشان ہوتاہی بہت غنائی و غلام کشی ہیں اور اسکی تعبیر
 نہیں ہوتی اور صاحب قنوت کے کہنے کے یہو ایک خیالی ہی ہوتاہی جو اسکی
 سے بدن اس بات کے کہ وہ کسی حقیقت کا اثر ہو پیدا ہوتاہی تو اسپر کوئی
 بنائیں رکھی جاتی اور اسکی طرف توجہ ہوتی کہ اس سے واقف نہیں ہو اور وہ
 فقط خیالی ہی اور یہ گواہ کہ ایک بچہ آدمی اسد قنوت کے ذکر میں غائب ہو گیا پھر
 نکاب کے محسوس بھی وہ غائب ہو گیا اس پر اسے کہ اگر کوئی آدمی اسنے نہیں
 جانے تو اسکو خبر اسکی نہیں اسوجہ سے کہ وہ ذکر کے اندر اس حالت میں

ابتداء اُس کے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہے زمین روح کشف کی پہونکی جاتی ہے
 پھر جبکہ وہ اپنی غیبیت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہے تو یہاں ہوتا ہے کہ اُسکی تفسیر
 اُسکے باطن سے آتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عطا ہے اور یا اُسکی شارح
 شیخ اُسکا ہے جس طرح کوئی معتبر خواب کی تفسیر کہتا ہے اور یہ واقعہ ہوتا ہے سو اسلیکہ وہ
 ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس میں ہوا اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر میں
 خلوص ہے دوسرے ذکر میں اُسکا مستغرق ہوتا ہے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کے
 بے رغبتی اور تقویٰ کی لازمت ہو سو اسلیکہ اللہ تعالیٰ نے واقعہ میں اُسکو امر
 کشوف کا سبب مورد حکمت بنایا ہے اور حکمت زہد اور تقویٰ کا حکم کرتی ہے اور کہہ دے کہ
 کہے بے حقائق مجرد لا لباس مثال کے ہوتے ہیں اور کشف اور خبر دنیا میں جانب
 اللہ تعالیٰ اُسکے لیے ہے اور یہ کہہ دیکھنے سے ہوتا ہے اور کہہ سونے سے اور وہ کہہ
 اپنے باطن سے سنتا ہے اور کہہ وہ ہوا سے کرتا ہے نہ اُسکے باطن سے جیسے طاقت
 کردہ فرشتہ قیام شہور ہے کہ اس سے وہ ایک اور کو جبکہ اسید اگر اللہ تعالیٰ اُسکے
 یا غیر کہے چاہتا ہے جان لیتا ہے پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اُسکے ساتھ اُسکے
 یقین زیادہ ہوتے کا ہوتا ہے یا خوب میں ایک شے کی حقیقت کو دیکھتا ہے بعض
 صرف سے نقل ہے کہ اُسکے لیے شربت ایک پیاد میں لایا تھا اور اُسے اپنے
 ہاتھ سے اُسے کھو دیا اور کہا ہر غینہ عالم میں ایک حادثہ پیدا ہوا اور میں اُسکو
 شہکار بیت تک کہ جان لوں کہ وہ کیا ہے پھر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ میں نفل
 ہوتی اور زمین نفل کیا اور یا سلیمان خود میں سے حکایت ہے کہ کہا ایک
 دن میں سوہرا ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک لکھی ستارہ بھی اور

آپ بانی حضرت پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر کے کہا گیا کیونکہ تم نے یہ جانا تو
 کہا ہم نے عمر کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریہ اچھل۔ ابن سالم کا قول تھا کہ
 ایمان کے چار رکن ہیں ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور
 ایک رکن قوت و طاقت ہے۔ بری ہوتا اور ایک رکن اللہ عزوجل سے سب
 چیزوں میں مدد مانگنا سو اس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا
 ہیں تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور انکسارت کرو اس بات سے کہ
 ایک بندہ اللہ کا مشرق میں دہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور رحم
 سے یہ ہو کہ اسکو قوت ایسی بخشی کہ وہ دہنی کروٹ سے جواب میں کروٹ لے تو وہ
 مغرب میں ہو تم اس کے جوار کا اور اس کے ہونے کا ایمان رکھو۔ اور محبت سے ایک
 فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ کہہ میں تھا اور ایک شخص بغداد میں تھا جس کے موت کی
 خبر مشور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اس
 حال میں کہ سوتا تھا کرایا کہ وہ بغداد کی بازار میں چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے اس کے دوستوں
 کو خبر دی کہ وہ نہیں مرے اور ایسا ہی قایم رہا تا کہ مجھ سے اس شخص نے ذکر کیا
 کہ میرا بیٹہ وہ اس حالت میں کہ مکاشفہ شخص کا سوار کی حالت میں کیا گیا کہ
 میں نے اسے بازار میں دیکھا اور میں اپنے گاہنوں کے گویا کی تہذیب کی آواز خدا
 کی بات میں سنتا تھا اور یہ سب وہ ب اور عطیات اتی ہیں اور یہ ایک قوم
 کی ان وقعات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے اور کھوان لوگوں
 سے بڑھ کر وہ شخص ہوتا ہے اسکو ان کیفیت اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہیں
 ہوتا امور سے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہیں اور جو شخص کہ اسکو

یقین یقین عطا کیا گیا اسکو حاجت ان چیزوں سے کسی چیز کی نہیں ہو پس یہ
کل جتنے کہ آیات فروزاں سے ہیں جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب میں ذکر جو ہر
ہن جاتا اور پڑھ لیتا ہو اور ذکر ذات کا موجود ہونا ہو اسواسطے کہ اس ملک
میں مریدوں کی تقویٰ اور سبکدوشی کی تربیت ہو تاکہ انکو زیادہ یقین ہو
ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی جنگ جوئی اور لذت دنیا کی فراوانی نہ کرنے
کی طرف متوجہ ہوں اور اسکے سبب انکا غم آلودہ اُسے قربات کے
ساتھ اوقات کی آبادی کے لیے رہا نہ ہو پس اُس سے یہ لوگ خوش ہوں
اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلیں جو اس سے یقین صرف کے ساتھ
سکا شفیق کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اسکا سرچ الا جائت اور پھر الا انقاد
اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزیں نرم ہو گئیں جو سخت
تھیں اور جو باتیں پوشیدہ تھیں وہ کشف ہوئیں اور کھجور کی صورتیں
ترسائوں اور برہمنوں سے جو بھیل بدی پر نہیں چلتے اور پاکت کے طریق پر
جاستے ہیں روکی اور باز رکھی نہیں جاتیں تاکہ یہ معاملہ انکے حق میں گراور
استدراج ہو جائے اور اپنے حال کو مستحسن جانیں اور دوری اور راندگی
کے قرار گاہ میں ٹھہرے رہیں اس غرض سے کہ وہ اسیر بانی رہیں اُس حالت
میں کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو کہ وہ زندہ ہوں اور گمراہ اور بلائی و دہائی
بتلا رہیں اور سالک ٹھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہو جائے اُسپر فریفتہ
نہاؤں دیکھتے کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہو این اڑے تو یہ اسکو مانع نہیں ہے
کہ حق تقویٰ اور زہد کو ادا نہ کرے مگر جو شخص کہ ایک خیال میں اُلجا

یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بنیاد کو اتلاص سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت میں
 جانا ہی اور غور سے نکلتا ہی پھر وہ عبادت کو ترک کرنا اور ناگو حقیقت چھٹا ہی اور
 اللہ تعالیٰ سے الگ ہونے کی طلب کیا اور اس کے دل سے شریعت کی
 درہشت جاتی رہتی ہی اور دنیا و آخرت میں کچھ نہ سمجھتا ہی پس مردصادق کو جان
 لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصد و غرض ہی کیا ہے اس طرح کہ اوقات شایب
 حسد سے آباد اور غما و جوارح کو کہ وہاں سے باز رکھے ارباب خلوت کی قوم
 کے لیے اور ان کی مدد و دست اوقیسم اس کی اوقات پر لائق ہی اور ایک قوم کو ذکر
 واحد یعنی فقط ایک ذکر کا انہزم مناسب ہی اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی
 ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اور دو وظائف کی طرف نقل کرنا اور
 ایک گروہ کے واسطے دو وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اس کے مقدار کی
 معرفت شیخ کی صحبت اس کو سکھلاتی ہی جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر
 مطلع ہو کہ وہ دست کا فیض خواہ اور اس گروہ کا مہربان ہو مرید کو اس کے واسطے
 چاہتا ہی نہ اپنے نفس کے لیے آزاد ہو اسے نفس سے دوست ہی استتباع
 اور جو شخص محب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کرے امور
 انسا دُرس سے کمتر ہوتے ہیں

اٹھائیسواں باب اربعین میں داخل ہونے کے بیان میں
 روایت ہے کہ جب داؤد علیہ السلام خطا میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے
 لیے چالیس رات اور دن عمدہ میں گریہ رہے یہاں تک کہ اس کے پروردگار
 کی طرف سے مغافی اور محفرت آئی اور پھر آئینہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ تنہائی

اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہے جو خوشی و لذات اسپر شہر ہے تو مصلیٰ
تمام عمر خلوت ہو اور اسکا دین درست اور مخفیہ پر عریب و زلفت سے ہی پھر اگر بی بات
اسکو میسر نہ ہو اور وہ پہلے اپنے نفس و پیر اہل و اولاد میں پھنسا ہوا ہو تو چاہیے کہ اسکے
نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سفیان ثوری سے منقول ہے اس روایت میں
جو احمد بن حنبل نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ
اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس روز اخلاص بجانہ لایا مگر یہ کہ اللہ بجانہ نے حکمت کو
اسکے دل میں جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا رغب کر دیا اور دنیا کے
مرض اور درد کو دکھا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن میں ایک دفعہ تعد
اسکا کرتا ہے اور مرید طالب جب خلوت میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو ایمان
سب سے کامل یہ امر ہے کہ دنیا سے شجرہ اور خالی ہو اور جن چیزوں کا وہ مالک ہے
انکو خارج اور دفعہ کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جانمازی احتیاط
پاکیزگی اور طہارت سے کرتی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عافری اور فرقی
اور شمع سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور باطن و ظاہر کو
ایسا بنائے اور غافل اور سرور کینہ و خیانت میں نہ پڑے پھر اپنی خلوت
کی ایک شے اور ایمان سے پھر نماز و دعا اور اجتماع کے دوسرے کام کے لیے
نہ نکلے سوائے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہے اور اگر باہر
نکلنے میں تفرقہ پائے تو ایک شخص اس کے لیے ایسا ہو جو اسکے ساتھ خلوت
میں نماز اور کثرت اور قلماسرور نہیں ہے کہ ایک نماز شریف نہیں ہو کہ جماعت
کے ترک میں پھر فتوہ کا وقت ہو وہ ہم نے دکھایا ہے کہ جو کسی عقل خلوت

میں شوش ہو گئی اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی خواہش سے
 ہو سوسا کے سر اٹھ رہی ہو کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آئے اور علیحدہ
 اور اتر کر ایسا کہ ذکر میں اُس کے فتوہ نہیں آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی
 طرف نہ دوڑ گئے اور جو سنے اُسکی جماعت نہ کرے اس واسطے کہ قوت حافظہ اور
 تخیلہ ایک لوح کے مثل ہو جس میں ہر ایک چیز دیکھی اور سنی ہوئی نقش بکرتی ہو
 تو اس سے وسوسا اور حدیث نفس اور غلبہ زیادہ بڑھتا ہو اور اس بات
 کی کوشش کرے کہ جماعت میں ایسے پہنچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریم میں
 شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہاں سے الٹا پھرے تو یہی خلوت
 کی پلاؤں اور اپنے باہر آنے میں اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف
 انورین اور خلوت میں اُسکے بیٹھنے کو جانیں اس واسطے کہ کہا گیا ہے اللہ کے
 نزدیک منزلت کی قطع مت رکھو جب کہ تو لوگوں کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہو
 اور ایک اصل جو جس سے بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہیں جب کہ
 انہیں کوئی فریاد نہ ہو اور بہت احوال اُس سے سدھ جاتے ہیں جب کہ
 کوئی بس کا اعتبار و پاس لحاظ نہ کرے اور خلوت میں اپنے وقت کو اللہ کے لیے
 ایک چیز ہی ہو کرے اُن فطرت کی مدد سے جو اُسکی رضا کے ہون
 آفات یا فکریات نماز یا مراقبہ اور جیسا سی وقت ان اقسام سے نکلان ہو تو
 سو بہت پس اگر یہ ہے تو تھوڑی تھوڑی شہار کثرتوں کی یا تلاوت اور ذکر کی
 تفریق کر کے اور اگر چاہے کہ علم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم
 اُنکے دل پر لگی اور نہ سامان معلوم ہو اس پر اٹھا داور تھوڑا دکرے اور جب

اس سے مستی معلوم ہو جاوے اور جو چاہے کہ ایک سہرہ یا ایک رکوع یا ایک دو رکعت میں ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت میں ہمیشہ با وضو رہنے کا التزام کرے اور سوتے نہیں جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہو اور یہ شغل اس کا بہت دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر ہو اور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے تنک جاے تو اسے دل سے کہے بدو ان اسکے کہ زبان کو ضبط ہو اور مسلسل رہے بعد اندھے کہا ہے جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو گھٹنے اور قدم حق کی طرف نظر کر پھر اس کو نایت کر اور اسکے پاس کو باطل اور چاہے کہ جانے ہر گز اور خیر کے مانند جو حلقہ خلق کو پاتا ہے تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دہی پر رہے اور جو شخص اربعین اور خلوت میں بیٹھے تو بہتر ہے کہ روٹی اور نمک پر قناعت کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے (رطل کا وزن قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ اور اوقیہ چالیس درم پس رطل چار سو اسی درم کا ہے اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہے اور اس درم شرعی کی سات شقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس شقال کے برابر ہے) اور اگر اسکو نصف نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل کھائے کہ یہ سہرہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اسکے ذکر اور نماز سے زندہ رکھنے کے لیے زندہ معین اور مددگار ہے اور اگر چاہے کہ سحری تک آخر افطار کرے تو افیقا رہے اور اگر نان خورش یعنی سان بن چون لگاؤں بغیر صبر آئے تو اسے کھائے اور اگر وہ ایسی چیز ہے

جور وئی کے قائم مقام ہو تو اس کے موافق روئی میں سے کم کر دے اور اگر اس مقدار سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم لکھائے اس طرح سے کہ اس کی قلت عشرہ آخرین اربعین سے آدھے رطل تک پہنچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو قانع اول اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا لکھائے یہاں تک کہ فطاری اس کی عشرہ آخرین جو تھائی رطل کو پہنچے اور شام صوفیہ کا اتفاق ہو کہ نہ بناائے اور کی چار چیزوں پر کم کھانا اور کم سونا اور کم پوننا اور کوکب کو شہ میں رہنا اور جو کئے دو وقت بنائے ہیں ایک ان دونوں میں جو تیس ساعت کا آخری تو ایک رطل سے دو ساعت بھیے ایک اوقیہ بیکار کھانے کا ہے کہ اس کو بعد نماز عشاء کھائے یا اس کو دو دفعہ کے کھانے میں تقسیم کرے جیساکہ ہم نے ذکر کیا اور پورا وقت بستر ساعت کے شروع پر ہی پس و در رات طر اور تیسری رات فطاری اور ہر ایک دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہو گا اور ان دونوں وقتوں کے درمیان ایک وقت ہو اور وہ یہ ہے کہ ہر دور رات سے ایک رات کو فطار کرے اور ایک دن رات کے لیے نصف رطل ہو اور یہ ستر اور چھ کے عمل میں آئے جب یہ کوئی تصکادٹ اور تنگ دلی آپس اور انقباض و فرس دگی ذکر میں نہ پیدا کرے اور جبکہ انہیں سے کچھ بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات فطار کرے اور ایک رطل دو وقت میں یا ایک ہی وقت میں تناول کرے پس نفس جبکہ ایک رات کو دور رات سے فطار کرنا شروع کرے اور پھر ہر ایک رات کا فطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے فطار سے سہولت کی جائے رطل پر قناعت نہ کرے اور ناخوش اور دل خواہ چیزیں نہیں طلب کرے اور اسی پیمائش کو لوہیں اگر لالچ دیا جائے تو وہ لالچائے اور اگر قناعت

کرایا جائے تو قناعت کرے۔ اور بعض صوفی ہر رات کو گھٹائے تختے کی گھنٹی سے
 بہت ہی کم قوت پر لا کر کھا اور صاحبین سے بعض ایسے تھے جو غذا حیوان کی
 گھنٹیوں سے وزن اور ہر رات ایک گھنٹی برابر کم کرتے اور بعض انہیں سے غذا گیہی
 لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعض ہر شب روٹی
 کے ساتویں حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسواں حصہ یہاں تک کہ ایک
 روٹی مہینے میں کم ہو جاتی اور بعض انہیں ایسے تھے کہ کھانے میں تاخیر کرتے
 اور تغلیل غذا عمل نہ کرتے مگر اسکی تاخیر میں رفتہ رفتہ عمل کرتے تھے کہ ایک شب
 دوسری شب میں دہاتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہر کہ انکا ٹر اور
 بھوکا کھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک
 پہنچ گیا ہر اور ہر آئینہ سہل بن عبد اللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن
 اور اس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہر قوت اسکی بھوک کی سورش اس سے
 کہاں چلی جاتی ہر کہا اسکو فوج بجا دیتا ہر اور بعض صاحبین سے اسکا سوال
 کیا گیا تو بھر سے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبادت کے ساتھ کہ وہ اس بات پر
 دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک فرحت اپنے پروردگار سے پاتا ہر جسکے ساتھ
 آتش کہ سبکی سٹھنی ہو جاتی ہر اور یہ بات خلقت میں موجود ہر کہ ایک آدمی
 میں فرحت آتی ہر اور وہ بھوکا تھا تو اس سے بھوک جاتی رہتی ہر اور یہاں ہی
 خوف کی راہ میں یہ بات ہو جاتی ہر اور بے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو ان
 اقسام سے جہنم میں نے ذکر کیا کسی میں کہا دیا تو یہ امر اسکے عقل کے نقصان
 اور اس کے جسم کے اضطراب میں اثر نہیں کرتا جب کہ وہ صدق اور

اخلاص کی حمایت میں ہوتا ہے البتہ یہ بات اور دوم ذکر اس شخص کے لئے خوف کا باعث ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے اخلاص حاصل نہیں کیا۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہے کہ بھوک کی حد یہ ہے کہ بھوکا روٹی وغیرہ میں جو کھانے کی چیزیں ہیں تمیز نہ کرے اور جب نفس ہائے روٹی کی تمیز میں کی تو وہ بھوکا نہیں ہے اور یہ بات کچھ تین دن بعد دو معدن کے آخرین پانی ہر اور یہ صدیقوں کی بھوک ہے اور اس وقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہے کہ بدن بنا رہے اور فریاض بندگی کے قائم رہیں اور یہ ضرورت اس شخص کے لیے ہے جو تہیج تقلیل غذا میں اجتہاد نہ کرے مگر جس نے کہ ہمیں اپنے نفس کو کہا دیا تو وہ اس سے زیادہ پرچالیں روز تک صبر کرنا ہو چکا کہ ہم نے ذکر کیا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ بھوک کی حد یہ ہے کہ وہ بھوکے اور جب اس کے بھوک پر لکھی بیٹھی ہے تو یہ اس پر دلیل ہے کہ معدہ اس کا چکنا چور سے خالی ہے اور اس کے بھوک میں ایسی صفائی ہے جیسے کہ پانی میں کہ لکھی اسکا اردہ نہیں کرتی ہر وہی کہ شیان نوری اور ایمین دوم نفسی اللہ شہادت میں تین دن بھوکے رہتے اور یوکیو صدیق خشی اللہ نہ چھ دن تک بھوکے رہتے اور عبد اللہ بن جعفری اللہ عنہ سات دن بھوکے رہتے۔ اور ہمارے داد احمد بن عبد اللہ مشہور عمویہ وحمہ اسکا حال مشہور ہے اور وہ احمد وودینوری کے بارے میں کہ وہ چالیس روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ میں اجتہاد چھ کا پنج ہمارے کالون ملک ہونچا ہے کہ ایک شخص خواجه کا نام ہے پایا اور اسے کھانا نہیں دیا اور یہ بتایا تھا کہ وہ خلیفہ کے نام سے ایک عیسائی بن ایک اور نام لکھاتا

اور ہم نے نہیں سنا کہ اس استین کوئی شخص طر اور تدریج کو اس عذر تک پہنچا ہو
 اور ابتدائین اسکی حالت جیسا کہ منقول ہے یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے ٹکڑوں سے
 گستاخا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتیٰ کہ چالیس دن بین ایک باہم تک اسکی ذہنیت
 آگئی پھر وہ راہ بھی ایک جماعت صادقین کی چلتے ہیں اور کچھ راہ غیر صادق
 بھی چلتے ہیں اسی سبب سے کہ ہوسا اُنکے باطن بین پوشیدہ ہے کہ وہ غذا کے
 ترک انپر آسان کر دیتی ہے جب کہ اسکو خلاق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہے
 اور یہ عین نفاق ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں اور صادق
 اکثر اوقات طر تار ہوتا ہے جب اسکے حال سے کوئی واقف نہ ہو اور اکثر اوقات
 اس معاملہ میں خیریت اسکی ضعیف ہو جاتی ہے جب کہ اسکے طر سے لوگ
 واقف ہو جائیں اسواسطے کہ صدق اسکا طر میں اور نظر اسکی اُس اللہ کی
 طرف جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہے طر کو انپر آسان کر دیتی ہے پس جب کسی کو
 اسکا علم ہو تو ایمین خیریت اسکی ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ صادق کی
 علامت ہے اور جب کبھی اُس نے اپنے نفس میں دریافت کیا کہ وہ اس بات
 کو دوست رکھتا ہے کہ کمتر ہی کی نظر سے دیکھا جائے تو نفس کو چاہیے کہ متم
 کرے اسواسطے کہ نفاق کی آئینش اُس میں ہو اور جو کوئی اللہ کے واسطے طر
 کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن میں فرحت عطا کرتا ہے کہ
 اسکو کھانا فراموش ہو جاتا ہے اور کچھ نہیں بھولتا اگر اسکا قلب خواہ سے
 بھر جاتا ہے کہ وہ فرحت روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہے اور اسکو اسکے مرکز سے
 آتر گاہ کی طرف عالم روحانی سے کھینچتا ہے اور اسکی سبب فرحت نفسانی کی

زمین سے نفرت کرتا ہے و لیکن اگر جذبہ روح کا جذبہ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہے
 بہت بڑھ کر ہے جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو اس حالت میں کہ نفس طہینہ
 اور اسپر روح کے انوار قلب منور کے واسطے سے نکلس ہوئے ہوں اس واسطے
 کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہے جو مقناطیس کی
 ہم شکل ہو ہے میں ہی تو غلبیت خاص کی وجہ سے اسکو پھینچتا ہے پس جب کہ
 نفس جھنس روح کا اس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہے جو اسکو قلب کے
 واسطے سے پھینچتا ہے تو نفس میں ایک روح حاصل ہوتی ہے کہ قلب اسکی
 استمداد روح سے اور ایصال اسکا نفس کو کرتا ہے اس واسطے روح نفس کو
 اس روح کی غلبیت سے جو آسمان پیدا ہو گئی ہے پھینچتی ہے پھر دنیا کے کھانے
 اور حیوانی خواہشیں قہر ہو جاتی ہیں اور اس کے نزدیک اس قول رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی تحقق ہو جاتے ہیں۔ بہت خند بنی عثمانی و یقینی
 میں رات گذر آتا ہوں اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہے اور پانی
 پلاتا ہے اور اس حالت پر سبکی میں نے شریعت کی نہیں قدرت رکھتا مگر وہ بندہ
 جس کے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہو جائیں اس کھانا بھی ضرورت
 کھاتا ہے اور اگر فی النمل وہ کلمہ غیر ضرورت کہے تو آسمان بھونکے کی آتش بھڑک اٹھے
 بس طرح آگ لگزی میں جاتی ہے اس واسطے کہ نفس خواہیدہ ہر ایک چیز سے جاگ
 اٹھتا ہے جو اسکو جگا دے اور جب وہ جاگ اٹھا تو وہ اپنے ہوی کی طرف منتقل ہے
 پس بندہ جو اس کے ساتھ ہو اگر سیاست نفس کو جانتا ہے اور اسکو علم روزی
 ہوا ہے اس پر آسان ہے اور تائید آئی اسکو پہنچتی ہے خصوصاً جب کہ

خطبات انہی سے کسی چیرکا اُسکو شرف ہو گیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی کہ اُسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اُسکا پیٹھہ تھا کہا جب اہتمام اور جہ کو بھوک عرصہ کے بعد پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سبب عطا کیا تو میں نے وہ سبب لیا اور چاہا کہ اُسے یقین کھاؤں جب اُسے میں نے توڑا تو ایک حور اشقیہ سے نکلی کہ ڈوڑنے بعد اُس سے میں نے کہا چرخے ایسی خوشی اُس سے حاصل ہوئی کہ بہت دنوں تک میں کھانے سے مستغنی ہو گیا اور مجھ سے ذکر کیا کہ حور سبب کے درمیان سے نکلی۔ اور ایمان بالقدت ایمان کے ارکان سے ایک رکن ہرچس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اُس سے انکار نہیں کیا گیا۔ اور بعض بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا ہرچس چالیس دن طر کیا اُسکے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی جہین کچھ آمیزش نہ نہیں کرتا اگر اسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے کرے۔ اور شیخ ابو طالب ملی رحمہ اللہ نے کہا ہرچس نے ایسے شخص کو معلوم کیا جس نے تاخیر قوت میں نفس کی ریاضت چالیس دن کا طر کیا اور اُسکا حال یہ تھا کہ وہ اظہار کو ہر شب چودھویں صدرات تک تاخیر میں ڈالتا ایمان تک کہ آدھے مہینے میں طریل کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے طر کرتا تب ایمان دیانی یعنی دن اور رات مندرج ہو جاتے اور سمجھتے تھے کہ اربعین ایک دن کے برابر ہو جاتا۔ اور میرے سامنے ذکر وہ کہ جس شخص نے یہ کہا اُسکے لیے عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوئے اور قدرت جبروت کے معنی اُس سے کشوف ہوئے جسکے ساتھ اللہ نے تجلی اُسکے واسطے کی جس طرح چاہی

اور جانا چاہیے کہ طرہ وقت غذا اگر عین فضیلت ہوتی تو کسی نبی سے قوت نہوتی
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصیٰ نماز کو پہنچتے اور اسمین شک
نہیں کہ اُس کے لیے ایک فضیلت ہو جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور اعطیات
اُسی اسمین منحصر نہیں اس واسطے کہ کچھ وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے
اُس سے افضل ہوتا ہو جو اربعین کی طرہ کرنا ہو اور کچھ وہ شخص جس کو معافی قدرت
سے کچھ بھی شکست نہیں افضل اُس سے ہوتا ہو جس کو وہ معافی کشف
ہوتے ہوں جب کہ معرفت معرفت سے اُس کو اللہ تعالیٰ نے کشف دیا ہو
پس قدرت ایک اثر قادر ہے۔ اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہو گیا اُس کو
قدرت سے کسی چیز کا جب اور انکار نہیں ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہو کہ
عالم حکمت کے اجزاء کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہو تو جب کہ بندہ اللہ تعالیٰ
کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط میں انواع عمل اور ذکر
اور قوت وغیرہ سے جنگا ہم نے ذکر کیا ہو کوشش اور جہد کی اس اربعین
کی برکت اُس کے تمام اوقات و ساعات پر پہنچتی ہو۔ اور وہ ایک اچھا
طریقہ ہو جس پر ایک گروہ صاحبین نے اعتماد کیا ہو اور صاحبین کی ایک جماعت
تھی جو اربعین کے لیے زیقعدہ اور دس دن ذبحہ کے اختیار کرتے تھے
اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا اربعین ہو۔ حجاج نے کجول سے روایت کی ہو
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو جس نے اللہ تعالیٰ کے
لیے چالیس دن عبادت خالص کی اُس کے دل سے حکمت کے چشمے دسکی
زبان سے جاری ہو۔

انتہیوان باب اخلاق صوفیہ اور غریح خلق کے بیان میں ہے

حضرات صوفیہ ائمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور لوگوں سے زیادہ صبر
پے ہوئے ہیں اور بڑے متقی سب سے اُسکے احیا و صفت کے ہیں اور اخلاق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدار اور حیاء
سنت سے ہے اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اچھ میرے فرزند اگر تو اسکی قدرت
رکھے کہ تو صبح اور شام ہر طرح کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے میل نہ ہو تو یہاں
اگر مجھ فرمایا اچھ فرزند اگر یہ میری سنت سے ہے اور جسے میری سنت کو زندہ کیا تو میرا پیار
ہے جسے زندہ کیا اور جسے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ رحمت میں ہو گا پس صوفیہ
سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اس واسطے کہ وہ اپنے شہر و رع میں
آپ کے اقوال کی رعایت کی توفیق دے دے گئے اور اپنے اعمال کے درمیان
آپ کے اعمال کی اقتدائی اور اسکا ثمرہ اُنکو یہ ملا کہ وہ آپ کے اخلاق کے
ساتھ اپنے نمایات میں متفق ہوئے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب میں
ہوتی مگر جب کہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شریعت
کے اذعان اور مان لیتے ہے اور ہر آئینہ حق سبحانہ و تعالیٰ اسے اپنے شی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ وانک اعلیٰ خلق عظیم یعنی اور ہر آئینہ تو
بڑے خلق پر ہے۔ ہر گاہ کہ آپ شرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے اور خلق
میں ہی اُن سب سے اُس تھے۔ بجا ہر نے کہا اعلیٰ خلق عظیم سے مراد یہ ہے
دین عظیم اور دین اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہما سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا
 خلق قرآن تھا قیادہ نے کہا وہ یہ ہر کہ امر کسی کے ساتھ آپ امر کرتے اور نہی انہی
 کے ساتھ نہی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں کان خلقہ اقرآن
 بڑا سر ہو اور علم غا میں روشیدہ ہر جس کے ساتھ آپ نے کلام نہیں کیا مگر اس
 سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ خذوا شطر وکلم من ذہ ابھیر کو نبی حاصل
 کرو دین کا ایک حصہ اس حیرت مخصوص کیا اور یہ اسوجہ سے کہ نفوس
 انواع و اقسام کی مشرت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہیں کہ یہ ان کے لوازم
 اور ضروریات سے ہیں بعضے شے سے پیدا کیے گئے اور انکی اُسکے موافق ایک
 طبع ہو اور بعضے پانی سے اور انکی اُسکے موافق طبیعت ہو اور اسی طرح جماد
 ہوتی ہیں کالی شہو شری ہوتی سے اور اصال انہی کی کنکلی کالی شے سے ہوتی
 نارغیہ یکے ہوتے سفال سے ہو اور ان ہوں کے موافق جو اعلیٰ میرا ش
 کے پیدا دی یعنی ساز و سامان میں صفات یہی و جسمی اور شیطانی سے کہ
 صفت شیطنت کی انسان میں حاصل ہوئی جسکی طرف اشارہ قول اللہ تعالیٰ
 سے جو میں اصال کا لٹکارا۔ باین وجہ کہ آگ سفال اور یکے برتن میں
 داخل ہوتی ہو اور قدر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وخلق الجن من نار جہنم
 اور اور جن کو پیدا کیا آگ کے شعلہ کے جسمیں و جو ان جن میں اور ہندو
 نے پیپہ پوشیدہ طلف اور بڑی غلامیت سے شیطان کا حصہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اس وجہ سے کہ

ہوا فوق جو طینہ بنت کحرت کی حدیث طویل میں وارد ہے کہ اس درمیان میں کہ ہم
 اپنے گمرون میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی غلامی یعنی دو دو ٹھیکہ
 بھائی کے ساتھ ہماری بیوی بکرہ بنیں تھے کہ انکا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا کہ
 کہا میرے اس قرشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے
 اور منگو لٹا دیا اور اس کے پیٹ کو چاک کیا تو میں اور میرا باپ دونوں اس کے پاس
 دوڑتے ہوئے گئے اور اسکو ہم نے کھڑا کیا کہ رنگہ کے سناخون سے بدلا ہوا تھا پھر اسکو
 باپ نے گلے لگایا اور کہا اگر فرزند کیا تیرا حال یہ کہ ماؤں سے میرے ایسی نے سفید کپڑے
 پہنے ہوئے پھر مجھے لٹا دیا اور میرا پیٹ چاک کیا تب میں نے کچھ نکالا اور اسکو بھینک دیا
 پھر اسکو ویسا ہی کر دیا وہی سا تھا اس کے بعد اسکو ہم نے کڑھائے آگے پھر اس کے باپ
 نے کہا کہ اسی طینہ تھے در معلوم ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ مدد مہینہ پہونچے ہمارے
 ساتھ حلوہ کا ٹکڑا بھی لے گئے کہ کوئی بات اسی ظاہر ہو جس سے ہم ڈرتے ہیں اس کے
 کہنے قبیلا میں ہو چکا ہے میں نے کہا کہ میں نے اسے اٹھالیا اور اسکی زبان کے پاس
 ہو چکا ہے پھر اس کے کہنے حاکم ہو اسکی زبان سے کہا کہ کس سبب سے تم نے اسے
 اٹھا لیا انکو ٹکڑا کر دیا اور اس کے رخصتے کی تھی ہم نے کہا کہ وہ اسکو کوئی دیکھ نہیں
 آتا کہ اللہ تعالیٰ سے ہر طینہ ہم سے اسکا حق ادا کر دیا اور ہم نے اس بات کو دہرا کر
 جو ہمارے وعدہ و جب تھا اور ہم نے کہا کہ ہم اس کے ہلاک ہونے کو کوئی بڑا سیدھا ہو
 سے ڈرتے ہیں اس لیے ہم اس کے لیے ہو چکا ہے تو تھے ہیں آپ کی زبان سے کہا کہ وہ کیا
 تھا ہے پاس جس سے تعذیب تھا اسی اس طالت کی ہو جو کوئی ٹھوڑا جب تک
 کہ ہم نے اسکی خبر نہ دی آپ نے کہ انہم خطا اس کی طرف سے اس کے واسطے

اورے کا تھا قسم ہر اللہ تعالیٰ کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہیں ہے اور تیرا
 میرے اس بیٹے کے لیے ایک نشان ظاہر ہونے والی ہے کیا میں نہیں اسکی خبر سے
 آگاہ کروں ہم نے کہا مان آپ نے کہا میں اسکی حاملہ ہوئی اور اس سے خفیف تر کوئی
 حمل مجھے نہیں ہوا پھر جب اسلے محل سے میں ہوئی تو مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ گویا
 مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب میں نے
 دنیا تو اسطرح واقع ہوا کہ اسطرح کوئی مولود نہیں گرا کہ اپنے ماتحتی شہر ہو سزا
 آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا تو خیر تم اسکو بیان چھوڑ جاؤ۔ بعد اسلے کہ اللہ تعالیٰ
 نے اپنے رسول کو شیطان کے حصہ سے پاک اور مطہر کیا تو نفسِ زکی نبوی نقوس
 بشری کے مدد پر باقی رہا کہ اسلے لیے صفات و اطلاق کے ساتھ ظہور ہو جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئیں اور اس سے مقصود رحمت خلق
 کے حق میں جو اس واسطے کہ ان صفات کی اصول اور بنیاد نفوس است میں
 ظلمت و زندقہ کے ساتھ موجود ہیں بسبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے حال میں اور امت کے حال میں تفاوت ہے جو ان صفات نے جو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئیں اُنکے مقابلہ میں آیات
 حکمت کی تسوئی سے اعانت چاہی کہ ان صفاتِ مظہرہ کا اتہامال کرین
 اللہ تعالیٰ کی طرف سے مادیات کہ رحمت خاص اسلے نبی کے لیے اور رحمت عام
 امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقطع نزول
 آیات کے ساتھ ہیں قال اللہ تعالیٰ و قالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدہ لکونوا
 لنبئت یہود و نصاری و متکلمین۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور کہنے لگے

وہ لوگ جو منکر ہیں کیونکہ انہیں قرآن سارے ایک ساتھ یہ طبع آنا تھا کہ اُس سے تیرے دل کا ہم ثابت رکھیں اور غم غم سے بڑھ سٹایا اور دل کا ثابت کرنا اسوقت ہو کہ نفس کی حرکت سے جو غلو صفات کے ساتھ ہو دے اُسکو اضطراب ہو سو اسلئے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہو اور ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول ہو جس میں ایک خلق صالح اور نورانی وجود ہو خواہ تصریحاً اور کھلا کھلا ہو یا کہ توہیناً اور کثافت ہو جسے نفس شریف جو یہ کو اسوقت حرکت ہوئی کہ آپ کے اندر ان شریف زخم کے صدمے منکسر ہوئے اور خون تھا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کس طرح وہ قوم طالح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو شرمگ کر دیا اور حالانکہ وہ آنکھ پر وردگار کی طرف انکی دعوت کرتا جو رب اللہ تعالیٰ نے یہ بیت نازل کی یس ملک بن لاہوتے اور اُس پر قلب نبوی نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہو پس جبکہ آیات قرآنی مختلف اوقات میں غلو صفات پر متفرق نازل ہوئیں تو قرآن سے اخلاق نبوی صاف ہو گئے تاکہ آپ کا خلق قرآنہ اور نصیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر ان صفات کے ابقا میں بھی اس حدیث شریف کے حاصل ہوں انما تا بشر انس کا نفسون یعنی میں بھی تو آدمی ہوں بلا دیا جا تا ہوں جسے تم بھیجتے تو آپ کے نفس شریف بے صفات کا نامور اسوقت میں کہ نزول آیات کی خواہش تھی سو اسلئے تھا کہ نفوس امت ادب حاصل کوں اور مذہب ہوں بسبب اس کا مرت جنت انکے فی میں ہر تاکہ انکے نفوس پاک اور اخلاق انکے شریف ہو جائیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخلاق اللہ تعالیٰ کے پاس خزانہ
 میں رکھے ہوئے ہیں تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے
 تو اس خزانہ سے اُسکو ایک نیک خلق عطا کرتا ہے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ میں
 اسی واسطے پیدا کیا ہوں کہ میں تمام اخلاق کو پورا اور مکمل کروں اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک سو گئی
 دنیا کی خلق ہیں کہ جس کسی کو نہیں سے ایک سو بھی عطا فرمائے تو وہ شخص حبیب
 میں داخل ہوا پس اُسکا شمار اور اُسکا حصہ نہیں ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے
 جو کسی رسول اور نبی کے واسطے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنی خلق پر ظاہر
 کیے جو صفات انہی سے ضروریہ ہیں اور یہ اُنکے لئے ظاہر نہیں کیے مگر اس
 مقصود سے کہ اُنکو ان اُمور کی طرف بلائے اور اگر نہ ایسا ہوتا کہ خلق باخلاق
 اللہ کی صفت تو ہے پھر یہی میں رکھتا تو ان اُمور صفات کو انکے لئے ظاہر کرتا
 تاکہ انکی طرف دعوت خلق کرے اور جبکو چاہے اپنی محبت سے شخص کرے اور
 بعید نہیں اور انکے خدا یا انکے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کائنات پر اُن
 ہی آئین ایک رخ ناصب اور دیکھا خیر اخلاق ربانی کی طرف ہو تو اس بات
 کے صحت اور صحیح کہنے میں کہ ذات رسول اللہ تخلق باخلاق اللہ تعالیٰ حضرت
 انہی سے درج ہیں اُس شخص کو اپنے اس قول سے کہ کائنات خلق القرآن تعمیر اور
 بیان کیا اور طلال کے شرم سے اولیٰ حق تعالیٰ سے یقین حاصل کیا کہ وہ رکھا
 اور یہ اُنکے وفور علم اور کمال ادب سے تھا اور آئین و قدر آئینا ک سجد
 میں لکھائی و القرآن العظیم اور اس آیت و انک لعلی خلق عظیم کے در بیان

ایک سنا بہت ہی جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کہ کہ کمال خلقہ القرآن کو شعر اور
 جلیلہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم ایسے ہوا کہ آپ کو
 اللہ تعالیٰ کے رسول اور نبی مقرر فرمایا اور اسٹی رحمہ اللہ نے کہا اسکی پیروی جو کہ آپ نے
 حق تعالیٰ کے رہے دونوں جہان کو دیکھا اور اسے کچھ سو کا در رکھا اور نبی
 بعض کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلائق سے لوگوں کے ساتھ
 حسن معاشرت کی اور اپنے قلب کے ساتھ اسے علیحدہ رہنے اور یہ وہ مطلب
 ہے جو بعض صوفیہ نے تصوف کے معنی میں کہا ہے کہ تصوف خلق کے ساتھ
 خلق اور حق کے ساتھ صدق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا خلق اسوجہ سے
 عظیم ہے کہ مخلوقات آپ کی نظر میں خالق کے مشابہہ کے سبب صغیر اور حقیر
 ہو گئے اور یہی کہا گیا ہے کہ آپ کا خلق عظیم اس واسطے ہے کہ اس میں کام خلاق
 اور بزرگ خصال آجائے اور تبراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
 امت کی وصیت حسن خلق کی طرف اس حدیث میں فرمائی ہے جو حضرت
 جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 کہ تم میں سے زیادہ محبوب اور سہرا مجلس میں قریب قیامت کے دن وہ
 شخص ہے کہ جو تم میں سے اخلاق کے اندر اس ہو گا اور تم میں سے زیادہ
 بعضی اور مجھ سے دور مجلس میں قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جو ثنائیوں
 اور تشدد قون اور متفیقون ہیں صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ یا رسول اللہ ثنائیوں
 اور تشدد قون کو تو تم مجھے متفیقون کون لوگ ہیں فرمایا کہ وہ تنکیر
 ہیں اور ثنائیوں کو ثنائی یعنی تڑپا تین کثرت سے کرنے والے اور تشدد

وہ لوگ ہیں جو کلامِ حق کو گون پر گردن اٹھا کر جو رکھنے والے ہیں۔ واسطی
 رحمہ اللہ نے کہا کہ خلقِ عظیم یہ ہے کہ نہ یہ کسی سے خصوصیت کرے اور نہ کوئی اس
 سے خصوصیت کرے اور یہ بھی کہا کہ داناں علی خلقِ عظیم تہی درہر تائیدہ توڑے
 خلق پر ہے اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دھننے کی ملاوت پائی جو اور
 بھی کہا ہے کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی کشتیں جو مجھے میں نے دی ہیں
 انکو صفتِ اچھی طرح سے قبول کیا ہے ان دنیا کی نسبت جو مجھ سے پہلے تھے۔ اور
 حسین نے کہا ہے اس سبب سے کہ بخارِ خلق تیرے اندر مطالعہ حق کے ساتھ اثر
 نہیں کرتا۔ اور کہا گیا ہے کہ خلقِ عظیم لباسِ تقویٰ اور تخلقِ باخلائی اللہ ہی
 اس واسطے کہ اُسکے ہوتے ہوئے خطہ غرضوں کے لیے نہیں باقی رہا۔ اور بعض
 صوفیہ نے کہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اہلِ حق۔ و تو تقول علینا
 بعض الا قایل لا خزانۃ بالہما۔ یعنی اور اگر بنا لا تا ہر کوئی بات تو
 ہم اُسکا اور بنا تا تو کڑے اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باین طور فرمایا داناں
 اے اور البتہ توڑے خلق پر ہے تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو
 آپ کو غفلت اور حجاب میں رکھا اور یہ قول اللہ تعالیٰ کا پورا اور اہم ہے
 لا خزانۃ اے ہم اُسکا اور بنا تا تو کڑے اس واسطے کہ ایمانِ فنا ہے اور اسی
 کا اہل یعنی توحید و تفسیر کرنے والے کے قول میں نظر اور بحث ہے تو کیوں نہیں
 کہا اگر ایمانِ فنا ہووے تو اُسکے قولِ داناں میں بقا ہے اور وہ بقا بقا فنا
 ہے اور بقا فنا سے اہم و اہل ہے اور یہ منصبِ رسالت کے لیے سزاوارتہ ہے۔
 اس واسطے کہ فنا کو اسی واسطے اعزاز ہے کہ وہ وجودِ مذہب کے فراہم ہے

پھر جبکہ مذہب کو جو اسے نکال ڈالا اور نعوت و صفات بدل گئے تو پھر کون غرت
 فیما بین باقی رہ گئی پس حضورؐ کی اسلک کے ساتھ جو نہ کہ اس کے نفس کے ساتھ
 پھر اب کون سے حجاب یہاں باقی رہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ کوئی خلق عظیم
 دیا گیا پس وہ نہ کہترین مقامات پر دیا گیا ہو اسلک کے مقامات کے لیے تباہا
 ہو اور خلق ایک امتداد نعوت و صفات کے ساتھ ہو۔ وچند نے کہا ہے کہ شہنشاہ
 حیرین جمع ہیں پناہ اور الفت اور نصحت اور شفقت۔ اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ خلق
 عظیم یہ ہے کہ اسکو کوئی اختیار نہ ہو اور وہ فنا و نفس و فنا و مال و فانیات کے ساتھ
 محکوم ہو۔ اور ابو سعید قرشی کا قول ہے کہ عظیم اللہ ہے اور اس کے اخلاق سے جو ہو
 اور کرم اور صفا اور عفو اور حسان ہے کیا تم نہیں دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول
 کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سوکھی دانی خلق ہیں حسین ایک بھی خلق
 انہیں کا ہے تو وہ بہشت میں داخل ہو گا پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ
 آپ تخلیق ہوئے تو اس قول کے ساتھ و نام لعلی خلق عظیم۔ سارا حاصل کیا اور
 بعض کا یہ قول ہے کہ میرا خلق اس واسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہوا
 اور آگے ترجمہ اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہاں تک کہ تو ذات تک پہنچا اور
 بعض نے کہیں کہ جب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اس کے
 سبب لذت اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت میں ڈالا پھر جبکہ
 اس کے ذریعہ سے صاف پاک پہلے اخلاق سے ہوئے تو آپ کے واسطے فرمایا اور
 نام لعلی خلق عظیم۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ مکام اخلاق دس ہیں جو آدمی میں ہوئے ہیں

اور اسکے بیٹے میں یسین ہوتے اور بیٹے میں ہونے ہیں اور اسکے باپ میں نہیں ہوتے اور غلام میں ہوتے ہیں اور اسکے مالک میں نہیں ہوتے اسکی تقسیم اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے کرتا ہے جسکے حق میں حادث چاہتا ہے۔ سچ بولنا اور دنیا سے سچی نافرمانی اور یہ آپ بیٹ نہ بھر کر کھائے اور اسکا ہتھیار اور اسکے ساتھ بھوکے ہوں اور سارے کو دنیا اور سکون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور حیا کی ضیافت اور ان سب کی چوٹی کی چیز حیا ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ زیادہ لوگ وہ کون ہیں کہ جہنم میں جائینگے فرمایا کہ اللہ کا خون اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ میں زیادہ کون لوگ جائیں گے فرمایا کہ غم اور خوشی۔ غم تو دنیا کے خطوط جاتے رہتے کا ہی اس واسطے کہ یہ مفصلہ تنگ دلی کو متضمن ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور نقصان سے نافرمانی ہے اور خوشی وہ ہے جو دنیا کے خطوط ممنوع سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے موافق لکھ لکھنا سو اعلیٰ مافاکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزوں پر غمناک نہ ہو اور ان چیزوں کے ساتھ جو تم کو ملی ہیں خوش نہ ہو اور یہ وہ خوشی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اذ قال لا قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنی جو وقت فارون کو اسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ خوشی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا جبکہ دیکھا اسکی کنجیوں کو زور آور کر وہ مشکل سے اٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم آخر وہی ہیں تو وہ محمود ہیں کہ انہیں حمد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لہو اللہ کے فضل اور رحمت سے

قوس کے ساتھ چاہئے کہ خوش ہوں۔ اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر کی ہے اور کہا کہ وہ کشادہ اور شگفتہ روئی اور بھلائی کا خریچ کرنا اور اندر سے رُکنا تو صوفیہ نے اپنے نفوس کو مراض مجاہدون اور ختمیوں سے کیا تا آنکہ تہذیب اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس میں جو اعمال کی اجابت کرتے ہیں مگر اخلاق کی اجابت نہیں تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے کٹ کر اور روگردانی کی اور نفوس زیادہ نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی نہیں کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی البتہ کتنا سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہے تو جو تیرے اور خلق میں زیادہ ہوا وہ تیرے اور تصوف میں زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہیں انھوں نے نفوس سے اجابت اعمال کی اس واسطے کہ وہ نور اسلام کے ساتھ چلتے ہیں اور جو زاہر ہیں ان کے نفوس نے بعض اخلاق کی اجابت کی اس واسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ چلتے ہیں اور صوفیہ اہل قرب ہیں وہ نور آسمان کے ساتھ چلتے ہیں جو تہذیب اہل قرب اور صوفیہ کے باطنوں نے نور یقین حاصل کیا اور یہ ان کے بطون میں بڑھ کر گیا تو قلب کو سلامیت ہر ایک اطراف اور جو انب کی بیدار ہوئی اس واسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہے اور بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور آسمان اور ایمان سے نورانی ہوتا ہے پس جبکہ قلب روشن اور منور ہو گیا اس کا نور نفس پر منعکس ہوا اور قلب کا ایک رخ نفس کی طرف اور ایک رخ روح کی طرف ہے اور نفس کا ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت و سرشت کی جانب ہے اور

جسکے قلب کل روشن نور کی طرف نہیں بلکہ متوجہ ہوتا اور ہر وقت وہ دو چیزیں یعنی دو رخ ہوتا ہے ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جب کہ کل قلب روشن ہوا تو وہ پورے روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر اسکو روح پاتی اور پہنچتی ہے اور نور و اشراق میں زیادہ ہوتی ہے اور جب کہ بھی قلب روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے نفس قلب کی طرف کھینچتا ہے اور جب کہ بھی وہ متوجہ ہوا تو قلب کی طرف متوجہ ہوا اسی رخ کی طرف سے جو اس کے قریب ہے اور نفس نور ہو جاتا ہے اسوقت کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اسی رخ سے ہوتا ہے جو قلب کے نزدیک ہے اور اسکی نورانیت کی علامت اسکی طمانیت ہے۔ حال اسد تعالیٰ یا ایتھا النفس المملئۃ ارجی الی ربک رضیتہ رضیتہ یعنی اسد تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کرے اور چمک سکے رخ کی جو قلب کے قریب ہے ایسے ہی ہو کہ قریب سے سب کے ایک رخ کی ہوتی ہے کہ ہوتی ہے حاصل ہوا اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہے وہ اس کے ایک رخ کے باعث ہوتی ہے جو سخت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہے جو طرح کہ سب کے باہر کا رخ ایک قسم کی کورت اور نقصان رکھتا ہے جو اس کے اندر کی نورانیت کے برخلاف ہے اور جبکہ نفس کے دو رخ میں سے ایک رخ منور ہو گیا تو وہ تہذیب و اخلاق اور تہذیب و صفات کی طرف لپکتی ہے اور اسی واسطے ابدال ابدال کے نام سے موسوم ہے اور جبکہ اس میں یہ ہے کہ صوفی کا قلب جو عیاشیہ توجہ الی ہدایت اور ذکر قلب اور اسان سے کرتا ہے تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہے اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہے عرش عالم خلق و ملک میں قلب کائنات ہے۔

اور قلب عالم اور قدرین عرش ہو اور سہیل بن عبد اللہ ستیری نے کہا ہر قلب
 عرش کے مثل اور سینہ کسی کے مثل ہو اور حق تعالیٰ کی طرف سے ولید ہو میری
 سہلی میری زمین اور میرے آسمان ہیں نہیں ہو اور میری دوست میرے مومن
 بندہ کے قلب میں ہو ہر جگہ قلب ذکر ذات کے نور سے سر بہ آلود اور قرب کی
 ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو لغوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی لغتوں
 میں جاری ہوئیں اور خلاق اللہ تعالیٰ سے تخلق ثابت ہو گیا شیخ ابو القاسم
 اگر گمانی ہے کہ اُس نے کہا ہر آئینہ تباہ نوے اسما کر خسی بندہ سا ایک کے لیے
 اوصاف ہو جاتے ہیں اور پھر بھی یہ شخص سلوک میں دراصل نہیں ہو اور شیخ
 کی مراد اس سے یہ ہے کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک صفت حاصل کرتا ہے جو بشر کے
 ضعف حال اور اس کے قصور کے مناسب ہو مثلاً وہ اسم اللہ تعالیٰ سے الرحیم کہ
 بعض رحمت بقدر قصور بشر کے ہے اور شایخ کے کل اشارات اسما و صفات
 میں جو ان کے علوم میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں اسی معنی اور تفسیر کی بنا پر ہیں
 اور جس کسی نے اس سے توہم حلوں کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور
 ہر کیفیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی
 جو احسان اخلاق کو جامع ہو فرمایا اے اے معاذ میں تجھے وصیت کرتا ہوں
 خوف خدا اور صدق کلام اور وفاء عہد اور ادا سے امانت اور ترک خیانت
 اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل
 اور قصد عمل اور لزوم رکان اور قرآن میں نفقہ اور محبت آخرت اور اضطراب
 از حساب اور تواضع اور اجتناب و دشنام طہیم اور تکریب صادق

اور اطاعت گنہگار اور نام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین و صیف
 کرتا ہوں تجھے کہ خدا سے ڈر و ہر ایک پتھر اور درخت اور پلٹنے کے نزدیک اور
 تو یہ کہ ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے۔ اسکے ساتھ
 اس نے اپنے بندوں کو ادب دیا ہے اور انکو مکام اخلاق اور محاسن ادب
 کی طرف دعوت کی ہے۔ اور عاذ نے یہ بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 کی ہے کہ اسلام مکام اخلاق اور محاسن ادب سے ڈھکا ہوا ہے۔ اور ابو ذر
 سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز نہیں ہے
 جو میزان میں رکھی جائے کہ ان تر حسن خلقی سے نہیں ہے اور حسن خلقی والا اسکے
 سبب درجہ نازمی اور روزہ دار کو پہنچتا ہے۔ اور تیرائینہ اخلاق رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس دینا
 رہتا اور نہ ایک درم و نہ گڑھا اگر کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اسکو آپ عطا
 فرمائیں اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر رجعت فرماتے جب تک کہ اس سے
 برسی نہیں ہو جاتے اور دنیا سے نکل مر ام نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام
 اکثر چھوڑے اور جو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہیں اور اسکے سو جو ہوتا
 وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
 پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور زمین سے آپ ہتھکڑی لیتے کہ اکثر اوقات
 سال تمام ہونے سے پہلے ہو چلتی اور آپ جو مال کا بٹھتے اکثر وہیں ہوندا لگا
 اور خدمت اہل خانہ میں مشغول رہتے اور انکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے۔ اور آپ
 چار مین سب سے زیادہ غمے اور سب سے زیادہ تواضع تھے اللہ تعالیٰ کی

رحمت ہو آپ کے اور اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہو

تیسواں باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل میں ہے

اخلاق صوفیہ میں سب سے اچھا خلق تو اضع ہے اور بندہ کے لیے اس تواضع سے افضل کوئی لباس نہیں۔ اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ یا تحریک لگا گیا وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہے جسکو وہ جانتا ہے کہ اسکو قائم رکھتا ہے اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اُس اندازہ پر جو اُس کے نزدیک ہے قائم رکھتا ہے اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہیں جانتے اسکو مگر وہ لوگ جو عالم ہیں۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے پر بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نہ کرو۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اس آیت کی تفسیر میں۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہنا لگوئی اور نقوی اور خون اور ذلت نفس میں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے یہ بات تھی کہ آپ دعوت آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی گھونٹ دودھ کا ہو یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی ہنگامات کرتے اور اسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اہمیت پر غور نہ کرتے۔ اور سلیمان بن عمرو بن شعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے کہ تواضع کی چیز ہے کہ بات ہے کہ تم سے

تو لے اُسکو پہلے سلام کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس میں
 اور فی مقام پر بیٹھے نہیں تو راضی ہو اور یہ بات ہے کہ اپنی تعریف اور تزیید و تکرار
 کو دوست نہ کرے۔ اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے
 تواضع بلا نقص کی اور اپنے نفس میں تامل بغیر سکنت کیا۔ جنسہ سے
 سوال تواضع کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور سہلو کا نرم کرنا ہے۔ اور نبیل سے
 تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی نیکیا دکرے اور جو حکم یا
 اُسکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے۔ اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی نسبت
 کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع میں حصہ نہیں ہے اور وہ بے بنیاد ہے۔ کہا
 کتاب اللہ میں لکھا ہے کہ میں نے پشت آدم سے دریافت کو نکالا سو کوئی
 قلب تواضع میں بڑھ کر قلب موسیٰ سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو میں نے
 برگزیدہ کیا اور اُس سے کلام کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جس نے اپنے نفس کے
 امور نہ مانی کو جاننا اور پہچانا اُسے بلندی اور شرف میں طمع نہیں کی اور تواضع
 کی راہ چلتا ہے تو وہ خصوصیت اُس شخص سے نہیں کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور ہتھکڑی
 کا شکر کرتا ہے اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے۔ اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
 بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صاحبین کی صحبت میں
 رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی خدمت تواضع سے جو اُنکے نفس میں ہو
 اُنکی اقتدار کرے اور تکرار کرے۔ اور قحطانی علیہ السلام نے کہا ہے کہ ہر ایک شیخ
 ایک مہاری ہے اور اُس کی سودی تواضع ہے۔ اور ثوری نے کہا ہے پانچ نفوس دنیا میں
 غریب ترین خلق ہیں عالم راہد۔ اور فقیہ صوفی۔ اور غنی متواضع۔ اور فقیر غنا کر

اور شریف روشن اور جلارنے کہا ہر اگر شرف تو وضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ
 میں پڑتے نہ اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تو وضع سے سوال کیا گیا
 کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اسے اپنے سے بہتر خیال
 کرے اور میں نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو انیسب کو دیکھا جب کہ میں اس کے ساتھ
 ضیاء کی طرف سفر میں تھا اور ہر آئینہ بعض اہل دنیا نے آپ کے پاس اسیران
 فرنگ کے ہر دن پر کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُن کے قید میں تھے ہر جب
 دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنوں کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہوں
 آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیوں کو حاضر لاؤ تاکہ دسترخوان پر فقرا کے ساتھ بیٹھیں
 خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پر ایک صف میں اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے محلے
 سے اُٹھے اور بٹھلتے ہوئے اُنکی طرف آئے اور اُنکے حج میں اس طرح بیٹھے کہ گویا
 ایک آئینہ سے دہتے بعد ازان آپ نے کھانا کھلایا اور اُن سب نے
 کھایا اور میں آپ کے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن نے تو وضع
 شدہ اور انکسار فی نفسہ اور اُن پر مکر کر کے سے علحدگی اپنے ایمان اور علم اور
 عمل سے نازل کی۔ اور ابو الحسن فارسی سے سموعہ کہ کہتے تھے میں نے
 حریری سے سنا ہے کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہے کہ دین کے
 لیے سرمایہ ہر پانچ ظاہر میں اور پانچ باطن میں ہیں پس جو ظاہر میں ہیں
 وہ صدق زبان اور سخاوت میں اور تو وضع ابدان میں اور اوست
 سے رکنا اور ادب کا بلا غدر اٹھانا اور باطن کے یہ ہیں محبت و جود
 سید اپنے کے اور خوف و راق اپنے سید کا اور امید و حصول اپنے

سید کی اور اپنے فعل پر نہایت اور چنانچہ رب سے اور کبریٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ تو اس
 خلق میں اچھی ہر کردار و تمدن و دین زیادہ اچھی ہر اور کبر خلتی میں برائی اور فقر میں
 بدتر ہے۔ اور ذوالنون کا قول ہے کہ تواضع کی علامات سے تین بیڑیں نفس کی تصنیف اور
 عیب کی شناخت اور لوگوں کی تعلیم کو حید کی حرمت سے اور امر حق اور نصیحت کا ہر
 سے قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب تواضع ہوتا ہے کہا جب اپنے نفس سے
 لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اسوجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار
 ہے اور خلق میں کسی کو آپ سے زیادہ شریف نہ اعتقاد کرے۔ بعض حکماء نے کہا ہے
 کہ ہم نے تواضع جل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اس کبر سے پائی جو ادب
 اور سخاوت کے ساتھ ہو اور بعض حکیموں سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت
 جانتا ہے جس پر حسد نہ ہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نہ کرے کہا مان وہ نعمت
 تو تواضع ہے اور وہ بلا کبر ہے اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا ہے ہر کہ تواضع
 رعایت اعتدال کی کبر اور صفہ میں ہے پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے ہر
 سے زیادہ اونچا کرنا ہے اور صفہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہ رکھنا جس سے
 بے اور عیب لگتا ہو اور اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہنچا ہے اور ہر آئینہ
 اکثر اشارت متنازع سے جو شرح تواضع میں بہت چیزیں مفہوم ہوئی ہیں اس
 تک کہ تواضع کو آئینہ صوفی جگہ قائم کیا ہے اور آئینہ ہوا بلندی از اطراف
 انفرط کی پستی میں داخل ہوتی ہے اور حد اعتدال سے انحراف تو جو ہوتا ہے اور
 وہیں انکا قصد مبالغہ مریدوں کے استقبال نفس میں ہے اس خوف سے کہ
 محض عجب اور کبر تک ذلت پہنچے پس کترین بات ہے کہ میرا تہذیب و سلطان

حال میں عجب سے علیحدہ ہو چکی کہ ہر آئینہ بزرگوں کی ایک جماعت سے ایسے کلمات
 نقل کیے گئے ہیں جو بودی اور غرضی غور تک ہوتے ہیں اور حقد کلمات ہیں قبل
 کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہیں تو اس سبب سے ہیں کہ انہیں ملکر نکالیا ہو جو ہر
 اور شکر حال کے خفیہ میں محصور ہیں اور انہی ابتدا اور میں میدان محدود بنو شہابی
 ناک نہیں برآمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کر کے
 دیکھے تو اسے معلوم ہوگا اس سبب سے کہ نفس اشتراق سمع کرتا ہے یعنی چھپے
 ہوئے سننا ہے جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہے اور نفس نے جب اشتراق
 سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس
 طور سے ظہور کرتا ہے کہ وہ وقت اور رفعت حال پر گراں نہیں ہوتا تو اسی سے
 کلمات اس قسم کے جو کبتر تک پہنچتے ہیں پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ بعض کا یہ قول
 ہے کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ میرا قدم
 سب ادلیا کی گردن پر ہے اور جیسے بعض کا قول کہ زمین بچی اور لگام دی میں نے
 اور زمین کے کناروں پر میں پھرا اور کہا ہے کوئی جنگ آور تو کوئی میرے سامنے
 نہیں آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہے کہ وہ اپنے وقت میں یکتا اور منفرد ہے اور
 اور جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہ ہو کہ یہ سب چھ
 اشتراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہے تو چاہیے کہ اسکا وزن
 میں ان احوال محاب رسول اہد علی اہد علیہ وسلم میں کرے کہ ان میں کیسی
 تو وضع تھی اور قدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اسکو عبید
 جانتے تھے کہ بندہ کے لیے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ درختا کر کے الٹا دیکھیں

کلام کے لیے ایک وجہ ہمت میں بنائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اوبال آ نکا
 خسر حال میں ہے اور متواسے لوگوں کا کلام گمان کیا جاتا ہے تو ان شاہین نے
 جو صاحب تکلیف ہیں جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس میں گہرا دبا ہوا ہے تو توفیق
 کی شرح میں انھوں نے بے لاف یہاں تک کہ اُس حد کو پہنچا دیا کہ وہ توفیق شامل
 در صنف کے ہو گئی تاکہ مریضوں کی دوا علاج اُس سے کریں اور توفیق میں اعتدال
 یہ ہے کہ انسان رضی اسیر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر زور چکے
 اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے مین ہو سکے تو وہ اُس حد پر
 شہرے جسکا وہ مستحق ہے بدون اسکے کہ کچھ مہینہ زیادتی یا کمی ہو کر چکے کر دے
 نفس کی جبلت میں ہے اس واسطے کہ پیدا ہوا ہے مصلحت سے جو مثل فخر کے ہے یعنی
 سودگی مٹی سے جو مثل پتے برتن کے ہے نفسانی ہے تو اُنہیں ایک نسبت آتش ہے اور
 یا طبع ہرگز آتش کی طرف اُسکو استغلا کی خواہش ہے تو اُسکے علاج کے لیے توفیق
 کی احتیاج ہوئی اور جس جگہ کا وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر بڑے درجہ پر شہر آئے
 کی ضرورت ہے تاکہ اُنہیں کبر کو راستہ نہ ملے پس کبر انسان کا ظن ہے کہ وہ دوسرے
 سے بہت بڑا ہے اور کبر اسکے اظہار کا نام ہے اور یہ ایک صفت ہے جسکا مستحق
 کوئی سوا اللہ تعالیٰ کے نہیں ہے اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا ردی
 کیا وہ جھوٹا ہے اور کبر عجاب سے پیدا ہوا اور عجاب حقیقت محاسن کے
 جل سے پیدا ہوا اور جل حقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے شان کر کے عظمت زمانی ہے اپنے اس قول سے کہ ہر انسان کی سبکدوشی
 کو دوست نہیں رکھتا اور فرمایا ہے کیا دوزخ میں متکبروں کا سکون

وہاں ہی زمین ہے اور ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا میری چادر
 اور عظمت میری شلوکہ ہے تو جو مجھ سے کسی ایک میں ان دونوں سے نزاع کرے
 تو میں اُسکو توڑ کر الٹا کر دوں اور ایک رویت میں ہے کہ اُسے دوزخ کے باب
 میں سینک دون اور حق غرور نے انسان کو طغیان میں اُسکی حد پر پھیرنے
 کے لیے فرمایا ہے اور زمین پر اتر کر ست جہاں اس واسطے کہ تو زمین کو نہیں بھارت سکتا
 اور نہ پہاڑوں کے طول میں پہنچ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس چاہیے
 کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہے وہ آپ جندہ سے
 پیدا ہوا ہے اور اس سے پہلے تر قول اللہ تعالیٰ کا ہے ہے۔ قتل الانسان ما اقرہ
 من اوشئ خلقه من نطفة خلقه فقدره۔ مارا جاے انسان کیا ہی ناشکر ہے
 کس چیز سے اُسکو پیدا کیا اللہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا۔ اور بعض صوفیہ
 نے بعض متکبران سے یہ کہا آغاز تیرا نطفہ ناپاک ہے اور انجام تیرا مردار گندہ ہے
 اور تو ان دونوں کے درمیان ہے کہ گندگی کا حامل ہے اور اس مضمون کو ایک شاعر
 نے نظم کیا ہے کہ کیف تیر ہوسن رنجیہ۔ ابدا لہ ہر ضعیفہ۔ کیونکہ تیرے
 جو غلیظ نے سات۔ ہووے ہم خواب دینہ دن اور رات ہے اور جب
 تو وضع قلب سے جاتی رہی اور غرور نے زمین جلیہ کی تو اُسکا تر بعض اعضا میں
 پھیلتا ہے اور برتن سے وہی پکتا ہے جو زمین ہوتا ہے سو گھبراؤ اُسکا گردن
 میں کچی سے ظاہر ہوتا ہے اور کچھو خسارہ میں پڑے ہیں سے پیدا ہوتا ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور لوگوں کے درمیان خسار اپنا میٹر جا کر۔ اور کچھو
 سر میں نفس کی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اور جسے تو وضع کی اُس نے کرم طبع کو ظاہر کیا۔ اور ترندی نے کہا ہے کہ تو وضع دوم ہو اول یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تو وضع اور فروتنی کرے اس واسطے کہ نفس اپنی رحمت طلب کرنے کے لیے اُس کے امر سے بچتا اور ہٹتا ہے اور شہوت کے سبب جو اُٹھتا ہے اُسکی نہیں خواہش کرتا ہے پس جبکہ نفس اسکا امر و نہی انہی سے شیر خوار ہوا تو یہ تو وضع ہے اور قسم دوم یہ ہے کہ اپنے نفس عفت آہی کے لیے سب کرے تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزوں میں سے جو اُس کے لیے چھوڑی گئیں کوئی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہے اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اُسکی مشیت اُتھیت آہی پر چھوڑ دیا ہے۔ اور معلوم کرو کہ بندہ تو وضع کی حقیقت کو پہنچتا مگر اسوقت کہ اُس کے قلب میں نور شاہدہ کا نہر چلے پس اسوقت نفس اُسکا گداز میں آتا ہے اور اُس کے گداز میں اُسکی صفائی کبیر عجب سے ہے اسوقت وہ ملائم ہوتا ہے اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہے اس واسطے کہ آثار اُس کے مٹ جاتے ہیں اور اُسکا التہاب اور غبار بے پیر جاتا ہے اور تو وضع کا حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے قرب کے مقامات میں تھا اُس حدیث میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورت کو ہوتی ہے اس بات کی کہ اپنے کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونے تو میں نے آپ کی ازواج کے مجھوں میں تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد میں آپ کو سجدہ کرتے ہوئے پایا جیسے پُرانا کپڑا ہوا اور آپ سجدہ میں کہ رہے تھے میرے لیے میرے سوا دل اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا

اور میری زبان نے تیرا قرار کیا اور اب میں تیرے حضور میں حاضر ہوں اے عظیم اور
 اچھے گناہ کے بخشنے والے۔ اور قول حضرت علیہ السلام کا سجدہ تیرے لیے
 میرے سودا بدل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہو کہ اتنا وجود کو مٹاتی ہو
 اس واسطے کہ ایک ذرہ فی الحقیقت سجدہ سے نہیں کیا نہ ظاہر میں نہ باطن میں
 اور ہر گاہ صوفی کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر نہوا اور خلق کی تواضع
 سے بھی بہرہ اندوز نہ ہو گا اور یہ ایک سعادت ہو جب کہ وہ پیش آتی ہو تو پوری
 پوری آتی ہو اور تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہو اور اخلاق
 صوفیہ سے مدارات اور خلق سے اذیت کا اٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم سے یہ رویت ہو کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے منہ کا بہرہ دیوں
 کے درمیان مقبول پایا اور پھر تاوان نہ ڈالا اور مہر پر آئینہ دینی نہیں کی
 بلکہ دیت یعنی خون بہا اس کا سوا دینت عربی کے ساتھ اپنی طرف سے اور کی
 حالانکہ آپ کے اصحاب کو ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل
 کریں۔ اور آپ کے حسن مدارات سے یہ ہو کہ کھانے کی خدمت نہیں کی اور
 نہ خادم کو چھڑکی دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے افس
 نہ کیا اور نہ کسی شے کی نسبت جو میں نے کی نہیں کہا کہ کس واسطے اسے
 کیا اور نہ اس چیز کے لیے جو میں نے ترک کی فرمایا کہ کیوں نہیں کی۔ اور رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم خلق میں اچھے آدمیوں سے تھے اور نہ میں نے ہرگز خود کو یا
 حریز کو یا اور کسی چیز کو چھوا اور ماتہ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی تحصیل سے ہو اور نہ میں نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا
 عطر جو زیادہ خوشبودار عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ
 اہل اور اولاد و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے خلاق صوفیہ
 سے ہو اور اذیت اٹھانے سے جو ہر نفس کا کھلتا ہو اور کہا گیا ہے کہ ہر ایک چیز کا جو
 ہو اور انسان کا جو ہر عقل اور عقل کا جو ہر صبر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگوں کی صحبت میں رہے اور انکی
 اذیت پر صبر کرے پھر اس شخص سے ہو جو انے اخلاط نہ کرے اور نہ انکی اذیت پر
 صبر کرے۔ اور مدیف میں ہے کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہو جو مثل ابوہمضہم کے ہو پوچھا
 کہ ابوہمضہم کیا کیا کرتا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اٹھتا تو کہتا اے میں نے آج
 کے دن عرض و تبر و اپنی اس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی
 مجھے مارے میں اسے نہ ماروں گا اور جو مجھے گالیوں دے میں اسے نہ گالیوں دوں گا
 اور جو میرے اوپر ظلم کرے میں ظلم نہ کروں گا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہ
 غمراؤں اور میں آپ کے پاس تھی آپ نے فرمایا براہ راست بن شیرہ یا خواتین شیرہ
 یعنی بیٹیا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت آنے کی دی پھر باتوں میں نکات
 کی پھر جب وہ چلا گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر
 آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر شے پر ترا دو مومن ہے وہ شخص ہو
 جسکو آدمی ترک کر دین یا سکو زندہ کر دین اسو اسے کہ اسے شش سے محفوظ
 رہیں اور ابوذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

آپ نے فرمایا اللہ سے تو خوف کرو جہاں کہیں تو ہو اور میری کے بعد نیکی کر جو اسکو
 سنا دے اور لوگوں سے جس خلق پیش آسوا سنے کہ کوئی شے نہیں ہے جسکے ساتھ
 استہلال قوت عقل اور وفور علم و علم پر ایک شخص ہو سکے جیسا کہ حسن ہدایت ہے
 اور نفس ہمیشہ اس شخص سے منقبض ہوتا ہے جو اسکی مراد کے برخلاف کرتا ہے اور
 وہ غریب اور غنیمت کو نیک کرتا ہے اور ہدایت سے گمئی نفس کا قطع اور طیش از نفق
 اسکی روزی ہوئی ہے۔ اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ جسے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ
 جلانے کی رکھتا تھا تو اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے
 بلائے گا تاکہ اسکو اختیار دے کہ کس جو رکود چاہتا ہے۔ اور جابر نے روایت کی ہے
 کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبردار آگاہ ہو میں تمہیں خبر
 دیتا ہوں کہ دو رخ کسپر حرام ہے ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر۔ اور
 ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے
 پاس گئے اور اس سے تیل مانگے تو وہ کانپا تب فرمایا کہ درود مت کہ میں بادشاہ
 نہیں ہوں بلکہ میں صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سو کھا گوشت
 کھایا کرتی اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت جانب میں آیات کے ہیں
 جنکا یہ ترجمہ ہے آیات سبک ہیں اور ملائم ہیں تو انگریزین سہولت کے
 کرامت اور کم کے ہیں محافظ اہل دولت ہیں نہ نہیں کہتے ہیں وہ گالی نہ کہتے
 بخش جب بولیں اگر ان سے کوئی جھگڑے نہ وہ صاحب خصوصیت ہیں
 کسی سے تو اگر انہیں ملے سمجھے کہ ہر سردار ہستارہ ہے کہ چلتے دیکھو اسے اہل سیاست ہیں
 اور ابوداؤد نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جو شخص

اگر اسکو رتی اور زنی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو تو تر آئینہ خیر سے اسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رتی
 کے حصے سے محروم رکھا گیا اسے حصہ خیر سے نہیں ملا۔ عبد اللہ بن ابی بکر نے
 عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہ ارفوز خنین رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہونچی سیرت پائون میں بھاری جوتا تھا اور میرا
 پائون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پائون پر پڑ گیا آپ نے سیرت اپک
 کوڑا مارا اور ماتو میں تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم جو کہ تو نے مجھے تخلیف دی
 اے میں رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو دروند کیا کہا پھر میں نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اسکا علم ہے پھر جب مجھے
 صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلاں شخص کہاں ہے میں نے کہا یہ
 ہوں وہ شخص کہ مجھ سے کل باجوگذا کہا میں چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے
 اپنے جوتے سے کل میرا پائون چلا اور مجھے دکھ دیا تو میں نے میرے کوڑا مارا
 پس یہ اسی مجھ پران ہیں انکو لے جا۔ اور اخلاق صوفیہ سے ایشار اور برسات
 ہے اور اس پر فرط شفقت اور رحمت انکو براگشتہ کرتی ہے جو طبیعت سے اور شرعاً
 قوت یقین سے ہوتی ہے وہ موجود کو خیر کر دیتے ہیں اور مفقود پر مہر
 کرتے ہیں۔ ابو زید بسطامی نے کہا ہے میرے اوپر کسی نے غلبہ نہیں کیا جیسا
 کہ بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس بھانٹہ کو آیا اور کہا اے یا زید
 آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے میں نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور
 جب ہمیں کچھ ملا تو سیر کیا اس پر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے تھے ہیں تو سیر
 اس سے کہا تمہارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے تو کہا کہ جب ہنم کو

کچھ نہ ملا تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو خرچ کر ڈالا۔ اور ذوالنون کا قول یہ کہ دراہر
 جس کا سینہ کشادہ ہو اس کی تین علامتیں ہیں جمع کا خرچ کرنا اور مفتو دکانہ
 مانگنا اور قوت کا خرچ کرنا۔ عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہ اس رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے نصیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو
 اپنے مال اور ملک سے بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال میں تم ان کے
 شریک ہو اور جو تم چاہو تو تمہارا ملک اور مال تمہارے پاس رہے اور ہم
 غنیمت کے مال سے تمہیں کچھ نہ بائیں گے تب انصار نے کہا بلکہ ہم انکو اپنا مال اور
 زمین بانٹ دیں گے اور غنیمت کا مال انہیں دیں گے اور ہم انہیں شریک نہوں گے
 اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ویوترون علی انفسہم ولو کان
 بہم خصاصة۔ یعنی اور اپنی جانوں پر اتیار اور اختیار کرتے ہیں ہر جگہ کہ انکو
 احتیاج ہو۔ اور پھر یہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ کہا ایک شخص
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس حال میں کہ اسے بچہ پونچا تھا
 اور کہا یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے
 پاس بجا کہ تمہارے پاس کھانا کچھ موجود ہے تو سب نے کہا اے بھائی کسی کی
 قسم ہر جس نے تجھے حق کے ساتھ نبی کیا ہے کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے
 اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہیں جو تجھے آج کی
 رات کھلا دین پھر فرمایا جو اسکو آج کی رات کھانا کھلائے اس پر ہم کریگا اس وقت
 انصار میں سے ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ میں پھر اسے اپنے
 گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ همان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

تو اسکا اعزاز اور اکرام کرو اور اس سے کوئی رکھی چیز دریغ نہ کرو اسنے کہا ہمارے پاس
تو سو اسے بچوں کی خوراک کے نہیں ہو کہہ کہ اٹھ اٹکو کھانے کی طرف مائی بالی دے
تاکہ وہ سو جائیں اور کچھ نہ کھائیں پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اٹھ گویا کہ چراغ کی تہی تیر کر رہی ہو اور اسکو بھجا دے اور چلی آجہم اپنی زبانوں کو اس طرح
چلائیں کہ کھانا چارہ ہے مہمان رسول اللہ کی خاطر یہاں تک کہ اسکا پیٹ بھر جائے
پس وہ بی بی اُمی اور لڑکوں کو ہلایا حتہ کہ وہ بغیر کھانے سو گئے اور کچھ نہیں کھایا
پھر وہ اُمی اور شہید بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا وہ
اُمی گویا کہ چراغ کی تہی چاق کرتی ہو اور اسکو بھجا دیا اور اُن دونوں مہمان
بی بی نے منہ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان
کیا کہ وہ دونوں اسکے ساتھ کھا رہے ہیں یہاں تک کہ مہمان نے پیٹ بھر
کھا لیا اور یہ دونوں بھوکے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پس جب کہ اُنکی طرف دیکھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کیا بعد ازاں فرمایا کہ ہر اکینہ آج کی راست
اللہ تعالیٰ نے تعجب کیا فلاں اور فلاں سے اور نازل یہ آیت کی وجہ ترون
علی افسم ولو کان بہم خصاصۃ۔ اور اُس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض صحاب
نے نبی علیہ السلام کے لیے بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف
میں تھے اور اسنے اسے بکرا اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اسنے دوسرے کے پاس
اور دوسرے نے تیسرے کے پاس اور سات آدمیوں نے دست بہ دست یوں ہی
پھرایا پھر اوں کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اسکے لیے وہ آیت نازل

ہوئی۔ اور ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہے کہ اُسکے پاس تیس آوی سے زیادہ
 جمع ہوئے ایک کانوں میں جو رنر کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے
 روٹیوں کے تھے کہ پانچ آدمیوں کا بھی انہیں سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیوں کو توڑا
 اور چراغ کو بجھا دیا اور کھانے کے پے بیٹھے پھر جب کھانا بڑھا یا تو دیکھیں تو
 وہ کھانا بہت بڑا جو دہو کہ انہیں سے نہ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے
 نفس دوسرے کو فقیار اور اپنا رکھا۔ اور غدا فقیر عدوی سے حکایت ہے کہ میں یرموک
 کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش میں چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی
 تھا اور میں کہتا تھا کہ اگر اُس میں کچھ رزق حیات کی ہے تو اُسکو میں پلاؤں اور
 اُسکا منہ پوچھوں تو اچانک مجھے وہ ملا میں نے کہا کہ مجھے تین پانی پلاؤں اُسے
 اشارہ کیا کہ مان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ کہ رہا تھا اب میرے بھائی
 نے کہا کہ یہ پانی اُس کے پاس ہے جاتے اُسکے پاس لے گیا اور وہ
 ہشام بن عاص تھا میں نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤں تو ہشام نے دوسرے
 کو سنا کہ آہ کہ رہا تھا پس اُس نے کہا کہ اُسکے پاس لے جا میں اُسکے
 پاس لے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مرجکا تھا پھر میں ہشام کی طرف اُٹھ کر آیا تو
 دیکھا کہ وہ بھی مرجکا تھا اب میں اپنے بھائی کی طرف چلا تو وہ مرجکا تھا
 اور ابو الحسن بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہے تو کہا میرے
 نزدیک فتوت وہ ہے جس کے ساتھ وصف اللہ تعالیٰ ہے۔ انصار کا اس آیت
 میں کیا ہے۔ والذین تمونوا اللہ ووالایمناں۔ یعنی اور وہ لوگ
 جو گمروں کو اور ایمان کو پکڑے ہوئے ہیں۔ ابن عطار نے کہا ہے

یو خرون علیٰ نفسہم چودا کرادو کوکان بہم خصاصۃ یعنی جو عا و فقرا یعنی اپنے نفسوں پر جو د اور کریم کو اختیار کرتے ہیں اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور غلٹی کی ہو اور بعض نے کہا ایشارہ ہر کہ بجائیوں کے حفظ کو دینا اور آخرت کے کام میں اپنے حفظ پر مقدم رکھے۔ اور بعض کا قول ہر کہ ایشارہ اختیار سے نہیں ہوتا بلکہ ایشارہ ہے کہ کل خلاف اُن کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور انہیں تو ایشارہ نہ کرے کہ یہ بجائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہر۔ یوسف بن حسین کا قول ہر کہ جس نے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد لی اُس سے ایشارہ صحیح نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہے اس واسطے کہ اُسے اپنی ملک سمجھتا ہے بلکہ ایشارہ اُس شخص سے آتا ہے جو تمام ایشیا کو ہر کی بجھے پس جو کوئی اُسکو پہونچا دے اُسکا مستحق ہر پس جب کوئی خیر اس میں سے اُس کے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ماتہ کو امانت دار عقدا کرے کہ اُس چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضوں نے کہا حقیقت ایشارہ ہر کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بجائیوں پر ایشارہ کرے اس واسطے کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہے اس سے کہ کوئی محل یا ذکر اُسکے ایشارہ کے لیے ہو اور اسی قبیل سے ہر جو منقول ہر کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بجائی کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روی اُسکے متقابل ظاہر کی پس اُسکے بجائی نے یہ بات اس سے بڑی سمجھی تو کہا ہر بجائی میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہر جب دو مسلمان باہم ملاقات کریں تو ان پر سورہ رحمت نازل ہوتی ہیں انہیں سے توبہ رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ روی ہو

اور دس محنت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو میں نے چاہا کہ میں اُن سے شگفتہ روی میں
 ہوں تاکہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو۔ ابو اقصا سہماری سے مشغول ہے کہ
 میں نے ابو بکر بن سعد ان سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو
 چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی خارجی کی طرف اپنے
 اسباب سے نظر کرتا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کرے گی۔ اور سہل بن
 جبرہ الد صوفی نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح سمجھے
 اور وہ ہم کا قول ہے کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے فقر اور اختیار کو کمرے رہے اور
 بذل و انشراح سے تحقیق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے۔ روایت ہے کہ جب
 صوفیہ کی یارائی اور غازی کی لکھی اور غنیہ فقر کے باعث جدا ہوتے اور شہام و
 رقام و فوری پکڑے گئے اور نالی گردن مارنے کے لیے نطع بچایا گیا تو فوری نے
 سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیوں تو نے سادرت کی ٹوکا کہ میں اپنے بھائی
 کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہوں اور مشغول ہے کہ رو دباری اپنے
 بعض یاروں کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب
 آپ نے زبا کہ صوفی اور اس کا دروازہ بند تو رہا تو اُسکے دروازہ کو تو لوگوں نے
 توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر میں ہے اُسے سب سے ڈالو تو تعمیل کے لیے اسباب
 بازار سے گئے اور زخم قیمت لی اور گھر میں بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور بکھر
 نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوئے تھی اور گھر کے اندر آئی
 اور چادر کو سینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہوا اور اُسے
 سب سے ڈالو یہاں نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیوں کیا

وہ بولی کہ خاموش مثل شیخ ہمیر دست درازی و تسلط کرتے اور ہمارے اور حکم کرے اور باز کہے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے عنایت رکھیں۔ اور حکایت ہے کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیوں نے اُسکی عیادت میں دیر کی تو اُنکا حال پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ اُس سے شرمائے ہیں کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ کر کہا اسد مال کو رسوا اور خوار کرے جو بھائیوں کو ملاقات سے باز رکھتا ہے پھر ڈنگی کو حکم دیا کہ وہ ڈنگی پیٹ دے کہ قیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو ملاں ہے تب تو اُسکے گھر کی دلیلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عیادت کرنے والوں کی ہوئی اور نقل ہے کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو جب وہ باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آیا کہا چار سو درم گئے لیے جو میرے اور قرض ہیں تو گھر میں گیا اور چار سو درم تو لے اور اُسکو دیدیے اور گھر میں رہنا جو اُسکے پاس گیا اُسکی بی بی نے کہا کیوں نہیں بہانہ کر دیا جبکہ میرے اوپر دنیا گران معلوم ہوا کہا میں اسیے رہتا ہوں کہ اُسکے حال کی پریشانی نہیں کی تا آنکہ وہ محتاج اس بات کا ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا۔ اور ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ کسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعرین جب لڑائی میں بے توشہ ہو جاتے ہیں اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہے تو وہ جمع کرتے ہیں جو کچھ اُنکے پاس ہو تا ہے پھر اُسکو ایک برتن سے ہانت دیتے ہیں تو وہ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔ اور چار بے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث نقل کی ہے کہ آپ جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اگر وہ مہاجرین و انصار کے ہر مہینہ ایک قوم شمارے جائیوں میں سے ایسی ہے کہ نہ اُن کے پاس مال ہے

اور نہ اسباب ہی تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم میں سے اپنے شامل ایک اور دو اور
تین کو کرے اور تم میں سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ایسی ہی
ملے جیسے کہ انہیں سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا میں نے اپنے شریک
دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری میں نہیں تھی مگر سعد کہ انہیں سے ایک
کی نوبت تھی۔ اُس سے روایت ہے کہ جب عبدالرحمن بن عوف مدینہ میں آئے تو
اُس کے موافقات اور بچیا چارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا میں اپنا مال
آدھوں آدھ کرے بانٹ دیتا ہوں اور میری دو بی بی ہیں ایک کو انہیں سے طلاق
دیتا ہوں جب اُس کے ایام عدت گزر جائیں تو اُس سے نکاح کرے تب عبدالرحمن
نے اُس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال میں برکت دے پس ایشیا پر صوفی کو
اُس کے نفس کی طہارت اور اُس کے سرشت کے شرف نے ہی برا لکھتے کیا اور
اللہ تعالیٰ اُسے صوفی اسوقت بناتا ہے کہ جب اُس کی سرشت کو اس صفت
کے لیے تیار اور مستعد کر لیا اور جس کسی کے خمیر میں سخاوت ہو اور سخی قریب ہے
کہ صوفی ہو جائے اس واسطے کہ سخاوت طینت کی صفت ہے اور اُس کے مقابلہ میں
تسخیع یعنی بخل ہے اور سخاوت صفت نفس کے لازم سے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور
جو اس نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصنون ہو وہ صاحب فلاح و نجات
کے ہیں فلاح کا حکم اُس کے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچیں اور فلاح کا حکم اُس کے
لیے فرمایا جو بخل و اتفاق کریں سو کہا و ماز قناہم یفقون اولیٰک علی
ہدیٰ من بھم و اولیٰک ہم اعلیٰکون یعنی اور ان چیزوں سے جو ہم نے روزی
کی ہیں دیتے اور خرچ کرتے ہیں وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے

راستہ پر ہیں اور وہ صاحب فلاح ہیں اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم جامع
 ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کر دیا تین ملکات ہیں
 اور تین نجات ہیں پھر ملکات سے ایک تنوع مطاع یعنی بخل پذیر فتر گردانا ہے اور
 ظالی بخل کو نہیں فرمایا کہ وہ مہلک ہے بلکہ وہ مہلک اُس وقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر
 اُس کا بغیر مطاع نفس میں ہونا سو وہ انکار نہیں کیا جاتا اس واسطے کہ وہ لوہ زم نفس سے
 ہے کہ اُسکی اصل پیدائش خاکی سے مددیانے والا ہے اور مٹی میں قبض و رساک ہے
 اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہیں اور وہ جبلی اور پیدائشی ہے اور تعجب ہے تو اُسکا ہے کہ
 سخاوت کا وجود سرشت میں ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہے جو انگوٹوں
 و انیسار کی طرف بلاتا ہے اور سخاوت جو دے کا مل تراور تمام تر ہی پس خود کے مقابل
 بخل ہے اور سخا کے مقابل شح ہے اور جو در بخل کی طرف سے عادت کے طریق سے
 اکتساب راہ پاتا ہے برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونوں سرشت میں داخل ہیں
 پس جتنے سخی ہیں وہ سب جو ادین اور ہر ایک جو اد سخی نہیں ہے اور حق سبحانہ و
 تعالیٰ سخا کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اس واسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت
 سے ہے اور اللہ تعالیٰ سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہے اور جو دین ریا کو دخل
 ہوتا ہے اور انسان اُسکو عمل میں لانا ہے اس حالت میں کہ وہ خلق اور حق سے
 عوض پانے پر تاک لگاتا ہے خواہ لوگوں کی ثنا و غیرہ ہو خواہ اللہ تعالیٰ سے ثواب
 ہو اور سخا میں ریا کو دخل نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے
 ہوتی ہے جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدر سے بلند تر ہے اس واسطے کہ
 عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہے اس واسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہے پس

جو چیز کا خاص شخص ہو وہ نہا ہو درین صورت سخا اہل صفا کے لیے ہو اور نیاز اہل انوار کے واسطے ہو اور جہانزہ کہ قول اللہ تعالیٰ میں - انما الطغیاء لوجہ الصد لانہ یدرئکم جزاؤہم و لا شکور - یعنی اسکے سوا نہیں ہو کہ ہم تمہیں خالص اللہ کے واسطے کھانا کھلانے ہیں نہ تم سے ہمیں خواہش جزا اور بدلے کی ہو اور نہ تم سے شکریہ چاہتے ہیں نفی عوض مانگنے کے لیے ہو جیسے کہ فرمایا لا ید بعد اس قول لوجہ کے تو خواہ اللہ کے واسطے ہو تو عوض چاہتے کیا اشعار نہیں کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف منجذب ہوتی ہو نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ تر سخاوتوں سے ہو - اسما و نبی ابی بکر نے روایت کی ہو کہ امین نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا مگر اسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہو پھر میں دیتی ہوں فرمایا کہ مان تو مت بند کرو نہ تیرے اوپر دنیا بند کر دے گا - اور اخلاق صوفیہ سے درگزر اور صفو اور بزرگی کا مقابلہ بھلائی سے ہو - سفیان کا مقولہ ہو احسان اسکو کہتے ہیں کہ جو تیرے ساتھ بڑائی کرے اسکے ساتھ تو بھلائی کرے اس واسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہو جیسے بازار کی نقدی ہر ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول ہو احسان وہ ہو کہ عام پر ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور آب ہو اس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں نے محلات ایسے دیکھے کہ جو بہشت میں بلند تھے میں نے کہا اسی جبرئیل یہ کہے لیے ہیں کہ غصہ کھانے والوں اور لوگوں سے حق کرنے والوں کے لیے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ ہر ائمہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق میں برا بھلا

کہنے لگا اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی
 باتیں جو اُسے کہی تھیں اُلٹ کر اُسکو کہیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام غصہ ہوے
 اور اُسے آپ کے ساتھ ابو بکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اُسے مجھے گالیان دین
 اور آپ مسکراتے رہے پھر میں نے اُسے اُلٹ کر کہا جو اُسے مجھے کہا تھا تو
 آپ غصہ ہوے اور اُٹھ کھڑے ہوے آپ نے فرمایا کہ توجہ تک خاموش تھا
 تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے
 جبر اُبھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھوں جہاں شیطان ہو اور ابو بکر
 تین باتیں ہیں جو سب حق ہیں۔ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو سپر ظلم کسی طرح کا کیا جائے
 اور وہ اُسے عفو کرے مگر یہ کہ اللہ اسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے
 کہ سوال کا دروازہ کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اسکے اظہار
 کو زیادہ کرے۔ اور کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے
 جسکے ساتھ اسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اسکے لیے کثرت سے ترقی
 کرتا ہے۔ حذیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر جاتی
 مست ہو کہ کو تم اگر لوگ احسان کریں تو ہم احسان کریں اور وہ ظلم کریں تو ہم ظلم کریں
 مگر اپنے نفسوں کو ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کریں تو ہم احسان کرو اور اگر وہ بُرائی کریں
 تو ہم ظلم نہ کرو۔ اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہے جو سپر میرا گذر ہوا ہے
 تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہے اور نہ مجھے نہان رکھتا ہے تو جب میرے پاس آئے
 تو اُسکے عوض کروں یعنی نہ کھلاؤں نہ نہان رکھوں آپ نے فرمایا کہ نہیں
 تو اُسکی دعوت کر۔ اور فضیل نے کہا ہے کہ فوت جائیوں کی فرشتوں سے

در گذار اس کا سخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وصل رحم وہ
 نہیں ہے جو مکافات کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہے ویسا وہ بھی کرے لیکن وصل
 وہ ہے کہ جب قطع رحم دوسرا کرے تو یہ اُس کا وصل کرے۔ اور حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مکام اخلاق سے یہ ہے کہ تو غمناک شخص سے کہے
 جو حیرت اور غم کے اور تو وصل کرتے اُس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اُس سے
 عطا دے جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روی اور طلاقت و جہ
 ہی صوفی کا بیکار اُس کی خلوت میں ہے اور بشیر و تنگ نظر کی مانی اُس کی لوگوں کے ساتھ جو
 اُس کے چہرہ پر بشارت اُس کے انوار قلب کے آثار سے ہے اور ہر آئینہ باطن صوفی
 نمازات الہیہ اور وہاب قدسیہ میں نزول کرتا ہے جس سے قلب تر و تازہ ہوتا ہے
 اور فرح و سرور سے لبریز ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل و رحمت سے سوا اُس کے ساتھ
 چاہے کہ خوش ہوں اور سرور جب کہ ممکن ہو اَدل سے اُس کے آثار صورت پر پہنچتے
 ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجوہ یومئذ مسفرة یعنی کتنے ہی چہرہ آج کے دن
 روشن جلتے ہوں بشارت پانے والے ہیں یعنی خوش ہیں بعض نے کہا ہے
 کہ چہرے روشن اس سبب سے ہوں کہ مدتوں راہ خدا میں غبار آلودہ ہونے سے
 اور غبار چہرہ پر چوٹنے کی دل سے مثال ایسی ہے کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ
 اور جو خدا ان پر کرتا ہے پس چہرہ مشکاة یعنی چراغ خداں ہے اور قلب شیشہ ہے اور
 روح چراغ ہے تو جب دل فرہ دار بھرازی سے خوش ہو تو بشارت چہرہ پر
 ظاہر ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ تعرف فی وجوہہم نصرۃ النعیم یعنی اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا کہ اُن کے چہروں میں نصرۃ نعیم کو پائے گا یعنی تازگی اور چمک اُس کی پائے گا

مخافہ عرب میں کہا جاتا ہے انفس اللہیات جسوقت سنبہ ہر ہر بھرا اور کلیا تا ہے۔
 وجہ یوسف ماضیہ یعنی کہتے ہی چہرہ اُسدن تازہ اور شگفتہ ہیں کہ سب
 پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہیں پس جبکہ انھوں نے دیکھا تو یس ترو تازہ ہو
 سو صوفیہ سے جواب ملتا ہے کہ ان کی چشم دل نور شاہدہ سے روشن ہو گئیں
 اور ان کے قلوب کے آئینہ صیقل ہو گئے اور انہیں جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور
 جب آفتاب صیقل کیے ہوئے آئینہ پر چمکتا ہے تو دیوار میں روشن اور درخشان
 ہو جاتی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ یساہم فی وجہ ہم من اترا سجود یعنی اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے کہ انسانی آنکھ کے چہرہ میں سجدہ کے اثر سے ہر اور جب کہ ظلال کے
 یعنی قابون کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہوا قول الہی میں و ظلالہم قدود الامال
 تو کیونکر بشود جمال سے وہ اثر پذیر نہوگا۔ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک معرفت اور نیکی صدقہ ہے اور
 معروف سے یہ بھی ہے کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ
 اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالے۔ اور جابر بن عبد الرحمن
 زبیدی نے کہا کہ مجھے بتاتا ہے کہ ہر ایک شخص ملائم شگفتہ و ہنسور و لیکن
 جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی
 سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہے تو اللہ فقرا میں اُس کے نسل زیادہ کرے
 اور اخلاق صوفیہ سے سہولت اور چمکتا اور لوگوں سے اُن کے اخلاق اور طبائع
 کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہے۔ اور ہر آئینہ اس
 معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انجاء اور احادیث ہیں اور

اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم کا چرہ آثار تھے اور حکایت کرتے ہیں اور حضرت رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہیں میں فرارح کرتا ہوں اور نہیں کہتا ہوں مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہو کہ ایک شخص تھا جسے زائرین حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک شخص کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اہد کرتا سو وہ ایک دن آیا اور رسول اہد نے اُسے مدینہ کی بازار میں پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا خریدنا تھا اور وہ اسدن آپ کے پاس نہیں آیا تھا تو آپ نے اُسے پیچھے سے دو لون باتو سے گھسے میں بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرتا وہی علیہ اسلام کو دیکھا اور آپ کے دونوں ہاتھ کو سہ دیا تب نبی علیہ اسلام نے فرمایا کون ہے جو اس بندہ کو خریدتا ہے اُسے کہا کہ کون ایگا یا رسول اللہ مجھے کھولے کو تو فرمایا اگر اللہ کے نزدیک فائدہ والا ہے پھر رسول اہد علیہ اسلام نے فرمایا ہر اہل شہر کے لیے ایک بادہ یعنی صحرانشین ہو اور بادہ آل محمد کا زائرین حرام ہو۔ اور حضرت انس سے روایت ہو کہ ایک شخص رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر سوار کراؤ آپ نے فرمایا مجھے ہم اُسی کئے پیچھے پر سوار کرائینگے اُسے کہا کہ میں کہتا ہوں مجھے اونٹ پر سوار کراؤ اور آپ کہتے ہیں کہ اُسی کئے پیچھے پر تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ بچہ اُسی کا ہے۔ اور عیسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ میں رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کچھ جوہرین لکھا کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا اس کھانے میں سے کھاؤ سو میں بھی کچھ جوہرین کھانے لگا پھر آپ نے فرمایا تو کچھ جوہرین کھاتا ہو اور حالانکہ تو رہبر یعنی آئندہ کا

درمند جو مین نے کہا اب میں دوسری طرف جیانا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا اے دوکان دارے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح رہتے تھے جبکہ وہ گھر میں کیلے ہوتے کہا سب آدمیوں سے زیادہ ملائم سکھاتے ہوئے ہوتے۔ اور آپ نے روایت کی ہے کہ مجھ سے آپ سبقت لیگئے پھر میں سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت لیگئی بعد ازان فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہے۔ اور حضرت انس سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اخلاص کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے یا ابا حمیرا فعل النعیر یعنی ابا حمیرا کیا کیا تفسیر نے اور نعیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہے اور روایت ہے کہ عمر سبقت زبیر سے لیگئے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے گئے اور کہا رب کعبہ کی قسم ہر مین تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا مجھے رب کعبہ کی قسم ہر کہ تیرے اوپر میں سبقت لے گیا اور عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ عمر نے مجھ سے کہا تو میں تجھ سے پانی میں نہا قشہ کروں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ لمبی سانس کا ہے اور ہم محرم تھے۔ اور بکر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خبروزہ کا تبارح کرتے تھے اور جس وقت کہ حقائق ہوتے تو وہ رجال ہو جاتے تھے عرب کے محاورہ میں بدح بدح جب کہ ایک چیز کو پسینا یعنی خبروزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے لیے مین حریرہ لالی جو انکے واسطے مین نے پکایا تھا اور سودہ سے کہ میرے اور انکے بیچ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھے تھے کہا کہ کہا اُس نے انکار کیا پھر اُس سے کہہ کہ کہا جڑ سے انکار کیا پھر
 میں نے اُس سے کہا کہ بھتہ ضرور کہا درمیر کے منہ کو اُس سے آلودہ کر دو گی پھر اُس نے
 انکار کیا تب تو میں نے انبا یا تو میرہ سے بھرا اور اس کا منہ اُس سے خوب آلودہ کیا تو
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر تپ سے ان کی اُن کے واسطے جھکا دی اور
 اسودہ سے کہا کہ تو اُس کو آلودہ کر دے تو اُس نے میرا منہ اُس سے آلودہ کر دیا پھر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ سے پھر میری منہ دروازہ پر گزرتے اور کہا کہ
 یا عبد اللہ یا عبد اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہے وہ گھر میں چلے
 تو میں تو کہا تم دونوں اٹھو اور اپنے منہ و منہ کو عالتہ فری اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میں
 ہمیشہ عمر کی نذر کی اس واسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو مانتے تھے
 اور بعضوں نے ابن طاووس کی تعریف کی ہے اور کہا وہ بچہ کے ساتھ تھے اور وہ
 کے ساتھ بڑھے اور مسیحین فرج اور چل تھی بلکہ وہ نہیں جانتے اور جانتے ہیں کہ
 سے مروی ہے کہ اہم محمد بن سیرین کے اُسے تذکرہ شعر کا کیا کہتے اور وہ کہتے
 اور ہم اُس کے ساتھ اُسی کرتے اور وہ ہم سے فرج کرتے اور ہم اُس کے پاس سے
 منہ سے اُٹتے اور جب ہم حسن کے پاس پہنچے جب اُس کے پاس سے اُٹتے تو
 قریب تھا کہ ہم رویتے بس یہ جہاں اور آثار کی دلیل ہیں میری سے جھانا بھی
 چیز جو اور احوال صوفیہ رحمت کے ساتھ ہیں اور احوال اُن کے اچھے ہیں ان باتوں
 میں کہ اتفاقاً میں فرج سے وہ تھا کرتے ہیں اور لوگوں نے ساتھ اُن کے
 بلایے کے موافق برتاؤ کرتے ہیں اس کی سبب سے کہ اُن کی نظر رحمت ہی کی طرف
 پر بھی رحمت دعا کیلئے ہوتے ہیں تو رہا اس کے مقام پر کھڑے ہوتے ہیں

اور احمالی و احمالی کی پوشاک کو زیب بدن کہتے ہیں اور اس معاملہ میں حد اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہیں ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر و برکات اور اس کے اخلاق اور طبع عالم اپنے و نور علم سے اسکا نگہاشت کرنے والا ہو تا آنگہ آہین وہ صراط اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہیں اس واسطے کہ انکو علم اور معرفت نفس کی کم ہوا اور ایسا نہ کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائیں اس واسطے کہ نفس کے لیے ان موقعوں پر کو پھانڈا ہو جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہو اور غماز کی طرف میل کرنے لگیں پس لوگوں کی طبائع کی طرف اترنا اسی شخص کے لیے زیبا ہو جو ان سے بڑھا چڑھا ہو اور اسے جاں از مقام کی بلند سی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ اعلیٰ طرف اترے اور اعلیٰ طبیعتوں کی طرف میل کرے جب کہ وہ علم کے ساتھ تزلزل کرے مگر جو شخص اپنی صفات حال پر اسے بلند نہوا ہو اور زمین جہنم کے لیے طبائع اور نفوس کا استنراج ہو جو سرکش اور امارہ اور فرمان وہ بڑے کاموں کے ہیں جب ان صراط اور مجالس میں رہتے ہیں تو نفس اپنا خطا اٹھائے گا اور نیے مطالب کو خستہ کرے گا اور خستہ اور جوار کی طرف راحت طلب کرے گا اور رخصت کی طرف اترنا اکثر اوقات اس شخص کو پسند آئے گا جو غنیف کے اور پر سوار اور پرستہ بدی کی شان نہیں ہو پس صوفیہ صاحب علم کے لیے ان باتوں میں جبکا ہم نے ذکر کیا جو توحید اور تفریح ہو کہ وہ دل کی حاجت کو اس کی ملک جانتے ہیں اور ایک چیز جب کہ حاجت کے لیے و کھی جائے تو بقدر حاجت اندازہ کی جائے اور بقدر حاجت کی تک و میٹا اس معاملہ میں ایک بار یک علم ہو جو ہر ایک شخص

کے لیے تسلیم نہیں کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاج میں
اعتدال رکھو اس واسطے کہ افراط و تہمتیں قدر رکھو تاہر اور نادان تیرے اور جرأت کر سکے
اور آسکا ترک اہل انس و جنیت کو غصہ دلاتا ہے اور ہنشینوں کو وحشت میں مبتلا کر
اور بعض نے کہا کہ مزاج قدر بلکا سلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہے
اور جس طرح کہ معرفت اعتدال ہمیں صعب و مشکل ہے اسی طرح اعتدال کا حسی
میں بجا و حدود و قرار اور حسی انسان کے خصائص ہے ہر اور انسان کو غلبہ حیوان
سے تیز گرتی ہے اور حسی نہیں آتی مگر تعجب کے سبب جو پہلے سے ہوا اور تعجب
فکر کو چاہتا ہے اور فکر انسان کا شرف ہے اور خاصیت ہے اور اعتدال کی معرفت
اس میں ہر شان ایک ایسے شخص کی ہے جس کا قدم علم میں راسخ ہو اور سچو ہے
یہ قول زبان زد ہر ایک و کثرۃ الضحک فانہ یبیت الغلب یعنی جو کثرت ضحک
سے اس واسطے کہ وہ دل کو مردہ کر دیتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ کثرت ضحک
کی روحیت ہے ہر اور حسی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہر کائنات اللہ تعالیٰ
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہے بغیر اسکے کہ اس میں غلبہ ہو اور سخن میں کو
جو بے حاجت ہو اور بد اعیدہ اور مزاج میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ بد اعیدہ وہ ہے
جس کے جد غضب نہ دلائے اور مزاج وہ ہے جس کے جد غصہ دلائے اور وہ غصہ و غضب
نے قسمہ کو نماز میں گناہ قرار دیا ہے اور وضو کے بطلان پر اس سے حکم کیا کہ
گناہ قائم مقام خروج خارج کے ہے یعنی جیسے خروج جوں و باز سے بطلان
وضو ہوتا ہے ایسے ہی قسمہ سے جو نماز میں گناہ ہو وضو باطل ہو جاتا ہے پس
مزاج اور ضحک میں اعتدال نہیں حاصل ہوتا ہے الا اس وقت کہ خوف اور

قبض اور بیعت کے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہو جاتے اس واسطے کہ وہ ان
مضائق سے ہر ایک مضیق میں بعض تقویم کو قائم کرنا ہی تو نہیں حال کو اعتدال
ہو جاتا ہے اور مستقیم ہو جاتا ہے پس بسط اور جارد و لون فراح اور فیک کو پیدا
کرتے ہیں اور خوف و قبض نہیں عدل کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور اخلاق صوفیہ
سے ترک تکلف ہے اور یہ اس واسطے کہ تکلف بناوٹ ہے اور تحمل اور نفس پر ظلم
لوگوں کے سبب ہوتا ہے اور یہ احوال صوفیہ کے بسائے اور خلاف ہے اور بعض تکلف ہیں
مقدرات سے منازعت و قسمت زنی سے نارضا مندی پوشیدہ ہے اور کہا گیا ہے کہ تقصیر
ترک تکلف ہے اور تکلف مخالفت ہے اور صاوقیں کے رستہ سے مخالفت ہے۔ اس پر ایک
سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے ولیمہ میں حاضر ہوا کہ اُس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت
تھا۔ اور جابر سے مروی ہے کہ اُس کے پاس چند آدمی اُس کے صحاب سے آئے تو اُن کے
لیے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
سلم کو کہہ مارتے تھے اچھا ہے ناخوش سرکہ کا۔ اور سفیان بن سلم سے روایت ہے کہ میں
مسلمان قاری کے پاس گیا تو میرے لیے روٹی اور نمک نکالا اور کھا کھاؤ کاش
اگر رسول اللہ کو منع نہ کرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے نہ کرے تو میں
اتھار سے یہ تکلف کرتا اور تکلف سب چیزوں میں مذموم ہے جیسے پوشاک میں
تکلف لوگوں کے دکھلانے کو بدوں اُس کے کہ کوئی نیت نہیں ہے اور کلام میں
تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد خلق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہے تو بعید ہے کہ اس
سلامت اور محفوظ راہ ہو مگر ایک دو اور بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہیں کہ جان
میں بے پرواہی نہ تھی اور وہ تعلق بچھڑان نہیں آتا اور ہر ایک شخص تعلق کرنا ہے

اُس حد تک کہ صحیح نفاق تک پہنچا دیتا ہو اور وہ حال صوفی کے خلاف ہو اور اس
 ابی امامہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جیسا اور بھی معنی کلام
 میں درماندگی دونوں خلاف ایمان کی ہیں اور بزرگوار اور بیان نفاق کے دو ہیں
 نخست ہو اور بیان سے بیان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگوں کے خاطر حسین
 زیادہ خوشامد اور تعریف آگئی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یشان لیل صدق
 سے نہیں ہو اور ابی وائل سے حکایت ہے کہ مابین اپنے ایک بھراہی کے ساتھ
 مسلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جو کوب نمک پیش کیا تب
 میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک میں پودنیہ ہوتا تو اور چھپا اور خوشبو دے دیتا
 تو مسلمان باہر گیا اور لوٹا نہ دیکھا اور پودنیہ لیا بخریب ہم کھانچے تو میرے ساتھی نے کہا
 کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو قانع اُس خیر پر کیا جو ہمیں روزی کیا اُس مسلمان نے کہا کہ اگر
 تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہتا اور میں حکایت میں مسلمان کی نظر
 سے قولا اور غلا ترک تکلف ہو اور یونس نبی علیہ السلام کی مدح میں ہے کہ اُس کے
 بھائی اُسکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اٹکے سامنے
 رکھا اور اٹکے لیے سال کا ماکا جو اُسے بویا تھا پھر کہا اگر اللہ تعالیٰ تکلف نہ کرنا لوٹا
 پرعت کرتا تو میں تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جب تو زیارت
 کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو اُسے سامنے رکھو اور جب تو کسج دوسرے کی
 زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ اور بزرگوار اعمام سے روایت ہے کہ
 سنادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ایک دن ڈگلی مٹی کے آہی اُن لوگوں
 کی بخشش کر جو میری امت کے مردوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ تکلف

نہیں کرتے گا۔ ہر کہ تین کلف سے بری ہوں اور میری ہمت کے ساتھ چین بھی بری ہیں
 اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فاجتنتا فیما جئنا وعلینا وفضیلتنا
 واخلنا وصدائق غلبنا وذاکنتہ دبا یعنی بس ہم نے اس میں پیدا کیا غلہ اور انگوٹھ اور گیارہ
 سہلست کہ جانوروں کو فرہ کرے اور تیرن اور زخمت خرابا اور باغات گھسنے، نجوم
 آوردہ اور میوہ اور تاب کو بچر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا مقرر کیا راوی
 نے کہ عمر کے ہاتھ میں عصا تھا اسے زمین پر مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہی تو کر
 لوگوں کو تمہارا سے لیے بیان کیا جاے پس جو کچھ تم جانو اس پر عمل کرو اور جو تم نہ جانتو
 اس کے علم اللہ کے اور خواہم کہ خدا مخلوق صوفیہ سے اتفاق ہو بدون اس کے کہ کسی
 اسمین کرو اور ذخیرہ جمع مکر اور اس واسطے ہی کہ صوفی فضل حق کی خرابی
 دیکھتا ہو تو وہ ایسا ہی کہ ان دیا کثارت مکر اور دیرا کثارت مکر ہونے اور
 پانی انجی مشابہ اور کھانا پینہ پینہ اور جمع کرنا اور یہی حق اللہ عنہ نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی دن
 ایسا نہیں ہو گا کہ وہ فرشتے میں جو خدا کرتے اور بیکار نہ ہوں ایک آیتیں سے
 کتابی آئی فرج کرنے واسطے پیشتر عطا کر دو سر دیکھا ہی کہ انہی میں کو کلف کر
 اور اس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز دوسرے
 دن کے لیے جمع اور ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور روایت ہے کہ ہر آیت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میں پر مدد ہو آئے آپ کے خادم میں ایک پرندہ نکلا یا
 جب دوسرا دن ہوا تو آپ کے سامنے بیکار دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کیا میں نے اسے نہیں منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے

ست سنت رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس تھے اور اُوقت ایک ڈھیری چھوڑوں کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے ابو بلال کسایا رسول اللہ اسکو ذخیرہ کرتا ہوں فرمایا کیا تو نہیں دُر تا جسے بلال کو نفقہ دیا اور تو نہیں دُر تا خدا صاحب عرش سے کہ وہ کمی کرے۔ اور روایت ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالوں کا کپڑا پہنا کرتے اور جہانِ تمام بخوشی وہاں رات کو رہتے اور اُسکے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑنا اور کچھ صبح کے لیے سنت نہ رکھتے۔ اور صوفی کا یہ حال ہے کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانوں میں ہیں اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اور صحیح اور صادق ہے پس دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہے کہ نہ اُٹھیں و نہ رات دیکھتا ہے اور نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر توکل کرو جیسا کہ حق توکل ہے اللہ تعالیٰ رزق اسی طرح دے جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے صبح کو جھوکا اٹھاتا ہے اور شام کو سیر کر دے۔ جابر سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ کہا ہونین۔ ابن عباس نے کہا کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی وعدہ نہوتا۔ عبد الغفر بن محمد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ہر گز کبھو کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کتبہ قبیلہ گمروں سے نہیں مگر یہ کہ میں انہیں پھر ہوں تو میں نے کسی کو زیادہ بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خیر کرنے والا نہیں پایا اور اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہے۔ ذوالنون مصری نے

کہا کہ جسے قناعت کی اپنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسروں پر غالب
 آیا اور بشر بن عمارت نے کہا کہ اگر قناعت بین بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا
 تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا۔ اور بنان بن حمال نے کہا کہ اگر عید ماطع
 والے بعد حرافق نہ ترجمہ فطی آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے اور ہو غلام جو قناعت
 کا دم بھرے اور بعض صوفیہ نے کہا کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ
 انتقام جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہے۔ اور ابو بکر
 مرزئی نے کہا کہ عقل مند وہ شخص ہو جس نے دنیا کی تدبیر قناعت اور وقت سے
 کی اور آخرت کی تدبیر حرص اور تعبیل سے کی اور یحییٰ بن ساذن نے کہا جسے رزق کے
 ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کمائے گیا اور زندگی اس کی خوش دہر چھی ہوئی اور
 امیر المومنین علی ابن ابی طالب کم الد و جہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہے کہ وہ
 زخم سے بغیر کام کے نہیں اٹھتی۔ محمد الرمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے
 روایت کی کہ کوہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس وقت کہ آپ صبر
 پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر جو اس سے کہ زیادہ ہو اور ابو دعب بن ثعلب
 کہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہر آئینہ نہایت
 پاک کی اس شخص نے جو اسلام لایا اور کفایت کا رزق ہو پھر اس شخص نے صبر
 کیا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دعا مانگی اور کہا اے ان محمد کا رزق قوت کر۔ اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
 کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قناعت ایک مال پر
 بھی نہیں ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تم کتاب اللہ

خود اور حکمت کے چستے بنجاؤ اور اپنے نفسوں کو مردوں میں شمار کرو اور خدا تعالیٰ سے روز کے روز مانگا کرو اور جہین مغرت نہوگی ایسی کہ وہ زیادہ نہو۔ اور عبد اللہ بن مجہش نے اپنے باب سے نقل کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے اس سے گھر میں صبح کی اور اسکا بدن درست ہو اور اسکے پاس ایک دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اسکے احاطہ میں آگئی۔ اور اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے فلحقینہ حیاتنا حیاتہ یعنی پس البتہ ہم اسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طبع اور غش آئندہ ہو کہ وہ قناعت ہو پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہو اور نفس کے طبائع کا دھنسا کر ہو اور قناعت کے فوائد حاصل کر سکے گا باہر ہو اور نفس سے اسکے استخراج کی طرف وصل ہو اس واسطے کہ وہ جانتا ہو کہ اسکا فرض کیا ہے اور اسکی دو کیا ہے۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہے جیسے درع زہد ہے۔ اور اخلاق صوفیہ سے ہو جھگڑے ٹٹھے اور غصہ کو چھوڑنا اگر حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر عبور سے کرنا اور یہ اس واسطے ہے کہ نفوس اچھلتے کودتے ہیں اور جھگڑا لوگوں میں ظاہر ہوتا ہے اور صوفی نے اپنے پار کے نفس کو طور کرتے ہوئے دیکھا تو اسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہے اور جب نفس سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہے اور فتنہ منطقی ہو جاتا ہے اور تعالیٰ اپنی رحمت کے لیے فرماتا ہے۔ ادفع بالتی ہی احسن ثاؤ اللہ ہی یناب وبینہ عداۃ کاتہ دلی جمیم۔ یعنی جواب میں تو اسے بہت اچھی بات کو پہچانے کہ شخص کہ میرے اور اسکے درمیان عداوت ہو ایسا ہو جائے گا کہ گویا بڑا گھرا یا رہا ہو۔ اور مراد یعنی ستیزہ اور جدل نہیں نکالا جاتا مگر ان نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ ان سے نکل گیا اور

انفوس میں وجود کینہ ستیزہ باطل ہو اور جب باطن سے ستیزہ نہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی جاتا رہا اور کبھی کینہ نفس میں اس شخص سے ہوتا ہو جو اسکے مائل اور مشاکی باہمی حسد کے باعث ہوتا ہو اور جو شخص کہ نفس کی گذارش میں زہد کی آتش سے دنیا میں اکتفا درجہ کو پہنچا کینہ اسکے باطن سے مٹ جاتا ہو اور زمین حسد و دشواری محفوظ فانیہ میں جاہ و مال سے باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے متقین اہل جنت کے وصف میں فرمایا ہو و فرغنا مانی صدور ہم من علی یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے اُنکے سینوں میں تھا۔ ابو حفص کا قول ہے کہ کینہ کس طرح باقی رہ سکتا ہے جو ان قلوب میں جنگو اللہ کے ساتھ ایلاف ہو اور جو اسکی محبت میں نہ ہوے ہیں اور اسکی مودت پر ٹٹے ہوے ہیں اور اسکے ذکر میں اُنس کپڑے ہوے ہیں اس واسطے کہ یہ قلوب ہو جس نفسانی سے صاف اور طائع کی تیرگی سے پاک ہیں بلکہ نوریقین سے سرمد آلود ہیں تو وہ باجم بھائی بھائی ہو گئے ہیں اس لیے اہل تصوف کے قلوب اور ان لوگوں کے ہیں جو ایک کلمہ پر مجتمع اور ٹٹے ہوئے ہیں اور شرط طریق کا التزام کیا ہو اور تحقیق کے ساتھ تعین پر چمکے ہوئے ہیں۔ اور آدمی دوم وہ ہیں ایک وہم و ہر جو طالب اُن چیزوں کا جو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اور جو چیزیں اللہ کے پاس ہیں انکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کی توجہ نہ کرنا اور بلاناہی پس تحقیق صوفی کو ان مرتب کے ہوتے ہوئے کیا حسد و ستیزہ اور کینہ نہ ہو گا اس واسطے کہ یہ اسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت میں ہو اور اسکا عارفی اور اسکا مددگار ہو اور زمین و دیار دنیا کے شمال ایک دوسرے کو فروست اور استواری دیتے ہیں اور ایک شخص جو جب جاہ و مال اور ریاست اور

خلق کی نمائش برصغیر ہوتی تو اس کے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہے اس واسطے کہ
 اس نے زہد اور بے رغبتی ان خیروں میں کی ہے جن میں وہ راغب ہے پس شان
 صوفی سے یہ ہو کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے جہاں
 کہیں اسے محبوب مفتون دیکھے پس اس کے لیے کینہ پر نیچ کھائے گا اور نہ کسی
 چیز پر غلام بنے اس سے جھگڑے گا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہے کہ نفس اس کا بطور
 کر رہا ہے جو کہ بڑی کالہم دینے والا لڑائی اور جھگڑے میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ
 عنہما نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا است جھگڑا کر اپنے بھائی
 سے اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرے کہ تو غلام کرے اور حدیث میں ہے جسے جھگڑا
 سے چھوڑ دیا حالانکہ وہ سبلی ہو اس کے لیے جنت سے گذارہ ایک گھونپا یا جاکھا
 اور نہ جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ حق ہو تو اس کے لیے بہشت کے وسط میں گھر
 بنا جائے گا اور نہ کافری تک ہو اس کے لیے اور زیادہ بلند ہے پر مکان تیار ہو گا
 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے علم کو اس لیے حاصل کیا ہے تاکہ علماء پر مباحثات
 اور افتخار کرے یا مادی فوائد سے اس کے ذرا سے جھگڑے یا اس کا زیادہ ہو کہ
 اشرف لوگ اس کی طرف رجوع کریں اور حاضرین اس سے تعالیٰ سکود و رزق میں
 داخل کرے گا دیکھ کہ کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مادی ہمن
 جہل کے مجاہدہ کو دخولِ مبارک کا سبب کر دیا اور یہ اس سبب سے ہو کہ اس کے
 مقصد پر غلبہ کے طلب میں بطور کرتے ہیں۔ اور فقر و غلبہ شینت کی صفات
 سے آدمی میں ہیں۔ بعض صوفیہ کا قول ہے کہ خصوصیت اور ستیزہ کرنے والا

اپنے نفس میں جب کہ وہ جدال میں غور کرتا ہے یہ بات ٹھان لیتا ہے کہ کسی شے پر
 قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے مگر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو
 قناعت کی طرف اس کی راہ کیا ہے پس نفس صوفی نے اس کی صفات بدل ڈالیں
 اور اس سے صفت شیطانی اور زندگی زانی ہو گئی اور نرمی اور رفی اور سہولت
 اور طمانیت سے بدل ہو گئیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
 ہے کہ آپ نے فرمایا قسم جو اس کی جگہ کا تم میں میری جان ہے کوئی بندہ مسلمان
 زمین پر جو جب تک کہ اس کا قلب اور زبان سلیم نہ ہو اور زمین کوئی مومن پر متیک
 کہ اس کا ہر سایہ اس میں اس کے لئے مستحق ہے نہ ہو۔ دیکھو کہا نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نے سہولت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم سے روایت ہے کہ ہر ایسے آپ نے ایک قوم پر گزر کیا اور لوگ ایک چھپر
 اٹھا رہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ وہ بھاری چھپر اٹھا رہے ہیں فرمایا
 خبردار میں اس سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہوں ایک آدمی نکلا کہ اس کے اور ہلکے
 بھائی کے درمیان غصہ تھا پس اس کے شیطان اور اس کے بھائی کے شیطان نے
 قیام کیا پھر اس نے اس سے کلام کیا۔ اور روایت ہے کہ ہر ایک ایک لڑکا ابی زرع کے
 پاس آیا اور اس کی بکری کا پائوں لٹا ہوا تھا اور زرع نے کہا کہ اس بکری کا پائوں
 کس نے توڑ ڈالا تو کہا کہ میں نے کہا کہ میں تو نے یہ کام کیا کہ میں نے قصداً
 یہ کام کیا کہ پھر کیوں کہ میں مجھے قصہ دلاؤنگا تو مجھے فوراً سے گاپس لگنا پڑا
 ہو گا سپر زور نے کہا البتہ میں قصہ ہونگا جب تو مجھے قصہ سہرا لیختہ
 کرے گا پس اسے آزاد کر دیا۔ اجمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہے

کہا جب تیرے اوپر کوئی محام شکل ہو کہ تو نہیں جانتا کہ اُن دونوں میں سے کونسا
 اور رشد کے ساتھ زیادہ ہو تو انہیں سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو
 اسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اسی کام میں ہوتی ہے چہ عین ہوا کی متابعت ہو
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ تین بیچات ہیں اور تین مملکات ہیں سو بیچات یہ ہیں اللہ تعالیٰ کا
 خوف ظاہر و باطن میں اور رضا پسندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ علم
 دینا اور مغیبتی اور تو نگری کے وقت یہاںہ روی۔ اور مملکات یہ ہیں شیخ مطاع
 اور ہوشیاری اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ علم غصب
 اور فساد کے وقت دینا نہیں یہ آتا مگر اس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے
 نفس پر ہے کہ اسکو عقل حافر اور قلب ہدایہ کے ساتھ پیرے اور اللہ کی طرف باہر
 تو اب نظر کرے۔ نقلی ہے کہ صوفیہ فیہ اسلم سے باخود ہونے اور اسکو ترک
 کرتے تھے بعض نے انہیں سے کہا کہ اگر میں کلید خیشہ سے ماتھو دھوؤں تو یہ مجھے
 زیادہ مرغوب ہے اس سے کہ خوش آئندہ کھانسی سے ماتھو دھوؤں۔ اور
 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ حدیث دو وقت میں ایک
 حدیث تیری فرج سے اور ایک حدیث تیرے غصے سے جو قمار اور عیلم کی گت کو
 نہیں کھولتا ہے مگر غصہ اور انصاف کی حد سے دشمنی کی طرف تجاوز حد سے
 خارج کرتا ہے پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہے پس اگر غصہ اس شخص پر
 ہو جو اس سے اوپر ہو ان لوگوں میں سے جس پر غصہ چلانے سے عاجز نہ ہو تو
 خون باہر ہی جلد سے جاتا ہے اور قلب میں جمع ہوتا ہے اور اس سے غم اور وزن

اور اندر نہ پھانی پیدا ہوتا ہے اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہیں ہوتا اس واسطے
 کہ وہ حوادث اور غرض کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتا اور عقدا کرتا ہے اس واسطے
 وہ غم و اندوہ میں نہیں پڑتا اور صوفی صاحب خاصا صاحب روح وائقہ ہے اور
 حضرت بنی علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ ہم اور جن غلک اور غصہ کے اندر ہیں
 عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا
 کہا دونوں کا نکاس ایک جگہ سے ہے اور لفظ مختلف ہیں پس جسے خراع اس
 شخص سے کی جیسر وہ قوت رکھتا ہے وہ غضب کو ظاہر کرتا ہے اور جو ایسے شخص سے
 خراع کرے جیسر وہ قابو نہیں رکھتا اسکو خزن کے ساتھ پریشیدہ کرتا ہے اور
 خزن بھی غضب ہے مگر استعمال اسوقت کیا جاتا ہے کہ آپس کوئی غضب و عداوت ہے
 اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اس کے برابر کار ہو کہ اس سے انتقام لینے میں تردد
 کرے تو قلب کا خون انتباض اور نبساط میں آتا جاتا ہے اور غی و خفا اس سے
 پیدا ہوتا ہے اور قلب صوفی میں ایسی چیز نہیں رہتی جسے جانہ و تعالیٰ اس سے
 فرمایا ہے اور نکال ڈالا ہم نے کہتے ہیں کہ تم ان کے سینوں میں تھا۔ اور صوفی کے
 صلاحیت قلب اور حال عداوت اور کینہ کے وقت اس طرح باہر پھینکتا ہے جو طرح
 سمندر اس سبب سے کہ اس میں اور بہت سی لہریں تلاطم ہیں اور اگر غصہ ایسے
 شخص پر ہو جو اس سے کم درجہ کا ہے کہ انتقام اس سے لے سکتا ہے۔ تو خون
 دل جوش کرتا ہے اور قلب جب اس کا خون جوش کرتا ہے تو وہ سرخ اور سخت
 و صلب ہو جاتا ہے اور نرمی اور سپیدی اثر سے دور ہو جاتی ہے اور اس سے
 سیب و دھون خسارہ سرخ ہو جاتے ہیں اس سے کہ خون کے دل میں رہتا ہے

اور غلبہ چاہتا اور اس سے رگین بھول گئیں تو اس کا عکس خسارہ پر ظاہر ہو گیا اور اس وقت ماہریت اور گالی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرنا ہی اور یہ بات صوفی میں نہیں ہوتی مگر اس وقت کہ ابر و بریزی اور قصہ و حد تعالیٰ کے واسطے ہو ورنہ دوسرا صورتوں میں تو صوفی قصہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرنا ہی پھر اس کا تقویٰ اسے بڑا لگیتا اسپر کرتا ہے کہ اس کی حرکت اور قول کو میرا ان شرع و عدل میں وزن کرے اور نفس پر تمت اس کی لگائے کہ قصداً ہی پر مبنی نہیں ہے بلکہ صوفیہ سے سوال کیا گیا ہے کہ آدمیوں سے کون شخص زیادہ نفس پر تہ کرنے والا ہے جو جواب دیا کہ جو معتد بہ زیادہ رہی ہو اور صوفیہ سے بہت دور رہنے لگا اور کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہیں مگر خدا کے مسازعات کے مواقع ہیں سو جب صوفی نے نفس کو تہم کیا جب کہ وہ قصہ میں پھرا ہوا ہے تو اس کا تدارک علم نے کیا اور جو وقت علم کا تہرہ چکا قلب قوی اور نفس ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور فقر کی طرف واپس آ گیا اور حال مستدل ہوا اور خسارہ کی شرعی جذب ہو گئی اور علم کی تہذیب ظاہر ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روشن نیک اور دوستی سیانہ روی نبوت کے چومیں جڑوں میں سے ایک جڑ ہے اور طاہرین قدرہ نے روایت کی ہے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ مجھے وصیت کر دے کہ وہ قلیل ہو کہ تباہی مجھے وہ یاد دہے آپ نے فرمایا قصہ مت کہ پھر اس کا آپ نے اعادہ کیا اور فرماتے تھے کہ لا تغضب اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر گز غصہ نہ دوزخ کی ایک چنگاری ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہر کہ دونوں گئیں اس کی سرخ

ہو جاتی ہیں اور گین اسکی بھول مہستی ہیں پھر جسکو تم میں سے غصہ آوے تو بگڑ کر اہو
 نو میٹر جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ
 عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ بن عبد اللہ کہ
 کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے
 حلم اور درناؤ اور اخلاق صوفیہ سے ہے کہ تود و اوڑ موافقت اور موافقت بھائیوں
 سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا ہے اشد اعلیٰ الکفار رحمہم بنیم یعنی وہ صحابہ کفار
 پر سخت اور شدید ہیں اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہیں اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے تو انفت مافی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الفت بینہم
 یعنی اگر تو وہ سب کچھ خیر کر ڈالتا جو زمین میں ہے تو بھی انکے دلوں کو ملا نہ سکتا
 مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انکی باہم الفت اور پیوند دے دیا۔ اور تود و اوڑ تائف
 ارواح کے امتیلاف سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اُس حدیث میں وارد ہے اور
 جو ہم کہ چکے ہیں سو جنکے باہم تعارف ہو گیا انکے آپس میں الفت ہو گئی
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ما یصمیم یمتہ اخوانا یعنی پس اسکی نعمت کی وجہ سے
 تم آپس میں بھائی ہو گئے اور غنی سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ و اعصموا بحبل اللہ
 جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کو اٹکے ہو کہ مضبوط پکڑو اور
 شترق مت ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المؤمنون الفتان
 ولاخیر بین لایافت ولا یؤلف یعنی مومن الفت کرنے والا ہے اور مالوف ہے
 اور جو کوئی الفت نہ کرے نہ مالوف ہو اسمین بھائی نہیں ہے اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومنوں کے مثل جب وہ دونوں ملاقات کو مل
دو ہاتھ کے مثل ہو کہ اُن دونوں میں سے ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور دوسرے
اپس میں کبھی نہیں ملتے مگر یہ کہ اُن دونوں میں سے ایک دوسرے سے
بھلائی حاصل کرنا ہے۔ اور ابوادریس خولانی نے معارف سے کہا کہ میں تجھے فی اللہ
دوست رکھتا ہوں تو کہا خوش ہو اور عجب خوش ہو اس واسطے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے آدمیوں
کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے ارد گرد قیامت کے روز کسباج
رکھی جائیگی جن کے چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ
گھبراتے ہونگے اور وہ نہیں گھبرا ئیں گے اور وہ اولیاء اللہ ہیں کہ نہ انہیں خوف
ہو گا اور نہ وہ ٹھگین ہونگے لوگوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ
ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہیں اور بعضوں نے
کہا ہے کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے
کو دیتے تو اس کے باعث عدالت سے مستغنی ہونے اور کہا گیا ہے کہ عدالت
خلیفہ محبت کا جو خستعل اس مقام میں ہوتی ہے جہاں محبت نہیں پائی جاتی
اور بعض کا قول ہے کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہے اسکا
کہ محبت کی طاعت اندر سے جو اور خوف کی طاعت باہر سے ہے اور اس
وجہ سے حضرات صوفیہ کی صحبت بعض سے مؤثر بعض میں ہے اس واسطے
کہ ہر گاہ انہوں نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے انہوں
نے باہم نصیحت کی اور اُن کے درمیان محبت کے سبب قبولِ ظاہر ہوا ہے

پس اس سبب سے پریشانی سے اور بجائی بجائی سے قطع اٹھاتا ہو اور اسی واسطے
 اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو کہ مساجد میں ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہوں
 جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ میں ہوں اور جامع مسجد میں ہفتہ کے اندر
 ایک بار جتنے ایک شہر کے رہتے والے ہوں اور نواح شہر کے جتنے رہتے والے
 ہوں وہ عیدین میں ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہوں اور مفرق شہروں
 کے باشندہ اطراف عمر بھر میں ایک بار حج کے لیے جمع ہوں۔ یہ سب کچھ کامل
 ملکوں کے باعث ہو چسماں سے ایک تاکید مومنوں کی الفت اور مروت کی ہو
 اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے شال ہو
 کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہو۔ نعمان بن بشیر نے کہا سنا میں نے کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مروت باہمی
 میں مثل بدن کے جو جب ایک عضو یا راس میں کا ہو تو اور سب اعضاء کے ساتھ
 بخوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اور الفت اور محبت اسباب صحت کی
 ہو کہ جو اور کیوں کی صحت ضرور موزوں اور ہر آئینہ کہا گیا ہو کہ بھائیوں کی ملاقات
 بارور گرئی ہو اور ایمان شک نہیں ہو کہ باطن بارور ہوتے ہیں اور بعض بعض
 قوت حاصل کرتے ہیں بلکہ اہل صلاح کی طرف صفت دیکھنا اثر صلاح دیتا ہو اور
 صورتوں میں نظر کرنا اخلاق پر اثر دیتا ہو جو ضابطہ اس شخص کے ساتھ
 رکھتے ہیں جسکو کہ دیکھتا ہو اس طرح سے کہ ہمیشہ حرفوں کی طرف دیکھنے سے
 خزن حاصل ہوتا ہو اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہو۔
 اور ہر آئینہ کہا گیا ہو کہ من لا یتفکک لحظہ لا یتفکک لفظ یعنی جو شخص

کہ اُس کا دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اُسکی بات تجھے فائدہ نہ دیگی اور شتر خوشی شتر رام
 کی مخالفت سے رام ہو جاتا ہے پس مخالفت کی تاثیر حیوانات میں اور نباتات اور
 جمادات میں ہوتی ہے اور آب و ہوا دونوں فاسد ہو جاتی ہیں مردار کی مخالفت سے
 اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگوں سے جو زمین میں ہیں پاک صاف ہوتے ہیں
 اور گھاس بُری زمین کی مخالفت سے ہوتی ہے اور ہر گاہ کہ ان چیزوں میں مخالفت
 ہو تو نفوس شریف بشری میں زیادہ تاثیر مخالفت کرے گی اور انسان کا نام
 انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہو جاتا ہے جسکو وہ دیکھتا ہے
 خواہ وہ چیز پہلی ہو یا بُری ہو اور اہلقت اور مروت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہے
 اور غفلت و دھرت جسکی تعریف کی جاتی ہے سو وہ یہ نسبت ازل آدمی اور پہلے شہر
 کے ہے اور جو اہل علم و صفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہیں اُنکی مخالفت منہستم
 ہوتی ہے اور اُنکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس کرنا ہے جس طرح
 کہ اُنکی محبت اللہ کی محبت ہے اور اُنکے ساتھ جمع کرنے والا رابطہ حق ہے اور اُنکے
 غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہے تو صوفی غیرت کے ساتھ موجود سبائے ہوا اور
 جنس کے ساتھ موجود معائن ہوا اور موس آئینہ موس کا ہے جب اپنے عالمی کی طرف
 دیکھتا ہے تو اُسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اُس طرح تجلیات انہی کی جانب
 جھانکتا ہے اور تعریفیات و تلویحات جو خدا سے کریم کی طرف سے ہیں جنہی ہیں کہ فیما
 سے غائب ہیں اور انکو اہل انوار اور اک کرتے ہیں اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا
 شکر احسان پر کرنا ہے اور اُنکے لیے دعا ہو اور یہ فعل اُنکی طرف سے باوجود ہے کہ
 انکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہے اور اُنکی توحید صافی ہو اور

اعتبار سے انھوں نے قطع نظر کی ہر اور نعمتوں کو نعم جبار سے دیکھتے ہیں اس واسطے کہ امین اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بنا بر اس حدیث کے جو وارد ہوئی ہو کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ کوئی نہیں ہر آدمیوں سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحت اور مال خرچ کرنے میں بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور اگر میں دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابو بکر کو قبول کرتا اور فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہیں دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا پس خلق نخل اور عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالیٰ سے محبوب ہو گئے سو صوفی پہلے ہی خلق سے فانی ہو جاتا ہے اور سب اشیاء اللہ کی طرف سے دیکھتا ہے اس طرح کہ توحید اُسکے ناصیہ سے چلتی ہے اور اُس پر وہ کو چاک کر دیا جو خلق کو توحید خالص سے روکتا ہے اور خلق کے لیے وہ ثابت نہیں کرتا نہ نخل کو اور نہ عطا کو اور اسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہے اور جب کہ وہ توحید کے اونچے کنگورہ پر چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہے اور انکا وجود منع اور عطائیں ثابت کرتا ہے بعد ازاں کہ وہ سبب کو اول دیکھ لیتا ہے اور یہ اُسکے علم کی وسعت اور معرفت کی قوت کے سبب وسائل کو ثابت کرتا ہے پس اُسکے لیے خلق حجاب حق نہیں ہے جیسے کہ عام مسلمانوں کو ہے اور نہ اُسکے لیے حق حجاب خلق ہے جیسے مرید ارباب امداد اور مبتدعی ہوتے ہیں۔ سو اُسکا شکر حق تعالیٰ کے واسطے ہے اس واسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کوئی والا اور سبب ہے اور شکر خلق کا اس واسطے کہ وہ واسطہ اور سبب

ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر پہلے پہل جو بہشت کی طرف
 بلایا جائے گا وہ لوگ حمادون ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد نفع اور نقصان میں
 کرتے ہیں اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر کہ جو شخص حسین کا یادگار رہی اور
 اس نے کہا احمد تہ علی کل حال تو اللہ تعالیٰ اس سے ستر ہزار سال دور کر تا ہے کہ
 جہنم سے ادنیٰ بیماری جذام ہے۔ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت
 کی ہے کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ماں عبد نعیم علیہ رحمۃ
 محمد اللہ الاکان احمد افضل منہا یعنی نہیں ہے کوئی بندہ جس کو ایک نعمت عطا
 کی گئی اور اس نے حمد اسی ادا کی مگر یہ کہ حمد اس کی افضل اس سے ہوگی پس
 قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کان احمد افضل منہا اس بات کا احتمال
 رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے رضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہے کہ حمد
 نعمت میں افضل اس سے ہے پس نعمت حمد کی افضل اس نعمت سے ہوگی خبر
 اس نے حمد کی پھر جب کہ انھوں نے معمم اول یعنی حق تعالیٰ کا شکر کیا تو جو کوئی آدمی
 سے واسطہ معمم کا ہو اس کا شکر کرتے ہیں اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں اس
 رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی قوم کے پاس
 روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ داروں نے تمہارے یہاں روزہ کھولا اور رات
 تمہارا کھانا کھایا اور تمہارے اور سیکھنے و رحمت نازل ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس
 کسی نے اپنے بھائی سے کہا خراک اللہ فیر تو ہر آئینہ اسے آئینہ اور شاپوری
 کی۔ اور خلاق صوفیہ سے بھائیوں اور مسلمانوں کے گروہ کے لیے قریب ہر کام

نہل اور خرچ کرنا ہی پس جب ایک شخص کثیر اعلم اور نفس کے عیوب اور آفات و
شہوات کا بغیر اور بنیا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کی طرف توجہ
ہو نہل جاہ سے اور صلاح ذات امین یعنی صالح مصالحت کی مدد دینے میں مصروف
ہو اور اس معاملہ میں زیادہ علم کی حاجت ہی اس واسطے کہ وہ ایسے امور میں جو خلق
کے متعلق ہیں اور ان کے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ رکھتے ہیں
اور زمین سہرا اور ہر الا صوفی کے لیے جو کامل احوال اور عالم ربانی ہر خدین اسلام
سے روایت ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی
انبیاء میں سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑا سکی ہو نفی اس ذریعہ سے حاجات
خلق کے واسطے کیا کرتے تھے۔ اور عطار نے کہا ہے کہ ایک شخص اگر برسوں ریا
یا ورنہ کائنات کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جس میں مومن زندگی بسر کرے تو وہ
اقم اور اکل ہے اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے خالص عمل کرے
اور یہ ایک بار ایک مسئلہ ہے جس سے ایم جاہل لوگ فتنہ سے نہیں ہوتے
جو دعویٰ ارہوتے ہیں اور یہ امر زمین سہرا ہے مگر ایک ایسے بندہ کے لیے
جس کو اللہ تعالیٰ نے اُسکے باطن سے آگاہ کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
اُسے کسی طرح کی قیمت کسی شے کی طرف جاہ و مال سے نہیں ہے اور بالفرض اگر
بادشاہ روئے زمین کے اُسکی خدمت میں کھڑے ہیں تو وہ حد سے تجاوز کرے
اور نہ وہ بکیر کرے اور اگر کسی تاشد ان کی طرف جائے جو کہ جلتا اور بھڑکتا ہو تو
اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نہ کرے اور یہ امر زمین شاکستہ
ہے مگر ایک دفعہ اس کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے ہر مصادیق ہیں

کے ہونے کہ اپنے ارادوں اور اختیار سے الگ ہو گئے ہیں اور انکو اللہ تعالیٰ
کشف کر دیتا ہے جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگوں سے ہے سو وہ اشیائیں اللہ تعالیٰ کی
مراد سے داخل ہوتے اور راتے ہیں چرچہ صوت کہ انکو معلوم ہو کہ حق تعالیٰ
اُن سے چاہتا ہے کہ وہ لوگ میل جول کریں اور قدرو نہر لختین تو اُس میں
درستے ہیں اس طرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہیں اور یہ تو ہیں مگرین پھر
جی اُنھیں صوفیہ فنا کے مقام کو اُنھوں نے مستحکم کیا پھر اُسکے بعد بقا کے مقام پر
چڑھیں تو اُنکے لیے ہر ایک درجہ برآمد کے مقام میں ایک دلیل ہے اور بیان
ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن اور فرمان ہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
سے بے سیرت برہین کہ اُنہیں صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہیں ہے
اُسے مکاشفہ ہے مرتبہ مراد کا جو مخفی خطاب میں ہے اور وہ اشیاء سے ہمیشہ نیا
وقت لیتا ہے اور اُنہیں اُنکے وقت سے کچھ حاصل نہیں کیا اور کیسی طرف
میں اُطراف سے نہیں ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہے
ابو عثمان جمیری نے کہا ہے کہ مرد کامل نہیں ہو تا جب تک کہ اُسکا دل چار
چیز یعنی شمع اور عطا اور غربت اور ذلت میں نہ ہو اور اس صفت کا آدمی جو ہو
اُسکے لیے زیبا ہے کہ بدل جاہ کرے اور اُن چیزوں میں داخل ہو جکا ہم نے
ذکر کیا ہے اور سیل ابن عبد اللہ نے کہا ہے کہ انسان ریاست کا مستحق نہیں
ہو تا جب تک کہ اُس میں تین خصلت نہوں اپنے جملہ لوگوں سے پیرے اور
لوگوں کا جملہ اُنھانے اور جو کچھ اُنکے قبضہ میں ہے اُسکو ترک کرے اور جو
کچھ اُنکے قبضہ میں ہے اُنکے لیے خرب کرے اور یہ ریاست اُس کی ریاست کی

در آئی ہے جس میں کہ اُسے زہد کیا ہے اور زہد کا آئینہ تعین بضرورت اُسکے صدق اور سلوک کے ہے اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہے جس کو حق تعالیٰ نے قائم کیا ہے تاکہ اُسکے خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست میں اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق و حب کے ساتھ جوتا ہے اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادا کرتا ہے

اکیسواں باب ادب اور مکان ادب کے بیان میں ہے جو تصوف سے ہے

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ہر آئینہ فرمایا ہے آپ نے کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہے پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب ظاہر اور باطن کی تہذیب اور راستگی ہے پھر جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ اور پیراستہ ہو گیا تو وہ صوفی اور ادیب ہو گیا اور دسترخوان کا نام ٹاڈہ اسوٹے رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیاء پر مشتمل ہے اور بندہ میں ادب کا ثل نہیں ہوتا مگر کمال سکرام اخلاق سے اور سکرام اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہے سو خلق صورت انسان ہے اور خلق اُسکے معنی ہیں پس بعضوں نے انہیں سے کہا کہ خلق میں تغیر کی راہ نہیں ہے جیسے خلق میں نہیں ہے اور شک نہیں کہ وارد ہوا ہے۔ فرغ ربکم من الخلق و الخلق و الزرق و الاجل یعنی فارغ تمہارا پروردگار ہو اخلق سے اور خلق سے اور زرق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ لا تبدیل الخلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہیں ہے اور صحیح تر یہ ہے کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہے جس پر قدرت اور اختیار ہے اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ

آپ نے فرمایا ہر اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اس واسطے ہے کہ ہر تہذیب
 نے انسان کو پیدا اور اُسکو مصلح اور فساد کے قبول کرنے کے لیے بنایا اور استعداد
 کیا اور اُسکو ادب اور حکام الاخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہو اور انہیں
 اہلیت کا وجود ہو جس طرح کہ پتھاق میں آگ اور گٹھلی میں کچور موجود ہے ہر چہ
 اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو امام سے مشرق کیا اور نبی مصلح
 پر نفاذ و تربیت سے گردانا حتیٰ کہ گٹھلی کچور کا درخت ہو جائے اور پتھاق کو آسمانی
 اور کر تب سے حتیٰ کہ انہیں سے آگ نکلے اور جس طرح انسان کے نفس میں برکات
 مصلح اور فساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہے اسی طرح انہیں خیر کی صلاحیت
 رکھی ہے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا و نفس واسو ما قالہما فجور یا قہو
 یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سجدہ دی اُسکو ڈھٹائی کی
 اور بیچ چلنے کی۔ تو اُسکا ٹھیک بنانا اُسی میں ہے کہ ان دونوں چیزوں کی
 اسی میں صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسے بڑی اُسکی شان ہو قد اطلع من زکما و
 قد غاب من وکما یعنی ہر دو کو پہنچا جسے اُسے سنوارا اور نامزد ہوا جس نے
 اُسے خاک میں ملایا پھر جب کہ نفس پاک ہو گیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی
 اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہو گئے اور اخلاق آراستہ
 اور درست اور ادب پیدا ہوئے پس ادب فعل میں لانان خیرون کا ہے جو توفیق
 میں ہے اور یہ اُس شخص کی خاطر ہے جس میں بھینک کی ترکیب دی گئی ہے اور بھینک
 فعل حق کا ہے کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہیں ہے جس طرح کہ چھانق
 بیت آگ کی پیدائش ہوتی ہے اس واسطے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہے

وہ انسان کو لائق بناتا ہے اور اُسکی صلاحیت کو بڑھاتا ہے اور اُسکی نفس کو پاک کرتا ہے اور اُسکی عقل کو مستقیم کرتا ہے اور اُسکی اخلاق کو آراستہ کرتا ہے اور اُسکی ادب کو پیدا کرتا ہے اور اُسکی بھینک کی ترکیب دیتا ہے اور اُسکی پیدائش کو خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے

اور اسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب و گردآوری میں نہ کسی طرح ادب کا نتیجہ
 عادات اور سجاوہ و عریضات آگیدہ ہیں۔ اور ہر گاہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کے
 باطنوں کو ان عادات اور سجاوہ کی تکمیل کے لیے متعدد اور مہیا کیا ہے جو انہیں ہیں
 تو انہوں نے حسن عادات اور ریاضت کے ساتھ ان چیزوں کے نکالنے اور
 اُبھارنے میں جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس میں مکر کو زور دیتے ہیں
 پیوستگی کی۔ اور وہ مہذب اور مہذب ہو گئے اور بعض آدمیوں کے تحت ان ادب
 بدو و انہی زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہیں اس شے کی قوت سے جو
 اللہ تعالیٰ نے انکی طبیعت اور سرشت میں رکھی ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ادب دین ہے میرے رب نے سوا چھوڑا دیا
 میرا۔ اور بعض آدمیوں میں وہ ہر خلکو زیادہ مشق اور فراغت کی حاجت ہوتی ہے
 اس سبب سے کہ سرشت میں اصل قویٰ انکے ناقص ہیں تو اسوجہ سے کہ وہ خود کو
 صحبت منشاخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے ان چیزوں کے اُبھارنے
 میں مدد حاصل ہو جو انکی طبیعت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے بچاؤ اپنی جانوں
 کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ انکو فقہ سکھانا اور
 ان کو تم ادب دو اور دوسری لفظ میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 کہ ادب مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہے ادب دینا میرا بھرنے علم بزرگ اخلاق
 کے ساتھ کیا اور فرمایا خدا و اہل بیت و اعرص عن اہل بلین یعنی تو بخشش کو
 اختیار کر اور علم کے ساتھ نیک کام کے اور جاہلون سے شہر میرے۔ پوسٹ
 بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہے

اور عمل سے حکمت ملتی ہے اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہے اور زہد سے دنیا متروک
 ہوتی ہے اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں رغبت
 ہونے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ جب ابو خض عراق
 میں وارد ہوئے جنید ان کے پاس آئے اور صحابہ ابی خض کو دیکھا جو سیدھے
 کھڑے تھے اور وہ اس کے افریقہ میں اس طرح کھڑے تھے کہ انہیں سے کوئی خط نہیں
 کرتا تھا تب جنید نے کہا اے ابی خض تو نے اپنے صحابہ کو ایسا ادب دیا ہے جو
 بادشاہوں کا ہوتا ہے تو کہا نہیں اے ابی القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان
 باطن کے ادب کا ہے۔ ابو اسین ثوری نے کہا اللہ کے واسطے اس کے بندہ میں
 کوئی مقام نہیں نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی معرفت ہے جس کے ساتھ ادب شریعت
 سا قی ہو جائے اور ادب شریعت علیہ ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ جو اس کا بیکار
 ہونا اس بات سے نہیں جائز رکھتا کہ وہ محاسن ادب سے محلی اور آراستہ
 ہوں۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہے کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہے
 ابی عبید القاسم بن سلام سے منقول ہے کہ مین داخل ہوا اور اکثر اوقات
 میں کنبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات میں لیٹ رہتا اور اپنے پاؤں
 پھیلا دیتا تو عائشہ کبھی آئین اور کہا اے ابی عبیدہ شہور ہے کہ تو ملا سے ہر مجھ سے
 ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اس کے پاس مگر ادب سے ورنہ دیوان قرب سے تیر نام
 مٹ جائے گا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ عارفہ تھی۔ اور ابن عطار نے کہا ہے کہ نفس
 ہے اپنی پر محبوں اور مخلوق ہے اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہر اچے پر مامور ہے اور
 نفس اپنی طبیعت اور شریعت کے ساتھ مخالفت کے میدان میں چلتا ہے

اور بندہ اسی حسن مطالبہ کی طرف کوشش کر کے پھیرتا رہی پس جس شخص سے کوشش
 سے منہ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسے چھوڑ دی اور رعایت اور نگہداشت سے
 غفلت کی اور جب وقت کہ اعانت کی تو یہ اُس کا شریک ہوا۔ اور ضیہ کا قول ہر کہ
 جس نے اپنے نفس کی ہوا میں اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل میں شریک ہوا
 اس واسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور بغیانہ سودا ادب ہے۔ اور جابر بن سمرہ سے
 روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا
 آدمی کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ صدقہ سماع کے ساتھ دے۔ اسی نے
 یہ بھی روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی باپ نے
 اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہیں کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ
 کہ آپ نے فرمایا ہے اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اُس کا نام اچھا کرے اور اچھی طرح
 اُسے رکھے اور ادب اُس کو اچھا کرے اور ابو علی دقاق کا قول ہے کہ بندہ اپنی عیالت
 سے جنت کو پہنچتا ہے اور اپنی طاعت میں ادب سے اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔
 ابو القاسم شیرازی رحمہ اللہ نے کہا کہ استاد ابو علی کسی چیز سے لکھا کہ نہیں
 بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس میں وہ تھامین نے ارادہ کیا کہ اُسکی بیٹی کے بیٹے
 تکیہ رکھ دوں اس واسطے کہ میں نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر
 ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اس واسطے کہ اُسکے پاس خرقة
 یا مصلانہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا میں نہیں چاہتا پھر میں نے اُسکے
 بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہیں بیٹھتا اور

جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہے تو جسکو ایمان نہیں توحید نہیں اور ایمان موجب شریعت ہے تو جسکو شریعت نہیں اُسے ایمان نہیں اور نہ توحید ہے اور نہ شریعت موجب ادب ہے تو جسکو ادب نہیں اُسے نہ شریعت ہے نہ ایمان ہے اور نہ توحید ہے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ادب کو ظاہر اور باطن میں ساتھ رکھ کر پس کوئی ادب ظاہر میں نہیں بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہر شکنجہ میں پھینچا گیا اور نہ کوئی ادب باطن جاتا مگر یہ کہ باطن میں اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعض صوفیہ نے کہا جو دقان کا غلام تھا کہ میں نے ایک امر دڑکے کی طرف نظر کی تو دقان نے میری طرف دیکھا اور میں اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اُسکے سبب اندوہ میں پڑ گیا اگرچہ برسوں بعد ہو۔ کہا بیس برس بعد میں اندوہ سورج میں پڑا کہ میں قرآن بھول گیا۔ اور بصری نے کہا کہ میں نے ایک ات کو راتوں میں سے اپنا دغیفہ پڑھا اور پانٹوں اتیا محراب میں پھیلا یا تو مجھے آواز دی گئی کہ اس ستری اسی طرح بادشاہوں کے سامنے تو بیٹھتا ہے تو میں نے پانٹوں سکڑے اس کے بعد میں نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ میں اپنے پانٹوں ہمیشہ کبھی نہ پھیلاؤں گا۔ جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن کو یارات کو اپنا پانٹوں نہیں پھیلا یا۔ بعد اسد بن المبارک نے کہا کہ جس نے ادب کو حقیر جانا اُسے حرام سنت کی عقوبت ملی اور جسے سنتوں کو حقیر جانا وہ فرائض کے حرام سے شکنجہ میں ڈالا گیا اور جسے فرائض میں تہاؤں کیا اور سہک اور حقیر سمجھا اُسکو حرام معرفت کا عذاب ہوا۔ اور بصری سے سوال کیا گیا کہ میر کیا چیز ہے تو اسیں وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو

اُسکے پاتھوں پر ملنے لگا اور اُسے اپنے دُنگ سے تکلیف دے لگا اُسوقت
 آپ سے کہا گیا کہ کیوں نہیں اُسکو رفع اپنے نفس سے کرتے کہا میں اللہ تعالیٰ سے
 شرماتا ہوں کہ ایک حال کا بیان کروں اور اُسکے خلاف کردن جو اُسکی بابت میں
 جانتا ہوں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہے کہ
 آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور منارب
 دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں نے دیکھا اور انس بن مالک نے کہا ہے
 کہ عمل میں ادب علامت ہے قبول عمل کی۔ اور ابن عطاء نے کہا کہ ادب وقوف
 مستحسنات کے ساتھ ہے جو چھٹا گیا کہ اسکے معنی کیا ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ادب
 کے ساتھ ظاہر اور باطن میں تعامل اور برتاؤ کرے پھر جب تو ایسا ہو جاتے تب
 ادب ہو گا اور اگرچہ تو انجی ہو پھر یہ پڑ جائے اذ انطق جادت بکل ملیحہ و
 ان سکت جادت بکل لیج و ترجمہ نفیہ جب کہ بولا کلام شیریں جو کہ نہ بولا تمام
 شیریں ہے و اور جری نے کہا میں برس سے میں نے غلوت میں پاتھوں اپنا
 نہیں پھیلا یا ہوا سٹے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولے ہے اور ابو علی نے
 کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہے پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو
 وہ دروازہ مک روکیا گیا اور جسے دروازہ پر بے ادبی کی وہ مویشی کی سیاست
 تک پہنچا یا گیا

بتیسواں باب بارگاہ الہی کے آداب کے بیان میں جو اہل
 قرب نے واسطے ہیں

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہیں اس واسطے

کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن میں مجمع آداب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے
 حسن آداب سے کلام اللہ میں اپنے قول سے خبر دی ہے ماز ادع البصر و ما ط
 بہ کی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ اور یہ آداب کے خواص ہے ایک
 نازک اور باریک چیرہ جس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعراض و اقبال میں قلب پاک
 اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ماسوا اللہ سے متصف ہو کر اور اللہ کی طرف تو
 اور آپ نے پیٹھ کی طرف زمین اور در دنیا کو ان کے خطوط سمیت اور آسمان
 و آخرت کو ان کے خطوط سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزوں سے آپ نے وہ
 کیا ان کی طرف پھر التفات نہیں کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا ان چیزوں
 آپ کے اعراض سے غائب ہو گئیں اور ہاتھ سے جاتی رہیں اللہ تعالیٰ
 فرمایا ہے لیلیٰ ماسوا علی ما قالکم یعنی تاکہ تم نا امید نہ ہو اسکے اور جو قسم
 قوت ہو گئی۔ پس یہ خطاب عام کے لیے ہے اور ماز ادع البصر والی خبر
 سے خبر دینا ایک وصف کے ساتھ ہے جو خاص ہے اس معنی سے جس کے
 عام کو خطاب کیا جو پس ماز ادع البصر آپ کا حال طرف اعراض میں
 طرف اقبال میں ملا اس سے جو اس پر در قباب تو سین کے مقام پر
 اور قلب کے ساتھ ہوا پھر اللہ تعالیٰ سے خبر مگر خوف اور زیرگی۔
 سبب آپ نے گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور افتقار
 شکنوں اور عید گیوں میں اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس یا تو نہ پھیلائے
 غفیان نہ کرے اس واسطے کہ غفیان استغفار کی حالت میں نفس کا وصف ہوا

نے فرمایا ہو کہ کوئی نہیں آدمی سر چڑھتا ہو اس سے کہ دیکھے آپ کو محفوظ اور
 نفس اسوقت کہ روح اور قلب پر طیبات وارد ہو تب میں ہتر اترق سے یعنی پوشیدہ
 کان لگاتا اور سناتا ہے اور ہر گاہ بخشش کے ایک حصہ کو پہنچ جاتا ہے مستغنی اور طاعی
 ہوتا ہے کہ فزید انبساط اس سے ظاہر ہوتا ہے اور بسط کے فراط اور غنیان نفس سد باب
 ترقی کا ہو جاتا ہے اس واسطیکہ طرف اسکا موہب اور بخششوں سے تنگ اور کم ہے
 پس ہوسے علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت میں طرفین بازخ ابصر ہے ایک
 طرف ٹھیک اور صحیح اثر ہے اور انھوں نے انفات اسکی طرف نہیں کی جو فوت
 ہوے اور اپنے حسن ادب سے اسپر تاسف کر کے غنیان نہیں کی ولیکن بھر گئے وہ
 نعمتوں اور بخششوں سے اور نفس نے چوری سے انکو سن لیا اور اپنے حصہ اور
 حظ کی طرف جھنکی لگائی اس کے بعد کہ نفس حصہ پا چکا تو مستغنی ہو گیا اور جو اسے پہنچا
 چھلکنے لگا اور سائی اسکی نہ ہوئی گویا کہ اسکا چٹکا تنگ ہو گیا تو وہ فراط انبساط
 کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھلانجھے اپنے تئیں کہ تیری طرف
 میں نظر کروں تب وہ رو کے گئے اور ترقی کے میدان میں نہیں چھوڑے گئے
 اور ظاہر وہ فرق ہو گیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہے۔ اور ایک دقیقہ
 ان کے واسطے ہے جو اباب قرب اور صاحب احوال پسینہ ہیں پس ہر فیض ایک
 عقوبت پایا جاتا ہے اس واسطے کہ ہر ایک فیض باب انقوع کے مقابل ایک
 سد اور رکاوٹ ہے اور عقوبت بالفیض اخراط بسط کو واجب کرتی ہے اور
 اگر بسط میں اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالفیض نہ واجب ہوتی
 اور بسط میں اعتدال اس عیب کے ایفاء اور مٹھانے سے ہوتا ہے جو

روح اور قلب پر نازنی ہوتی ہے اور ایفان روح اور قلب اس چیز کے سبب جو ہمارے
جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے نفس کو انکار کیے پیٹ
بن پو شیدہ کر دیا اور یہ گزرا شد سے اللہ کی طرف ہی اور وہ زہما کا ادب ہے
جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطا اٹھایا پس جو چیز فیض
سے مقابل ہوتی تو اسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میاں
یا اس سے نزدیک تر اور اس شہر کے ہم شکل اور مماثل ہوتا ہے جسکو ہم نے
بیان کیا ہے قولی ابی اعباس بن عطاء کا آیت مازع البصر و ما طے بین کسا
نہیں اسکو دیکھا طیفان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اسے اس شرط
پر کہ قوسی بین اعتدال ہو اور رسول بن عبد اللہ تشری نے کہا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہیں کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور نہ اس کے
شاہدہ کی طرف اور اسکے سوا نہیں کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا شاہدہ
کرنے والے تھے کہ جسے ان چیزوں کے جو آپ پر ظاہر ہوتی تھیں صفات سے
بخشوں نے اس میں بہت شہادت کو واجب کر دیا اور یہ کلام اس شخص کے
یہ جو غور کرے، حوائج ہی اس چیز کے جسکو ہم نے ایک روز کے ساتھ اس مسئلہ
میں اس بن عبد اللہ سے بیان کیا ہے اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جو
ہمارے شیخ غیاث الدین ابوالعباس سہروردی نے بروایت ابی محمد جریری سے
کی ہے کہ اس علم انقطاع کے ذرائع حاصل کرنے میں فائق ہونا وسیلہ اور
سیب ہے اور داندگی کی حد یہ وقت کرنا نجات ہے اور علم قرب سے گریز
کر لینے کے ساتھ پناہ لینے وسیلہ و میوہ ستائی ہے اور جواب نہ ملنے کی استعداد

دوسرے اور خطاب سننے کے واسطے قبول کرنے سے باز رہنا تکلف ہے اور اگر پیشہ
 ان چیزوں کے علم جانے جو فصاحت فہم ہے اقبال کے مکان میں معلومی ہیں
 گناہ ہے اور ان چیزوں کے سننے کی طرف مائل ہونا جو سچے اپنے معدن سے
 علیحدہ ہو نکلے بغیر اور روری ہے اور سامنے ہونے کے وقت گردن جھکا کر
 جرات اور محل انس میں انسا طافرتگی اور غروری ہے اور یہ سب کلناست
 آداب حضرت سے مغربین کے لیے ہیں۔ اور اس قول میں اللہ تعالیٰ کے
 مازع البصر واطنی ایک اور بھی وجہ ہے جو جوہ گزشتہ سے لطیف تر ہے
 مازع البصر یعنی پہلی بینک گناہ اس طرح کہ بصیرت اور بینش دل سے پھر بھی دور
 نہ ٹھٹھکی اور ماطنی یعنی بھرتے بصیرت سے سہقت بینش کی کہ اپنی حد سے
 بڑھ جائے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصیرت کے ساتھ برور اور
 مستقیم رہے اور ظاہر باطن کے سنگم اور قلب قالب کے ساتھ اور نظر بہ قدم
 اس واسطے کہ نظر کی پیشی قدم پر طیان ہے اور نظر سے مقصود علم ہے اور قدم سے
 مراد قالب کا حال ہے سو قدم سے نظر نہیں برہی کہ وہ طیان ہے اور قدم نظر سے
 ششک رہا کہ وہ پچھلا جہت ہو سو جبکہ احوال میں اعتدال ہو اور قلب
 اس کا قالب اور قالب اس کا قلب کے شان ہو گیا اور ظاہر اس کا جیسا تھا
 اور باطن اس کا جیسا تھا ہر دو بصیرت اس کی بصیرت سے اور بصیرت
 اس کی بصیرت سے اس طرح کی کہ چنان اس کی نظر اور علم ہو چنان اس کے ساتھ ہی قدم
 اس کا اور حال اس کا بھی ہو چنان اور اس معنی کے لیے علم اس کے معنی کا سنسلس
 ہو گیا اور نور اس کا ظاہر پر اس کے جھلکا اور ایک ایسا براق لایا گیا

جس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی نہ اس کا قدم وہاں پہنچتا تھا
 جہاں کہ اس کی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج میں آیا ہے تو بقیہ اس کے قالب کے
 ساتھ منشا بہ اور شاکی اس کے معنی سے تھا اور اس کی صفت کے ساتھ متصف ہو جو
 اس کی قوت حال اور اس کے معنی کے تھا اور حدیث معراج میں مقامات انبیاء کی طرف
 اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پر بعضے انبیاء کو دیکھا اس سفر سے کہ اس کی پیش قدمی
 اس کے پاؤں سے تھے اور پیچھے رہ گئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانوں میں دیکھا سو شخص
 کہ بعضے آسمانوں میں ہو اس کا یہ قول اس کی نظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئیں کہ
 تیری طرف میں نظر کروں ایک تجاوز نظر کا مقدم ہے اور قدم کا پھر نظر سے
 ہوتا ہے اور یہی ایک فروگزاشت ہے ایک وصف کی آن دو وصفوں میں سے
 جو اس قول میں اللہ تعالیٰ کے ہیں مازرغ ایسر واطغی اللہ رسول اللہ مقدم اور
 نظر جو نہ کیا اور تواضع کے خاتمہ عروسی میں درآئے اس انداز کے ناظر پر قدم اور
 تادم اپنی نظر تھی۔ اور اگر گیا تو تواضع کے خاتمہ عروسی سے باہر جاتے اور مقدم کے
 تجاوز کر کے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانوں پر وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپ کے
 سوا انبیاء اور نبی رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاتمہ عروسی میں
 حال کے ادب سے شرمائے ہوئے بیٹھے رہا کرتے۔ یہاں تک کہ آسمانوں کے مجاب
 پھٹ گئے اور گونا گوں قرب کی چھتری آپ کے اوپر جو بگلی اور ایک ایک
 کر کے جابون کے بادل آپ کے اوپر پر آگندہ ہوئے اور کھل گئے حتیٰ کہ آپ
 مازرغ ایسر واطغی کے عرطا پرستقیم ہوئے تب آپ کو تندی ہوئی بجلی کی طرح
 وصل اور لطافت کے نتیجہ کی طرف گندے دور یہ غایت ادب کی ہو اور

کماہیات کا مرنے کی چیز۔ ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا
 کہ مسافر کا ارادہ اُس کے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جہان مسافر کا قلب ٹھہرے وہیں
 مسافر اترے۔ چار بے خنج ضیاء الدین ابو الفجیب نے وساطت سے
 ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اسی موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات میں
 نہ دیکھے گا الا جبکہ وہ مر جائے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ
 وہ پیرا گندہ ہو جائے اُسے سو نہیں کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھیں
 نہیں مریں اور نہ اُنکے اجسام پُرانے ہو کر جاتے رہتے ہیں۔ اور آداب حضرت
 سے وہ ہر خوشبختی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روی ترک
 ادب ہو اور یہ بعض احوال اور تشیاء کے ساتھ سو بعض کے مختص ہے علی الاطلاق
 نہیں ہو سو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہے اور ترک رہنا قول
 ہی میں ہے جو طرح کہ موسیٰ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب میں انبساط
 سے ترک ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرب کے ایک مقام میں اُسکو اٹھایا
 اور انبساط میں اُسے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھ سے مانگ اگرچہ نمک پیرے
 خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھلا تو وہ گل گیا اور کہا رب الی لما نزلت اے
 من خمیر فقیر یعنی رب میرے کہ میں واسطے اُس چیز کے کہ تو طاعت میرے آمار سے
 بخلائی سے محتاج ہوں سو اسلئے کہ وہ آخرت کی حاجتیں مانگتے تھے اور درگاہ
 اسی کو نزدیک تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتیں مانگین اور وہ خبر گیری
 کے مجاہدین حقیر فیرون کے مانگنے سے تھا اور اُس کے واسطے ظاہر

میں ایک مثال ہے کہ سلطانِ اعظم سے بڑی چیزوں کا سوال کیا جاتا تھا اور تقسیم
 چیزوں کے طلب کرنے میں شرم اور کاٹا ہونا ہی ہر جگہ خشیت کا پردہ اٹھ گیا تو
 ادب کے مقامِ خاص میں ہو رہا جھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو
 مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے کہ عارف کا ادب سب ادب کے اور
 ہو اس واسطے کہ معروف اس کا تادیب کرنے والا اس کے قلب کا ہی اور بعض
 صوفیہ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص کو میں نے لگا دیا ہے
 کہ وہ میرے ہمارے صفات کے ساتھ قیام کرے تو اس کے ساتھ میں نے ادب
 کر دیا ہے اور جس شخص پر میں نے اپنی حقیقتِ ذات سے کشف کیا ہے اس کے
 لوازم سے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول
 حاکم کا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے صفات ایسے وجود کے ساتھ
 ٹھہرتے ہیں جو ادب کا علاج ہو اس واسطے کہ رسومِ بجزئیہ اور خطوطِ نفسِ اکبر
 باقی ہیں اور عظمتِ ذات کے نور چلنے پر وہ آثارِ انوار کے ساتھ نیست و نابود
 ہو جاتے ہیں اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور
 راست و درست ہو گیا اور یہ التزامِ درجہ کا مطلب ہے اور ابوعلی و قاتل نے
 اس قول میں اللہ تعالیٰ کے بیان کیا ہے اور ادب و انوار سے رہی الی سنی
 انصواف و رحمہم الراحمین یعنی اور ذکرِ کراؤٹ کا کہ جب پکارا ادب اپنے کو کہ
 مجھے نقصان نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والوں سے زیادہ ہے فرمایا
 کہ اگر مٹی نہیں کرنا اس واسطے کہ ادب خطاب کا اس نے فضا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام
 نے کہا ان کثرت قلۃ فحدۃ یعنی اگر میں اس کو کٹا تو البتہ تو اس کو جان لیتا

مگر یہ کہ وہ صریح علم کے ساتھ استعمال اسکا کر ڈالتا ہے اور تب وہ صاحب
ادب ہو جاتا ہے اور جو کوئی درگاہ انہی کے ادب کی مداومت کرتا ہے تو وہ اس کے
فیہ کے ساتھ زیادہ مستحکم اور اپنے زیادہ قادر ہر فقط

تفنیقینوان باب طہارت اور اس کے مقدمات کے آداب میں

اللہ تعالیٰ نے اصحاب صفہ کی تعریف میں فرمایا ہے فیہ رجال یحبون ان
تیطروا والہم یحب ان یطہروا یعنی اسی میں وہ مرد ہیں کہ دوست رکھتے ہیں
پاک ہونے کو اور اس دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو بعض تفسیروں
میں بیان کیا گیا ہے کہ دوست رکھتے ہیں پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی
حاجتوں روزنا پاکیزگی سے جو پانی کے ساتھ ہو۔ مجلسی نے کہا ہے کہ وہ پانی سے
مقدور دن کا دھونا ہے اور عطار نے کہا ہے کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے
اور اہل بیت کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہیں سوتے تھے اور اہل بیت
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبائ کے لوگوں سے کہا جبکہ
یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے طہارت میں تمہاری ثنا و صفت کی ہر
تو وہ کیا ہے۔ ان لوگوں نے کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں اور پہلے یہ
بات تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں
سے کسی شخص بیت الخلاء سے آوے تو چاہیے کہ تین پیروں سے استنجا
کے اور اسی طرح ابتدائے استنجا تمام بیان تک کہ اہل قبائ کے حق میں

آیت نازل ہوئی۔ سلمان سے لوگوں نے کہا کہ تم کو ہر ایک چیز تمھارے ہی نے سکھلا دی تھی کہ قضاے حاجت بھی بتلائی سلمان نے جواب دیا کہ مان ہم کو منع اس سے کر دیا ہے کہ قبلہ رخ یا خانہ بہرن یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے استنجا کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ مستنجا کرے یا کہ سرگین یا ہڈی سے استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو انجیب نے بواسطہ روایت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تمھارے لیے باپ کے برابر ہوں کہ میں تمہیں تعلیم دوں سو جب کہ تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے اور خض استنجا میں دو چیزیں پسیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک ہونا اور وہ یہ ہے کہ وضع نہو اور وہ سرگین ہے اور نہ وہ دوبارہ استعمال ہو اور نہ رسد ہو اور رتہ مردہ کی ہڈی ہے اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہے سو یا تو تین پتھر ہو یا پانچ یا سات ہوں اور پانی سے پتھروں و حیلون کے بعد آبہ دست کا لینا سنت ہے۔ اور آیت کے معنی میں بعضوں نے کہا جو بچھون ان تیر طہرا ہے اور جب ان لوگوں سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ہم پتھروں کے بعد پانی لیتے تھے۔ اور بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہے اور اسنبخ کے پیچھے شے سے ہاتھ کا ملنا سنت ہے اور اس طرح جنگل میں ہوتا ہے جب کہ زمین پاک ہو اور مٹی پاک ہو اور اسنبخ کی جگہ مٹی یہ ہے کہ تھکے کو پاؤں چیلے کو اپنے

بائیں ناتھو میں لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اوپل کے سرے پر رکھے قبل اسکے کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوئے کھینچے اور اُس کھینچائی میں تھکر کو پھیرے تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے یہاں تک کہ مخرج اور نکاس کے آخر کے سر سے ناک پہونچے اور دوسرا تھکر یا ڈھیل لے اور اُسے آخر کے سر سے پر اسی طرح کرے اور اول کے سر سے ناک مسح کرے اور تیسرا تھکر لے اور اُسے مہز کے گرد پھیرے اور اگر کوئی تھکر کھینچے ساتھ استنجا کرے تو جائز ہے۔ اور استبرائی یعنی استنجا بول میں کہ جب بول ہو چکے تو عضو کو نین بار اُسکی جڑ سے حشفہ یعنی سر سے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا نہ اچھے پھر تین بار اُسکو جھاڑے اور استبرائی میں استنقا کے ساتھ قیاط کرے اور وہ چہرہ کی تین دفعہ گلار روشن کرے یعنی کھنکارے اور تھارے اس واسطے کہ خلق سے عضو تک رگیں چلی ہوئی ہیں اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہیں اور جو کچھ بول کے راستے میں ہو اُسکو چھینک دیتی ہیں پھر اگر چند قدم خمی کرے اور نیلے اور خنچ اور کھنکارنے میں پیشی کرے تو جائز ہے لیکن حد علم کی غایت کرے اور دوسو سے شیطان کو اپنی طرف راہ نہ دے نہ وہ وقت کو ضائع کرے پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہاں تک کہ رطوبت نہ پائے۔ اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر کے تشبیہ دی ہے اور کہا کہ ہمیشہ اُس میں سے رطوبت ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ اُسکا امتداد ہے تو اُس میں رعایت کی حد کرے اور طاق کا کھا اُس میں بھی کرے اور مالش مسح پاکہ زمین یا پاک تھکر پر کرے اور اگر تھکر لینے کی حالت میں اُسکے چھوٹے

ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پھر کو روہنے یا غریب اور عضو کو بائین میں سے لے کر
 پھر سے مالش کرے اور بائین سے خلیش ہو نہ روہنے سے تاکہ روہنے سے استنجا
 کرنے والا نہ ہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پھر پھر
 فصاحت اسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور استنجا میں استنجا
 کے ترکہ میں وحید ہو جو وار د اس حدیث میں ہے کہ حضرت محمد السد بن عباس
 رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ اکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے
 تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کبے جاتے ہیں اور وہ دونوں کسی کبیرہ سبب سے
 عذاب میں نہیں ہیں مگر یہ تو استبرار نہیں کرتا تھا یا کہ بول سے استنجا
 اور طہارت بول سے نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا لگا یا بھجا یا کرتا تھا اور ایک
 کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک ترجمہ چنی مسکائی
 اور اس کے دو ٹکڑے کیے بعد ازاں ایک اس کے اوپر اور ایک اس کے اوپر بھادی
 اور فرمایا کہ شاید ان دونوں سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک نہ ہوں
 اور جب ایسے جنگل میں ہو تو آنکھوں سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
 کی ہے کہ جب کبھی نبی علیہ السلام بارگاہ ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہاں تک کہ
 آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور بغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہمیں
 ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضا
 حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
 اپنی قضاے حاجت کے لیے ترول فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر میں آتا کہ
 اور آپ پر درہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور

جائز ہو کہ آدمی جنگل میں اپنے کجاوہ سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جب کہ
 کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین میں یا دُھا لوہی پر کرنا
 مستحب ہو۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
 تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ میں نرم زمین پر گئے
 اور پیشاب کیا بعد اُسکے فرمایا جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو
 چاہے کچھ کہ نرم زمین یا دُھا لوہا شس کرے اور نرم اور یہ ہو کہ قبلہ کو منہ کرے
 نہ اُسکو پیشہ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منہ ہو اور مکانات میں
 قبلہ رو ہونا مکروہ نہیں ہو اور اونٹن یہ ہو کہ اُس سے پرہیز کرے اس سبب
 سے کہ بعض فقہاء اُسکی کراہت کی طرف مکان میں بھی گئے ہیں اور نہ کپڑے
 کو اپنے اُٹھائے اور نہ سچے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہ جاتے
 اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے، بقضاب کرے کسی شخص نے
 بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس حال میں کہ اُس سے
 جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ میں تجھے نہیں لگتا کہ اُنکا کہ چھی طرح سے قضاے
 حاجت کرنا ہو کہا ان تیرے بآپ کی قسم میں امین خوب نیک و صادق
 ہوں کہا تو اُسکی صفت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور دھیلے ہو جو
 رکھو اور گھاس کی طرف منہ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر اور اُکڑون ہرن کی بیچ
 بیٹھو اور شبابی یا قضاے حاجت شتر مرغ کی طرح کر یعنی زندہ وغیرہ گھاس
 کی طرف رخ کر اور ہوا کی طرف پشت کرنا کہ چھینٹ سے بچے اور قضا کے
 معنی بیان یہ ہیں اُکڑون پنجون کے بل بیٹھے اور اجمال یہ ہو کہ اپنی سرین کو

دیکھا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَلٰی
 آلِ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ طَبَقَتِیْ مِنْ اَکْبَارِ رُوحَتِیْ وَ فَرْجِیْ مِنْ اَفْوَاجِیْ یعنی اسد
 میرے در و دیح محمد اور آل محمد پر یا سے میرے دل کو پاک کر اور فواجس یعنی
 حد سے زیادہ بدزنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے
 کی جگہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ عبد اللہ بن مغفل نے روایت کی ہے کہ
 ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہے اس سے کہ آدمی اپنے حمام میں پیشاب
 کرے اور کہا اس سے وسوسا عام ہے اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ حمام میں جگہ
 آسمین پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت آسمین دی جائے اور جب کہ
 عمارت اور مکان میں بیت اٹھلا ہو تو آسمین داخل ہونے کے لیے پہلے بایان پائون
 رکھے اور اندر جانے سے قبل کہیں بسم اللہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَ الْفُجَارِ یعنی اسد
 کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اسد کے ساتھ میں پلیدی اور پلید چیزوں سے میں
 بپاہ لالگتا ہوں۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو العجیب سہروردی جو اسطہ روایت
 کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ شوش محضہ ہیں تو جب تم سے کوئی قصاص
 حاجت کو جانے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث و الفجار اور شوش
 سے کشف یعنی اڑ چاہیے ہے اور شوش کی اصل کھنے دخت خرما کے جھنڈ ہیں جنہیں
 قصاص حاجت کرتے تھے اسوقت میں کہ گھروں کے اندر بیت اٹھلا بنا ہیں۔
 اور قول آپ کا محضہ یعنی شیطانی آسمین حاضر و موجود رہتے ہیں اور قصاص
 حاجت کے لیے نشست میں بایں پائون پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین میں

نہ نکالے اور نہ بیٹھے ہونے زمین پر لکیر بن گئی اور نہ دیوار پر اور اپنی خمر گاہ کی طرف زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ نکلیں دو دم و قضاے حاجت کے لیے اس حالت میں کہ وہ اپنی خمر گاہ میں کھولے ہوئے باجم یا بین کرتے ہوں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے عداوت ہو اور سیت اخلاص نہ نکلتے وقت کے احمد اللہ الذی ازہب عنی ما یوزنی و ابقی علی ما ینفعی یعنی اُس اللہ کا شکر ہے جسے اذیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہے وہ ہرگز مجھے باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ سے جس پر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے شرمناک وہ ہیں ہر آئینہ بیعت اخلاص جاتا ہوں تو اپنے رب غرضی سے شرمناک اپنی پیشو جھکا لیتا ہوں اور اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

چوتھواں باب وضو اور اسکے اسرار کے آداب میں

جب وضو کرنا چاہے تو سواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابو الخبیب نے روایت کے واسطے سے زید بن خالد جونی سے روایت کی ہے کہ اکابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر بین اپنی است پر دشواری نہ جانتا تو خنقا کی تھارہا کی است ترمو کر تا اور انگوٹھیں ہر فرض کے وقت سواک کا حکم دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مسواک منہ کی پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی خوشنود کرنے والی ہے اور خدیفہ شے
منقول ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اُٹھتے تو مسواک کو اپنے منہ کو پاک دیا کیزہ کرتے اور عرض مالش کو کہتے ہیں اور
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور ہر ایک دفعہ کہ
لب بند رہنے وغیرہ سے منہ کے مزہ میں تغیر آدے اور اصل ازم کے دانتوں کا
دوسرے پر ٹھہرنا ہے اور سکوت کے لیے ازم کیا گیا ہے واسطے کہ دانت تلے اور
منطبق ہو جاتے ہیں اور اس سے منہ کا فرہ تغیر ہو جاتا ہے اور روزہ دار کے لیے بعد
از زوال مکروہ ہے اور زوال کے قبل اسکے لیے مستحب ہے اور غسل جمعہ کے ساتھ
اور تہجد کے وقت اسکا استحباب زیادہ ہے اور سوکھی مسواک کو پانی سے تر
کرے اور طول و عرض میں دانتوں کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض
میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اسے دھوئے اور وضو کے لیے بیٹھے
اور اولیٰ ہے کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے
رب اعوذ بک من ہزات الشیاطین واعوذ بک رب ان یحضر دن اور ما تحو
کے وقت کہے اللہم انی اسالک ایمین والبرکۃ واعوذ بک من الشوم والعلۃ
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی علی تلاوۃ
کتابک وکثرۃ الذکر بک اور پاک بین بانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے
اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی ابیہ وعلی بنت عیسیٰ راضی اور
ناک نیکنے کے وقت کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلی ابیہ وعلی بنت عیسیٰ راضی اور
روح النار وسورہ الدار اور منہ دھونے کے وقت کہے اللہم صل علی

محمد و علی آل محمد و بیوم بیض و جوہ اولیاک و الاسود و بیوم تسود
 و جوہ اعدایک اور دہنے ہاتھ کے دھونے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل
 محمد و اتنی کتابی بمینی و کاسبنی حسا یا سیراً اور بایین ہاتھ کے دھونے
 وقت اللهم لی اعوذ بک ان تونی کتابی بشمالی اور بن ورا و نظری اور سر
 کے مسح کے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و غشی برجمک و نزل علی
 سن برکاتک و طلعتی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور دولون
 کانون کے مسح کے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و اجعلنی من سبغ
 القول فیئسم الله اسمع منادی الخیر مع الابرار اور گردن کے
 مسح کے وقت اللهم ربی من النار و اعوذ بک من السلاسل و الاغلال
 اور دہنے ہاتھ کے دھونے کے وقت اللهم صل علی محمد و علی آل
 محمد و ثبت قدمی علی الصراط مع اقدم المومنین اور بایین ہاتھ کے
 وقت کے اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و اعوذ بک ان تزل قدمی
 عن الصراط یوم تزل فیہ اقدم المنافقین اور جب وضو سے فارغ ہو
 تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اشہد ان لا اله الا الله و حمدہ لا شریک
 له و اشہد ان محمد عبده و رسولہ سبحانک اللهم و بحمدک لا اله الا انت عملت
 سور و خلقت نفسی استغفرک و اتوب الیک یا غفر لی و تب علی انک
 انت التواب الرحیم اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و اجعلنی من التوابین
 و اجعلنی من المستظہین و اجعلنی ضیوراً و مشکوراً و اجعلنی اذکارک کثیراً
 و سبحانک بکرہ و امیلاً اور قرآن وضو کے قیمت منہ و دھونے کے وقت

اور منہ کا دھونا اور منہ کی حد منہ کی پینائی کے شروع سے ٹھوڑی کی ذمہ داری
 اور جو کچھ ڈاڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکے ہو اور ایک کان سے دوسرے
 کان تک عرض میں اور منہ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہو جو دونوں کان
 اور ڈاڑھی کے درمیان ہو اور پیشانی کی جگہ جہاں بال نہیں اور جہاں کہ
 بالوں سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونوں جگہ سر سے پیشانی کے دونوں طرف
 ہیں اور ان دونوں کا منہ کے ساتھ دھونا مستحب ہو اور تحذیف کے
 بالوں تک پانی پہنچا یا جاوے اور بال تحذیف کے اس قدر ہیں کہ جو پیشانی
 منہ سے دور کرتی ہیں اور عنقہ یعنی ریش بچہ اور برت اور بڑا اور دونوں طرف
 کے خط ریش میں پانی پہنچایا جائے اور ہوا اسکے وجہ نہیں ہو پھر ریش اگر لمبی ہو تو
 بشہ یعنی منہ کے پوست تک پانی پہنچائے اور لمبی ریش کی حد یہ کہ اسکے
 نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو وجہ نہیں ہو اور اگر کم کے کونے سے
 اکٹھے ہوئے سرہ کو صاف کرنے میں کو خشش کرے تیسرا وجہ دونوں ہاتھ
 کا کہنیوں تک دھونا ہو اور کہنیوں کا غسل میں داخل کرنا وجہ ہو اور
 آدھے آدھے بازوؤں تک ہاتھوں کا دھونا مستحب ہو اور اگر ناخن اس قدر
 بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کے سر سے باہر نکل گئے ہیں تو اندرونی رخ انکا
 دھونا قول صح کے موافق واجب ہو چوتھا وجہ سر کا مسح ہو اور وہ اسی قدر
 کافی ہو جس طرح کا نام دیا جاتا ہے یعنی سر کے چہرہ اور پورے سر کا مسح کرنا سنت
 ہو اور یہ ہو کہ داہنے اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ملائے اور سر کے آگے
 کے رخ پر رکھے اور گدی تک آنکو پھینچے پھر ان دونوں کو اس جگہ تک پھیر لائے

اس سے شروع کیا تھا اور دونوں پٹوں کے تری کو آگے اور پیچھے آدھوں آدھ کر کے
 اور پانچوں وجہ دونوں پانوں کا دھونا ہر اور دونوں ٹخنوں کا غسل یعنی
 دھونے میں داخل کرنا واجب ہے اور آدھی آدھی پٹلیوں تک اُن دونوں کا
 دھونا مستحب ہے اور دونوں پانوں کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہے
 اور ملی ہوئی انگلیوں میں خلال کرنا واجب ہے تو بائیں ہاتھ کی جھنگلیا سے
 پانوں کی اندرونی جگہ میں خلال کرے اور داہنے پانوں کی جھنگلیا سے شروع
 اور بائیں پانوں کی جھنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانوں میں درزین اور بوئین
 ہوں تو انکے اندر پانی ہو سچا نا واجب ہے اور جو کچھ خمیر یا چٹنائی سے اُس میں
 چھوڑی گئی ہو تو اُس چیز کو دور کرنا واجب ہے چھنا واجب ترتیب ہے اس طرح
 جیسا کہ وہ کلام اللہ میں مذکور ہے۔ سا توان واجب تتابع جو شافعی کے قول قدیم
 میں ہے اور اُس تفریق کی حد جو تتابع اور پورہ پڑھنے کو قطع کرے یہ ہے کہ عندانی
 ہوا کے وقت عضو کی تری سو کو جائے۔ اور وضو کی سنتیں تیرہ ہیں بسم اللہ
 لکنا اول نماز میں اور دونوں ہاتھ کا کھانی تک دھونا اور کھلی اور ہتھکڑیاں
 یعنی ناک میں پانی دینا اور اُن دونوں میں ہوا فقہ یعنی تمامی کو پہنچانے کی
 میں میں غرض ہے کہ حتی کہ مطلقہ کے سرے تک پانی آلت آدے اور استنشاق
 میں پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیخ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُمسین نفی
 اور تری کرے اور کھینچی دھوئی کا خلال اور کھلی انگلیوں کا خلال اور داہنے طرف
 سے ابتدا اور غرض ہے کہ درزی اور پورے سر کا مسح اور دونوں کان کا مسح اور
 تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور فوں جدید میں تتابع ہے اور اسکا اقتباس

کرے کہ تین بار سے ہر چیز میں زیادہ نہوار و وضو کے درمیان نہ ہاتھ کو جھاڑے اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھپکا ٹنٹو پر بارے اور وضو کا تازہ کرنا سبب ہے اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو سہل ہو ورنہ نہ کہ وہ ہے

سینتیسواں باب وضو کے اندر آدابِ صلوٰۃ و وضو فیہ کے بیان میں ہے

صوفیوں کا ادب بعد ازاں ہے کہ معرفتِ احکام پر قائم ہو جائے۔ کیا ادب وضو میں حضورِ طلب کا اعضا کے دھونے میں ہے بعضے صاحبین کو میں نے کہتے سنا ہے کہ جب وضو میں قلب حاضر ہو تو نماز میں بھی حاضر ہو گا اور جب اُٹھیں سہو یا دخل پایا تو نماز میں بھی دوسرے داخل ہو گا۔ اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ با وضو رہنا ہے اور وضو مومن کا سلاح ہے اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت میں ہوں جو اگر شرعی ہو تو دشمنِ شیطان کی روش کمتر ہو گی۔ سعدی بن حاتم نے کہا ہے کہ استقامت سے کہ میں مسلمان ہو کبھی نماز کی جماعت نہیں کھڑی ہوتی مگر یہ کہ میں با وضو تھا اور انس بن مالک نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے اور اشوقینِ ائمہ میں کا تھا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اگر فرزند اگر تجھ سے ہو سکے کہ کشتہ طہارت یعنی وضو سے رہے تو کراسو اسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہے اور وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہے سو عقل مند کا یہ کام ہے کہ ہمیشہ موت کے لیے مستعد رہے اور کثرتِ دعا و دعاوی سے میں با وضو رہتا ہے۔ اور حصری سے حکایت کی گئی ہے کہ ائمہ اُسے کہا ہے کہ جب کبھی میں رات کو جاگا تو میرے اوپر حملہ نہیں کرتی مگر بعد اسکے کہ میں اُٹھا اور تازہ وضو کر لیا تاکہ ایسا نہ

کہ دو بارہ مجھے نیند آئے اور میں باد وضو نہوں اور شیخ علی بن حبیبی کے پاس روئے
میں نے سنا ہے کہ ہر آئینہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر آپس میں غلبہ کرتی تو بھی اس
طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ میں ایسا نہیں کہ سو اور اب کروں
سو وہ اٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا۔ اور ابو ہریرہ نے روایت
کی ہے کہ ہر آئینہ رسولی الصلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا
کہ اے بلال مجھ سے بڑی امید دلائے ورنہ تم کا ذکر کرتوں نے اسلام کی حالت میں
کیا ہو اس لیے کہ میں نے بہشت میں تیرے نعائیں کی آواز اپنے آگے سنی تھی۔ اس
عرض کی کہ میں نے اسلام میں سب سے بڑھ کر امید دلائے والا اہل اپنے نزدیک اس
نہیں کیا کہ میں نے رات یا دن کے کسی وقت وضو نہیں کیا مگر یہ کہ اپنے خدا سے
غرض کے لیے اس وضو سے انزہم پڑھی ہو تب قدر کہ میرے لیے شہر رکھ دی کہ میں
نماز پڑھوں۔ اور اب صوفیہ سے طہارت میں پانی کے اسراف کا ترک ہو اور
حد علم پر قائم ہوتا ہے۔ اور ابن کعب نے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کی ہے کہ آپ نے ہر آئینہ فرمایا ہے کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہے جسے دہان
کہتے ہیں تو پانی کے دس سو من سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ دو بارہ میں نے
کہا کہ ہر آئینہ شیطان کو شمش اس بات کی کرتا ہے کہ نبی آدم کے تمام اعمال سے
اپنا حصہ لے سو وہ نہیں پروا کرتا اپنے حصہ لینے میں اس کے ساتھ کہ ماوراء میں
زیادتی کریں یا کسی اور وہ سب کی بیشی اس کے حصہ میں ہے۔ اور ابن کریم سے
منقول ہے کہ اسے ایک شب غسل کی حاجت ہو گئی اور اس کے بدن میں ایک مرتبہ
خفت پر کار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کر دکھاتا ہوا چڑتا تھا سو اس کا نفس

پانی کے اندر جانے کے کسمسا تا ہوا سو اسطے کہ شدت سے ٹھنڈی تھی تو اس نے اپنے تئیں اس مرقع سمیت پانی میں ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ میں نے قول دیمان کر سہا کہ اسکو میں بدن سے نہ اتاروں گا جیتیک کہ بدن میں وہ خشک نہ ہو جائے سو میں نے پھر اس قول کے موافق وہ مرقع اسکے بدن میں رکھا سو اسطے کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹی تھی اس عمل کے ساتھ اس نے اپنے نفس کو ادب دیا سو جہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالیٰ کی تعمیل سے کسمسایا تھا۔ اور روایت ہے کہ سہلی بن عبد اللہ اپنے یاروں کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کلم کرنے پر رنجیتہ کرنا تھا اور اسکا یہ ناشتا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت اور قوت کی شکستگی ہوتی ہے۔ اور افعال صوفیہ سے ہے کہ وضو کے لیے پانی موجود رکھنے میں احتیاط کوں۔ نقل ہے کہ ابراہیم خواجہ کبھی خشک میں جاتے تو آٹلی صرف ایک خشک پانی کی جاتی تھی اور سیاہ و قات پانی نہ پیتے مگر قدرے قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہیں کہ وہ مکہ سے کوثر کو جاتے اور اسے تیمم کی حاجت نہوتی سو اسطے کہ وضو کے لیے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی پر پیسے کے لیے قناعت کرتے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس خشک یا کوزہ نہیں ہے تو جانتا چاہیے کہ اسے نماز کے ترک کا غم کرنا چاہا یا انکار کیا۔ اور بعض صوفیہ کی حکایت ہے کہ اس نے اپنے نفس کی تادیب طہارت میں کی ہے اس حد تک کہ وہ ایک ساعت فراق کے پیچھے کھٹے ہی روز قیام کیا اور وہ ایک گھر میں جمع تھے سو کسی نے انہیں سے نہیں اسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا میں گیا سو اسطے کہ وہ قنصاے حاجت اسوقت کرتا جب کہ اس جگہ کوئی نہ ہوتا

نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا۔ اور مذکور ہو کہ خواص نے اسی کے مسجد جامع میں پانی کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ شکوہ اسماعیل کا عارضہ تھا اور جب کہ وہ اٹھتا تو پانی میں جاتا اور اپنے تئیں غسل دینا سوا کیا۔ پانی میں گیا اور اُس میں مر گیا۔ یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لیے تھا۔ اور منقول ہو کہ ایسا ہیام اور ہم بھی قیام اور نگہداشت کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو ایک سو رات میں کچھ اور پسترو صفحہ اٹھے اور ہر دفعہ نازہ وضو کرتے تھے اور دو گھنٹہ تک پڑھتے تھے۔ اور مذکور ہو کہ بعض صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہاں تک کہ اُس سے بیخ خارج نہ ہوئی مگر ہزار کے وقت ادب سے غفلت میں کرتا تھا۔ اور وضو کے بعد اعضا کا پوچھنا ایک گروہ نے کر دیا جاتا ہوا اور کہا ہو کہ وضو کا پانی وزن کیا جائے گا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہوا اور اُنکی دلیل وہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا کا پانی خشک کرتے تھے۔ اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہو کہ امین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے منہ کو اپنے کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے۔ اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنوں کی طہارت میں صفات رویہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہر نہ حد درجہ کی کوشش طہارت ظاہر میں اُس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہو کہ عمرہ رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھر سے وضو کیا ہو یا وجوہ ہے کہ وہ لوگ شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور جربان افراط اور اصل طہارت پر کیا ہو اور اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر غسل کے نماز پڑھا کرتے اور تنگے پائون
 راہوں میں چلتے پھرتے تھے اور ہر آٹھ سونے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان
 کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے میں بعض اوقات مرن ڈھیلے اور پھرون
 پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت میں تساہل اور سهل انگاری
 پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت میں بڑی جدوجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا
 شغل ہو اور کبھی کبھی بعض انخاص میں بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہو اور اسکی
 وجہ نفس کی رعوت ہوتی ہو پس اگر اسکا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہو اور
 وہ پردہ اسکی نہیں کرتا جو اسکے باطن میں کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور یاوہ لیاق
 ہے ہو اور شاید اس شخص کو جو تنگے پائون زمین پر پھرتا ہو بڑا جانتا ہو حالانکہ شرع
 نے اسکی اجازت دی ہو اور اسکو بڑا متین سمجھا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہ جس سے
 دین اسکا خراب ہوتا ہو اور یہ سب اسوجہ سے ہو کہ علم کم ہو اور ان سچوں کی
 صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہو جو علماء راسخ ہیں اور کثرت مالش کو
 مستبرار میں مکرہ جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ اکثر گون گوشت کرتی ہو اور شہاب
 کو بند نہیں کرتی درحالیکہ افراط سے قطعے اس سے پیدا ہوتے تھے اور وضو
 و طہارت میں حکایات متصوفہ سے یہ ہو کہ ابو عمر حاجی کہ میں نہیں برس بجاؤ
 رہا اور وہ کبھی حرم میں قضا سے حاجت نہ کرتا اور بیرون حرم جایا کرتا اور
 اقل درجہ دورہ ڈھائی کو س تھا۔ اور کہتے ہیں کہ بعضوں کے منہ پر زخم تھا
 جو بارہ برس تک نہیں بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اسکو مضر
 تھا اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرتا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعض

انہیں ابے تھے کہ انکی آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور لوگ اُنکے پاس طیب کو لائے گئے
اور اُسکی پیٹھ پر سمان خرچ کیا تاکہ اُسکی درد اُترے تو طیب نے کہا کہ وہا
بہت دنوں تک ترک وضو کی محتاج ہے اور پیٹ کے بھل بیٹا ہے پس وہ انہیں
کی اور بنیائی کا جاتا رہا ترک وضو پر اختیار کیا

چھٹی سو ان باب فضیلت نماز اور اسکی بزرگی نشان کے بیان میں ہے

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہ اُس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر گاہ خدا سے تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اُس میں
چیزیں پیدا کیں جنکو نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی بشر کے
دل میں منظور ہوئیں اُس سے فرمایا کہ اسی جنت کلام کر تو اُسے تین بار کہو
قد اُفح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون۔ یعنی اللہ چھٹکار پایا اُن
مؤمنوں نے جو نماز اپنی میں عاجزی کرنے والے اور گڑ گڑانے والے ہیں
اور نمازیوں کی صلاح میں کلام مجید کی شہادت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبریل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضوں نے کہا ہے کہ صلوٰۃ مشتق صلی
ہے اور وہ آتش ہے اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اُسکے سیدھے کرنے کا
ارادہ کریں تو اُسکو آگ دکھلاتے ہیں پھر وہ سیدھے ہو جاتی ہے اور بندہ میں
کئی اُسکے نفس کے سبب سے ہے جو برائی کا حکم دیتا ہے اور انوار ذات الہی
جل شانہ کے جو ایسے ہیں کہ اگر اُسکے پردے کو لے جائیں تو جو پائیں

اسکو جلاوین اُسے مصلیٰ شعلہ بسطوت اُنکی حرطت ربانی سے وہ سینک پاتے ہیں جس سے اُنکی کچی ددر ہوتی ہو بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا تحقق ہوتا ہے تو مصلیٰ کی وہی مثل ہو جیسے آگ سے کوئی سینکنا اورتا پتا ہو اور جس شخص نے صلوات کی آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کچی اسکی ہندل ہو گئی وہ جنم کی آتش پر عرض نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہو جائے۔ اور ہر بڑی عارضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عزوجل کہتا ہے کہ میں اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھوں آدھ تقسیم کر دیا تو جسوقت بندہ کہتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عزوجل فرماتا ہے مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا اور عظمت و مجد میری کی پر جب اُسے کہا اچھو اللہ رب العالمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی پر جب کہا اے اللہ یوم الدین تو فرماتا ہے میرے بندہ نے میرے تفویض و سپرد اپنے سینک کیا پر جب کہا یا اے نبی اللہ تعالیٰ کہ میں نے فرمایا یہ پچا بلکہ میرے اور میرے بندے کے بیچ میں ہے پر جب کہا اے اللہ تعالیٰ کہ میں نے فرمایا اہمیت علیکم غیر ان غضوب علیکم ولا افضالین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے واسطے ہے اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہے جو وہ مانگے پس نماز رب اور بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہے اور جو چیز اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صلہ اور چوند ہو تو بندہ کا حق ہے کہ وہ خاشع اور گرا گزرتے والا رویت کے درجہ سے بندگی پر ہو اور ہر آئندہ دار حدیث شریف میں ہوا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شے کے لیے تجھ سے فرماتا ہے تو وہ اللہ کے لیے مخصوص اور منیع کرتا ہے اور جو شخص

نماز میں وصال کے ساتھ مستحق ہو اُسکے لیے افق سے نکلتی ہوئی تجلی جگتی ہو تو نور
 شروع اور فروتنی کرتا ہے اور نبات و درخت گاری انہیں لوگوں کے لیے ہر جو اپنی نماز
 میں کر گزرتے ہیں اور شروع کے زوال سے خراج کا بھی زوال ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے اور پھر ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی انہیں کوئی فکر
 بھول اور زبان دماغ ہو نکلتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نماز کے پاس نہ جاؤ
 اس حال میں کہ تم تھوڑے ہو یہاں تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص اس
 ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا ہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہے اور حالیکہ اللہ
 تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے سو متوالا ایک شے کہتا ہے کہ عقل انہیں حاضر نہیں اور
 غافل نماز پڑھتا ہے کہ انہیں بھی عقل حاضر نہیں تو وہ ایک تھوڑے کی مثال ہے اور
 غرائب تفسیر میں بعض نے بیان کیا ہے اس قول الہی کے معنی میں کا طلع نعلیک
 ایک بالکھو اور پھندس عوی کہ مراد نعلیک سے میرا قصد اپنی زوجہ اور گرو سپند کے
 ساتھ ہو تو فیہ اللہ تم کے ساتھ اہتمام و حقیقت نماز میں ایک نشہ ہے اور منقول ہے کہ
 صاحب رسول پھر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہلین نمازیں آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور
 دہنے بائیں دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم خاشعون
 تو انہوں نے اپنے منہ اس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد
 پھر نہیں رو بہ الی گئی کہ انہیں سے کوئی دیکھتا ہے گز زمین کی طرف اور اوپر پڑ
 رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رو بہ الی کی کہا کہ جب بندہ
 نماز میں پڑھتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے سو جب اسے کسی کی طرف التفات
 و توجہ کی تو اسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی طرف تو پھر کیا وہ اسے پھر آدم

سہر جھگڑے تیرے لیے ہی میری طرف سے کہ میں تیرے حق میں بہتر ہوں اس شخص سے جسکی طرف مڑتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز میں دوڑ رہی ہے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اس کے حواج بھی خشوع کرتے اور ہر آنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو وقت تو نماز کرے تو صلوٰۃ موع پڑھ پس صلی اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والا ہے کہ اپنی بیوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شے ماسوی اللہ کو ذراع کرتا ہے اور صلوٰۃ نفعت میں دجا ہے تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا تمام اعضا و جوارح کے ساتھ کرتا ہے تو اس کے سب اعضا زبان بجاتے ہیں خشکے ساتھ بندہ بخلا ہوا اور بافتا دعا کرتا ہے اور ظاہر شریک باطن عاجزی اور سائل کی محتاج شفع کی ہی خوشامدی صورت بدنی میں ہوجاتا پس جب کہ تمام دعا کرتا ہے تو اس کا مالک قبول کرتا ہے اس واسطے کہ اسے وعدہ اسکا فرمایا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہارے لیے قبول کروں گا۔ خالہ ربی کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اذ غزنی اذ غزبت کلیم نے تعجب میں والا اور خوش کیا کہ انکو وعائے کے لیے حکم دیا اور اسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اس کے درمیان کوئی شرط نہیں ہے وہ استجاب اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہے جس جو سچا دھانستے والا ہے شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہے چاہے والا ہو اسے نور تعین سے دعا پر دون کو چاک کر داتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا کڑی ہوئی ہے اور اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فاتحہ کتاب یعنی سورہ الحمد کے نازل کرنے سے پہلے اس شخص کو لکھا اور آمین دعا پڑھنا کو تقدیم کرتا کہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اپنے بندوں کو دعا کی کیفیت ہے اور فاتحہ الکتاب وہ سچ اللہ تعالیٰ یعنی سات

ایسا کہ دو بار نازل شدہ اور قرآن عظیم ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و لقد آتیناکم
 سبقتین انسانی و انقرآن العظیم۔ بعضوں نے کہا جو کہ ثنائی ہو اسطے نام اسکا
 رکھا گیا ہو کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار
 مکہ میں اور دیک بار مدینہ میں اور ہر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے و دوسرا ہی نعم تھا بلکہ ثناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 واسطے ہر بار کہ اسکو دوسرا کہ در تک پر جا کرتے تھے ایک اور ہی نعم ہوا تھا اور یہی
 حال اُن متقی نمازیوں کا آپ کی امت میں سے ہو کہ انکو عجیب اسرار انکے منکشف
 ہوتے ہیں اور ہر ایک دفعہ انکے لیے موتی اسکے دریا کے پھینکے اور دیے جاتے ہیں
 اور بعضوں نے کہا جو کہ ثنائی اسکا نام ہو اسطے رکھا گیا ہو کہ وہ دوسرے رسولوں کے
 استثنائی گئی اور انکو نہیں عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہیں اور ام روایات
 روایت کی کہا ابو بکر نے مجھے دیکھا اور اسوقت میں نماز میں جھکتی تھی تو مجھے
 بہت بھر کا قریب تھا کہ میں اپنی نماز سے پھر اُٹوں پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو چاہے
 کہ اسکے اطراف یعنی ماٹھ پاؤں یودیوں کی طرح خم نہوں ہر آئینہ اطراف کا مسکون
 نماز کے مکملہ اور تمام سے ہو اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع
 نفاق کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہو اور یہود کا
 حکمنا سو کہنا گیا ہو کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ظاہر اور کائنات کا تعامل کر لیا
 کہنے سے اس چیز کی قلت سے کہ جو انکے باطن میں تھی تو وہ اس کی ہیبت دلا کے

ان کی عظمت کراتے تھے اور اسی وجہ سے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھی کر دی تھی
 کو طلاس محلّی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب میں یہ القا چڑا اور اکتہ
 زیادہ دنا ہو کہ موسیٰ غریز اس کی نماز میں اور سناجات کے محلّ میں واردات نازل
 ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اسکا توجّ کرتا تھا جیسے ایک سندرز جو شعر ہو کہ اُسپر
 ہو اچھے تو لہرین تلاطم کرتی ہیں سو موسیٰ علیہ السلام کا جھلکنا اور خچم کرنا دیا قلب
 کی لہروں کا تلاطم تھا جبکہ اُسپر فضل اور دیرانی کی ہوائیں چلتی ہوں اور بسا اوقات
 روح حضرت انہی کی طرف جھانکتی ہو تو وہ اور کون کشتی ہو اور قالب کو اُس سے
 ہوتا جو تری اور میل جول ہی اس واسطے قالب ہے قرار ہوتا اور ٹھکانا اور اوج قباب
 لکھتا ہے سو ہونے اسکے ظاہر کر دیکھتا تو وہ جھکنے اور کھینے لگے بدوں اسکے
 کہ یا مٹوں کو انکے اس کیفیت سے بہرہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوئے ان لوگوں پر جو وسوسہ ورنے ہیں کہ اسی طرح
 اللہ تعالیٰ کی عظمت نبی اسرائیل کے دونوں سے جاتی رہی یہاں تک کہ اُنکے
 بدن حاضر رہے اور دل اُنکے غائب ہو گئے اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا اُن شخص کی نماز
 کو حسین اسکا قلب حاضر نہ ہو سطر ح کہ اسکا بدن حاضر ہو تا ہو اور ہر آئندہ اچھی شہ
 نماز پڑھا کر تا ہو اور اُسکے لیے دسواں حصہ بھی نہیں لکھا جاتا جبکہ اسکا دل بھولا
 اور کھیلتا ہو اور - اور جانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پنج نماز فرض کی ہیں اور
 ہر آئندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز ستون دین کا ہے جو تجھے
 نماز کو عبور دیا تو وہ کا خرہ گیا تو نماز کے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور ثبات ہو
 اور حق پر عبودیت اور تمام عبادات کا ادراک نامہ صلوٰۃ کی تحقیق کے وسائل ہیں سل

میں عبد اللہ سے کہا جو کہ منہ سنن ہو کہہ کا تکمیل فراموش کے لیے محتاج ہو اور تکمیل
 سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہو۔ اور ادب سے
 ایک ترک دنیا ہو۔ اور جو چیز کہ اسکا ذکر سہل ہے کیا ہو وہ حسی اس قول کے ہیں جو
 عمر نے منبر پر کہا ہے کہ قومی اپنے بال اسلام میں غیبہ کرتا ہے اور حال آنکہ اللہ تعالیٰ
 کے واسطے اسے نماز کو کا نہیں کیا۔ سوال کیا گیا کہ یہ کیوں نکلا اور کیا بات ہو فرمایا
 کہ نماز میں اسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالیٰ کی طرف اسکی رجوع پوری اور کامل
 نہیں ہوتی۔ اور احادیث میں ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ جب نماز میں ہنرہ کھڑا ہو تو اسے
 اس عجباب کو جو اس کے اور اس کے درمیان ہے اٹھا دیتا ہے اور اسے وجہ کیم سے اس کے
 موجد ہوتا ہے اور ملائکہ اس کے دونوں شانوں کے پاس سے ہوا کی طرف گزرتے ہوئے
 اور اسکی سلوۃ کے ساتھ صلوۃ پڑھتے ہیں اور اسکی دعا پڑھتے ہیں اور صلی کی یہ
 حالت ہوتی ہے کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر اس کے سر پر نیا کچا ہے جو
 اور اسکو نہادی پکارتا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ اس کے ساتھ مناجات اور
 سرگوشی کرتا ہے تو وہ انکساف نہ کرتا اور وہ نہ پھیرتا اور ہر آئینہ نمازیوں کے لیے
 اللہ تعالیٰ نے ہر ایک رکعت میں جمع کیا ہے ان چیزوں کو جو اہل آسمان پر قیسم
 کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے بہت سے ملائکہ ہیں رکوع میں کہ وہ جب سے
 اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا ہے قیامت تک رکوع سے نہیں اٹھے اور اسی طرح
 سجدہ میں اور قیام اور قعود میں ہیں اور بندہ حاضر اور گاہیدار اپنے رکوع
 میں انہیں سے رکعتیں کی صفت سے متعجب ہوتا ہے اور سجدہ میں ساجدین کی
 صفات سے اور ہر ایک ہیئت میں یہی اسکا حال ہے اور وہ بندہ گویا ان فرشتوں

میں سے ایک درمیان میں ہوتا ہے اور غیر فرائض میں مصلیٰ کے سہرا اور ہر کہ وہ اپنے رکوع میں مکث اور رنگ کرے رکوع سے لذت اٹھاتا ہو رافع سے غیر متمم اور اگر اندکی حکم خلقت اور بشریت اسی میں راہ پائے تو اس سے استفادہ کرے اور اس ہیئت کی استقامت اور استمرار کرے اور تاں کہ میں اسکے رہے کہ شرف کا فرہ چکے جو اس ہیئت کے لائق ہوتا کہ اس کا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئیں دیکھ پڑتا ہے کہ اس کا قصد رکوع اور سجدہ کی حالت میں اس ہیئت لے گیا ہے کہ اس رکوع یا سجدہ سے اٹھے جتنا کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اس کا قصد کرنا اس ہیئت میں مستغرق اسی میں ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ مشغول رہتا ہے فارغ ان ہیئتوں سے جو اس ہیئت کے سوا ہیں۔ تو اس سے زیادہ غلط اسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید ہوتا ہے سو اس کے عملت جس کا تقاضا طبیعت کرتی ہے باب فتوح کو بند کر دیتی ہے اور نعمات الہیہ کے ملنے کے مقامات میں قرار پاتا ہے یہاں تک کہ بندہ کا نصیب و حظ پورا اور کامل ہو جاتا ہے اور اس وقت اس کے آثار حسن ہو سکتے ہیں جو اس سے محو ہو جاتے ہیں اور وصال کے مقام میں قرار پاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ نماز میں پچار ہیئت ہیں اور پچہ ذکر ہیں۔ سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود ہیں اور چھ ذکر ہیں ملاوت البیاض محمد استغفار دعا درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو یہ سب مشرکہ کاملہ ہے کہ یہ دن ملائکہ کی دس ہفتوں پر تقسیم ہیں کہ ہر ایک ہفت دس ہزار کی ہے پس دو ہفتوں میں وہ چیز جمع ہوتی ہیں جو ایک لاکھ ہفتوں پر تقسیم ہیں۔

سینیتسووان باب اہل قرب کی نماز کے وصف میں

اور اس فصل میں ہم نماز کی کیفیت اسکی سینتون اور شرطون اور ادب ظاہری اور باطنی کے ساتھ پوری پوری اس آیتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم شکو علی اور یہ ہو جاوے ہر ایک چیز میں اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کر کے بیان کرینگے اسواسطے کہ آئین کثرت ہو اور حدیجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جائے گا اور البدیہی کے ساتھ توفیق ہو۔ بندہ کو سزاوار ہو کہ نماز کے لیے اسکی وقت آنے سے پہلے وضو کی طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطیکہ یہ نماز کی شرط ہے اور وقت کے پہچان میں دن وال اور تفاوت اقدم کی پہچان کی حاجت ہوگی اسواسطے کہ دن کی صورت ہو یا سہر اور کھو جھوٹا ہو یا روز وال معتبر اسطرح ہو کہ سایہ جب تک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہو اور جب سایہ میں کمی شروع ہوئی تو زوال نصف آخر دن کا ہو اور ہر آئینہ سورج و محل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان کا ہو اور جب زوال پہچان گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہو تو وقت نماز اول اور اسکا آخر و قصر کا وقت پہچانا جائے گا اور نماز کی ساخت کی حاجت ہوتی ہو تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہوں اور شرح اسکی طوفاں ہو اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اسکی لیے ایک باب جدا لکھا نہ ہو۔ سو جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت ہو کہ پڑھے ہمیں سزا و حکمت ہو یہ امر اور اسد زیادہ دانا ہو اس لیے کہ بندہ کے باطن میں پراگندگی اور اسکی آفتاب کی بنی ہو جاتی ہو جب کہ لوگوں کے ساتھ میل جول یا معاش کے کاموں میں مشغول

باجہول جو کہ جو خلقی طور پر ہے یا عبادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف بہت
 اسکی مصروف ہو اسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اسکا باطن نمازی
 طرف کھینچتا ہے اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہے اور سنت موکدہ سے اثر اسکی
 غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہے اور باطن میں صلاحیت آجاتی ہے اور قریب
 کے اپنے مستعد اور آمادہ ہو جاتا ہے تو سنت ایک مقدمہ صاحبہ جس سے بوجہ کات
 اتار رہی جاتی ہیں اور نعمات کو راہ ملتی ہے اس کے بعد فرض کے وقت اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ توبہ سے سرے کرے ہر گناہ سے جو اسے کیا ہوا اور گناہوں سے عام ہیں اور
 خاص ہیں سو عالم تو کبیرہ اور صغیرہ ہیں جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہے اور کلام اللہ
 اور حدیث میں آیا ہے اور خاص حال شخص کے گناہ ہیں پس شخص خواہ کوئی ہو
 اس کے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اس کے ہوتے ہیں کہ جو اس کے حال
 کو چھو جاتے ہیں اور انکو صاحب حال جانتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ہر ارل لوگوں کے
 حسنات مقربین کے سیات ہیں۔ پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے۔ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز کے ستائیس درجہ
 فضیلت میں زیادہ ہے پھر قبلہ کی طرف نظر ہرین منہ کرے اور درگاہ انسی کی
 طرف باطن میں توجہ کرے اور قبلہ اور قرب الناس پڑھے اور اپنے دل میں
 آیت توجہ کے یعنی اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلْذِکْرِ فَطَرْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ
 مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہے اور یاری اور شوق کی طلب اس کے
 ظاہر کے منہ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہے اور تخصیص اس کے جہت
 کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہے بعد از ان دونوں باتوں اپنے

دونوں شانوں کے برابر اٹھائے اس طرح سے کہ اسکی دونوں تحصیلیاں برابر اسکے دونوں
 شانوں کے برابر ہوں اور اسکے دونوں انگلیوں کے ساتھ کان کی نوک کے پاس
 ہوں اور انگلیوں کے سرے کا نوں کے ساتھ ہوں اور انگلیاں آپس میں ملی ہوئی
 ہوں اور جو انگلی کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہے اور ملانا اولیٰ ہے سو اسطے کہ بعض لوگ
 کہتا ہے کہ نقشہ کھولنا تحصیل کا ہے نہ انگلیوں کا کھولنا ہے اور تکبیر کے اور تکبیر کی
 بات اور رک کے چپ میں اٹھ کوند لائے اور اکبر کو خیم سے کہے اور اسکی لفظ میں
 مد کرے اور آئے بڑھائے اور اسکی لفظ میں پیش کو زیادہ بڑھائے اور تیسری شریعت
 نہ کرے الا اسوقت کہ دونوں ہاتھ دونوں شانوں کے برابر پھر جائیں اور ان
 دونوں ہاتھوں تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑے سو وقار یہ ہے کہ جب قلب کو سکون و قرار
 ہو جائے تو اسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بچائیں دردی اور صوب
 کے ساتھ قوت پائیں اور نماز کی نیت و تکبیر کو اسطرح ملائے اور جمع کرے کہ تکبیر کی حالت
 میں اسکے قلب سے یہ بات جاتی ہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہے۔ عینہ سے حکایت
 کی گئی ہے کہ اسنے کہا ہر ایک شے کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ آسکا ہے اور نماز کا
 صفوہ تکبیر اولیٰ ہے اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولیٰ صفوہ ہے اسکے سوا نہیں کہ وہ محل
 نیت اور تبدلے نماز ہے۔ ابو نصر سرانج کا قول ہے کہ میں نے سالم سے سنا ہے کہ وہ
 کہتا تھا کہ نیت اسد کے ساتھ اسد کے واسطے اور اسکی طرف سے ہے اور آفتین جو
 بندہ کی نماز میں نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے جھنڈی اگر چہ کتنی ہی زیادہ ہوں
 اس نیت کے ہم وزن نہیں ہوتے جو اسد کے واسطے اسد کے ساتھ ہوں اور
 ہر چند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابو سعید حارثی سے پوچھا گیا کہ نماز میں کس طرح

اور اعلیٰ ہونا چاہیے تو اُسے کہا کہ تو اس قدر تعالیٰ کے حضور میں اس طرح آؤ کہ قیامت کے روز اُس کے سامنے حاضر ہو اور اس قدر تعالیٰ کے در و اس طرح کھڑا ہو کہ تیرے پیر اُس کے درمیان کوئی ترخان نہ ہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے اور تو جانے کہ جس کے سامنے تو کھڑا ہوا ہے وہ بڑا بادشاہ ہے۔ اور بعضے عازنوں کو چھا گیا کہ آپ کی سطح تکبیر ادا لکے ہیں تو کہا جب تو اس قدر اکبر کے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظِ اہم بین تعلیم الف کے ساتھ اور تہذیب لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب الہ کے ساتھ ہو۔ اور جانا چاہیے کہ آدمیوں میں سے بعضے وہ ہوتے ہیں کہ جب اُسے کہا اس قدر کبر و عظمت اور کبریا میں غائب ہو گیا اور نور سے اُس کا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا اُس کے شرح سینہ کی فضا میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشتِ دیسا بان کی زمین میں ہو پھر وہ رائی کا دانہ چھٹکا دیا گیا تو وہ کیسا دسوسہ اور حدیثِ نفس سے ڈرے گا اور کیا وہ دل میں دنیا سے خیال کرے گا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ چھٹکا دی گئی پس ایسے بندے کو دسوسے اور حدیثِ نفس کی سطحِ فرحت کر لگی اور حالِ ناکہ مظاہرہ شدت اور مسکین بودگی و جودیت سے غٹ پٹ ہو گئی ماسوا اُس کے کہ کمالِ لطافت حال سے روحِ مظاہرہ شدت کے ساتھ محقق ہوتی ہو اور قابِ نیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہے۔ تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ نورِ عظمت میں ایسی مندرج ہوتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے نور میں مندرج ہوتے ہیں پھر اپنے درجے یا تہ سے باہر نہ دینا چاہیے اور اُن دونوں کو سینہ اور زبان کے درمیان اور درجے کو اُن کی راست کے سبب بائیں کے اوپر رکھے اور کلمہ کی انگلی اور چم کی انگلی کو کھلائی پر رکھیں اور دونوں طرف سے ہنوں باقی انگلیوں کے ساتھ

یائین بائو کو پکڑے۔ اور ہر آئینہ اس کے آئینے میں آئینے کی تفسیر میں
فصل ایک دیکھ کر دیا گیا کہ وہ درجے کا تھا کیا یائین بائو پر سینے کے نیچے ہوا یہ اس لیے
کہ سینے کے نیچے کو خفا نا کہتے ہیں یعنی اپنا بائو نا در پر کر۔ اور بعض صوفیہ نے کہا جو داؤ
یعنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینے سے رخ کر اور اس میں ایک راز مخفی ہو جو مرد اسے
غیب کے اس طرف کا شوق ہونا ہو اور وہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت میں اس کے
ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اس کو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اس کو اپنی نظر کا محل اور
وحی کا در و گاہ بنایا اور اپنی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا
روحانی ہو اور جسمانی اور فنی ہو اور مادی بہت تامت اور بقیع صوبت ہوا کہ
اور نصف دل کی حد سے ہر جسم میں اس روح مادی امانت رکھے ہے بین اور اس کے نیچے
کائنات سر زمین کے اسرار رکھے ہوئے ہیں سو اس کے نفس کا محل اور مرکز
نصف اصل ہو اور اس کی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلیٰ ہو اور روح کے
جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہیں اور ان کی مدافعت اور
ان کے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے خستہ اور سلطان کی آمد و قربت
ہوتی ہو اور نماز کے وقت زیادہ تظار و اور تہابا ہوتا ہو اس کو طیارہ ایمان و طوبیہ
باہم کشش ہوتی ہو اس حالت میں نماز کا قلب مادی ہو گیا ہو فنا و بقا کے
درمیان آمد و شد کرنے والا مکانف ہوتا ہو اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے
مرکز سے بلند ہو جاتے ہیں اور جوارح اور ان کی گردش اور حرکت کے لیے باطن کے مکان کے
ساتھ ارتباط اور موازنہ ہو پس وہ اپنے بائو کے یائین پر رکھنے سے نفس کا اپنے جاذبوں
کی ادنیٰ چڑھائی سے باز رہنا اور رک جانا ہو اور اس کا نشان و سوسہ کے دفع

مرد ہونے اور حدیثِ نفس کے موقوف ہونے سے نماز میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر جبکہ روح کے
جس جذبے غالب ہوتے ہیں اور وہ سر سے پاؤں تک مالک بن جاتی ہے اس وقت کہ
انس کامل اور آنکھوں کی ٹھنڈک مقرر اور سلطانِ شاہدہ غالب ہو تو نفس مقرر بندل
ہو جاتا ہے اور روح نور سے اسکا مرکز تا بان اور روشن ہو جاے اور اس وقت نفس کی
کشفین جاتی رہتی ہیں اور جبکہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہے اسقدر عبادت کی گرانی اور
ماندگی دور ہو جاتی ہے اور اس وقت نفس کے مقابلے سے اور دھماکا تو بایں ہاتھ پر رکھے
نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہو جاتا ہے تو اس وقت نمازی سہاں کرتا ہے یعنی مانتا
چھوڑ دیتا ہے اور شاید اسی واسطے اور ہمداناً ترنا ہے وہ حدیث ہے جو رسولِ مہدی صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہے کہ اگر آئندہ آپ نے نماز پڑھی ہے تو چھوڑ کر اور وہ مالک رحمہ اللہ کا
خدا ہے ہر پیر پر ہے و بہت و نہی الایہ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے مٹھریاں صاف
کرنے کے لیے ہے اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے ہی قلاب کے ٹھوکے سے ہی بعد از ان
سبحانک اللهم و بحمدک و ببارک اسمک و تعالیٰ جہدک و لا اله الا انت
الایک لا اله الا انت سبحانک و بحمدک انت ربی و اما بعد کلمت من نفسی و فہم
بہدنی فاغفر لی ذنوبی حسبت ان لا یعرف الله لولہ الا انت و ابد فی لاسن الا انت
فانہ لا یبدی لاسنہا الا انت و احرف فی سینہا فانہ لا یعرف عینی سینہا الا
انت لبتیک و سعدت بک فانہ لم یجدک تبارکت و تعالیٰ انت ہستغفرک
و اتوب الیک اور اپنے قیام میں اپنے سر کو جھکانے رکھے اور نظر اسکی
سجدہ کی جگہ کی طرف رہے اور قیام قدم کے سیدھے ہونے سے پورا اور
کامل ہوتا ہے اور تھوڑا جھکاؤ بھی جو دونوں انوار تہی گاہ اور بدن کے موڑوں کا

مقاموں میں چودہ شب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن میں
 زمین کی طرف دیکھ رہا ہو سو یہ تمام بدن اجزاء کے تشووع سے ہوا و قلب میں تشووع
 ہونے سے بدن میں تشووع پیدا ہوتا ہے اور دونوں قدم کے درمیان چار انگلیوں
 کے برابر فرق رکھے اس واسطے کہ دونوں ٹخنوں کا بل جانا صغیر اور قید ہو جو تشووع
 ہو اور دونوں پاؤں میں سے ایک کو نہ اٹھائے اس واسطے کہ وہ صفیں ہر جس سے منع کیا ہے
 (صفیں گھوڑے کا تین پاؤں پر کھڑا ہونا اور چوتھے پاؤں کا سم زمین پر ٹکانا)
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیں اور صفد سے نہی فرمائی اور ہر گاہ
 صفیں منوع ہو تو ایک پاؤں پر بوجھ دینے میں ایک مضمی صفیں کے پائے جاتے ہیں
 پس اعتدال کی رعایت پوری دونوں پاؤں پر بوجھ دینے میں ہے اور ہتھال ہمارا
 بھی مکر وہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھائی کی طرف نکالے اور بدن
 سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے جامہ کے کناروں کو زمین کی طرف نہ کھائے
 کہ زمین تکبر کے معنی ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ٹخنوں
 کے پتروں میں لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کرے پھر رکوع کرے اور سجدہ
 کرے ایسا ہی ہے اور اسی میں داخل ہے جب کہ اپنے دونوں ہاتھ زمین اور کرے
 میں کرے۔ اور کف سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے لباس کو سجدہ کے
 وقت اپنے دونوں ہاتھ سے اٹھائے اور احتصار مکر وہ ہے اور احتصار اپنے
 ہاتھ کا تھی گاہ پر رکنا ہے۔ اور صلب مکر وہ ہے اور وہ دونوں تھی گاہ یعنی گھونٹ
 پر دونوں ہاتھوں کا پورا رکنا ہے اور دونوں بازو نیلیوں سے علاحدہ کرے
 سو جب کہ نماز میں کھڑا اس میں حیثیت سے ہو جس کا ہم نے ذکر کیا اب مکر وہات سے

بجا ہوا تو ہر آئینہ قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے
 ذکر کیا ہے بعد اسکے کہ اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک کو بت میں
 قرات سے پہلے کہے اور سورۃ فاتحہ پڑھے اور بعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور
 اور قصد کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے حسین خط و از قریب اور وصل
 اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار و ہشامہدہ اور سرگوشی سے ہو
 اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور بعد فاتحہ کے دوسرے سکوت میں اگر یہ پڑھے
 اَللّٰہُمَّ بِاَعْدِیْنِیْ وَبِیْنِیْ وَبِیْنِیْ خَطَاَیَاۤیَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِیْنِ وَ الْمَغْرِبِیْنِ وَ تَقْضِیْ بَیْنَ
 الرَّحْمٰتِ کَمَا تَقْضِیْ بَیْنَ التَّوْبَتِیْنِ اَللّٰہُمَّ غَسِّلْ خَطَاَیَاۤیَ بِالْمَاۤءِ وَ التَّیْمَمِ
 وَ الْکَبْرِ وَ تَوْبَتِہِمْ خُورِ اور اگر اسکو پہلے سکوت میں پڑھے تو بہتر ہے حضرت نبی علیہ السلام
 سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ہلکوا فرمایا ہے اور اگر نمازی کیلکوا ہو تو اسے قرات
 سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اسکی تلاوت زبان کی گویائی ہے اور اس کے معنی
 دل کی گویائی ہیں اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان میں کلام
 کرتا ہے اور اسکی زبان اس بات کی تعبیر کرتی ہے جو اس کے دل میں ہے اور اگر مشکل کو
 اس شخص کا سمجھنا جس سے وہ کلام کرتا ہے دوسری زبان میں ممکن ہے تو ویسا کرتا کہ
 و لیکن جہاں نہایت غیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہے سو جب کہ
 زبان سے کہے اور قلب اس کے موافق نہ ہو تو زبان اسکی ترجمان ہے اور نہ قاری
 مشکل ہے جسکا یہ قصد ہو کہ ابد تعالیٰ کو اپنی حاجت سینا وے اور نہ وہ بعد
 سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہے جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا وہ ہے
 کرنا ہے اور اس کے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہیں ہے ایسے قلب کے ساتھ

جو فاعل اس طلب کے قصد سے ہے جو وہ کہتا ہے تو یہ سزاوار ہے کہ وہ کلام کرنے والا
سرگوشی کے ساتھ جو یا کہ سننے والا یاد رکھنے والا ہو پس نماز میں خصوصیت والوں کا
کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی میں دل اور زبان دونوں جمع اور محقق
ہوں اور اسکے سوا اور احوال میں خواہ لوگوں کے ہیں خشکی شرح دراز ہو بعض
صوفیہ نے کہا ہے کہ میں کبھی نماز میں نہیں مشغول ہوا کہ اپنی قرأت کے سوا کسی
دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو۔ اور عام بن عبد اللہ کے لوگوں نے پوچھا کہ
آپ نماز میں دنیا کے کاموں سے کچھ پاتے ہیں تو کہا اگر تیرے دل کی نوک میرے
چھوٹی جائیں تو وہ مجھے زیادہ اس سے لگتی ہیں کہ وہ میں باؤں جو نماز میں
پاتے ہو۔ اور بعض ایسے لوگ ہیں کہ جب وہ اس کی طرف نماز میں توجہ ہوتے ہیں تو
انابت کے معنی کو پہنچتے اور اس صفت کے مصداق ہوتے ہیں اس واسطے کہ
اللہ تعالیٰ نے انابت یعنی رجوع الی اللہ کو مقدم کیا ہے اور فرمایا ہے یٰٰمَنْ یُّشَاقِقِ
وَأَقْبُوهُ وَآتِیْوْا اِلَیْہِ سُبْحًا وَمُنًیً وَآخِرًا مِّنْ ہِیْہِ وَیُخْلِیْ سِتْرَہٗ
وَرُتَابَہِ اِسْ طَرِیْقَہٗ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے ہر ویہ ہوتا ہے اور ایسے سینہ سے جو
اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہر نماز پر ظاہر ہے
ایک کلمہ قرآن کا اس کی زبان سے نکلتا ہے اور اسکے سینے اپنے دل سے سنتا ہے پھر وہ
کلمہ ایسے طلب کی فضا میں گرتا ہے جہاں اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہیں ہے تب اس کا
مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے بھجاتا ہے اور تلاوت اشباع اور
یادداشت کامل سے اس کو فرہ لے لے کر زلی جاتا ہے اور اس کے معنی لطیف اور فحوائے
غریب کا ادراک کرتا ہے اور وہ ایسے سوانی ہیں جو تفصیل ذکر سے لطیف ترین اور

فکر معنی کے ساتھ منسلک ہونے ہیں اور معنی قرآن کا ظاہر قوت میں آجاتا ہے سو سننے
 معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عوض اور بدل حاصل کرتا ہے اور اسطریقہ وہ معانی قرآن
 معانی ظاہرہ ہیں جو عالم حکمت اور مہادت کی طرف توجہ میں سبکی نسبت نفس سے
 کرب پر جو ہم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہے اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
 کشف عالم ملکوت ہوتا ہے قوت قلب ہے اور روح مقدس کو حکمت متکلم کے مطالعہ کے سبب
 جھڑا کر دہ ماہے جبروت تک پہنچانے ہیں اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال
 دریا مانے اشواق میں ہوتا ہے جیسا کہ مسلم بن سید سے منقول ہے کہ اُس نے ایک روز مسجد
 بصرہ میں نماز پڑھی اُس وقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بانزار والوں نے
 سنی اور وہ نماز میں کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم ہکا نہوا تھا ازان جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو
 عورات میں سے رکوع میں جاوے بعد ازان قدر کو جھکاتے ہوئے رکوع کرے اور اُس وقت
 آدھانچے کا بدن قیام میں بہرستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونوں زانوؤں میں
 کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور دونوں کھینوں کو علیحدہ اپنے دونوں پہلوؤں سے کرے
 اور گردن کو اپنی پیٹھ کے دراز کرے اور اپنی تھیلیاں اپنے دونوں زانوؤں پر اٹکیاں
 کو لکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہے کہ میں نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی
 تو میں نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں اور ان کے بیچ میں رکھے اور ان دونوں
 کو ملا دیا تو میرے ہاتھوں پر ضرب دی اور کہا اپنی دونوں تھیلیوں کو اپنے دونوں
 زانوؤں پر رکھو اور کہا ای فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو ہمیں علم دیا گیا کہ
 گھٹنوں پر ہاتھوں کو رکھیں اور کسے سبحان ربی اعظم تین بار اور وہ کمال
 اور پورے کا ادنے درجہ ہی اور پورا کمال یہ ہے کہ گیارہ بار کے اور جس قدر

کتاب جو امیدوار حاضر شروع کرتا ہو اور اس چیز سے حسین وہ گناہی اور جسکی طرف
 وہ گناہی اور جسکی واسطے گناہی پس سجدہ کرنے والوں میں سے بعضے وہ ہیں جنکو
 کشف اسکا ہوتا ہے کہ وہ حدود زمین کی طرف گناہی ملک کے ارض میں ناپید ہوتا ہے
 اس سبب سے کہ قلب اسکا جیسا اور شرم سے مبرا ہوتا ہے اور روح اسکی کبریا سے اتنی
 آگاہ ہے جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ ہر آئینہ جبریل علیہ السلام شرق میں اپنے بازو سے
 پھبپ رہتے ہیں اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرا تے ہیں۔ اور بعضے سجدہ
 کرنے والوں میں سے وہ ہیں جنکو مکاشفہ اسکا ہوتا ہے کہ وہ اپنے سجدہ سے
 بساط گون و مکان کو طر کرتا ہے اور قلب اسکا کشف و عیان کی فضا میں آتا ہے
 سیر کرتا ہے گناہی اور اسکی کرنے سے آسمانوں کے طبقہ سے گرتے ہیں اور اسکی
 قوت شہود سے دنیا کی صورتیں نمود ہوتی ہیں اور وہ در اسے عظمت کے کنارہ پر
 سجدہ کرتا ہے اور یہ مرتبہ اتنا کا درجہ اسکا ہے جسکی طرف ہمت بشری کا پرند
 پہونچتا ہے اور جسکو پہونچنے کے لیے قوت انسانی وفا کرتی ہیں اور دنیا اور اولیا
 مرتبہ عظمت اور اسکی کنہ کی آگاہی میں متفاوت ہیں ہر ایک کو ان میں سے اپنے
 مرتبہ کے بقدر اس سے حظ حاصل ہے اور ہر ایک صاحب علم کے اور ایک علیم
 ہے۔ اور سجدہ کرنے والوں میں سے بعضے وہ ہیں جسکا طرف وسیع ہے اور اسکی
 روشنی پھیلتی ہے اور دونوں قسم سے بہرہ مند ہوتا ہے اور دونوں بازوؤں کو
 کھولتا ہے پھر وہ اپنے قلب سے اجلا لا تو وضع کرتا ہے اور اپنی روح کے ساتھ گرت
 و انضالی سے بلند ہوتا ہے سو اسکی لیے انس اور عیست اور حضور اور غیبت اور فرار
 و قرار اور اسرار و جواز مجتمع ہو جاتے ہیں سو وہ اپنے سجدہ میں دریا سے شہود الٰہی میں

مشناوری کرتا ہے ایک بال اس سے سجدہ میں نہیں پڑتا جیسا کہ سید الشہداء نے اپنے
 سجدہ میں کہا سجدہ ملک سوادسی و نجالی و سجدہ سجدن فی السموات و الارض
 طوعاً و کرہاً طوع یعنی انقباض اور فراخز داری روح اور قلب کے لیے ہر اس اہلیت
 اور قابلیت کے سبب سے جو ان دونوں میں ہو اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی اس
 کی طرف سے اس سبب سے کہ اس میں یکساںگی ہو اور اپنے سجدہ میں کشتن بار
 سبحان ربی الاعلیٰ دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ میں کشادہ چشم رہے
 اس واسطے کہ وہ دونوں چشم سجدہ کی پیہن اور کرنے میں اپنے دونوں کھلے رہے
 پھر دونوں ہاتھ اپنے رکھے پھر ہاتھ اپنا اور پھر ناکہ نبی رکھے اور سجدہ میں اپنی ناک
 کی چوٹی کی طرف دیکھتا رہے اس واسطے کہ وہ سجدہ کرنے پر اسے کسی چیز پر بارہ
 مشغوع کا درجہ ہو اور اپنی دونوں پھیلیاں خاص مصلے پر رکھے پھر اسے میں اُنکو
 نہ ہٹائے اور دونوں پھیلیوں کی پچ میں اسکا سر ہووے اور دونوں ہاتھ اس کے
 دونوں شانوں کے مقابل رہیں نہ اُنکے دہننے طرف اور نہ بائیں طرف اور تسبیح
 یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد کہے اللہ اکبر سجدت و کثرت و کثرت و کثرت
 سجدہ وہی اللہ ہی خلقہ وصورہ وخلق سمعہ و بصرہ قیاریک و بعد حسن الخالقین
 اور اسیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سجدہ میں اسکو کہا کرتے تھے اور اُسکو سیوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ و الرک
 کے توڑ دیا ہے۔ سنا کہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہر آنسو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ میں کہا کرتے تھے۔ اور اپنی دونوں کہنیاں
 سجدہ میں اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھے اور اپنی آنکھوں کا رخ سجدہ میں

قبلہ رو رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انگوٹھ کے ساتھ ملائے اور اپنے
 دونوں ہاتھوں میں پرہ بچائے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے اور اپنے
 بائیں ہاتھ کے اوپر بیٹھے اور داہنے ہاتھ کو گھڑا رکھے اس طرح پرکہ انگلیوں کے قطر دو
 ہوتے اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوں پر بے تکلیف بغیر سلائے اور ملائے
 رکھے اور کبے رب غفر لی وارحمی وارحمی دیاجبر لی وعاف لی وارحم غنی اور اس
 نشست کو عرض میں زیادہ طول نہ دے مگر نوافل میں معتدلتہ نہیں جتنا کہ
 اسکو رب اغفر وارحم مکر کہتے ہوئے طول دے بعد ازاں دوسرا سجدہ تکبیر
 کہتے ہوئے کرے اور بعد یعنی نشست میں اعتقاد کر وہ جو اور وہ اس مقام پر
 اس معنی میں ہو کہ دونوں سر میں اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھے اور جب دوسری
 رکعت میں کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ خفیضہ کرے اور
 اسی طرح باقی رکعتوں میں کرے بعد اسکے تشہد کرے۔ اور بنا پر معراج ہی اور وہ
 معراج قلوب ہو اور تشہد قرعہ گاہ وصول کا ہو بعد ازاں قطع مسافرتہ اعلوی
 درجہ بدرجہ بلغات اجمالی کی کی ہو اور انجیبات پروردگار تعالیٰ پر سلام ہو
 پس چاہے کہ جو کہ اسکو ذہن میں آئے اور میں نے کہتا ہوں اسکے مسافر باوہب
 رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے
 اور اپنے دل کی انگلیوں کے سامنے اسکو موجود جانے اور صراط بندگان الہی
 پر سلام بھیجے پس اس صورت میں بندگان الہی سے کوئی بندہ آسمان اور
 زمین میں باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ آپس پرست روحانی اور خاصیت فطری کے
 ساتھ سلام بھیجے اور اپنا دہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ انگلیاں

بند می ہوئی ہون گزشت نہاد اور نہاد میں گشت نہاد کو الہ کے
 کے اوپر آٹھاب نے نہ حکمہ نفی میں جو لا الہ کے اندر ہو اور اس گشت نہاد
 کو سیدہ خانہ بھانے بلکہ اسکا سران کی طرف جھکا ہو چیدہ ہو سوہ گشت
 نہاد گشت کی صورت ہو اور شوق قلب کی صراحت کی دلیل اسکی طرف ہو اور
 ایسی نماز کے آخر میں دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
 چاہے کہ دما میں شرف اور نہاد ہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیوں کے لیے دعا کرے
 اسورے کے امام جو نماز میں سیدار نہاد ہو ایک دربان کی مثال ہو جو کہ سلطان
 کے حضور میں حاضر ہو اور اسکی چھپے اہل حاجت ہیں کہ اُنکے لیے وہ دربان سوال
 اور ایسا اس کرتا ہو اور اُنکی حاجتوں کو عرض کرتا ہو اور مومنین دیوار کی مثال
 ہیں کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ
 نے اُنکی تعریف ہے اس قول سے زمانی کو کا ستم بنیان موصوں اور اس وقت
 کے وصف میں کتب سابقہ میں ہے کہ اُنکی صفوں نماز میں ایسی ہیں کہ جیسے
 صفوں اُنکی زمانی میں ہیں عروسی ہے کہ معن ابن عیسیٰ نے کعب جبار سے
 سوال کیا کہ قریبت میں نعت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہو اُسے
 جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ کہ میں پیدا ہوئے اور
 طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ایک اسکا شام میں ہوگا اور وہ نہیں ہے فحاش بے
 سباز رشتہ بخش و رشتہ کار اور نہ وہ بازادوں میں آٹھاب یعنی جینے والا ہوگا
 اور بالی کا بار بار اُنکی سے نہ کرے گا مگر وہ بخو کرے گا اور بخشاوے گا زنی است کو جو
 خاد میں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور زمی اور اسورگی میں کرینگے اور ایک باندی پر گیسر

سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کریمیے اور اپنے ماتم پائون کا وضو کرینے اور نصف
 ساتی تک ازار پہننے وہ اپنی نمازوں میں ایسی ہی صفت باندھنے کے عادی ہو کر
 اپنی لڑائی میں یغین باندھنے کی لڑائی کو ازار میں انکی مسجدوں میں ایسی ہوگی کہ جیسے
 خد کی لکھتیاں ہیں جنہاں ہیں آسمانوں کے درمیان ہیں آواز میں سنائی دینگی غلغلہ
 میں نام صفت کا پیشوا شیطان کی لڑائی میں ہر تودہ مشوع اور ادب کے مرتب
 ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیوں سے اولیٰ اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار
 ہونے یا نماز کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو انکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم یک
 دوسرے یا دوسری اور دیگر گاری کرتے ہیں اور ایک سے دوسرے کو اخذ اور اور
 برکات اور وسعت کرنے ہیں بلکہ جس قدر مسلمان کہ زمین کی اطراف میں نماز پڑھنے
 واسے ہیں قلوب و سنت اسلام و رابطہ ایمان سے انکے درمیان باہم یک راہی
 اور انداز ہر بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے انکی امداد کرتا ہر جس طرح کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان وادوں سے روز بدر کی تھی سو
 انکی حاجتیں شیطان کی لڑائی میں ہر حکم انکی حاجات سے ہیں جو کفار کی لڑائی
 میں تھیں۔ اور ہیں واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجفنا
 من الجہاد الا فخر الی الجہاد الا کبر ترجمہ ہم نے جہاد و فخر کے جہاد اکبر کی طرف
 بازگشت کی ہیں انکو فرشتے ملاتی ہوتے ہیں بلکہ انکے سچے انفاس سے اظہار
 حاکم میں ہر جب کہ نماز کے باہر ہوتا ہے اپنے واسطے طرف سے سلام پھیرے اور
 سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز کے باہر ہوتا ہے اور وہ سلام ہر مشق
 پر اور حاضرین پر جو زمین سے ہیں اور قوم جن سے جو مومن ہیں اور اپنا

اور خالص اور اپنے طرف خرافت والوں کے لیے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور اس سلام میں
 اور بائیں طرف کے سلام کے درمیان میں فصل اور علاحدگی کرے اس واسطے کہ ہر زمانہ
 جو اصلیت سے نہیں دور ہوئی ہو اور جو اصلیت پانچ ہیں دو انہیں کے امام کے ساتھ
 ہیں اور وہ یہ کہ امام تکبیر سے قنوت کو نہ ملانے اور رکوع کو قنوت سے نہ ملانے اور
 رشتہ بندی نہ لانا اور یہ بھی کہ تکبیر اولیٰ کو تکبیر امام سے نہ ملانے اور نہ اس کے سلام کو اپنے سلام
 سے ملانے اور ایک سو اصلیت و فلول یعنی امام اور مقتدی پر جو اور وہ یہ جو کہ
 فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملانے اور سلام کو خیم سے پڑھے اور نہ کو کعبہ
 کی پہنچے پھر سلام کے بعد دعائے جو چاہے خواہ دنیا کا اجر ہو یا اس کے دین کا خواہ
 سلام چھپنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعائے اس واسطے کہ وہ قبول ہوئی ہو اور
 جس شخص نے پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت میں بر و بحر کو
 عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا پانچواں اور زبردہ پانچوں وقت کی
 نماز یا جماعت ہو اور وہ دین ہو اور دوسرے کا کفارہ ہو اور خطاؤں کو محو کرتی ہو اس
 روتے کہ ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابو نعیم بھروردی رحمہ اللہ نے رد المحتار کو سطر
 سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا یہی پانچوں وقت کی نمازیں خطاؤں کی کفارہ ہیں اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو
 ان اکسنات یذہبن لیسات ذلک ذکرہی للذکرین

یا بہت ہوا سو اٹھنے کہ عقل مندوں نے ترک دنیا کو نہیں کیا لہذا اس لیے کہ وہ نماز کو ادا
 کریں جس طرح کہ کامور ہوئے ہیں سبب یہ ہے کہ ہر گاہ دنیا اور آفتال دنیا قلت کے
 مشغول کرنے والے تھے تو انکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر وجہ غیرت تھے اور وقت کے
 مقام کی تحنین رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانگتے اور فرمانبردار تھے و وجہ یہ
 کہ ظاہر میں ادا سے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز میں ماسو سے بندہ سے فانی
 ہونا اطاعت باطنی ہو سو انھوں نے حضور ظاہر اور مانت باطن کو نہیں خیال کیا جس تک
 کہ انکی اطاعت میں خلل نہ پڑے اور انکی عبودیت میں شکستگی آئے تو نمازی اس بات سے
 پرہیز کرے کہ اسکا باطن اسوقت خیر میں لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے اور کیا یہ کہ کوئی
 کی دانش اور قیامت سے یہ بات ہے کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز نہ کرے ہر گاہ
 واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کھانا اور عشاء کی نماز ایک ساتھ آئے تھے کھانے
 کو نماز عشاء پر مقدم کر دو اور اسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ
 اسوقت کہ بیت بھلا کی ضرورت ہو اور روزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی حائق اور
 پہنچنے والا مثل ضرورت نہ کرے ہی اور اس حالت میں بھی نماز پڑھے جب کہ روزہ
 اسکا ایسا تنگ ہے جو اسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہے سو سوال کیا گیا کہ
 حائق کے بابت کوئی راے اور تعین نہیں ہے تو جواب ہکا دیا گیا کہ حائق وہ شخص
 ہے جسکے ساتھ کوئی تنگی اور قریق ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ گناہ اب کی بات نہیں ہے کہ کوئی
 نماز اس حالت میں پڑھے کہ جب انکے پاس ایسی شے ہو جو اسکے باطن کے مزاج کو عشاء
 سے متفرک دے جیسے کہ وہ پیرین جکا ہم نے ذکر کیا ہے اور غم شدید اور غضب فراطمی
 اس میں داخل ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی تم میں سے نماز شروع نہ کرے

اُسوقت کہ ترشہ اور سٹھے میں لی ٹپس ہوں اور نہ ہرگز تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو
جب کہ غصہ میں ہو پس سزاوار نہیں کہ کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز میں کھڑا ہو مگر اُسوقت
کہ اپنی پوری ہیئت سے ٹکلی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس پہن کر کہ ہاتھ یا کون میں
اُسکے سگون ہو اور ادھر ادھر نہ دیکھے نہ منہ پھیرے اور دھنا مٹا رہا نہیں پیر کے
پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہے بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے
سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات پر درپردہ کی غصت دی ہے جو تم میں سے کم ہو اور
اور اباب غریب نے نماز میں سب حرکات کو ترک کر دیا اور ایک دفعہ نماز میں
میرے ماتم کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جمال میں سے میرے برابر
کھڑے تھے جب میں نماز سے فارغ ہو کر اُٹھا پھرا تو اُس نے میرے اوپر اعتراض کیا
اور اس حرکت کو بُرا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ بندہ جب نماز میں
کھڑا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سب چپ چاپ بنلا رہے کہ اُس سے کوئی چیز اور عضو
جنبش نہ کرے۔ اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ نماز میں سات چیزیں شیطان
کی طرف سے ہیں۔ بکر۔ نیند۔ دوسوہ۔ جمانی۔ خارش۔ انکساف۔ کسی چیز سے
کھینٹنا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ سو اور شاک۔ اور تراسمہ عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ نماز
پڑھنے والا نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون طرف ہے اور بائیں طرف کون۔
اور سفیان سے منقول ہے کہ کہا جس نے خشوع نہیں کیا اُسکی نماز فاسد ہوئی
اور معاذ بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور قوی تر ہے کہ جس نے قصد اُ
اور بائیں طرف سے نماز میں جانا پہنچا تو اُسکی نماز نہیں ہوئی اور

بعض علمائے کما ہو کہ جسے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش میں لکھا ہو اپنی نماز کے اندر
 پڑھا تو اسکی نماز باطل ہو اور انہیں سے بعض نے کہا ہو کہ یہ اس واسطے کہ وہ عملاً
 اس کے مخالف ہو اور اس آیت کی تفسیر میں بعض نے کہا ہو والدین ہم علی صلاہم
 وایکوں کہ وہ ہاتھ پاؤں کا سکون اور طمانیت ہو بعض نے کہا ہو کہ جس وقت
 تکبیر اولیٰ کہی جاوے تو جانے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ تیرے شخص کی طرف ناظر اور
 تیرے مافی الضمیر کا عالم ہو اور اپنی نماز میں اسکی مثال خیال کر کہ تیرے دامن
 طرف بہشت اور بائیں طرف دوزخ ہو اور بہشت و دوزخ کی صورت بانہ صحنے کا
 جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہو کہ جب ذکر آخرت میں دل مشغول ہو گا تو اس سے
 وسوسہ منقطع اور دور ہو جائیگا تو یہ تمثیل دل کے لیے ایک دوا کا حکم رکھتی
 تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ فیض الدین ابو الغیب سہروردی نے ہدایات
 روایت کی ہو کہ سہل رح کا قول ہو کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اسے
 وسوسہ شیطانی پیش آتے ہیں اور جو شخص کہ اسکا باطن صفائی قلب اور نور
 معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب متغنی اس سے ہو کہ
 مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خدری کا قول ہو کہ جس وقت رکوع کو
 تلو اب اس کے رکوع میں یہ ہو کہ گھڑا رہے اور نزدیک ہو اور جبکہ اپنے رکوع
 میں یہاں تک کہ اسکا کوئی جوڑ اور عضو باقی نہ رہے کہ یہ کہ وہ عرش بزرگ کی
 جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہے یہاں تک کہ اس کے دل میں اللہ تعالیٰ
 سے بزرگتر کوئی چیز نہ ہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحفہ کرے حتیٰ کہ جھٹکے سے بھی
 کمتر ہو اور جب سر اپنا اٹھائے اور سمع اللہ من حمد کے تو جانے کہ حق بماندہ

و سکو شکفتا ہو۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کے ساتھ خوف بھی استقدر ہو کہ قریب ہو
 کہ اس سے گدخت ہو جائے۔ سرانجام کیا ہے جب کہ بندۂ ملاوت شروع کرے
 تو آسمین ادب پہ ہو کہ وہ مشاہدہ کرے اور اس کا دل سماعت کرے کہ گویا وہ
 اللہ تعالیٰ کے پیش رو رہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہو۔ اور یہ بھی سراج ہے
 کہا ہے کہ ادب صوفیہ سے یہ ہو کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعات قلب کے ضرورات
 اور غرض سے کرے اور اس میں اس طرح چیز ہو اس کی نفی کرے پھر جب کہ نماز کے لیے
 حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز میں کھڑے ہوئے تو اپنے
 نفس اور عقل کے ساتھ ہو گا کہ ان کے ساتھ نماز میں داخل ہوئے پھر جب نماز سے باہر ہو
 تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی پس گویا کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں سو
 یہ نماز کا ادب ہو۔ اور کہا گیا ہے کہ بعض صوفیہ ایسے تھے کہ خطبہ درآن سے کمال
 استغراق کے سبب نہ سکتا تھا یعنی وہ یہ نہ جانتے کہ رکعت پڑھیں اور ایک
 شخص ان کے سامنے بیٹھ کر ان کے شمار کیا کرتا کہ رکعت پڑھیں اور بیٹھنے کے کہا کہ
 کہ نماز کی چار شاخ ہیں حضور قلب پھر اب میں آؤں شوہر عقل باو شاہ و باب کے نزدیک
 ہو آؤں شروع قلب بلا اختیار ہو آؤں شروع ارکان نگاہ ہداری کے ساتھ اس واسطے
 کہ حضور قلب کے وقت پرست ہو کر جاتے ہیں اور شوہر عقل کے وقت قیام دور
 ہوتا ہے اور حضور نفس کے وقت درجہ کشادہ ہوتے ہیں اور ارکان کا حضور کے
 وقت ثواب حاصل ہوتا ہے تو پھر شخص نماز میں بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نماز
 کھینچے والا ہو اور جو شخص بار شوہر عقل نماز میں کھڑا ہو وہ نماز ہی جو لگنے ہو اور جو
 بلا حضور نفس پڑھنے لگا وہ شخص نماز ہی خطا کا رہی اور جو بلا شروع ارکان

پڑھتا ہے وہ نمازی جفا کرتا ہے اور جو ایسی نماز پڑھتا ہے جس کی تعریف کی گئی وہ مصلیٰ صاحبِ وفا ہے۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بندہ نماز فریضہ میں کھڑا ہو اس حال سے کہ ہند کی طرف اس کا منہ اور کمر اور انگوٹھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھر اٹھ گیا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ جیسے آسمان کے انبیاء کے پیش سے پیدا ہوا اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ سے دھونے سے اس کا گناہ جو اس سے ہوا اور اس کے دونوں ہاتھوں کے دھونے سے شکے گناہ اور اس کے دونوں پاؤں دھونے سے شکے گناہ اور دو کرنا ہو حتیٰ کہ وہ نماز میں اس طرح دڑتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بڑی اور بڑا ہے تو حاضرین نے عرض کی کہ ہند اور رسول اس کا داتا ہے پھر آپ نے فرمایا کہ سب چور ہوں سے بدتر ہے کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آدمی اپنی نماز سے کس طرح چوری کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہیں کرتا اور نہ اس کا سجدہ اور نہ اس کا خشوع اور قنوت کو پورا کرتا ہے جو نماز میں ہے۔ ابو عمر بن علی سے روایت ہے کہ وہ امامت کے لیے پڑھایا گیا تو اسے کہا کہ میں اس کی صلاحیت نہیں رکھتا پھر جب اس سے اس کا حاکم کی گئی اسے یکسر خیر باد ہی چلائے غش کیا سو لوگوں نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اسے ہوش آیا تو اس سے سوال کیا گیا تو کہا جب میں نے کہا استودعنی براہمت کر دو تو ہاتھ نے مجھے آواز دی کہ آیا تو اللہ کے سامنے کھنٹی مستوی اور برابر ہوا ہے یعنی باادب اور متقا ہوا ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب

بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اُسکی وقت پر پڑھی اور اُسکی رکوع و سجود اور سو اُتیت کی حفاظت کی تو نماز گنتی ہو کہ اللہ تباری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی ہو پھر وہ بلند ہوتی ہو کہ اُسکے لیے ایک نور ہوتا ہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچتی ہو اور یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہو پھر اپنے نماز کے لیے شفاعت کرتی ہو اور جب بندہ نماز کو ضائع کرتا ہو تو اُسکو نماز گنتی ہو کہ خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہو پھر وہ اونچی پڑھتی ہو کہ اُسکے ساتھ مارکی ہوئی ہو یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچتی ہو اور اُسکے لیے دروازہ بند ہو جاتا ہو پھر وہ پیٹھی جاتی ہو جس طرح کہ دھرا کیڑا لیٹتا جاتا ہو پھر وہ اُسکے نمازی کے سنو پر ماری جاتی ہو۔ اور ابولیمان دارانی نے کہا ہو کہ جب بندہ نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ اٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندہ درمیان ہیں پھر جب وہ بندہ اللہ تعالیٰ طرف سے دوسری جانب منہ پھیرتا ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہو کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اُسکے بیچ میں ہو اور میرے بندہ کو اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو اُسے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہو۔ اور ابوبکر وراق نے کہا ہو کہ اکثر اوقات میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور اُن سے میں منصرف اور اُٹھتا ہوں اور مجھے اللہ سے ایسی ہی حیا آتی ہو جیسے اُس مرد کو شرم آتی ہو جو زمانے اُٹھا پھر گئے اتنا ہو پھر قول اُسکا اُسکے نزدیک تھا ادب ہو اور ہر ایک انسان نماز کا ادب اُسی قدر ہوتا ہو جس قدر کہ قرب کے قصد ہوتا ہو۔ اور موسیٰ بن جعفر نے پوچھا گیا کہ لوگوں نے آپ کی نماز آپ کے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جبکے لیے میں نماز پڑھتا ہوں

وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہو جو میرے آگے سے گزرتا ہو۔ اور منقول ہو کہ حضرت
 ابن العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے
 باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑنے تو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا کہ
 آپ فرماتے کہ تم جانتے کہ اسے سامنے میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اور نماز میں پہنچنے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ ہر اکثینہ آپ نے فرمایا ہو کہ بندہ
 کے لیے اسکی نماز سے اُسی قدر لکھا جاتا ہو جو وہ سمجھتا ہو اور دوسرے الفاظ میں وارد
 ہو تم میں سے بعضے وہ ہیں جو پوری نماز پڑھتے ہیں اور بعضے تم میں سے نماز اُدھیڑتے ہیں
 اور جو تعالیٰ اور پانچواں حصہ یہاں تک کہ دسویں حصہ تک پہنچتے ہیں۔ خواص کا
 قول ہو کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان
 پورے ہوں اور اگر اسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا یہی ہے روایت
 پہونچی ہو کہ اللہ نوافل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرے۔ اللہ
 تعالیٰ فرماتا ہو تمہاری مثل اُس میرے بندہ کی ہو کہ قبل اسکے کہ فرض ادا کرے بدعت
 اور خفہ کا عینا شروع کرے۔ اور یہ بھی کہا ہو کہ طلق اللہ تعالیٰ سے دوصلت کے سبب
 منقطع اور علاحدہ ہوگئی ایسا نہیں ہے یہ کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضائع کیا
 اور دوسری یہ ہو کہ انھوں نے ظاہر کے اعمال کیے اور انہیں صدق اور نیک قرار دیا
 کے ساتھ اپنے دلوں کو نہ لگایا اور اللہ تعالیٰ نے انکا کہا ہو کہ کسی حال سے کوئی عمل
 قبول نہ کرے جب تک کہ انہیں صدق اور خفی اس سے نہو اور نماز میں اٹھ کا گناہ رکھنا
 اس سے بہتر ہو کہ اُسکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اسکے
 ادھر ادھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت انھوں کو نیک کرنے تاکہ خشوع کے لیے مدد پہونچے

پھر اگر کوئی نماز میں آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے جو ٹخنوں کو ملائے اور اپنی ٹانگوں کو اپنے ہاتھ سے ملائے اور نہ دوسرے سے نماز میں مبراہم ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر عورت یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ فرائض یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیٹا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جس شخص نے پہلی صف میں جوت سے چھوڑ دی کہ پہلی صف والوں کے لیے جگہ کی تسلی ہوگی اور وہ دوسری صف میں کھڑا ہوگا تو اسکو اسد تعالیٰ صف اول کے برابر ثواب دے گا بغیر اس کے کہ صف اول والوں کے ثواب سے کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اسد علیہ السلام نماز میں کھڑے ہوتے تو اُن کے قلب کی طیش اور ٹپ ایک میل کے فاصلہ پر سنانی دیتی تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سننے میں آتی ہے جیسے دیگ سے آتی ہے جوتے کہ رینہ کے گلی کو چون میں سن پڑتی تھی۔ اور چنیڈ سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہے جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اسد تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا۔ اور حسن نے کہا ہے تیرے اوپر وہ کون امتیرے دین سے جو بزرگتر ہو درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خور اور سبک ہو۔ اور منقول ہے کہ بعض انبیاء کی طرف اسد تعالیٰ نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز میں مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر اس وقت میں خوب ہوں۔ اور ابو خیرہ نقل نے کہا ہے کہ میں نے رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے پچھ فرمایا یا ابو خیرہ نماز اپنے اوپر لازم کر اسو اسطے کہ میں نے اپنے پروردگار سے

و صیغہ طلب کی تو مجھے اُسے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ میں سب سے زیادہ قریب
 اس وقت ہوتا ہوں کہ تو نماز میں ہوتا ہو۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ دو
 کشتیں فکر میں بہتر بات بھر کے قیام سے ہیں۔ اور منقول ہے کہ محمد بن یوسف
 فرماتے تھے حاتم اہم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگوں کو وعظ کرتا تھا تو اُس سے کہا کہ اے حاتم
 میں تجھے دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو نصیحت کرتا ہو کیا تو نماز اچھی طرح پڑھتا ہو کہا ہاں
 کیونکہ نماز پڑھتا ہو کہا کہ میں علم کے ساتھ اٹھتا ہوں اور چلتا میں خوف سے ہوں اور
 داخل ہوتے سے ہوتا ہوں اور غفلت کے ساتھ الٹا کھڑا ہوں اور رقیل سے
 فرات کرتا ہوں اور شروع سے رکوع کرتا ہوں اور سجدہ سے تواضع اور شہد کے لیے
 پورا بیٹھتا ہوں اور سنت پر سلام پھیرتا ہوں اور اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہوں
 اور اسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہوں اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف
 رجوع کرتا ہوں اور اُسکا خوف میں کرتا ہوں کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید
 قبول کی رکھتا ہوں اس خوف درجہ کے درمیان میں ہوں اور جس نے مجھے علم
 سکھایا اُسکا شکر کرتا ہوں اور میں اُسکو علم سکھاتا ہوں جو مجھ سے مانگتا ہو اور
 میں اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہوں اس واسطے کہ مجھے اُسے ہدایت کی ہو تو محمد بن
 یوسف نے کہا تجھے شخص صلاحیت اسکی رکھتا ہو کہ وعظ ہو۔ اور قول ہے کہ
 اَلَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ تَلَوَّاتٍ مَّسْكُورٍ یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ میں ہو اور
 مست والا جب دنیا سے مراد ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ کہ مت والا رخ اور غم خوارگی
 سے ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے نماز دو
 کشتیں پڑھیں اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس میں نہیں کی تو اللہ تعالیٰ

اس کے گناہ جو پہلے کیے ہوں بخش دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز غرت اور سکنٹ کو
توضیع اور وضو شروع اور نہایت ہی اور تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہے اللھم اللھم سو جو
کوئی یہ نہیں کرتا ہے تو وہ نماز ناقص ہو اور ہرگز نہ وارد ہو اور کہ مومن جس وقت
نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو اطراف زمین میں شیطان اُس کے خوف کے سبب اُس سے
دور بھاگتا ہے سو سطلے کہ اسے تباری اسکی شروع کی ہے کہ بادشاہ کے حضور میں
آوے بھر جب وہ اسد کبر کرتا ہے تو شیطان اُس سے چھپ جاتا ہے اور بھٹنے
کرتے ہیں کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہے کہ اسکی طرف
رو نہ نہیں دیکھتا ہے اور خدا سے جبار اسکو اپنے رخ کے سامنے متوجہ کر لیتا ہے چہرہ
اُسے تقدیر کیر کہ تو اسد تعالیٰ اُس کے قلب میں دیکھتا ہے پھر اگر اُس کے دل میں یہ
تعالیٰ سے بزرگتر کوئی نہیں ہوتا تو فرماتا ہے کہ تو نے اسد کی اپنے دل میں تصدیق کی
جیسا کہ تو کرتا ہے کہ اسد کبر اور اُس کے دل سے نور ضامین پیدا ہوتا ہے کہ وہ غرہ
کے ملکوت کو جانتا ہے اور اُس نور کے سبب اُسکو زمین و آسمان کے پردے
گسل جاتے ہیں اور اُس نور کے درمیان اُس کے لیے سنات لگے جاتے ہیں اور جب
ایک جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو اسکو ضامین گیر لیتے ہیں جس طرح
لعیان شرمہ کے قطریہ چاروں طرف سے آن گئی ہیں بھر جب وہ اسد کبر کرتا ہے
تو اسد تعالیٰ اُس کے قلب میں دیکھتا ہے جب کہ اُس کے دل میں کوئی چیز بھی اسد تعالیٰ
سے اُس کے نزدیک بڑی ہوئی ہو تو اُس کے لیے فرماتا ہے کہ تو جو نماز اسد تعالیٰ
تبرکات دل میں اس سے بزرگتر نہیں ہے جیسا کہ تو کرتا ہے اس وقت اُس کے دل میں
ایک دھواں اٹھتا ہے جو آسمان کے برابر ہو جھٹا ہوا درود حجاب

اسکے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہے میرے حجاب اسکی صلابت زیادہ کر دیتا ہے اور
شیطان اسکے قلب کو اپنا قلعہ بنا لیتا ہے میرے ہمیشہ آئین پھونک مارتا ہے اور غصہ
ڈالتا ہے اور اسکے طرف وسوسہ ہو چکا ہے اور زمین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے
کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے الٹا پھرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ آئین کیا
اور حدیث میں وارد ہے کہ اگر شیاطین نبی آدم کے قلوب کے ارد گرد نہ گھومتے تو اہل
وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جن کا ادب انکے قابضوں کے
کمالی ادب سے کامل ہو گیا ہے وہ آسمانی ہو جاتے ہیں کہ تکبیر کے ساتھ ہی آسمان
میں داخل ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ غار میں داخل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے پہلا ک
شیاطین کے تصرف سے محفوظ و محفوظ کیا ہے تو تو قلب آسمانی ہیں انکی طرف
شیاطین کو رسد نہیں ہے پھر یہ وقت ہو جس نفسانی آئین باقی رہتے ہیں کہ وہ
آسمان کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہیں قطع ہوتے جس طرح کہ تصرف شیطان قطع
ہو جاتا ہے اور جو قلوب کہ مرداریاں ہوں وہ ملاحت ہر جو میر کے مقابل ہوں وہ
درجہ بدرجہ تعزیر کی وجہ سے بڑھتے ہیں اور آسمانوں کے بلقون میں عروج کرتے ہیں
اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ میں ظلمت نفس کے کسی قدر چھپے رہتے اور رہتے
جاتے ہیں اور اسکے اندازہ سے ہو جس نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں یہاں تک
کہ وہ آسمانوں سے گزرتا ہے اور عرش کے سامنے تو حق کو لایں اس وقت نور
عرش کی روشنی سے ہو جس نفسانی اور خطرات اسکے بالکل داخل ہو جاتے ہیں اور
نفس کی ناپاکیاں قلب کے نور میں چھپ جاتی ہیں جس طرح کہ رات اندرون کے غاب
ہو جاتی ہے اور اُس وقت میں ادب کے حقوق اچھی طرح ادا ہوتے ہیں اور بقدر

ہم نے نماز کے ادب بیان کئے وہ بہت ادب ہیں اہلین سے ٹھوڑے اور عوام میں اور
 نشان نماز کے وصف سے بہت زیادہ اور بھی ہوئی ہے اور ہمارے ذکر سے
 کامل تر ہے اور بہت اقوام نے غلطی کی اور کہا ہے کہ نماز سے مقصود اسد تعالیٰ کا ذکر ہے اور
 جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہے اور گمراہی کے کہ ستون پر وہ لوگ چلتے اور
 خیالات باطل کی طرف جھکے اور ان لوگوں نے زمین اور حکام کو محو و غسی کر دیا اور
 طلال و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قوموں نے آسمان ایک اور طریق اختیار کیا جس سے
 نقصان حال ناک ہو گیا یا جان کہ وہ گمراہی سے سلاست رہے اس واسطے کہ
 انھوں نے فرائض کا اقرار کیا اور لو اعلیٰ کی فضیلت سے انکار کیا اور ٹھوڑی نسبت
 حال پر فریفتہ ہو گئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانتا کہ اسد تعالیٰ کے واسطے
 ہر ایک صورت میں صورتوں سے اور ہر ایک حرکت میں حرکات سے ہر اس وقت میں
 ہیں جو کسی چیز میں اذکار سے موجود نہیں ہیں تو احوال اور اعمال ایک روح اور
 دو جسم ہیں اور جناب بندہ دنیا میں ہو اسکے اعمال سے روگردانی عین مافیاء
 کشمیری ہے تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا حالانکہ احوال کا شوق اعمال کے ساتھ

آرٹا لیسواں باب روزہ اور اسکے حسن اثر کی فضیلت میں ہے

حضرت رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں صرف
 ایمان پر اور روزہ نصف صبر ہے اور کہا گیا ہے کہ نبی آدم کے اعمال میں کوئی چیز
 نہیں ہے مگر وہ دن نظام اور نادران میں جاتی ہے جو ہر روزہ کے ہر ایک کوئی قصاص
 آسمان و فل زمین پناہ اور اسد تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہ یہ روزہ میرا ہے تو

لوگوں کی شخصیت میں کچھ قصاص میں نہ پائیگا۔ اور حدیث میں دارنہ کہ روزہ سے
 واسطے ہے اور میں اسکی جزا ہوں۔ بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلو اپنی ذات
 کی طرف مضاف اور سب کیا ہے اس واسطے کہ اس میں اخلاق صمدیت سے
 ایک خلق ہے۔ اور تیرا واسطے کہ وہ اعمال باطنی سے جو از قبیل تروک کہ مسہر
 اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں
 اسباب چون صائمون مراد ہے اس واسطے کہ انھوں نے بھوک پیاس میں اللہ تعالیٰ
 کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہے اور اس قول اللہ تعالیٰ میں انما یؤتی بہا یزوں
 آخرت میں تفسیر حساٹ کہا گیا ہے کہ صابرون صائمون ہیں اس واسطے کہ صبر ایک رسم
 اسماء صوم سے ہے اور روزہ دار کے لیے فریخت نامہ دجاتی ہے اور اس کے
 لیے تہنہ اور اندازہ درجہ کامل کیا جاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس قول
 اللہ تعالیٰ میں فلا یغلب نفسہا یعنی انہیں من قرۃ عین جزا کا نواۓ علیکون۔ ایک
 وجہ حمالہ اور وجوہ کے یہ بھی ہو کہ انکا عمل صوم ہے۔ اور کبھی بن معاذ نے کہا ہے
 جب کہ مرید زیادہ کھانے میں مبتلا ہو اس پر ملائکہ شفقت کے سبب گریہ و بکا
 کرتے ہیں اور جو کوئی کھانے کی حرص میں پھنستا ہے تو ہر آئندہ وہ مشہوت
 کی آگ میں جلا یا گیا اور نبی آدم کے نفس میں شر کے ہزار عضو ہیں جو سب کے
 سب شیطان کے قبضہ میں ہیں جس سے اسکو تعلق ہے تو جو سوقت ہونے
 سے کوفانی اور بھوکا رہا اور اسکا گلا دبایا اور نفس اسکا رضی ہوا تو
 تمام عضو خشک ہو جاتے ہیں اور بھوک کی آتش میں جلتے ہیں اور شیطان
 اس کے سایہ سے بھاگتا ہے اور جب اس نے پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق

اُسکا چھوڑ دیا تاکہ شہوات کے خیرے خوب چلے تو اُسکے اعضا خربہ اور تازہ ہوتے ہیں اور شیطان کو قوت ہوتی ہے اور سری اور شکم پر نفی سین ایک نہر ہے جو پیر خیا میں در رہتے ہیں اور ہرک روح میں ایک نہر ہے سپر لاکہ در رہتے ہیں اور شیطان بھوکے سونے دے سے کھاتا ہے پھر اُسکا کیا حال ہوگا جبکہ وہ قائم ہو اور شیطان بیٹ قائم سے بغل گیر ہوتا ہو اور کیا اُسکا حال ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو سو حریف صادق کا نفس جب کہ کھانا پینا اگستاری اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ کرتا ہے ایک شخص علیا السبحی کے پاس آیا اور وہ وقت سوکھی روٹی کھا رہا تھا جسکو پانی میں بھلویا تھا نہک کے ساتھ جو نیم کو فٹہ تھا اس شخص نے آپ سے کہا کہ کیونکر اُسکی آپ خواہش کرتے ہیں آپ نے کہا اُسے میں چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ اُسکی خواہش مجھے ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہر جس شخص نے اپنے کمانے پینے کے اندر سرفراہ اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خوری اور ذلت دنیا میں قبل از آخرت مستحالی کرتی ہے۔ اور صوفیہ سے بعضوں نے کہا ہے کہ بڑا دروازہ جسمیں سے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں آدمی پہنچتا ہے وہ غذا کا چھوڑ دیتا ہے۔ اور بشریح نے کہا ہے کہ ہرک دل کو صاف کرتی ہے اور ہر بعضی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہے اور عظیم رفیق اُسکا رتہ ہے۔ اور ذوالنون رح نے کہا ہے کہ میں نے کبھی نہیں کھایا حتی کہ پیٹ بھر گیا اور کبھی نہیں پانی پیا حتی کہ سیراب ہو گیا مگر یہ کہ معصیت الہی اور نافرمانی میں نہ گیا یا یہ کہ کسی حصیت کا میں نے قصد کیا۔ اور قاسم بن محمد رح نے حائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پروردگار آدھا مینا آیا کہ تاکہ ہمارے گھر میں آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے پے نہ کسی

روہ سرخی چتر کے نیسے سرواوی کے کہا کہ میں نے کہا سبحان اللہ بھر کس چیز سے آپ
 زندہ رہتی تھیں غریبا کھجوروں کے اور پانی سے اور چھار سے ہمسایہ میں انصار لوگ
 رہتے تھے جنگا والدہ جزا سے خیر سے کہ آگے پاس ستارہ واد کے جاتو رہے سو
 بسا اوقات وہ لوگ چھار کسی قدر مخجوری کرتے تھے اور حقیقتہ بنیت عمر رضی اللہ عنہما
 نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہو تو کاش
 آپ کھانا زیادہ اُس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہیں اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے
 اس کپڑے سے ملائم ہو تا تو فرمایا کہ میں ہر آئندہ تجھ سے محاصمت تیرے نفس کی طرف
 کرتا ہوں کیا ایسا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اسکو بار بار گتے تھے تو حضرت
 روین بھر فرمایا وہ صد کہ میں اُسکے شدید زندگی دنیاوی میں شریک نہ ہو گی شاید کہ
 اُسکے فرخ میشی آخرت میں شریک ہوں۔ اور معصون نے کہا ہر کہ عمر سے بے
 میں نے کبھی آتا نہیں چھانا مگر یہ کہ میں نے اُسکی نافرمانی کی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا
 نے کہا جو کہ میں دن بھی گھوٹوں کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھائی
 یہاں تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملاکوت کا دروازہ جلیتہ
 کھٹکنا یا کر وہ تمہارے لیے کھل جائیگا لوگوں نے کہا کہ کس طرح اُسکی بدعت کریں
 کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے۔ اور بقول تہ کہ میں بن زکریا علیہما السلام پر
 ابلیس ظاہر ہوا اور اُسکے اوپر حال اور چھند سے اور کسندین تھیں سو کہا یہ کیا چیز ہیں
 کیا یہ شہوات ہیں جنہیں نبی آدم کو بچا نہ تا ہوں کہا تو میں میرے لیے بھی کوئی شہوت
 پاتا ہوں کہ میں ہجر اسکے کہ تو نے ایک شب بیت بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے شبہ نماز
 اور ذکر سے گراں اور لکھی کر دیا تب نے کہا ضرور ہر کہ میں آئندہ کبھی بیت بھر کے کھانا

نہ کھاؤں۔ ایسی کچھ مضر و ہر کہ بن کچھ کسی کو نصیحت نہ کروں۔ اور شقیق کا قول ہے کہ عبادت ایک مضر چیز اور خلوت اسکی دکان ہے اور بھوک دیکھے روزا رین و رقصانے اپنے بیٹھے سے کہا کہ جب معذہ تو بہت تب فکر سو بائگی اور حکمت بری ہوگی اور تم پانچون عبادت سے باز رہینگے۔ اور سن نے کہا ہے کہ دو لکھاوینت و ستر خوان پر آئے کرو کہ یہ بننا حقون کے کھانے ہوں سے ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ مین اند کے ساتھ پتہ ویسے نماز تارک الذیبا سے مانگتا ہوں جسکے معذہ کو انواع و قسم کی غذاؤں نے فاسد کر دیا ہے پس وہ کہے لیے یہ بات مکروہ ہے کہ چار دن سے زیادہ تو ترک کرے یعنی روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت میں عادت کی طرف مائل ہو جائے گا اور شہوت میں اسکو وسعت ہوگی۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ دنیا تیرا پیٹ ہے تو تیرا تیرا زہر پیٹ اپنے کے بابت ہے وہ تیرا زہر دنیا کے بابت ہے اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کسی آدمی نے کوئی رتن ایسا نہیں بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو۔ بخاری آدم کے لیے چند تھے جو تھے چھوٹے کافی ہیں کہ اسکی پیٹ کو مضبوط رکھیں پھر اگر ضروری ہو تو ایک تھائی کھانے کے لیے اور ایک تھائی پانی پینے کے لیے اور ایک تھائی سانس لینے کے لیے ہو۔ اور فتح موصلی نے کہا ہے مین تیس شیخ کی صحبت میں رہا ہر ایک نے علحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نہ کھاؤ نہ کھیت ترک اور کھانے میں قلت ہو

چالیسواں باب صوم اور فطار کے احوال صوفیہ کے ختلان کے بیان میں ہے

ترجمہ

مشائخ صوفیت ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر میں روزہ

کہتے تھے یہاں تک کہ وہ اسد تعالیٰ سے جاملے اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ قول
 تھا کہ مجھ کو دیر سچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر میں افطار کرتے اچھڑتے
 اس کے بارون نے ایک دن خوشی کی اور اسے افطار کیا سو اس کے سبب وہ بہت
 دن بیمار رہا پس جب کہ عریضی مصلح قلب دوا مضمومین دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ
 روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک امر نیک ہے ایک چھی لک
 اس بات کے لیے جبکہ اوہ ارادہ رکھتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے ہمیشہ روزے رکھے اس پر دوزخ اس طرح
 تنگ ہو جاتا ہے اور نفی کا عقد نازل باندھا اس سے یہ مراد ہے کہ روزہ دار کے
 لیے دوزخ میں جگہ نہ ہوگی اور دن کا سونا صائم اللہ ہر کے لیے کروہ ہے اور اس بارے
 میں جو اوقات وہ نے رویت کی ہے وہ اور ہے اس نے کہا کہ خواب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ صائم اللہ ہر کی کیفیت کیا ہے اور اس کا کیا حکم ہے آپ نے
 فرمایا کہ نہ اسے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اس کی تباہی کی ہے کہ صوم اللہ ہر
 یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا ہے کہ عیدین اور ایام شریعت میں افطار نہ کرے اور نہ روزہ
 ہے اور جو ان ایام میں افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہیں ہے جو مکروہ ہو رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک دن روزہ رکھیں
 اور ایک دن افطار کریں اور ہر آئہ حدیث میں در ہے ہوا ہے روزوں میں سے
 افضل روزہ یہ ہے جانی داور علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھے
 اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اس کو صالحین سے ایک قوم نے پسند کیا ہے کہ روزہ رکھیں
 اور حال شکر کے درمیان رہے۔ اور بعضہ میں سے بعض وہ ہیں کہ دو دن روزہ

رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرے
 اور انہیں مے پیئے وہاں جو دشمنیہ اور پشیمہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور نفوس
 ہو کہ سہل بن عبد اللہ ہر یک پندرہ دن میں ایک دن میں ایک وقت کھانا
 کھاتے تھے اور رمضان میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے
 لیے خالص بانی سے افطار کرتے۔ وہ فقیرت نہایت کی گئی ہو کہ وہ ہمیشہ روزہ
 رکھتے تھے پھر جب جس کے پاس اس کے بھائی آتے تو ان کے ساتھ افطار کر لیتے اور فرماتے
 کہ مساعرت انخوان کا فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہو علاوہ اسکے کہ یہ افطار
 محتاج ظلم ہو کہ کسی اسکا خویش بندہ نفس ہوتی ہر نہ کہ نیت موافقت کی
 داعی ہو اور نیت کا محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ نفس ہو جو
 ہو سخت ہو۔ اور میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے ساتھ ہیں ہو
 کہ میں نے کوئی غیر نفس کی خواہش سے نہیں کی جو جو ابد اور استعدا ہو بلکہ میرے
 سامنے پیش ہوتی تھی تو میں اسے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت اور اس کے فعل سے
 اعتقاد کرتا تھا پس میں ہی کی موافقت اس کے فعل میں کرتا تھا اور نہ کہ اس سے
 ایک دن ہو کہ بلی اور سب عادت موجود نہ ہو کہ کھانا اس کی طرف پیش کیا جاتا
 کہ میں نے اس مکان کا دروازہ کو لا میں کھانا تھا اور میں نے ایک زار دیا
 تاکہ میں اسے کھاؤں اس آئینہ میں ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اسے پکڑی
 جو وہاں تھی سو میں نے کہا کہ یہ میرے اور حقوت ہے کہ جو میں نے زار کے لیے میں
 تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو سعید رحمہ اللہ کو میں نے بار بار دیکھا کہ دن کو کھانا
 کھا رہے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو ان میں سے کھالیا اور معلوم ہوتا کہ اسکا

کھانا اس نے کھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اس واسطے کہ اسکا حال اللہ کے ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات میں تھا اور اسکا حال یہ تھا کہ فعل حق کے ساتھ حیا اور نظر رہتا تھا اور ہر آئینہ اسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل غیر الوجود اور کم یاب چیز یہاں تک کہ منقول ہے کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا اور کوئی اس کے حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا اور نہ کسی چیز کھانے کے لیے سبب پیدا کرنا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرنا اس سبب سے کہ اس کے پاس بزرگ پہونچتا اور کوئی اس کے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے آگاہ نہوتا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے حال کو ظاہر کر دیا اور اس کے لیے اصحاب اور تلامذہ مقرر کر دیے لوگوں کھانا مختلف پکاتے اور اس کے پاس حاضر لاتے اور وہ اس باب میں فصل حق اور موافقت کو دیکھتا۔ میں نے اس سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے ہر روز میں صبح کو کھانا اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور اللہ تعالیٰ میرے روزہ دوست پر اپنے فعل سے نقص کرتا تھا تو میں حق سے اس کے فعل میں موافقت کیا کرتا اور بعض صاحبین سے حکایت کی گئی ہے جو اہل واسطہ شہر سے تھے کہ اسے بہت برس روزے رکھنے اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل غروب روزہ کھوتا الا رمضان میں بعد غروب افطار کرتا۔ اور ابو نصر سران نے کہ قوم نے اسکو بڑا جانا تھا نفعت علم کے سبب سے یا یہ کہ روزہ نفل تھا اور اور لوگوں نے اسکو تحسین کر دیا اس واسطے کہ روزہ دار کا ارادہ اس سے یہ تھا کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متبع نہواور یہ سلسلہ ہے اور لائق ترین ہے کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و لا تطلوا عما لکم یعنی اپنے عمل کو یا مل مت کرو مگر اہل صدق جو

چوتھے ہیں انکے لیے ان اعمال میں جو کرتے ہیں شہین ہوتی ہیں اس لیے وہ معاف نہ
 نہیں کیے جاتے اور صدق بالذات محمود و خواہ وہ کسی طرح ہو۔ اور صادق آدمی
 اپنے وفا سے عہد نہایت ہوتا ہے جس طرح کہتے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب کسی
 صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے لڑا کر رہتا ہے تو اسکو مستحکم و سواست کہ اس کے ساتھ ہونا
 دنیا کے کوئی شیعہ ہوتی ہے سو وہ بعضوں نے کہا ہے کہ جب ایک جماعت متواتر نکالے
 ہوں اور ان کے درمیان کوئی مرید ہر روزہ رکھنے پر اسکو برا ٹھہرے کہ نہ پیرا اگر اسکی
 مساعدت نہ کریں تو اس کے لیے کوئی شہنشاہ کی کرنی اور اس کے نیچے ٹھیک کرتی تاکہ
 اس کے ساتھ مہر نفعت اور ملائت ہو اور اسکی اصل کو اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور
 اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اس کے روزہ کے ساتھ روزہ رکھیں اور اس کے فطام
 کے ساتھ فطام کریں بے شک اس شخص کے ساتھ شیخ و دوسرا حکم دے روزہ قبول کرے
 کہ بعض صوفیہ نے ایک جوان آدمی کے خاطر برسوں روزے رکھے جو اسکی صحبت میں
 تھا تاکہ یہ جوان اسکی طرف نگاہ کرے پھر اس سے ادب حاصل کرے اور اس کے
 روزہ کے ساتھ روزہ رکھے اور ابو الحسن علی سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ صوم اللہ
 کے رکھا کرتا اور صومین وہ شیعہ تھا اور شب جمعہ کے سواروٹی نہ کھاتا اور ایک بیٹے میں
 اسکی خوراک چار دانگ ہوتی کہ پہنچتا تو اسے پوست خرابا ٹاکتا اور اسکو چیتا تھا۔ وہ
 شیخ ابو الحسن بن سالم کہتے کہ میں اسکو تسلیم نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھاتا اور
 کھانا کھاتا ہو اور بن سالم اسے شہوت نفسیہ کا مستحکم کہتے تھے اس واسطے کہ وہ
 لوگوں میں مشہور تھا اور شیخ و فیہر نے کہا ہے کہ کوئی بندہ خاص شہین نہیں ہو مگر
 جسے چاہا کر وہ ایک غیر شہوگ کہہ سکتا ہے اور جسے زیادہ کھانا کھایا زیادہ باطن

لیکن۔ اور فقول ہو کہ ابو الحسن تنبیہ اپنے اصحاب کے ساتھ حرمین سات دن رملہ
 جنہیں انھوں نے پھر نہیں کھایا تو اُس کے اصحاب میں سے طہارت کے لیے ایک شخص باہر
 نکلا اور ایک تریز کا چھلکا دیکھا اسے لے کر کھا گیا اس وقت اُسے ایک شخص نے دیکھا
 اور اُس کے پیچھے چلے آیا اور ریشمان لایا اور اس گروہ کے سامنے رکھ دین اس وقت
 شیخ نے کہا کہ تم میں سے کون سے لگتا دیکھا یعنی جس سے ہمارا حال جا لگایا تو ایک نے
 کہا کہ میں نے تریز کا چھلکا پایا اور اُسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو میرا لگاؤ اور
 میری ریشمان وہ بولا کہ میں اپنے گناہ سےائب ہوں تو کہا تو جب کے بعد کلام
 نہیں ہی اور حالی یہ تھا کہ وہ رات میں بھی کسے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور وہ تریز
 اور جو دھوپ اور پندرھویں تاریخ کے ہیں۔ روایت ہو کہ آدم علیہ السلام زمین پر
 اتارے گئے تو گناہ کے اثر سے اُن کا بدن سیاہ ہو گیا تھا پھر جب اللہ نے اُنکی توبہ
 قبول کی تو اُنکو حکم دیا کہ روزے ایام میں کسے کتب ہر ایک روزہ ایک تہائی
 اُنکے جسم کا سفید ہو جائے یا نہ تاک کہ ایام میں کسے روزوں سے اُنکا تمام بدن
 سفید ہو گیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول میں روزوں کو اور اُس کے نصف
 اخیر میں افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تو کچھ
 مضائقہ نہیں ہو لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو
 دن کے روزوں سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکر وہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب
 روزہ رکھیں اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکر وہ سمجھے اور ذی الحجہ
 اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہو اور شہرمحرم یعنی رجب اور ذی القعدہ
 اور ذی الحجہ و محرم میں پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہو اور

حدیث میں وارد ہے کہ جسے شہر حرام سے تین دن ہجرات جمیع ہفتہ روزہ رکھا تو وہ
دو رخ سے سات سو برس کے برابر دور ہوگا

اکتالیسواں باب روزہ کے آداب و ضروریات کے بیان میں ہے

روزہ میں صومیہ کے آداب یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ و پاس ہو اور
گناہوں سے بے اعتنائی وغیرہ اعضا کا روکنا ہو ضبط نفس کو کھانے سے روزہ
چلتا ہو بعد اذان نفس کو روکنا کھانے کے اہتمام انواع و اقسام سے ہو۔ میں نے
سنایا ہے کہ عراق کے بعض صاحبین کا طریقہ اور اسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب
کبھی قبل از وقت افطار انکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر دیتے اور روزہ
نہ کھاتے مگر اسی چیز سے جہاں افطار کے وقت انکو ملتا اور ادب کی بیات نہیں کر
کہ خرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ اور اگر
نے کہا ہے عجیب لطف کی بات ہے کہ قلعہ مندون کا سونا اور انکار روزہ نہ رکھنا
حقا کے قیام اور روزہ کو ضرر پہونچاتے ہیں اور اہل یقین و تقویٰ کا
ایک روزہ مغزوں کے اعمال جو پیاروں کے برابر ہیں اُن سے افضل ہے اور
روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہے کہ کھانے کو اس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا
کم کر دے جبکہ روزہ سے نہ تھا ورنہ اگر کبھی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے
کھانے میں جمع کر دیا تو فی الواقع جس قدر کھانا فوت ہوا تھا اسکو حاصل کر لیا تو
کما مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہو اور نفس کا وسوسہ پانے سے روکنا
اور کھانے سے اسی قدر لینا جو ضرورت ہو اسوجہ سے کہ وہ جانتے ہیں کہ ضرورت ہے

اختصار کرنا نفس کو تمام احوال اور اقوال سے ضرورت کی طرف کھینچتا ہے اور نفس کی ذاتی
 بات ہو کہ جب وہ کسی خیر بین اللہ تعالیٰ کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہو
 تو اس کے تمام احوال کی طرف اُتر ہو جاتا ہے تو کھانے اور سونے سے اور قول و
 فعل سے ضرورت پر آ رہتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے
 ہے کہ انکی رعایت اور جستجو واجب ہے اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے
 ساتھ کوئی شخص مخصوص نہیں ہے مگر وہ بندہ کہ خدا سے تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کو
 اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور کھو کر گزیدہ کرے اور انکی تربیت
 کرے اور اپنے روزہ میں بی بی کے ساتھ مجلس کرنے کے کیلئے بازار سے
 اس واسطے کہ وہ روزہ کے لیے زیادہ تر یا کم اور صاف ہو اور سنت کے لیے
 استعمال میں حرجی کھانے کا کرے اور وہ روزہ گزارنے کے لیے دوستی کی رو سے
 زیادہ تر دشمنی اور تنہائی ہے ایک یہ کہ سنت کی برکت اُس پر عود کرتی ہے اور دوسرے
 یہ کہ روزوں کو کھانا کھانے سے قوت پہنچتی ہے۔ انس بن مالک نے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا روزوں میں حرجی کھانا
 اس واسطے کہ سحری میں برکت ہو اور روزہ کو نئے میں سنت کی رو سے عمل چمکت
 کہ پھر اگر روزہ دریا ہے کہ کھانا کھانے کے بعد عشاء کے اور ارادہ کرے کہ مغرب
 اور عشاء کا اہتمام کرے یا وظیفہ اور ذکر سے کہ سے تو پانی سے روزہ کو طے یا کہ
 نے نے خیر بین کر کھائے یا کہ چھوٹے تھے تھے اگر نفس تاباں کرتا ہو تا
 کہ عشاء میں سے دریا میں صفا کی وقت حاصل ہو تو اسکی اجا میں بڑی فضیلت
 ہے اور جنت کی وجہ سے پانی پر قنات کرے۔ مجھے شیخ غلام

ضیاء الدین عبد اللہ بن علی نے بوساطت روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار سے حکایت یا ہر اسد غرض جل نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے بند دان میں سے کیا چھو بہ تر ہے جو روزہ بہت جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں غنیمت کہ روزہ کو نہ کھانے میں غنیمت کہ میں اور افطار نماز سے پہلے کرنا سنت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کے ایک گھونٹ یا دو دھکی چانتی سے پانی پینا روزہ سے کھوتے تھے۔ اور حضرت میں ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دارین کہ روزہ سے انکا حصہ بھوکا اور پیاس ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ دن میں بھوکا رہے اور حرام چیز سے روزہ کھوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ حلال کھانے سے منہ بند کرے یعنی روزہ رکھے اور لوگوں کے گوشت سے غنیمت کے ساتھ افطار کرے بیفیان نے کہا کہ جس شخص نے غنیمت کی اسکا روزہ فاسد ہو گیا۔ اور مجاہد سے منقول ہے کہ دو خصائص ہیں جو روزہ کو فاسد کرتی ہیں غنیمت اور جھوٹ شیخ ابو طالب کی کہ کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے ستنے کو اور گناہ کی بات کہنے کو حرام گناہوں کے ساتھ میں کیا اور کیا کیا ہے۔ اور فرمایا سماعون للکذب کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ رکھا اور پیاس کے وقت بھوکا اور پیاس نے انکو رنج میں ذالاحتی کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہو جائیں تو ان دونوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدی پچا کہ روزہ کھونے کے لیے اجازت مانگی تو انہیں آپ نے اُن کے پاس

ایک پیالہ بھجیا اور فرمایا کہ اُن دونوں سے کھدو کہ اسمین قر کرؤا لو جو انھوں نے
 کھا یا پھر تو ایک نے انھیں سے قر کی کہ اسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور گوشت
 تازہ تھا اور اُسی کے مثل دوسری عورت نے قر کی یہاں تک کہ اُسکو دونوں نے
 بھر دیا تو لوگوں نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اُن چیزوں سے جسکو اللہ تعالیٰ نے اُنکے
 لیے حلال کیا تھا اور دونوں نے افطار اُن چیزوں سے کیا جو اُنپر حلال کین۔
 اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے
 کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیاں کہے پھر اگر کسی نے اُسکو گالی دی تو اُسکو کتنا چاہیے
 کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور حدیث میں ہے کہ روزہ ایک امانت ہے تو چاہیے کہ
 ہر ایک تم سے اُسکی حفاظت کرے۔ اور صوفی وہ ہے کہ رزق معلوم کی طرف
 توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اُسکی طرف رزق پہنچایا جائے گا
 پھر جب کہ اللہ تعالیٰ اُسکے پاس رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے ساتھ خوش کرے
 اُس حال میں کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار میں اس
 شخص سے افضل ہو جسکے لیے رزق تیار ہو پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے
 تو حقیقت میں کہ وہ فضل میں کامل تر ہو۔ رویم سے منقول ہے کہ کسانندہ کے
 اعلیٰ کو چون میں ٹھیک دو پہر کے وقت جلا توں گئے پیاس معلوم ہوئی سو میں ایک
 مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ یکا یک ایک دھکی باہر نکلی آئی
 اور تھی صراحی اُسکے ہاتھ میں تھی جو ٹھنڈے پانی سے لبریز تھی تو جب میں نے
 اسے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُس نے کہا صوفی اور دن میں پانی پینے اور صراحی کو

زمین پر پٹک دیا اور اُسے پھر گئی رو بہ نے کہا کہ مجھے خرم آئی اور میں نے عہد کیا کہ میں
 کبھی بغیر روزہ کے نہ رہوں گا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہے تو وہ
 اُس کے کراہت کی یہ ہے کہ ممکن ہو کہ جب نفس روزہ سے مالون ہو جائے اور اُسکی
 عادت پڑ جائے تو اُس پر افطار شکل ہو گا اور اسی طرح افطار کی عادت سے اُسکو
 روزہ مکروہ معلوم ہو پس وہ فضیلت اسی میں جانتے ہیں کہ نفس کسی عادت کی
 طرف مائل نہ ہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایک دن کا افطار اور ایک دن کا روزہ
 نفس پر سخت تر ہے۔ اور فقرا کے ادب سے یہ ہے کہ جب ایک شخص کسی جماعت
 میں ہو اور جماعت محبت میں تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور یہ اس واسطے
 ہے کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہنے کے حالاً کہ اُس کے
 لیے کھانا موجود نہیں تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو کسی چیز
 کی فتوح ہو دے تو اُنکو لازم نہیں کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑیں ساختہ
 اس علم کے کہ جماعت بغیر روزہ دار اسکے محتاج ہیں اس واسطے کہ ہر اُس
 اللہ تعالیٰ روزہ دار کے لیے رزق پہونچاتا ہے الا اُس حالت میں کہ روزہ دار
 رزق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف کچھتہ اپنے
 بکسرین وغیرہ کے باعث ہو اور اسی طرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہیں ہے کہ
 وہ اپنا حصہ اور اُسکو رکھ چھوڑے اس واسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے
 ہی پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقرر و معترف ہو تو بغیر رکھ چھوڑے
 اور جو ہم نے بیان کیا ہے وہ اُن لوگوں کے لیے ہے جو جنگے پاس کھانے کو نہیں ہے
 اور جو صوفی لوگ کہ خانقاہ میں رہتے ہوں جنگے لیے کھانا موجود ہو تو اُن کے

سزاوار حال یہ ہے کہ روزہ کہیں اور انکو جماعت کی موافقت افطار میں لازم نہیں ہے اور یہ امر ایک جماعت کے اندر نہیں ہے جنگے پاس کھانا موجود ہو یا نہ ہو جائیگا کہ انکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو انکے پاس نہیں ہو تو اس بارہ میں کہا گیا ہے کہ روزہ داروں کی سعادت غیر روزہ داروں کے لیے بہتر اس کے ہے کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگوں کی طرف سے روزہ داروں کے واسطے ہو اور قوم کا حکم صدق پر مبنی ہے اور مرد صدق سے یہ ہے کہ نیت اور احوال نفس کی تلاش اور جستجو اس سوسہ ایک پیر جسید نیت صحیح ہو روزہ پرا افطار اور موافقت ہو یا ترک موافقت ہی افضل ہے و لیکن سنت کے رو سے یہ بات ہے کہ جسکو ایک وجہ موافقت ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت نہ کرے تو اسکے لیے ایک وجہ نہیں ہے وجہ اس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت کرے تو وہ یہ ہے کہ ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کے لیے کھانا تیار کیا سو جب انکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں شہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تلو تھارے بھائی نے بلایا اور تھارے لیے اپنے اوپر تکلیف اٹھائی پھر تو کتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں روزہ افطار کر اور ایک دن قضا اسکی جگہ کر اور ان لوگوں کی وجہ جو موافقت نہیں کرتے یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر آئمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا اور بلال روزہ سے تھے رسول اللہ نے فرمایا ہم زرق کھاتے ہیں اور ہمارا کارزق بہشت میں ہے پس جب کہ یہ معلوم ہو کہ اس موقع پر ایک قلب ہے جو ایذا پاتا ہے یا ایک فضل ہے جو اس شخص کی موافقت سے حاصل ہونے والا ہے جسکی

سو وقت منتہم ہو تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ طبیعت کے حکم سے اور اس کے تقاضے سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو ضرور زمین پر کہہ کر ص اور درغیہ نفس نیت کے ساتھ اسکے لائق ہو اور چلیپے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہے نہ اس واسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا کرے۔ اور فقیر طالب حق کے احسن آداب سے یہ ہے کہ جب اسے روزہ افطار کیا اور کھانا کھا لیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی سہیت سے متغیر اور اپنے نفس کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہے تو قلب تغیر کے فرائج کا تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو کھٹون سے جوڑے اور اتیوں سے جوڑے یا انکار اور سختیوں سے جو وہ کرے تحلیل کرے اور اسکو گللائے ہوئی طرح حدیث میں آیا ہے کہ اپنے احکام کو ذکر سے گلاؤ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہے حق الاسلامان اخلاص کا ہے مگر اس حالت میں کہ اخلاص کے سبب روزہ تکلیف اور تنگی تو یہ روزہ پر وادہ کرے کہ روزہ ظاہر ہو یا پوشیدہ رہا

بیالیسواں باب طعام و رزق پیر و نکہ بیان میں ہے جو صلاح و فساد و اسباب میں جو

صوفی کے عبادات اسکے حسن نیت اور محنت و تہجد اور نور و علم اور اسکے آداب بجا لانے سے عبادت ہو جاتی ہے میں اور صوفی کا وقت اندر کے واسطے بہت ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زندگی کو اندر کے واسطے چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بطور امر کے فرمایا ہے قل ان صلائی و نسی و میا سی و ممانی شدد رب العالمین یعنی کہ اے رسول میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی

اور میری موت اندکے واسطے ہے جو عالمین کا پروردگار ہے۔ یوصوفی پر عادت کی باتیں اسکی حاجت کی جگہ اور اسکی بشریت کی ضرورت سے پہنچتی ہیں اور اسکی بیداری کا نور اور اسکی نیک نیتی اسکی عادت میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو عادات روشن اور تشکیلی عبادت ہو جاتی ہیں اور اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عالم کی نیند عبادت ہے اور سانس اسکی تسبیح ہے باوجودیکہ نیند میں غفلت ہے لیکن ہر ایک چیز جسکے ساتھ عبادت کی استغانت ہو وہ عبادت ہے پس تناول طعام ایک چیز ہے اگر جو بہت علوم کا محتاج ہے اسوجہ سے کہ وہ مصلح دینی اور دنیاوی کو مشتمل ہے اور اسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہے اور اسکے ساتھ بدن کا قیام و قیوم ہے کہ اسپرنت الہی جاری ہے اور قالب قلب کی سواری ہے اور ان دونوں سے دین اور دنیا کی آبادی ہے۔ اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہے کہ تبت کی زمین ہوا ہے اسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہے اور قالب بالافراد حیوانات کی طبیعت پر ہے کہ اس سے آبادی دین کے لیے استغانت کی جاتی ہے اور روح اور قلب فرشتوں کی طبیعت پر ہے کہ ان دونوں سے آبادی دین آخرت میں مدد جاتی ہے اور ان دونوں کے مصلح سے جمع ہونے سے دونوں جہان کی آبادی کے لیے مدد جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جو اہر جسمانیات اور روحانیات سے مرکب کیا ہے اور اسکو خلاصہ زمین و آسمان کا مستودع اور خزانہ گاہ بنایا ہے اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت اور ان چیزوں کو جو زمین نباتات اور حیات سے ہے بنایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو تمہارے واسطے سب ان چیزوں کو جو زمین میں پیدا کیا ہے جسے طبائع کو خلق کیا اور وہ

حرارت اور رطوبت اور برودت اور یسوت ہو اور اسکے واسطے نباتات کی
آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوم گردانا اور حیوانات کو آدمی کا سفر
و مشق دیکھا کہ اُن سے آدمی اور معاش کی استقامت اپنے بدن کے قوم کے لیے
کرتا ہے سو طعام معدہ میں پہنچتا ہے اور معدہ میں چار طبیعتیں ہیں اور طعام میں
چار طبیعت ہیں پھر تیب کہ مزاج بدن کا اعتدال اسد چاہتا ہے تو معدہ کے طبائع
سے ہر ایک طبیعت کو جو اسکے ضد ہے طعام سے لیتا ہے پھر حرارت برودت کو
اور رطوبت یسوت کو پکڑتی ہے اور مزاج معتدل ہو جاتا ہے اور بھی سے اس اور
منظر رہتا ہے اور جب اسد چاہتا ہے کہ غالب کو فنا اور تیسیم کو خراب کرے تو ہر ایک
طبیعت اپنے جلس کو ماکول سے لیتی ہے اور اُس وقت طبائع مائل اور منحرف
ہو جاتے ہیں اور مزاج میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہے اور بدن تقسیم بن جاتا ہے
پہ تو قدر خدا سے عزیز عظیم کی ہے وہ بے بن بنیہ سے رویت ہے کیا میں نے قوریت
میں آدم علیہ السلام کی صفت پائی ہے کہ میں نے آدم کو پیدا کیا اور اسکے بدن کو
چار اشکات رقب و یاس اور بار و قار سے مرکب کیا اور یہ اس واسطے کہ میں نے
اسکو شئی سے بنایا اور وہ خشک ہے اور اُسکی تری پانی سے ہے اور حرارت اُسکی نفس
کی طرف سے اور برودت اسکی روح کی طرف سے ہے اور بدن میں اس پیدائش کے
بعد چار انواع خلق سے پیدا کین وہ میرے حکم کے جسم کی اصل ہیں اور انہیں
اسکا قوم ہے تو جسم نہیں قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور انہیں سے ایک دوسرے
بغیر قائم نہیں رہ سکتے انہیں سے قوت سوداوی اور قوت صفرا اور خون اور عظیم
پھر میں نے بعض اس خلق کو بعض میں جگہ دی تو یسوت کا گھر قوت سودا

میں بنایا اور خوبت کا مگر قوت صفرا میں اور حرارت کا مسکن خون میں اور برودت
 کا مسکن بلغم میں کیا پس جو بدن کہ ان میں یہ چار بیدارش خلکو میں نے اصل بنایا ہو
 معتدل ہو میں تو اس میں ان چاروں میں سے ایک ایک جو تہائی ہوگی جو نہ کٹے اور
 نہ بڑھے اسکی صحت کامل ہوگی اور اسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر ان میں سے ایک ان سے
 زیادہ ہوگی تو پھر ایک خیریت دے گی اور ان کے ساتھ میل اور جوہر کے گی اور اگر
 بیماری اس کے گردیش سے داخل ہوگی جس قدر کہ اس ایک کا غلبہ ہوگا حتیٰ کہ بدن
 انکی طاقتوں سے ضعیف ہو جائے گا اور انکی مقدار سے عاجز ہوگا پس تمام میں غور فرمائیے
 امور سے یہ ہو کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شے جسکی مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصتہ اور رحمۃ
 حلال ہر تعالیٰ کی طرف اس کے بندوں کے لیے ہے اور اگر شرع کی طرف نصبت نہ ہوئی
 تو بڑی مشکل ہوتی اور طلب حلال دشواری میں ڈالتا اور آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ شہم
 یعنی اللہ تعالیٰ کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور یہ عمل نفی فقر کا
 موجب اس واسطے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہے
 اور یہ ایک شکر نعمت سے ہے اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہے پس ہاتھ کا دھونا نعمت کا
 کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا شہرہ اور انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص چاہے کہ اس کے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو
 چاہے کہ وضو کر جب کہ غذا اس کے سامنے آئے پھر اللہ تعالیٰ کا نام ہے پس اللہ تعالیٰ کا
 قول ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اسکی تفسیر اللہ تعالیٰ کا نام لینا حیوانات کے ذبح
 کے وقت ہے اور نام شافعی اور نام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اس کے واجب ہونے میں

اختلاف کیا ہے اور صوفی کا فہم اس سے بعد از انکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہو کہ وہ کھانے
 کو نہ کھائے مگر اسوقت کہ وہ مقرون نہ کرے ہو تو اسے فرض وقت اور اسکے ادب کو
 ملا دیا اور قہقا ذکر راہی کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہے کہ نفس کی صفت
 اور روشنی ہو ا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالیٰ کو اسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہے و عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر صحابہ
 کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو قمون میں وہ سب کھانا
 نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کرتا
 تو یہ کھانا سب کو کفایت کرنا سو جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو چاہیے کہ
 بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہتا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ و آخرہ اور
 مستحب ہے کہ پہلے قلمین بسم اللہ کہے اور دوسرے قلمین بسم اللہ الرحمن اور تیسرے
 قلمین تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس پانی پیے پہلی سانس میں
 الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری میں الحمد للہ رب العلمین اور تیسری
 میں الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم کہے اور جس طرح سجدہ کے لیے جہاں
 سجدہ اور قمر میں جیسا کہ ہم نے انکا ذکر کیا جو مقام کے جہاں کے موافق آجائے
 اسی طرح قلب کے بیچ بھی فرق اور طبقتیں ہیں مگر انہیں کے واسطے جوار باب
 جستجو اور محاسن اور بیادری کے ہیں کہ فرق قلب کا بخلاف کیا ہے قلم سے پہچانا
 جاتا ہے کہ جس قلم سے فضول کی طرف جانے سے روکنا پاش یعنی سب کی عقل کی
 پیدا ہوتی ہے اور اسکی قلب میں حسنی اور القسی کی یہ دونوں غلیفہ وقت کے
 باز رہنے کے ساتھ طواف ہوتی ہے اور کبھی صواب و غلطت کا رطوبت پیدا ہوتی ہے

اگر کسی رنج اور غم کی پیوست خطوط دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہے سورہ سب عارض
اور بیماریاں ہیں جنکو بیدار دل آدمی مارتا جاتا ہے اور ان عوارض سے قالب کے
تغیر کو تغیر فریح قلب اعتدال سے جانتا ہے اور اعتدال جیسا کہ اسکی خواہش قالب
کے لیے ضروری ہے تو قلب کے لیے ضرور زراور اولیٰ ہے اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ
پانا اس سے زیادہ سریع ہے کہ جو قالب کی طرف رجعت پاتا ہے اور انحراف کے سبب
سے ہر وہ چیز ہے کہ اس سے قلب بیمار ہو جاتا ہے پھر وہ جاتا ہے جیسے کہ قالب
مر جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسم ایک دوا سے نافع از مودہ ہے کہ وہ اعتدال کو محفوظ
رکھتا ہے اور یہ بیماری کو دور کرتا ہے اور صحت کو بخینچتا ہے حکامیت ہے کہ شیخ
محمد غزالی جب غلوں کی طرف پھرتا تو اس کے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض
قریبات میں کی گئی تو زیارت کے لیے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اس سے
ملاقات کی اس وقت وہ ایک جنگل میں اپنے تھا کہ زمین میں گیون تو ناخما سو جب
اسے شیخ محمد کو دیکھا تو اسکی طرف چلا اور اسکی طرف توجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اس کے
صحاب سے آیا اور اس سے بیچ مانگا تا کہ شیخ کے عوض اس کام میں نیابت
اس وقت تک کہ وہ غزالی کے ساتھ شوق ہے تو اسے منع کیا اور بیچ اسے
نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اسے کہا کہ وجہ اسکی ہے کہ میں اس بیچ
کو قلب حاضر ہوتا ہوں اور لسان ذکر سے اس امید سے کہ اس میں برکت ہر ایک
شخص کے واسطے ہو جو اس میں سے کچھ نہا دل کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اسکو سپرد
شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر ہوئے اور بعض فقر اگانے
کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے وقت کو حاضر کرتے تھے

تاکہ اجزائے طعام انوار ذکر میں رُوب جائیں اور کوئی مکر وہ اور تغیر قراح قلب کھانے
 کے بعد نہ لائے۔ اور چارے شیخ ابو نعیم سہروردی کہا کرتے کہ میں کھانا کھاتا ہوں
 اور میں نماز پڑھتا ہوں اس سے اشارہ کھانے میں حضور قلب کی طرف کرتے اور اکثر
 اوقات میں شاعری کو جو اُسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتا تاکہ اُسکی بہت اور
 قصد کھانے کے وقت متفرق نہ ہو اور کھانے میں ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک بڑا اثر
 سمجھتے تھے جسکی فرو گذاشت کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت فلان چیزوں
 میں کتنا خشک و اسد نکالی نے یہاں کیا ہر داخل ذکر میں کیا ہر اور وہ دانت جو کھانے
 میں مدد دیتے ہیں سو انہیں سے بعضے ٹکڑے چوراکر کے واسے ہیں اور بعضے کاٹنے
 واسے اور بعضے پیسنے واسے ہیں اور وہ چیزیں کہ اسد تعالیٰ نے پانی بنائیں شیرینی
 منعمین ہر تاکہ ذائقہ متغیر نہ ہو جیسا کہ آنکھ کا پانی ٹھیک بنایا ہر اُس چیز کے لیے
 کہ جو مایہ تاکہ وہ فاسد نہ ہو جائے اور یہ کہ سطح تری کو بنایا ہر جو زبان کے اطراف
 اور منہ میں سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہر تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے میں مدد ہو پچھے
 اور قوت باضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہر کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے
 کرتی ہر جسکی مدد جگر سے متعلق ہر اور جگر آگ کی مثال ہر اور معدہ ہانڈی کے مانند
 ہر اور فساد جگر کے قوت باضمہ کم ہوتی ہر اور غذا فاسد ہو جاتی ہر کہ وہ غلجہ
 ہوتی ہر اور نہ ہر ایک عضو تک پہنچتی ہر وہ غذا جو اسکا حصہ ہر اور ایسے ہی
 سب اعضا کی تاثیر ہر جگر اور تلی اور گردن کی اور اُنکی شرح دراز ہر سو جو کوئی
 زمین خوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہے کہ شریح اعضا کو مطالعہ کرے
 تاکہ وہ عجائب قدرت اسد تعالیٰ سے دیکھے کہ اعضا میں سے ایک دوسرے کو

مرد کرتے ہیں اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح میں ہر اور اس سے اعضا کے لیے قوت بخشتی ہو اور اسکا منقسم ہونا خون اور قفل کی طرف دیکھے اور دودھ بیکہ کی غذا اس کے لیے من بین خرف دم لبنا خالصا سا کنا لشارین قنبارک اللہ حسن خالقین یعنی سرگرم اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والوں کے گلے سے نیچے اتر جاتا ہو پس اللہ حسن خالقین بڑا برکت والا ہو۔ تو ان چیزوں میں کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتوں کا پہچاننا اور اسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہو اور اس قسم کی چیزوں میں سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو فراج قلب کو متغیر کرتی ہو یہ جو کہ شروع طعام میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین فرمائے اور اسکی دعائیں یہ ہو اللہم نسل علی محمد و علی آل محمد و ما زرتقنا ما تحب اجعلہ خزانۃ علی یحب و ما زویت عننا ما تحب و جملہ

فرا خالنا فیما تحب

تینتا لیسوان باب کھانے کے آداب میں

آن آداب میں سے پہرہ کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اسی کے ساتھ ختم کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے کہ آخر خیرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ او علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کر اور نمک کے ساتھ ختم کر سو اسٹے کہ نمک سبب بیماری کی شفا ہو۔ زمین سے جنون آو اور عیدم اور برص اور درد شکم اور ڈار حوں کا درد ہو۔ اور عاتقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ اکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بایں پاؤں کے انگوٹھے میں سانپ یا کڑوم نے کاٹا خیرت نے

دیا گیا کہ میرے پاس آؤ وہ سفید چمڑاؤ جو خمیر میں ہوتی ہو تو ہم نمک آپ کے پاس سے لے گئے
 تو آپ نے اسے تحصیل پر رکھا بعد ازاں آپ نے اُسین سے تین بار چائنا پھر ترقیہ اسکا
 کائی جبکہ پر رکھا تو اس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہو اور وہ
 سنت صوفیہ کے خاتما وغیرہ میں ہو۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جو
 پیرا تھون کی کثرت ہو۔ اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں
 اور پیٹ ہمارا نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھے ہو
 اسے ہوا اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر و اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اُسین برکت دے گا
 اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور وہ سنت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و سلم نے کبھی کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ میں کھا پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے
 تو کھانا سنہ یعنی دسترخوان پر اور رقمہ چھوٹا بنایا جاتے اور کھانے کو ابھی طرح
 چھایا جاتے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والوں کا متونہ دیکھے اور اپنے
 بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور اپنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا چاہیے
 تکیہ نہ لگائے اور نہ تکیہ نہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے
 اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بڑی بھیجی گئی تو آپ نے اونوں پر دوزخ انوشے
 ہوئے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا شست ہے یا رسول اللہ تو جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ مفلوج

کیا ہے اور جبار غفید یعنی متکبر سرکش اور حق سے پھرنے والا نہیں بنایا اور کھانے کی ابتداء نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتداء نہ کرے مذہب سے روایت ہے کہ ہم جب کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ کھتا تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور اپنے ہاتھ سے کھاتے اور ہر نے خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا ہے چاہئے کہ ہر ایک تم میں سے کھانا اپنے ہاتھ سے کھائے اور اپنے ہاتھ سے پانی پیے اور چاہئے کہ اپنے اپنے ہاتھ سے لے اور اپنے اپنے ہاتھ سے دے اس واسطے کہ شیطان ہر آئینہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے لیتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور اگر کھانے کی چیز پھوارے ہوں یا ایسی چیز حسین گھلی ہو تو اسیں جو پیڑھیکلی جاتی ہے اور جو حسین کھائی جاتی ہے شوق اور رکابی میں جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ میں بلکہ اُسے اپنے موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُس کو عینک دے اور رہ بیٹھے چوری ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ میں ہوتی ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اُس کے حاشیہ یعنی ارد گرد سے لو اور اُس کے درمیان چھوڑ دو اس واسطے کہ اُس کے بیچ میں برکت نازل ہوئی ہے اور طعام کو عیب نہ لگائے اور ہر ہر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُس نے کھایا نہیں تو اُسے چھوڑ دیا اور جب قہمہ گر کرے تو اُسے کھائے اس واسطے کہ ہر آئینہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر پڑے
 تو چاہیے کہ اس سے دو کرے جو کچھ اُسے لگ گیا ہو اور اُسکو کھا جائے اور
 شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کہ ہرگز نہ جائز ہے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ فرمایا جب تم میں سے کوئی
 کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی انگلیوں کو جو جس نے اس واسطے کہ وہ نہیں جانتا
 کہ اُس کے کس کھانے میں برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا
 کہ پیالہ کو انگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اور عجب تباہی
 اس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو انگلیوں سے
 صاف کرنے کا امر فرمایا جو اور کھانے میں چھونکے تھامے اس واسطے کہ عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا ہو کہ کھانا
 کو چھونکے برکت کو دو کرنا ہو اور عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے میں چھونکے تھے اور نہ پیئے کی چیز میں اور نہ آپ
 ایسی چیز میں سانس لیتے تھے پس یہاں سے نہیں ہو اور سرکہ اور ساک
 سنہری دسترخوان چنت ہو۔ کہا گیا ہو کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہیں
 جب تک کہ سپر سنہری ہوتی ہو۔ م۔ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور میں اُس کے پاس تھی سو آپ
 نے فرمایا کہ ہر کچھ صبح کی غذا ہے جو اب دیا کہ چارے پاس روٹی اور چھوڑا رہے
 ہیں اور سرکہ جو کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا لگاؤں ہو انہی
 سرکہ میں برکت ہے کہ وہ دنیا کا جو ہے پہلے لگاؤں تھا اور میں مگر میں سرکہ ہو وہ شام

شوگا اور کھانے پر چپ نہ ہو کہ پچھون کی سیرت ہو اور گوشت اور روٹی کو جبر سے
 نہ کائے کہ امین نہیں اور مانت آئی ہو اور کھانے سے اپنے ماتھ کو نہ روکے جب تک
 کہ جماعت نہ کھا چکے کہ ہرآنہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان پھیلا یا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے
 جب تک کہ دسترخوان نہ اٹھایا جائے اور نہ کوئی ماتھ اٹھائے اگر چہ پیٹ بھر گیا ہو
 یہاں تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور چاہے کہ تعطل یعنی بہانہ کھانے کا کرے اس واسطے
 کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہو اور اپنا ماتھ روک لیتا ہو اور
 قریب ہو کہ اُسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا تھکا
 نہ کرے اس واسطے کہ ہرآنہ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تعظیم کرو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے
 برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند اور وحی آدم کو تسخیر و تالیف کر دی ہیں ۔
 اور حسن ادب اور ضروری سے یہ ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ حوک لگے اور کھانا کھا
 بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے کہ ہرآنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت ہے کہ کوئی آدمی نہیں جسے برتن ایسا سمرا ہو جو اُسکے پیٹ سے بدتر ہو ۔ اور
 صوفیہ کی عادت سے ہے کہ خادم کو قہر دے جیکہ وہ مجلس میں قوم کے ساتھ نہ بیٹھا ہو اور
 وہ سنت ہے ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس اُسکا خادم کھانا لائے تو اگر
 اُسکے ساتھ نہ بیٹھے تو اُسکو ایک یا دو قہر دے اس واسطے کہ وہ اُسکی گری
 اور دھوئین کے پاس رہا ہو اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کرے۔ ابو سعیدؓ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکے تو کہتے احمد لہ الذی اطمعنا وسقنا وجعلنا مسلمین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کھانا کھا یا اور کھا احمد لہ الذی اطمعنی ہزار اور زقنیہ میں میری حوائج مٹی و لا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اور غلال کرے کہ تر آنہ روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلوقانہ نظافت و انتظام تدرعوالی الایمان والايمان مع صاحبہ فی اجنبہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلال کرو تم اس واسطے کہ وہ نظافت ہے اور نظافت یعنی پاک ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت میں ہے۔ اور مامور بنا دھوا سو اسطے ابو ہریرہؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوئے اور اس کے مامور میں چربی لگی ہو جس کو نہ دھویا ہو تو اس کو ازیت کچھ پہنچے گی پس وہ ملاست نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک شہادت میں مامور کا دھوا سنت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طاسون کو نہ پڑ کر اور چپکے کا اور جو اس کی مخالفت کرے اور انکھوں کا مسح ہاتھ کی تری سے تعبیر ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ یعنی کر دو اور اپنے ہاتھوں کو نہ بھارتو واسطے کہ وہ شیطان کے مومچل ہیں۔ ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو میں کیا مان وضو میں اور غیر وضو میں اور ہاتھ کے دھونے میں دھبے ہاتھ کے اندر نشان اور صاحبوں سے اور غلال میں جو کچھ دانتوں سے غلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ آتا رہے لیکن جو کچھ زبان کے ساتھ سے نکلے

اسکا مضائقہ نہیں کہ کل جلتے اور کھانا کھانے میں نقص اور بڑاوش سے پرہیز کرے
 اور اسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے ہو اسطے کہ ریا اور
 دکلاوٹ میں یہ ہر ایک شے پر داخل ہوتی ہے بعض علما کے سامنے بعض عابد کاوش
 کیا گیا تو عالم نے اسکی تائید نہیں کی اس کے کہا گیا کہ آپ یسین باجا نرات جانتے ہیں
 کہا نام میں نے اسے دیکھا کہ کھانے میں نقص کرتا ہے اور خبیثے کھانے میں نقص کیا تو عمل
 میں نقص سے اسیر ایسی نہیں کجا لی یعنی ممکن ہو کہ عمل میں بھی نقص کرے اور اگر کمال
 ہو تو کھانا چسپے کہ گئے احمد قدس علی بنی بھتہ تم الصالحات و تشرن البرکات اللهم
 صل علی محمد و علی آل محمد اللهم طعمنا طیبا و استعملنا صالحا اور اگر کھانا شبہ
 کما ہو تو کہے احمد قدس علی کل حال اللهم صل علی محمد ولا تجعلہ عونا علی معصیتک اور چاہے
 کہ کثرت سے استغفار اور خزن کرے اور اکل شبہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہیں
 اسواستے کہ جو شخص کھانا ہر روز کھائے وہ مثل اسکے نہیں ہے جو کھائے اور
 ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد بڑے قیل ہو احد اور لایلاق قریش اور کسی قوم
 کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اسواستے کہ ہر آئندہ حریف ہیں دارم و دار
 کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیے وہ بیلا یا گیا ہو تو وہ شخص فاسق
 ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور ہم نے دوسری لفظ سننی ہے کہ اصل سارا قاف و خراج میرا یعنی
 وہ سارا قی بگردن عمل ہو اور بغیر یعنی بغیر خراج ہو الا اس صورت میں کہ اسکا آنا
 ایسی قوم کے پاس ہو جسے انکی فرحت اسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی
 کا اپنے یحسان سے ساتھ گھر کے دروازہ تک پہنچا تا جب ہو اور یہاں بلا اجازت
 صاحب خانہ کے باہر نہ گئے اور نہ یہاں ٹھکرتے اور نہ اب کرتے اگر اسوقت

کہ اسکی نیت کھانے زیادہ خراب کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے
 اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کئے اگر نماز مغرب کے بعد
 ہو فطر خند کم الصائمون واکل طعامکم الا برار و صلت علیکم الملائکہ یعنی روزہ دار کھانا
 یہاں روزہ افطار کریں اور برابر لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے اوپر
 درود بھیجیں۔ اور یہ بھی روایت ہے علیکم صلوة قوم ابراہیم و اباہین و الانبیاء و الصالحین
 باللیل و یصومون بالنہار یعنی تمہارے اوپر درود ہو اُس قوم ابراہیم کا جو گنہگار نہیں
 ہیں اور نہ فاجر ہیں رات کو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ بعض
 صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور اب سے یہ بات ہے کہ جو اسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے
 اسکا استحقاق نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم کہا کرتے کہ ہم نہیں جانتے کہ انہیں سے کون کون سے کھانا کھا کر زیادہ شرف
 جو حقارت اسکی کرے جو اسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اُن
 کی کرے جو اسکے پاس ہے کہ اُسے پیش کرے اور طعام بیانات و نمود کا کھانا نہ کرے
 جو اور جو کھانا کہ بیاہ شامی اور شامی میں تکلف پکایا جاتا ہے اور جو کھانا خوش
 گوشت و لون کے لیے تیار ہوتا ہے نہ کھایا جائے اور جو اہل بائیم پرسی کے لیے تیار ہوگا
 کھانا مضائقہ نہیں ہے اور جو اسکے قائم مقام ہو و جب ایک شخص اپنے بھائی کے
 حال کو مانتا ہو کہ وہ خوش اس انصاف سے ہوتا ہے کسی خیرین تصرف اسکے کھانے
 میں کرے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اسکے کھانے میں سے بغیر اسکی اجازت کے کھائے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور صدقہ علیکم۔ روایت ہے کہ سفیان ثوری کے پاس ایک
 جماعت آئی اور انکو موجود نہ پایا تو انہوں نے دروازہ کھولا اور دسترخوان

بچایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد رکھے
 کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنتی ہو اور
 اس میں زیادہ والا ولیمہ ہو اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غور کے سبب تخلف
 کرتے ہیں اور یہ خطا ہے اور جو بیات بناوٹ سے کی ہو اور ریاسے تو وہ کمتر کچھ ہے
 ہو۔ روایت ہے کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستوں پر
 لوگوں سے سوال کرتے ہیں اور آنھوں نے زمین پر ٹکڑے روٹیوں کے پھیلا رکھے تھے
 اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ ان پر گذرے تو ان سے سلام علیک کی اور
 آنھوں نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ اسی فرزند آئیے صبح کا کھانا حاضر جو آپ
 نے فرمایا مان احمد تعالیٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور فرمایا
 سواری سے اتر پڑے اور زمین پر ان کے ساتھ بیٹھے اور اگر کھانے لگے پھر انکو سلام کیا
 اور سوار ہو گئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیوں کے ساتھ کھانا کھانا کھانے کے ساتھ کھانا
 کھانے سے افضل ہے۔ روایت ہے کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نامیہ کو بلایا اور
 ام کیا کہ اسکے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اُسکے
 ہاتھوں پر پشت میں گرایا پھر جب وہ فارغ ہوا تو کہا یا ابامعاویہ تو جانتا ہے کہ تیرے
 ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہیں کہا کہ امیر المومنین نے کہا اسی امیر المومنین اسکے
 سونہیں کہ تو نے علم کا اکرام اور عزت و اجلال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تیرا اجلال کرے اور
 تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا

چولہا سو ان باب صغیر کے ادب اس اور انکی بیات و سہیل کے مقاصد کے بیان میں

لباس نفس کی حاجات سے ہے اور انکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے کے لیے ہے
 جیسے کہ طعام حاجات نفس سے ہو کر دور کرنے کے لیے ہے اور جیسا کہ نفس طعام سے
 مقدار حاجت پر خارج نہیں ہے بلکہ زیادات اور غرضائیں طلب کرتا ہے سو اسی طرح لباس
 میں انواع اقسام کی پوشاک مانگتا ہے اور نفس کے لیے اس میں طرح طرح کی خوشبو اور
 ہوا ہوتی ہے پس صوفی نفس کو لباس میں صریح علم کی متابعت کی طرف پھرتا ہے
 یعنی صوفیہ سے کہا گیا ہے لباس چھٹا ہوا ہے کہا لیکن وہ حلال سے ہے اور ہر
 سے کہا گیا کہ وہ میلہ ہے کہا لیکن وہ طہا ہر اور پاک ہے تو صادق کی نظرانی پوشاک
 میں ہے ہر کہ وہ وہ حلال سے ہے سو اسے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تمہیں ایک کچراؤں دم کو
 خریدو اور انکی قیمت میں ایک دم حرام کا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے صرف اور عدل
 نہیں قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفی پھر اسکے بعد نظر اسکی اس میں ہے کہ وہ لباس پاک
 ہو سو اسے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہے اور ان دونوں کے سوا انکی
 نظر اس میں ہے کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہے سو اسے کہ وہ مصلحت نفس کی ہے اور
 اسکے بعد جو نفس چاہتا ہے وہ سب فضول اور زیادت ہے اور فطرت کی طرف ہے
 اور صادق کے لیے سردی اور نہیں ہے کہ لباس پہنے مگر اللہ کے واسطے اور وہ ستر
 عورت ہے یا اپنے نفس کے لیے کہ گرمی اور سردی دور ہو حکایت ہے کہ سیفان
 ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اسکے بدن میں کپڑے تھا جسکو اٹھا
 پھینکا سو اس سے کہا گیا اور اسکو علم سکھانے تھا پس اس نے قسم کھائی کہ آج
 اندر یہ حاکم کے پہنے بعد ان اسکو ایسا ہی پھینک دیا اور کہا جب میں نے پھینکا تھا

توحید کی تھی کہ تین اُسے اس کے واسطے پہنچا ہوں اور بے مین اُسے نہیں بدلتا ہوں
 مگر خلق کی نظر کے واسطے سو مین اُس سے پہلی نیت کو نہیں توڑتا اور خصوصاً طہارت
 اخلاق کے ساتھ مخصوص ہیں اور انکی طہارت اخلاق نہیں نصیب ہوئی مگر ملاحت
 اور اہمیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالیٰ نے اُنکے نفوس کے لیے جیسا کی ہر اور
 اخلاق کی طہارت اور انکی معاشرت میں ایک تناسب ہے جو حیثیت نفس کے سبب
 واقع ہو اور حیثیت نفس کا تناسب ہی شمار الیہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے فاذا سوتید و
 انیت فیہ من روحی یعنی جس جہت کہ میں نے اُسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی
 روح میں نے اُس میں پھونکی پس مناسب وہی تو ہے جو پس مناسب یہ ہے کہ
 لباس انکا متساوی اور تشابہ اُنکے طعام کے ہو اور طعام انکا ہم شکل اُنکے کلام کے ہو اور
 انکا کلام ہم شکل سونے کے ہو اس واسطے کہ مناسب جو نفس میں واقع ہو علم کے ساتھ متشدد
 اور تشابہ اور متماثل احوال میں جو ہر اسکے ساتھ علم حکم کرتا ہے اور زمان حال کے متعین
 کسی قدر التزم مناسب کا امتیاز ہو دے کے ساتھ کرتے ہیں اور اُنکے پاس جو کچھ
 مناسب ہو وہ ایک تراوش اُنکے سلف کے حال کی ہو جو وہ مناسب میں تھی۔
 یہ لوہا دارانی نے کہا کہ ایک زمین سے تین درم کی عبا پہنچتا ہو اور اُسکے میت
 میں جو ہش پانچ درم کی ہو اسکا انکار اسے اس واسطے کیا کہ مناسب نہیں ہو۔
 پھر جب کوئی سونا کثیر اپنے تو سزاوارہ ہو کہ اُسکی غذا بھی اُسکے جنس سے ہو ورنہ
 کہ لباس اور طعام مختلف ہو دے تو وہ ذلیل خراف کے درجہ کی ہو جو وہ ہے۔
 اسے جو درم سے ایک طرف میں تھی ہو یا وہ طرف لباس نہیں اس سبب سے
 کہ وہ نظر خلق کا مقام ہو یا کہ وہ طعام کے طرف میں ہو اس واسطے کہ جس اور شرف

باغیچہ اور درباروں و مسکنات میں جو درویش محتاج ہیں پس چاہیے کہ عبداللہ
 کی طرف سے خود کئے ابوسلمان دارانی نے ایک کپڑا ملا جو اپنا تو اس سے احمد نے
 کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہ کاش میرا قلب اور قلوب میں ایسا ہوتا
 جیسا کہ میرا فیصلہ کپڑوں میں آرزو فقیر لوگ گذری پہنا کرتے اور بسا اوقات
 چتر سے گھوروں کے اوپر سے اٹھالیتے اور اُسے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے اور
 ہر آئینہ اہل صلاح کے ایک گردنے یہ کام کیا ہوا اور یہ وہ لوگ تھے جنکے پاس کچھ
 مال نہ تھا تو اسکی طرف رجوع کرتے تھے سوچئے اُنکے پیوند گھوروں کے پیٹھ پر تھے
 کہ اگر کسی سے اُنکے لئے تھے۔ ابوجہا السدر فاعی تیس برس فقرا در توکل پر قائم رہا
 اور جب کبھی فقر کے بے کھانا حاضر کرتا تو اُنکے ساتھ نہ کھاتا اس بارہ میں اُس سے
 کہا جاتا وہ کتنا کم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہوا اور میں حق سکنے کے ساتھ کھاتا ہوں
 بعد از ان عشائیں کے در میان دروازوں سے بھیک مانگنے کے لئے نکلتا اور یہاں
 شخص کی شان ہر جوان کی طرف رجوع نہ کرے اور ہر تھانہ کی منتقلی ہو کہ
 خرقہ پوشوں کی ایک جماعت بشر میں احراش کے پاس گئی تو اُسے آپ نے کہا اگر
 قوم خدا سے ڈر و اور اس لباس کو مت ظاہر کرو اسلئے کہ تم اسکے باعث پہچانے
 جاتے ہو اور اسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے ہر ایک
 دھڑکے نے ٹھہر گئے اُسے کہا الحمد للہ نبی جلتا عن یعون یہ ویکرم بہ یعنی شکر ہو اس
 اللہ کا جس نے تمکو ان لوگوں سے گردانا جو اس سے پہچانے جاتے ہیں اور اُسکے لیے
 اکرام کیے جاتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم ہر آئینہ بھی لباس غالب رہیگا تا آنکہ دین بے
 اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اس سے کہا اشباح و شل تیرے جو کوئی

اہل حق پہنچے تھے تو ایک انہیں کہتا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا نہ کر کے رکھتا تھا اور نہ
 مالک اس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوئے تھا۔ اور روایت ہے کہ امیر المومنین
 علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو خرید ا تھا پھر انگلیوں کے سرے سے نیکی
 استین کاٹ ڈالیں اور انہیں سے روایت ہے کہ مہربان خطاب سے کہا کہ اگر تو چاہے کہ
 اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص میں پوند لگا اور بنا جو نا کا ٹھہرا اور اپنی خواہش اور
 امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کما۔ اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بعد ازاں
 جامع مسجد میں ایک شخص تھا کہ اسکو نہیں پاتا مگر ایک کپڑے میں جاڑے ہوں یا گرمی
 تو اس سے دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے تو اس نے کہا کہ مجھے حص تھا کہ بہت
 کپڑے پہنوں سو ایک رات میں نے انہیں دیکھا جو سونے والا دیکھا کرتا ہی گو با کہ
 میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک جماعت کو اپنے یاروں سے جو نماز سے تھے
 کہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو میں نے پایا کہ ان کے ساتھ میں بھی بیٹھوں کہ یہاں
 فرشتوں کی رہائش جماعت ان پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا اور مجھ سے
 کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہیں اور تیرے پاس دو کپڑے ہیں تو ان کے ساتھ
 ساتھ بیٹھتے ہیں جاگا اور عند کیا کہ میں ایک کپڑے کے سوا نہ پہنوں مگر یہاں تک
 کہ اللہ تعالیٰ سے طوں۔ اور کہا گیا ہے کہ ابو بکر پیدہ کر گیا اور اس نے کہنے کے سوا اور کچھ نہ
 چھوڑا جو اس کے بدن میں تھا اور وہ اٹکا ہوا تھا سو اسے دیکھے مالک کو پھیر دیا
 اور یہ حکایت بہکوشی حاد ہمارے شیخ کے شیخ سے پہونچی ہے کہ اس نے بڑا زمانہ بسر کیا کہ
 وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار یہاں تک کہ اپنے ذاتی مال کی کوئی چیز نہیں پہنی۔ اور
 ابو حفص حاد نے کہا ہے جب تو کسی فقیر کی نیک روئی اپنے کپڑے میں دیکھے تو

کہ اسکے بھری امید نہ رکھو اور نقل ہو کہ ابن کرشی مراد وہ جنبہ کا استاد تھا اور اسکے
 بدن میں ہرقہ تھا منقول ہو کہ انکی ایک استہین اور تیر پر جامہ کا تھوڑا سا
 رطل نیم من اسو کبھی ایک جماعت صاحبین ایسے سخت لباس میں ہوتی ہو اور کبھی صاحبین
 کی ایک جماعت تلفت کرتی ہو ہرقہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس میں نہ ہوتا
 نسبت انکی انخفا سے حال ہو یا اسکا خوف ہو کہ حق ہرقہ واجب طور سے اور لوگ منقول ہو
 کہ ابو حفص ہذا نرم کپڑے پہنا کرتے اور اسکا ایک گھر تھا جس میں ریت بھیجی ہوئی تھی شاید
 کہ اسکے اوپر سویا کرتا تھا بدون اسکے کہ چھونا ہو اور صحابہ صفہ سے ایک قوم تھی
 اس بات کو گردہ جانتی تھی کہ انکے اور شی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو اور ابی حفص
 کا نرم کپڑا ہفت روزہ نیت کے ساتھ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ انکی سخت سے ملے اور ہر
 صاحب دین کا حالی ہو اگر انہوں نے نیت کے ساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو انکے لیے
 حسین ہو پس نیز فقرائے نہ کیا جلتے بدون اسکے سخت کپڑے اور مرقع کا پہنا تمام
 فقرائے لیے لائق ہے اس نیت سے کہ دنیا اور انکی روشنی چمک اور جوئی سے قنوت کرے
 اور ترندہ صفت شریف میں وارد ہو کہ جس شخص نے خوش آئند کپڑا ترک کر دیا
 حالانکہ وہ ایک سفید پر کار ہو تو اللہ تعالیٰ انکو جنت کا لباس پہنا دے گا لیکن
 نرم کپڑے کا پہنا تو وہ لائق نہیں ہے مگر اس شخص کے لیے جو اس بارہ میں اپنے حال
 کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا دیکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی کا
 جو بارہ اللہ تعالیٰ اس شخص نیت کو قبول کرے پس نیت کے سبب اس تکہ میں بہت سی
 درجہ ہیں کہ انکی شرح طویل ہو۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ جو ایک
 کپڑے پہنے کا خاص قصد نہیں کرتے نہ اسکی سختی سے نہ اسکی نرمی سے بلکہ

وہ ایسا پیر پہنتے ہیں جو حقیقی انکو بننا دے تو وہ وقت کے حکم سے ہی اور جس سے ہی اور
اس سے جس سے کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ میں ٹوٹے اور جو یا نہ کرے پھر اگر اس پیر
میں جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس بھیجا ہو نفس کے لیے شر یا اس کی شہوت پر خوشیدہ یا
ظاہر رکھے تو اسے اتار دے الا شوکت کہ حال اسکا بندے کے ساتھ ترک اختیار نہ
پس اس صورت میں اسے گنجائش نہیں ہے الا اس بات کی کہ وہ اسی کپڑے کو پہنے جو
اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے۔ اور ہمارے شیخ ابو نجیب سرور دی کا یہ حال
تھا کہ آپ کسی بہتیت کے مقید لباس میں نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد و
محلف و اختیار کفایت یافتہ مل جاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک
درا نگ کے دم کا چھنا حصہ آٹھ سو کے برابر ہوتا تھا۔ اور شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ ایک
بہتیت خصوصہ کا لباس پہنتے تھے اور طبلستان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہے کہ کانٹے پر ڈالتے
ہیں) اور شیخ علی بہتیتی فقیر و ان کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور جو بکر از درخان میں درناک
نرنگ (احادیث الناس کی طرح سخت پوشین ہینا کرتے اور ہر ایک کے لیے اس کے لباس
اور بہتیت میں ایک نیت صاف ہے اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح اس کتاب میں
طویل ہوئی ہے۔ اور شیخ ابو سعید رحمہ اللہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا اور
ہر آئینہ اس کے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اسے پہنتے تھے اور اس سے ذکر
کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دلوں میں انکار سبقت کرتا ہے آپ کی نسبت
جو یہ کپڑا پہنتے ہیں تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہیں ہوتی مگر وہ آدمیوں سے کسی ایک
کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ ملاقات کرتا ہے تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ آیا
ہمارے کپڑے کو خرچ کر دے کرنی ہو تو اسکو حرام کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اور ایک

وہ نفس ہی جو ہم سے مطالبہ اس حقانی کے ساتھ کرتا ہے جو باب غریبہ کی قوم کے ہیں تو
 ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے میں جو ہم اسے پہنتے ہیں
 کوئی اختیار کرنا تو ہمارے لباس میں تو ہر شے اور شہوت رکھتا ہے وہ کہتا ہے کہ
 نہیں اور کون لوگوں میں وہ ہوتے ہیں جو نرم کپڑوں کے پہننے کا مقدار رکھتے ہیں
 اور سخت کپڑے اپنے گزہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کے لیے ایک نہایت خاص پسند فرمائے
 پس وہ اللہ تعالیٰ سے استیجا اور اختیار کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ وہ ایسے دکھلا دے
 ایسا لباس جو اللہ تعالیٰ کے پسند ہو اور اسکو لائق اور صالح اس کے دین و دنیا کے
 لیے کرے اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض و مہر و نیاز
 پس اللہ تعالیٰ اس پر کثرت و کرم دیتا ہے اور اسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہے اور اسکو
 کرا دیتا ہے تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے پھر اسکا بالید ہو جاتا ہے اور
 اتم و کامل ہوتا ہے ان سب لباسوں سے جھکا ہوا ہوتا ہے اور غیبت و عداوت ہی ہوتے ہیں
 جسکا عہد علم سے در فریاد ہے اور غیبت اس سے ہوتا ہے جسکا بسط اللہ اسکو کرتا ہے تو
 وہ علم اور ایمان سے لباس پہنتا ہے اور پھر اسکی نہیں کرنا کہ وہ پھر نرم تر یا سخت تر
 اور بنا اوقات اسے نرم لباس پہنا دے اور انہیں اس کے نفس کے لیے اختیار ہے اور سخت تر
 اور یہ خطا نہیں موجب کسی گناہ و کسار کا اس کے لیے اور اس کے اوپر پھر ہوا اور اسکو نخواستہ
 اور یہ کیا ہوا جو گا کہ اس کے ارادہ نفس سے اللہ تعالیٰ موافق ہے اور یہ شخص نہ کیہ میں
 کامل اور طاعت میں تمام محبوب مراد ہو گا کہ اسکی مراد محبوب کی طاعت اللہ تعالیٰ
 مسرت فرماتا ہے بغیر اس کے کہ بیان یہ قدم لغزش ہو جو اکثر مہیون کے لیے ہوتا ہے
 بن عاواز میں سے حکایت ہے کہ وہ صورت اور پیرائے کپڑے ابتدا سے اتم ہیں

ہنا کرتے تھے بعد ازاں آخر عمر میں نرم کپڑے پہنتے تھے یہ حال بائزید سے ذکر کیا گیا تو
 اس نے کہا جب مسکین بھیجی نے صبر قتی پر نہ کیا تو کیونکر تحفوں پر صبر کرتا اور چھتے وہ
 لوگ ہیں جنکو پہلے سے علم ان چیزوں کا ہوتا ہے جو لباس کی قسم سے اسکے پانچائے گا تو
 اسکو وہی سمجھ کر ہینتے ہیں اور صنادیقین کے اور چھتے احوال ہیں مختلف انواع کے وہ
 سب تجس ہیں قل کل تعیل علی شاکلہ فریکم اعلم من عوامہ یعنی تو کہ ہر کوئی کا
 اوپر طریقہ اپنے کے کرتا ہے پس رب تمہارا خوب جانتا ہے اس شخص کو کہ وہ راہ کو پائے
 والا ہے اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور اسلم یعنی معین تر
 اور نجات دہندہ تر ہے مسلم بن عبد الملک نے کہا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس
 میں گیا کہ مرض میں اسکی عیادت کروں تو میں نے اسکا رتہ مبتلا دیکھا تو میں نے اسکی
 بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلاؤ اس نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ
 ایسا کرینگے کہا پھر میں عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کہ رتہ دیا ہی سیلا ہے پھر میں
 کہا اتنی فاطمہ کیا میں نے تجلو نہیں حکم دیا اس بات کا کہ اسے دھو ڈالو اس نے
 جواب دیا کہ واسد کوئی دوسرا کرتہ اسکے سوانہیں ہے اور سام نے کہا کہ عمر بن
 عبد العزیز ثلاثین عین سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اسکو خلافت سپرد کی جائے
 پھر جب کہ خلافت اسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونوں نر و دونوں کے درمیان ماسا اور
 روئے پھر اس نے پرائے کپڑے اور کپڑے اور رتی تنگائے اور پہنے یسقول کہ کہ جب
 ابو الدرداء نے انتقال کیا تو اسکے کپڑے میں چالیس پیوند پائے اور اسکی عطا
 چار ہزار تھے سوزید بن وہب نے کہا علی بن طالب نے ایک قمیص رازی پہنا
 اور وہ ایسا تھا کہ جب اسکی ہستین نکلیںچی جاتی تو انگلیوں کے سرے تک

پہنچتی خارجوں نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو
 ایسے لباس پر جو غور سے بہت دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلم میری قہد اگر بنی اور قبول
 ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کسی آدمی پر دوبار ایک کپڑے دیکھے درہ مار کر اُسے اٹھانے
 اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
 کہ آپ نے فرمایا ہر اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کر دے کہ ہر آنہ وہ دنیا میں
 مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور ہر پاؤں اپنے تئیں اس سے تم اپنے دین کو لوگوں
 کی تعریف و ثناء سے فاسد کرو۔ اور روایت ہے کہ ہر آنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے جوئے کا جوڑا پہنا پھر ان کی طرف دیکھا تو ان کا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالیٰ
 کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ میں ڈرا ایسا سنو
 کہ میرا برادر کا جوڑا مجھ سے سنبھیر لے سو اسکی میں نے تو وضع اور عاجزی کی ضرورت
 کہ یہ جوڑا عورات کو میرے گھر میں نہ رہے اس خون سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف دشمنی
 ان کے سبب نہ ہو اور پھر ان کو تار ڈالا اور ان کو بچہ یا اس مسکین کے لیے جواں اُسے
 اپنے پیر حکم دیا اور آپ کے لیے غلامین خریدی لیکن جو پرانی گٹھی ہوئی تھیں۔ اور ڈالا
 ہے کہ ہر آنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور پیرانا اٹھا ہوا
 جو تپا پہنا اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھایا اور سوقت نفس محل آفات میں ہو تو
 اس کے پوشیدہ جہلوں اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئے پر اطلاع پانا نہایت دشوار
 ہے پس لائق و سزاوار اور ولی یہ ہے کہ احوط امر کو کیڑے اور چھوڑ دے ان کو جو شک
 میں ہے یا یقین اسکی طرف جو شک نہیں دلائل اور بندہ کے لیے نہیں جائز ہے کہ
 وہ جس میں داخل ہو الا بعد اُس کے کہ علم و حجت کا مضبوط اور قوی اور نفس

لوڑ کی کال ہو اور تیب ہو کہ نفس اپنی ہوا بقیع کی غیبت کے ساتھ غائب اور پوشیدہ ہو جائے اور تیب خالص اور تصرفِ علم صریح و افصح کے ساتھ زہت اور درست ہو جائے اور غربت کے لیے تو بین بین کہ اسپر سوار ہوتی ہیں اور اُسکی مراعات کرتی ہیں نصرت کی طرف نزول کرنا نہیں جانتی اس خون سے کہ فنیلیت ترک دنیا اور ملامت لباس دنیا کے قوت نہ ہو جائیں۔ اور ہرگز نہ کہ اگیا ہو کہ شخص کا لباس باریک ہو اُسکا دین باریک ہو اور کبھی اس بارہ میں نصرتِ رحمانی ہو کہ شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شریعت کی نصرت پر ٹھہرے علقہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت میں وہ شخص داخل نہوگا جسکے دل میں ایک ذرہ کے وزن پر کبر و غرور ہوگا پس ایک شخص نے کہا ہے کہ آدمی دوست رکھتا ہے اس بات کو کہ کپڑے اسکے اچھے ہوں اور جو نام اسکا اچھا ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز نہ عبد تعالیٰ عملی ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے پس یہ نصرت اُس شخص کے حق میں ہے جو اُسے پسندے اور ہرگز نفس سے اُسمین اختیار نہ کرے اور نہ وہ اترائے لیکن جس نے کہ لباسِ سہو اسطے پسند کیا اور اسکے کانٹے سے تفاخر کرے اور شہی مارے تو ہرگز نہ اُسکے حق میں وعید ہے۔ ابو ہریرہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن کا پا جامہ اسی بیڈنی تک ہے اُس قدر میں جو اُسکے اور غنوں کے مابین ہے اور جو غنوں سے بچا ہو تو وہ درخ بین ہے جس شخص نے اپنی ازار کو افرانی سے کھینچا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اسکی طرف نہ دیکھے گا اس درمیان میں ایک شخص اُن لوگوں سے تھا جو تم سے پہلے تھے وہ پختہ دراز شش اپنی چادر پر کرنا جسوقت کہ اسکو چادر اُٹھائی

مجھ سے معلوم ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ زمین اور آسمان و ایاں میں روزین میں
گستاخاؤں کا بیگانہ کیا۔ اس کے دن اس کے احوال میں اختلاف ہو کر آیا جو اس شخص
کو اس کا حال اس کے صحت و علم کے ساتھ صحیح ہو اس کی نیت و اکول و بلیوں و تمام کاروبار
میں صحیح ہوئی ہو اور کلی احوال میں وہ مستقیم رہتا ہو اور یا صحت کی انتقامت سے جو
اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو بہت اور مستحکم ہو یا جو اور اس کے موافق بندہ کے کاروبار
اللہ تعالیٰ کے حسن و نفع کے مستقیم ہوتے ہیں

پیٹیا الیسوان باب قیام اس کی فضیلت کے ذکر میں ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو آدمی شیخ الاسلام اپنے منہ و تیر کی طاعت میں اس کا دانا و نافع کرے
بندہ سب فہم نہیں شیطان یعنی جب ملک و ملک گیر اس سے ہن کر اور آواز دے
تم پر آسمان سے بانی تو سبب اس کے ملک و ملک کرے اور شیطان کی پسند ہی تم سے
یہ جائے یہ آیت مسلمانوں کے حق میں جناب ہر کے دن نازل ہوئی جہاں کہ وہ
ایک ریت کے لیے برات ہے جس میں آدمیوں کے قدم و دو گھوڑوں کے شمع و شمع
جانتے تھے اور اپنی شتر کو ان کے بد نیت کے پائے کی طاقت کی اور کچھ وہ غالب ہو کر
اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث و غیب آئے اور ان کو پاس معلوم ہوئی اور
شیطان نے ان کو دوسو میں ہلا کر تھار از قلم جو کہ تم حق ہو اور صاحب درمیان
بھی اللہ میں حالی آنکہ مشرکین بانی پر غالب اور قابض ہوئے اور تم بے طاقت
اور بغیر اس کے نمازین پڑھ رہے اور پھر تم کیونکر اسید شعیبانی کی آپر کرتے ہو تب اللہ
تعالیٰ نے آسمان سے بیخبر سب ایسے سے میدان جنگل پہنچائے پس مسلمانوں نے

اس سے پانی پیدا کرنا ہے اور وضو کے اور گھوڑوں کو پانی پلایا اور برتن اور مشکین
 بھریں اور زمین سخت ہو گئی یہاں تک کہ قدم اس پر ثابت ہوئے اور مجھے فرمایا
 اللہ تعالیٰ نے وضو پر الاقدار اور جو ہر ایک الی اللہ اکبر فی کل لیلۃ بسببہ اس کے
 پاؤں ٹھہرنے لگے اس واسطے کہ رب تیرے لئے فرشتوں کو حکم کیا کہ میں تمہارا
 ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انکو فرشتوں سے مدد دی حتیٰ کہ مشرکین پر وہ غالب ہو گئے
 اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور حدیث اور مطاع
 اور اللہ تعالیٰ نے بسطوح اور کمر کو اس واقعہ اور حادثہ میں جاریہ کیے رحمت اور
 امن بنادیا تو وہ ایک رحمت ہے جو تمام مومنین کو عام ہے اور انکو ایک قسم صالح
 اقسام عاجلہ سے مریدوں کی ہے اور وہ ایک امن ہے ان کے قلوب کے لیے ان
 منازل سے جو نفس کرتا ہے اس واسطے کہ نفس نئید سے استراحت کرنا ہے اور
 ماندگی کا شکوہ نہیں کرتا اس واسطے کہ شکلات اور رب بین قلب کی کدورت ہے اور
 اسکی استراحت نئید کے ساتھ بشرطیکہ علم اور عند الی ہو قلب کی رحمت ہے یا نہ ہو کہ
 قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدان سالک کے لیے نفس کی طاقت
 پر ہے سو ہر آئندہ کیا ہے کہ مریدان ہی کہ ایک نہائی رات اور دن کی نئید ہونا کہ
 بدن مضطرب نہیں آٹھ گھنٹے نئید کے لیے ہیں دو گھنٹے ایمان مریدان میں گزرے
 اور چھ گھنٹے رات میں گزے اور ان دونوں میں سے ایک میں زیادہ کرے اور
 دوسرے میں کم کرے اس قدر کہ رات کو طویل اور قصر جائے اور گرجی کے
 موسم میں اور کچھ حسیں رات اور صبح طلب سے ایسا ہوتا ہے کہ نئید کو
 ایک نہائی کے مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان نہ پہنچائے حسب کہ

رفتہ رفتہ اسکی عادت ہو جائے اور کبھی بیداری کی تقاضا در بندگی قلت کو روح اور اس کا وجود اٹھا لیتا ہو اس واسطے کہ نیند جسکی طبیعت سرد تر ہے بدن اور دماغ کو نفع دیتی ہے اور گرمی اور خشکی سے جو فراخ میں پیدا ہوتی ہے تسکین دیتی ہے اگر ایک سو تالیس سے کم کی جائے تو دماغ کو ضرر پہونچاتی ہے اور اس کے اضرط تپہ کم ہونے ہوتا ہے پس سوخت کی نیند کہ بابت رحمت قلب اور سکائس ہو جاتا ہے تو اس کا نقصان اور کمی ضرر نہیں کرتی اس واسطے کہ روح اور اس کی طبیعت سرد تر ہے جیسے کہ نیند کی طبیعت سرد تر ہے اور کبھی طویل شب کی مدت روح کے ہونے کے کم ہو جاتی ہے تو اس وقت روح کے سبب بڑے رات کے اوقات چھوٹے ہو جاتے ہیں جیسا کہ مقولہ ہے کہ نیند الو ساج سنہ و نیند اہجر سنہ یعنی وصل کا برس ایک اور کھجور اور حجر کا برس ایک ٹھٹھا کا برس ہے پس اہل روح کے لیے رات کم ہو جاتی ہے علی بن بکار کہ مشغول رہے کہ اسے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نیند ٹھیکین کیا مگر طالع خیر نے اور نقصان سے سوال کیا گیا تھا ہے اور اس کے کہنے کی بی کہا کہ میں نے کبھی انتظار نہ کیا کہ وہ مجھے اپنی صورت دکھلاتی ہے بعد ازاں وہ واپس پھر جاتی ہے اور حال انکسین کے اس میں اندیشہ بھی نہیں کیا۔ اور ابو سلیمان درانی نے کہا کہ رات دسے اپنی رات میں زیادہ فرما میں اس سے رہتے ہیں جو کھیل کو دو دسے اپنے کھیل کو دس فرما پاتے ہیں۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں ہے جو تیروں کی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے رات کو اپنے دلوں میں پاتے ہیں پس مناجات کی حلاوت شب بیدار روک کے لیے ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہے۔ اور بعضے عارفوں نے کہا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ

صبح کے اوقات میں شب بیداروں کے دلوں پر نظر کرنا ہی پھر اُنکو نور سے بھر دینا ہی ہے۔
 وہ فائدے اُنکے قلوب پر نازل ہوتے ہیں اور وہ دل روشن اور منور ہو جاتے ہیں پھر
 اُنکے قلوب سے غافلوں کے قلوب پر پھیلتے ہیں اور ہر آئندہ صدمہ میں وارد ہر کہ ہر آئندہ
 اللہ تعالیٰ اُن جیوں میں سے جو اپنے انبیاء کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آئندہ
 میرے لیے ایسے بندے ہیں جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں اُنکو دوست رکھتا ہوں
 اور وہ میرے شتاق ہیں اور مجھے اُنکا اشتیاق ہے اور وہ مجھے یاد کرتے ہیں
 اور میں اُنہیں یاد کرتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں اُنکی طرف نظر
 کرتا ہوں پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو میں تجھے دوست رکھوں اور جو تو اس سے
 عدول کرے تو میں دشمن رکھوں گا اُس نبی نے کہا اے میرے پروردگار اُنکی عکالت
 کیا ہے فرمایا وہ لوگ سایوں کی نگہداشت دن میں کرتے ہیں جس طرح چرواہا اپنی
 بکری کی نگہداشت کرتا ہے اور وہ شتاق غروب آفتاب کے ہونے میں جیسے کہ
 پرند اپنے ہشیانوں کے شتاق ہوتے ہیں پھر جب کہ رات اُنکو چھپا لیتی ہے اور
 تاریکی لگ جاتی ہے اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہے تو وہ لوگ
 میری طرف اپنے قدموں کو گٹھڑ دیتے ہیں اور میری طرف اپنے چہرہ کو نکھارتے ہیں
 اور مجھ سے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہیں اور میری خوشامد چاہو گی
 میرے انعام کے سبب کرتے ہیں اور وہ اس آئینہ میں عین مارتے اور گروہ و کجا
 کرتے ہیں اور کبھی وہ بہ کنش اور شکاکی ہیں مجھے اپنے خیمہ کی قسم ہے جو میرے واسطے
 تحمل اور برداشت کرتے ہیں اور مجھے قسم ہے جو اپنے صبح کی جو وہ میری محبت سے شکایت
 کرتے ہیں دل اُن میں زہن میں سے جو میں اُنکو عطا کرونگا یہ ہے کہ اُن کے

نور کی مانند اس طاق کے ہو کہ اس میں چراغ ہو۔ پس نوریتین نور انہی سے قلب کے شیشہ میں روشنی کو برغن عمل سے زیادہ کرتا ہے تو دن کا شیشہ چمک در ستارہ کے مثال باقی رہ جاتا ہے اور شیشہ کے انور قالب کے طاق پر منکس ہو جاتے ہیں اور یہ بھی ہو کہ قالب نور کی آتش سے نرم ہو جاتا ہے اور اسکی نرمی قالب میں سرایت کرتی ہے پس نرمی قلب سے قالب نرم ہو جاتا ہے پس یہ دونوں قلب اور قالب شاپہ اس نرمی کے وجود سے ہو جاتے ہیں جو ان دونوں میں عام ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تکلیف جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ یعنی جو جلدیں انکی اور دل انکے ان ذکر اللہ کی نرم ہوتے ہیں۔ جلدوں کو اللہ تعالیٰ نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اس خیر سے جو اس میں انس و سرور سے انر کرتی ہے نرم ہو گیا تو اسوقت زمان اور مکان نور قلب میں مندرج ہو جاتا ہے اور اس میں کلام اور آیات اور سورتیں در آتی ہیں اور زمین قالب کی اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اس واسطے کہ قلب آسمان ہو جائے گا اور قالب زمین ہوگا اور ملاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل میں وجود کائنات۔

کو چھپا لیتی ہے اور کلام مجید اس کے سبب صفا سے شہود کی فراغت میں ساگر وجود سے نائب ہو جاتا ہے تو اسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہیں باقی رہتی ہے اور کسی وسوسہ نفسانی کی کوئی بھینٹا ہٹ نہیں سٹائی دیتی اور ایسی حالت میں قرآن کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک تصور ہوتی ہے اور یہ فضل عظیم ہے۔ دوسری وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ ہو کہ جس شخص نے رات میں نماز پڑھی اسکی صوبت دن میں حسین ہو گئی اس کے پتہ معنی ہیں

کہ اُسکے کاموں کی صورت میں کہ انکی طرف متوجہ ہوتی ہی حسن دار ہو جاتی ہیں اور خدا
کریم کی معونت اُسکے سب کاروبار میں پہنچتی ہی اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور
مورد میں چوتا ہی اسواسطے صورت اُسکے مقاصد اور افعال کی دلریا ہو جاتی ہی
اور اُسکے اقوال سلک راستی اور درستی میں منتظم ہو جاتے ہیں اسواسطے اقوال
قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہیں

چھیا ایسوان باب ۱۱ سب کے ذکر میں ہر جو قیام شب و رات کے خواب کے مددگار ہیں

از گاہ ایک یہ ہے کہ نیند غریبہ آفتاب وقت تجدید و صفو سے پیشوائی رات کی کرتا ہی
اور قبلہ و مدشب اور نماز و غیرہ کا منتظر بنے تاکہ اور انواع اقسام کے ذکر اس باب
میں کرتا ہی اور انکار میں سے اولیٰ صبح و کو مستفاد ہو اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیسے
فرمایا ہی و استغفر لذنبک و صبح فجر باب العسی و لا یحکارت یعنی اپنے گناہ کی بخشش
لاک اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھ اور رات نخلہ یہ ہے کہ
عشاء تین میں صلوٰۃ اور تلاوت یا ذکر کے ساتھ میوند اور ملاپ کرے اور افضل
انہیں سے نماز جو اسواسطے کہ ہر آئینہ آئینے مغرب کو عشاء سے ملا دیا تو اُسکے باطن
سے آثار اس کہ ورت دن کے اوقات میں لوگوں کے دیکھنے اور ملاقات اور
انکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہیں سب داخل جاتے ہیں اسواسطے کہ یہ سب
ایسی چیزیں ہیں جسکا اثر و خواش اُسکے دلوں میں ہوتی ہے جسے کہ انکی طرف دیکھتا کہ
قلب میں اپنے چہچہہ چھوڑ جاتی ہے جسکو وہ نفس اور اک کر لیتا ہے جسکو صفائی قلب
نصیب ہوتی ہے پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہر چشم دل کے لیے اس شکے کی مثال ہے

ہر جو چشم ظاہری بین ہوتا ہے اور عشائین کے ملائیے سے اس اثر کپے جاتے
 رہنے کی امید کی جاتی ہے۔ اور از اجمالہ ایک یہ ہے کہ عشا کے بعد بات کا کرنا
 چھوڑ دے اس واسطے کہ اس وقت میں بات کرنی طراوت اس نور کی دور کر دیتی ہے
 جو قلب میں عشائین کے ملائیے سے پیدا ہوتی ہے اور قیام شب کا روکتی ہے خصوصاً
 جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد از ان عشا کے بعد تازہ وضو کرنا بھی قیام
 شب پر معین و مددگار ہوتا ہے۔ بعض فقرائے اپنے شیخ کا جو خراسان میں تھا مجھ سے
 ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا ایک بار عشا کے بعد اور ایک بار رات کے
 درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایک بار صبح کے قبل۔ پس وضو اور غسل کے لیے
 عشا کے بعد قیام شب کی سہولت میں اثر ظاہر ہے اور اس کے سبب یہ ہے کہ ذکر اور نماز
 میں کٹے ہوئے کی عادت کرے یہاں تک کہ نیند غالب ہو اس واسطے کہ اسکا عادی
 ہونا جلد بیدار ہونے کا معین و مددگار ہے الا اس صورت میں کہ اپنی نفس اور عادت
 پر اسے اعتماد ہو تو نیند کو بلاتے اور اپنی طرف کھینچے تاکہ اپنے وقت محمود میں اٹھ کر نماز
 و گز غلبہ کی نیند دہی ہو جو مریدوں اور طالبوں کے لائق ہے اور اسی کے ساتھ بخوش
 کی توصیف کی گئی ہے کہ نیند انکی ڈوبے ہوون کی نیند ہے اور کھانا نہ کھا
 بیماروں کا کھانا ہے اور کلام انکا ضرورتاً ہے سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
 کہ خاطر جمع قیام شب میں دل لگا ہوا ہے تو وہ قیام سب کی توفیق دیا گیا ہے اور جب
 نفس للچا یا اور نیند پر بسے چا کوئی ذالی تو اس میں وہ پائون پھیلاتا ہے اور اس وقت
 کہ صدق غریبت سے اسے جنبش کی اور وہ استقرار میں نہیں پائون پھیلاتا اور یہ جنبش
 نفس میں جو صدق غریبت سے ہوتی ہے دسی سجا کے اور جہاد فی اور ایک سوئی

از خوب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تجانی تو بہم عن المضاج یعنی وہ اپنی پسلیوں کو چھوئے
 سے الگ کرتے ہیں اس واسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق غریمت پسلی اور چھوئے
 کے درمیان دوری اور علیحدگی کر دیتی ہو اور ہرگز نہ کہا گیا ہو کہ نفس کے لیے دو نظریں
 ایک نظر اُس کے نیچے کی طرف ہو تاکہ اقسام بدنی کو پراسے اور ایک نظر اُس کے اوپر کی
 طرف ہو تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل غریمت اپنی
 پسلیوں کو خواب گا ہون سے علیحدہ اور دور کرتے ہیں اس سبب سے کہ انکی نظر
 اوپر کی طرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہو تو نفوس کو نیند سے اُسکا حق اور حقہ
 دیا ہو اور اُسکو منع اُسکے حواسے کیا ہو پس اس چیز کے سبب جو آئین مٹی اور
 پتھر میں سے مرکوز ہیں نیچے کو بیٹھا جاتا ہو اور گدگدے چھوئے بچھا پاچا ہٹا ہو اور نیند
 سے فرہ لینے کا ارادہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ ہوا اللہ ہی خلقم من تراب یعنی وہ
 ایسا ہو کہ جسے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل میں اپنی اصول
 طاقت سے ایک طبیعت ہو جو اُسکو لازم ہو اور نیچے بیٹھا مٹی کی صفت ہو اور سستی
 اور خمٹاک رہنا اور سو رہنا اسکے سبب سے انسان میں ایک طبیعت ہو سواریاب
 بہت وہ علم ہیں ہیں جنکے لیے اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ حکم کیا ہو اپنے اس قول
 میں آسن ہوقانت امار الیل ساجدا وقاما اس آیت تک قل ہاں یستوی الذین
 یعلمون والذین لا یعلمون ان لاگوں کے لیے جو راست کو قیام کرتے ہیں علم کے ساتھ
 حکم کیا ہو تو وہ اپنے علم کے مقام ہونے سے ایسے ہیں کہ نفوس کو اُنھوں نے حبش
 انکی ترکاہ طبیعت سے دی ہو اور لذت روحانی کی طرف نظر کرنے سے اُنکو نرمی
 اُنکے صفت کی بلند یوں تک دیتی ہو اس واسطے ان لوگوں نے اپنی پسلیوں کو

خواب گاہوں سے علاحدہ کیا اور غافل سونے کھانے والے کی صنعت کے باہر نکل آئے اور اسی کے منجملہ ایک عادت کا بدلتا سو اگر نکیہ لگمانے کی عادت ہو تو نکیہ کو ترک کرے اور اگر بھونے کی عادت ہو تو بھونے کو چھوڑ دے اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ اگر بین گھر میں شیطان کو دیکھوں تو وہ زیادہ مجھے مجرب اس ہے کہ میں نکیہ دیکھوں اگر کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہے اور عادت کے بدلتے کر نکیہ اور کاف اور بھونے میں ایک تاثیر آسین ہے اور جسے انہیں سے کوئی چھوڑی ہی اور اللہ عالم نیک نیت اور غریت کا ہے اسکا ثواب اسکو سہولت معقود کا دیتا ہے اور اسی کے منجملہ معدہ کا کھانے سے سبک رکھتا ہے پھر جو کھاتا کھاتا ہے وہ کھائے جب کہ ذکر الہی اور بیداری باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہو گا سو اسطے کہ ذکر سے اسکا دھوکہ دور ہوتا ہے سو اگر کھانے کا ثقل معدہ میں پایا جاوے تو سزاوار ہے جانتا ہے کما کہ اسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہے تو جب تک ذکر اور تلاوت اور استغفار سے کھانے کو گلائے نہ سووے بعض ہونیہ نے کہا ہے کہ اگر میں اپنی غذا شب سے ایک لمحہ کم کروں تو مجھے یہ بہت مرغوب ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کو رہوں اور احوط یہ ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے سو اسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا حادثہ آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور سواک اپنے پاس موجود رکھے اور اسی حالت میں سووے کہ با وضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہ جب سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اس کے خواب صادق ہوتے ہیں اور جو بلا وضو سووے تو اس کے یہ سچے سے قاصر رہتا ہے اور خواب بھٹاتے احلام اور خیالی ہوتے ہیں کہ وہ صادق نہیں ہوتے اور اہلدار سے بدتر ہے

بچھونے نوجہ کے ساتھ سوئے اور اسکا وضو مس سے ٹوٹ جائے اور اس سے با وضو
 سوئے کا فائدہ نہ جاتا رہے گا جب تک کہ وہ لذت نفس کی مس سے حاصل نہ کرے
 اور بیدار رہی کو معذور نہ کرے پھر ہر وقت کہ لذت حاصل کرتے ہیں روان ہو اور
 غافل ہو جائے تو روح بھی صاحب جماع ہو جاتی ہے اس واسطے کہ اس کے لیے بہرہ ہو سکے گا
 موقع ہوتا ہے اور طہارت جو شمر صدق خواب ہو وہ طہارت خراش ہونی اور کدو
 جست دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد و کینہ سے پاک صاف ہونا ہے اور ہرگز نہ
 حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے بچھونے میں رہے کہ اس وقت کسی پر ظلم کی
 نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اس کے جتنے گناہ ہیں نشتے جائینگے اور جب زوال
 سے نفس پاک ہو تو دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہے اور نیند میں لوح محفوظ کے
 مقابل ہوتا ہے اور اس میں غیب کے عجائبات اور اخبار غائب میں نقش ہوتے ہیں
 اور صدیقین میں بعضے وہ ہوتے ہیں جنکو خواب میں بات چیت اور کلام اور حادثہ
 ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ اسکو امر کرتا ہے اور نہی کرتا ہے اور اسکو خواب میں سمجھاتا ہے
 اور اسے پہچانتا ہے اور موضع دوزخ و آں حیردن کا جو اس کے لیے خواب میں امر
 و نہی سے مشفق ہوتا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہے خدا تعالیٰ کا
 گناہگار ہوتا ہے جو اس امر و نہی میں خلل میں ڈالے بلکہ یہ امر اور احکام وقت
 میں زیادہ تاکید کے اور غفلت کے ہیں اس واسطے کہ مخالفت ظاہری کو تو یہ خود
 نفسی کر دیتی ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسے کہ اسکا کوئی
 گناہ نہیں اور یہ دو امر خاص ہیں اور تعلق اس حال سے رکھتے ہیں جو اسکے اور
 اللہ تعالیٰ کے درمیان ہیں تو جب اس میں خلل ڈالے تو اس بات سے ڈرے

اس کا طریق ارادت منقطع ہو جائے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور عجز و تقویٰ کا ہے اور غمی اور غمت کے تمام کام اپنے اوپر واجب کرنا ہے۔ پھر اگر بندہ بعض اوقات اور سستی اور فتور غریب میں مبتلا ہو جائے جو سوتے وقت بعد صبح تازہ وضو کر کے سے باز کر کے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرے تاکہ اس قدر سے وہ زمرہ غافلین کے باہر ہو جائے جو قوت کہ بیدار ہو شیار لوگوں کے فعل سے باز رہے اور اگر اسی طرح جاگنے کے بعد قیام سے اٹھائے تو زمین کو شش کرے اور مسواک کرے اور اپنے غما کو پانی سے مسح کرے تاکہ وہ آلت پلٹ اور بیداریوں میں غافلین کے گروہ سے خارج ہو جائے سو اس میں اس شخص کے لیے بہت فضیلت ہے جسے فینہ زیادہ آتی ہے اور قیام اس کا تھوڑا شور و آیت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے اور جب کبھی جاگتے اور سونے میں قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہوتا تو درہنہ پہلو اور کروٹ پر رہے تب طرح کہ قبرین میت رکھی جاتی ہے یا پیٹھ پر کہ شہد قبلہ کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ سچی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہے اور کئے باسک اندر اللہ و صنعت جہی و باب ازہم اللہ ان اسکت نفسی فاعف لما وارحمہما دان ارسلنا فاجعلنا ما تحفظہ عبادک العاصیین اللہ انی اسکت نفسی الیک و وجہ و بھی الیک و فوضت امری الیک و ارجأت ظہری الیک رتبہ منہ و رغبۃ الیک لا یلجأ ولا یخرجی شک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت و نبیک الذی ارسلت اللہ فنی عداک یومئذ عبادک محمد نقہ الذی حکم فقہر محمد الذی یصل فیہ محمد الذی ملک فقہر محمد الذی

ہو جیسی الموتی وہو علی کل شیء قدیر اللهم انی عوذ بک من غصبک ومنور عقابک وحرک
 جبارک وشر الشیطان وشرکہ اور پانچ آیتیں سورۃ بقرہ کی چار اول اور پانچویں
 ان فی خلق السموات والارض اور آیتہ الکرسی اور آیت الہدیٰ اور ان ربکم احد اور
 قل ادعوا اللہ اور اول سورۃ الحمد اور آخر سورۃ الحشر اور قل یا ایہا الکافرون
 اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین اور انگوٹھے دونوں کا تھوپہ دم کرے جن سے
 وہ اپنے سینہ اور بدن کو لے اور شہر اضافہ کرے جو پڑھ چکا ہو دس مرتبہ اول
 سورۃ الکہف کی اور دس اُسکے آخر کی تو وہ ربح چاہی اور کہنے اللهم اقیانی سے
 احب الساعات الیک وایستغاثی باحسب الاثم الیک انتی تقربی الیک منی
 وشدنی من غطک بعد اسالک تعظیفی وایستغفرک تبتغی فی وادعوتک بسبب
 لی اللهم لا تؤمنی لکرمک ولا تؤمنی غیرک ولا ترس عنی شرک ولا تنسی ذلک ولا یمنی
 من العافین حدیث میں آیا کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اُسکے
 پاس نین فرماتے بھیجتا ہے کہ وہ نماز کے واسطے اُسے جگاتے ہیں پھر اگر اُسے نماز
 پڑھی تو اُسکی دعا پڑھیں گے ہیں اور اگر وہ نہیں اُٹھتا تو اُسے ہوا میں مارتے
 کرتے ہیں اور اُنکی عبادت کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور پانچ
 تنبیہ و تنبیہ کے انبیاء سے ہر ایک میں نہیں بارہ و ستر کو پورا اُس سے کہ
 لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

سینا لیووان باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان میں ذکر

جیکہ

جیکہ موزن عرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو سنت کرے پھر اذان اور آواز سے کہے

در میان پڑھے اور علمایہ در وقت گھر میں پڑھا کرتے ہیں اس میں عجبت کرتے ہیں قبل
 اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلیں تاکہ وہ لوگ گمان نہ کریں کہ وہ در وقت
 سنت مکرہ ہیں اور انکی اقتدا اس گمان سے کر لے لگیں کہ وہ سنت ہیں اور جبکہ
 مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی در وقت پڑھے نہیں بلدی کرے کہ وہ
 در سنت فرض کے ساتھ بلند ہوئی ہیں انہیں قل یا ایھا الکافرون اور قل ہوا
 احد پڑھے پھر ملا یک شب اور کرام کا تبیین پر سلام کرے اور کہے مر جا بلا مکنت
 اللیل مر جا باللیلین الکریمین الکاتبین کتبانی صحیفتی انی اشہدان لا الہ
 الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ و اشہدان بحیثہ حق و انما حقی و الحق و الحق
 حق و الشفاعۃ حق و العصر اطو البیران حق و اشہدان الساعة آتیة لا ریب فیہا و انی
 اللہ بعثت من فی القیور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ یوم حاجتی ایہا اللہم حفظ
 بہا و زری و اغفر بہا ذنبی و نقل بہا میرانی و اوجب لی بہا امالی و عجاویر عشی یا
 ارحم الراحمین پھر اگر دونوں عشا یعنی مغرب اور عشا میں مواصلت اپنی مسجد جماعت کے
 اندر کرے تو یہ جامع عشا کات اور مواصلت عشا میں ہو اور اگر یہ اسے ہو کہ بیجا
 گھر واپس جائے اور عشا میں مواصلت اپنے گھر میں کرے اس کے دین کے لیے
 اسلم ہو اور اخلاص کے قریب تر ہو اور ارادہ کے لیے جامع تر ہو تو ایسا ہی کرے
 اور بجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہیں
 تتجانی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز عشا میں کے درمیان کی ہیں
 اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انہیں نہ گرو انو نماز عشا میں کے درمیان کی کہ
 یہ دن بھر کے لغویات کو دور کرتی ہیں اور اس کے آخر کو سنوارتی ہیں اور

عشا میں کے در میان دو کوئین سورہ بروج اور طارق سے پڑھے پھر ان دو رکعت کے بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی پہلی رکعت میں دس آیت اول سورہ البقرہ کی اور دوسری رکعت میں آیت المکرسی اور اس الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورہ الزمر و اقصیٰ پڑھے اور اس کے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو اسوقت نماز میں اپنے عزیز سے کچھ پڑھے اور چاہے تو میں خفیف رکعت پڑھے سورہ اخلاص اور فاتحہ سے پڑھے اور جو عشا میں میں سو صلیت دو رکعت سے کرے جبکو وہ طول دے تو اچھا ہے اور ان دو رکعتوں میں قیام کو قرآن سے طول دے کہ قرآن پڑھنے کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جس میں دعا ہو اور تلاوت جیسے کہ مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا و الیک استنا و الیک المصیر یا کوئی اور آیت ہو جو اس کے معنی میں ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع ہوگی کہ اس میں جمعیت قصد اور طہر یا افضل ہے پھر بعد از ان چار رکعت عشا کے قبل پڑھے اور بعد اسکے دو رکعتیں اپنے گھر میں آدے یا اپنے کسی خلوت کے مکان میں اور چار رکعت اور پڑھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت اپنے گھر میں جا کر بیٹھنے سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور ان چار رکعت میں سورہ القمان اور یس اور حم و خان اور تبارک الذی پڑھے اور چاہے تو خفیف اس میں کرے تو اس میں پڑھے آیت المکرسی اور اس الرسول اور اول سورہ احمید اور آخر سورہ کحشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جن میں تین سو آیت قرآن شریف کی اور بعد از اس بار و طارق آخر قرآن تک پڑھے کہ اس میں تین سو آیت ہیں۔ اسی طرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے

اور چاہے تو اشد راس سے ٹوڑی رکھتوں میں پڑے اور جو سورۃ الملک ہے آخر قرآن تک پڑھے اور وہ ہزار تہ ہیں توڑی خیر کثیر ہے اور جو قرآن حفظ نہ ہو تو ہر ایک رکعت میں پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تاک یا زیادہ اُس سے پڑھے اور تہجد کے آخر تک وتر کی تاخیر نہ کرے الا اُس وقت کہ اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہو کہ اُسکی عادت تہجد کے لیے جاگنے کی ہے اور اس صورت میں وتر کی تاخیر آخر تہجد تک افضل ہے۔ اور ہرگز نہ بعض علماء ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو ساتھ اُس رکعت کے شفع کر لیتے تھے پھر تسبیح پڑھتے نفل پڑھتے اور اُسکے آخرین وتر پڑھتے اور اگر وتر اول شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت میں بیٹھ کر اذان و اذان دہلیم الیکم الیکم پڑھے اور کہا گیا ہے کہ دو رکعت کا بیٹھنا پڑھنا بہتر نہ ایک رکعت کے ہو جو کھڑے ہو کر پڑھے جیسے وتر کا شفع ہوتا ہے حتیٰ کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد میں دو پڑھے اور ان دو رکعتوں کی نیت نفل کی ہی نیت ہے اور نہ دوسری اور نہ تیسری کی اور ان کو بین لے دیکھا ہے کہ وہ ابکی نیت کی جگہ ملی میں گفتگو کیا کرتے ہیں اور جو ہر شب مسجات یعنی پانچ سورتیں۔ سورۃ حدید۔ سورۃ حشر۔ سورۃ صف۔ سورۃ جمعہ۔ سورۃ تغابن پڑھے اور اُنکے ساتھ سورۃ اعلیٰ کو ملائے تو پھر سورتیں پڑھائی کہ ہر آئینہ علماء ان سورتوں کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے جو جب کہ سونے سے اُٹھے تو حسن ادب سے جاگئے کے وقت یہ کہ اپنے باطن کو اللہ کی طرف لیجائے اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شے میں ماسوی اندسے لگائے اور زبان ذکر میں مشغول ہو اس واسطے کہ صادق ایک بچہ کی

نشان ہو جو ایک شجر کا حویلی اور شیفہ ہے جب وہ سوتا ہو تو اسی شجر کی محبت
 پر سوتا ہے اور جب وہ جاگا تو اسی چیز کو مانگتا ہے جس کا دیوانہ ہے اور اسی حویلی
 اور محل پر موت اور قیام شترنگ ہو گا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے
 دیکھے جب وہ نیند سے اٹھے کہ اُس کا ارادہ کیا ہے اس واسطے کہ اسی طرح قبر سے
 اٹھنے کے وقت ہو گا اگر اُس کا ارادہ اللہ ہو تو اُس کا وہی ارادہ ہو ورنہ اگر وہ
 اُس کا غیر اللہ ہو اور نہ جب نیند سے جاگا تو اُس کا باطن طاعت فطرت کی طرف
 راجع اور عائد ہو تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ کے متغیر ہو جب تک کہ
 اُس کا نور فطرت جیسے وہ جاگا ہو نہ جاتا رہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف اپنے
 باطن کے ساتھ قرار کرے اس خوف سے کہ بسا اذکار وغیرہ ہو اور جب قدر رس مقاد کے
 ساتھ باطن وفا کرے اُسی قدر طریق انوار اور رہ گداز نعمات اُسی کے صفاں اور برگزیدہ
 ہونے پس ہر اور ہے کہ اُس کی طرف رات کے حصوں میں نائل اور متوجہ ہو اور
 جناب قربت اُس کی امید گاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی
 احیانا بعد ما اتانا والیہ الشکور اور سورۃ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھے
 اُس کے بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ذیل علیکم من السماء ماء
 لیسطرکم بہ اور آسمان سے اُدھر پانی نازل کرتا ہے تاکہ تم کو ساتھ اُس
 پانی کے پاک کرے اور حق عرقلیٰ نے فرمایا ہے انزل من السماء ماء وخصالت اودقیہ
 بقدر ما یغنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے جنگل
 جاری ہو گئے عید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہوا اور جنگل
 غلوب ہیں سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہو گئے اور اٹھا لیا اُس پانی میں سے

جس قدر انکی وسعت اور سمائی ہوئی اور پانی مٹھ رہی اور قرآن طہر رہی اور قرآن پاک
 کرنے کے لائق تر رہی پانی تو اسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی رہی اور قرآن اور علم کے
 قائم مقام دوسری کوئی چیز نہیں ہوتی اور انکے نائب مناب کوئی چیز نہیں اور پاک
 پانی ظاہر کو پاک کرتا رہی اور علم و قرآن دونوں باطن کو پاک کرتے ہیں اور شیطان کی
 سنجاست کو دور کرتے ہیں سو فیہ غفلت رہی اور وہ آثار طبع سے رہی اور ضرور وہ چیز ہے بت
 کہ وہ پلیدی شیطان سے ہو اس وجہ سے کہ انہیں غفلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو
 اور یہ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک شئی بحر مٹی لالی
 جائے پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشیرہ رہی اور باطن اسکا آدمیت
 رہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا ہوں پس بشر اور بشر
 اسکے ظاہر اور صورت سے عبارت رہی اور آدمیت اسکے باطن اور آدمیت سے عبارت
 عبارت رہی اور آدمیت اخلاق جمیدہ کا مجموعہ رہی اور مٹی انہیں کے قدم تلے کی نرمی
 ہوئی تھی اور اسی سبب سے غفلت اور تاریکی حاصل کی اور یہ غفلت آدمی کی طبیعت
 میں غیر اور جھون ہو گئی اور اس سے صفات مذمومہ اور اخلاق بریہ ہیں اور
 اس سے غفلت اور سوہنہ پس ہر گاہ کہ پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو انکے
 دوسطہ اور پاک کرنے والی چیزوں کو لایا اور اس سے پلیدی شیطان دور ہوتی رہی
 اور انرا اسکے روندنے کا جاتا رہی اور اسکے لیے علم کے ساتھ اور احاطہ جمل سے نکلنے کا
 حکم کرتا رہی پس ظہر اور بانیہ کا استعمال میں لانا اور شریعت سے کہ انہیں قلب کے روشن
 کرنے کی تاثیر رہی اس فائدہ کے مقابلہ میں جو ایسا حکم بھی ہے کہ انکی تاثیر قلب کو
 اکھڑا دینا لاکر رہی اس واسطے اسکا دور انکی غفلت کو دور کرتا رہی اور ہی واسطے

بعض علمائے آگ کی گرمی ہوئی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز میں تمتعہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اس وجہ سے کہ اس کو حکم طبعی قرار دیا جو گناہ کو کھینچتا ہے اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہے اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا ہے یہاں تک کہ بعض علماء غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے وقت اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہے اور شیطان ایسے موقعوں میں تعرت کرتا ہے اور اگر محافظ پاسبان مراتب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزوں میں خواہ وہ کلام ہو یا ملاقات لوگوں کی یا اسکے سوا دوسری چیزوں کی طرف جلتے منجملہ ان چیزوں کے جو عقد غریبت کے کولنے کے باعث ہو جیسے کہ ان باتوں میں غور کرنا جس کا کچھ حاصل نہیں ہے نفل میں ہو یا قول میں اور اسکے چھپے تازہ وضو کرے تو قلب اپنی طہارت اور نرا ہمت پر ثابت و قائم ہو جائے گا اور اہستہ وضو صفائی شہم باطن سے اس پاک کی مثال میں جائے گا جو عینہ اپنی ملکی ملکی حرکت سے دنیا کی کوروشن کرتی ہے اور سکون میں جانتے مگر وہی لوگ جو عالم ہیں پس فکر اگران چیزوں میں خیر میں نے آگئی کی ہے تو اسکی برکت اور ثمر حاصل کرے گا اور اگر وہ غسل کر دے اس وقت میں کہ ہنٹے حادثات اور عوارض پیش آویں اور نیند سے جگئے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی توری میں موثر ہو گا اور جراثیم سرور زیادہ ہو گا کہ بندہ ہر ایک نماز فریضہ کے لیے غسل کرے اس حالت میں کہ وہ اپنے سائل کو اس میں صرف کرنے والا ہو کہ مناجات اتنی اور سرگوشی میں مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور صدق امانت سے غسل باطن کو تازہ اور مجد کرے اور برائتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٰہیٰ عیسیٰ علیہ وآلہ وسلم اقموا الصلوٰۃ امانت اور رجوع کو مقدم کیا ہے اسکے لیے کہ وہ نماز میں داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور حکم خفیہ ہے جو آسمان اور زمین پر یہ بات ہے کہ جرج اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو سے غسل
کا معاوضہ کر دیا اور غروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز کر دیا تاکہ اگر وہ اس سے جرج
دور ہو اور جو لوگ کہ خواص اور اہل غریبیت ہیں انکے لیے انکے باطنوں سے بہت کچھ مستطاف
ہیں کہ ان پر اولیٰ کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور انکو طریق اعلیٰ کے جانے پر مضطرب کرتے
ہیں۔ پھر جسوقت کہ نماز میں کھڑا ہوا اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبراً و
الحمد لہ کثیراً سبحان اللہ بکرة و صیلاً اور کہے سبحان اللہ و الحمد لہ الیکلمات
وس مرتبہ اور کہے اللہ اکبر ذو الملک و الملکوت و الجبروت و البکریار و العظمت
و الجلال و القدرة اللهم لک الحمد انت نور السموات و الارض و لک الحمد انت
براء السموات و الارض و لک الحمد انت قیم السموات و الارض و لک الحمد انت
رب السموات و الارض و من فیہن و من علیہن انت الحق و منک الحق و انت ارحم
رہم و انت حق و انت الحق و انت حق و الحمد علیہ السلام حق اللهم لک السمیت
و لک انت و علیک توکل و لک خاصیت و لک حاکمیت خاصہ فی
ما قدرت و ما اخرجت و ما اسررت و ما اعلنت انت المقدم و انت المؤخر لا اله الا
انت اللهم انت نقوہا و زکلتها انت خیر من زکلتها انت و کیا و مولانا اللہم
احدنی الحسن الاطلاق لا یمید فی لا تشہا الا انت و اصرع عنی بیئہا لا یعرف
عنی شیئہا الا انت اسالک مسئلۃ البالیس المسکین و ادعوی دعا رافقہ
الذلیل فلا تجعلنی بدعا تاک رب فقیراً و کن فی روفا رحیماً یا خیر المسؤلین و یا
اکرم العطیین۔ پھر دو رکعت نماز تحیتہ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ
فاتحہ کے بعد آیت ولو انہم از ظلموا انفسہم اور دوسری رکعت میں دن بھل

سودا و یطعم نفسه تم کیستغفر اللہ یکبار اللہ غفوراً رحیماً اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازاں نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے چاہے تو ان دونوں میں آتہ الکرسی اور آسن الرسول پڑھے اور چاہے سو اُسکے اور کچھ پڑھے بعد اُسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے تھے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہوں پڑھے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اترتا چلا آئے یہاں تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اس پر پڑھا لے اس واسطے کہ اس میں بہت نفعیت ہے اور اللہ تعالیٰ دعا فرمائے

از تالیف سوان باب قیام شب کی تقسیم میں تہر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والذین یمنون لو سمعوا قیاماً یعنی اور وہ لوگ کہ گذارتے ہیں رات کو واسطے رب اپنے آپ کے سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے اور بعض علماء نے فلا تعلم نفس ما افتری لہم من قرۃ اعین جزایہا کا نوایہ لون کی تفسیر میں کہا ہے کہ عمل اُنکا قیام شب تھا اور بعض علماء نے ایت استعینوا بالصبر والصلوۃ کی تفسیر میں کہا ہے کہ صلوۃ سے مراد صلوۃ لیل ہے جو مجاہدہ نفس اور مصارت دشمن برہن اور حدیث میں آیا ہے علیکم بقیام اللیل فانہ رمضان لعلکم یعنی اپنے آپ کو قیام شب کو لازم کرو اس واسطے کہ وہ تمہارے رب کو پسندیدہ ہو اور وہ آداب اور قاعدہ ہر صاحبین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہوں سے باز رکھنے کا آلہ ہے اور ماحمی کا تجاہد کرنے والا ہے اور مکر شیطان کا دفع کرنے والا اور بین سے مددگار کا

نکالنے والا جو۔ اندر صائیں کی ایک جماعت ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہاں تک کہ چالیس تا بیس سے نقل کی گئی ہو کہ وہ صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھا کرتے تھے انھیں میں سے سعید بن مسیب و فضیل بن عیاض اور وہب بن ابوردا اور ابوسلیمان دارانی اور علی بن بکار اور صہیب مجہی اور کنس بن انہال اور ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ابو ہریرہ رحمہم اللہ اور ان کے سوا ہیں شکوہ شیخ ابو طالب مکی نے اپنی کتاب قوت القلوب میں لکھا کہ اور ان کے نام اور ان کے نسب لکھے ہیں۔ پھر جو شخص اس سے عاجز ہو تو اسکو ذولث یا ایک ثلث شب تہجد اور استیجاب سے اقل مرتبہ رات کا ایک چٹھا حصہ پڑا دیا یہ ہو کہ پہلے تھائی رات میں سوئے اور تاحی رات قیام کرے اور پچھلا چٹھا حصہ رات کا رٹا آمین سووے یا کہ اول نصف شب سوئے اور شب کی ایک تھائی میں قیام کرے اور ایک چٹھا حصہ رات کا جو ہے آمین سوئے۔ اور رات کے آخر میں کہ کہ داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ تیری عبادت کروں سو میں کس وقت قیام کروں تو اللہ تعالیٰ نے اسکو وحی بھیجی کہ اے داؤد رات کے اول میں قیام کر اور نہ اس کے آخرین اس واسطے کہ جس شخص نے اسکا اہل میں قیام کیا تو اس کے آخرین سورنا اور جو آخرین کھڑا ہوا وہ اول میں رہ گیا ولیکن رات کے وسط میں قیام کرنا کہ تو مجھ سے خلوت رکھے اور میں ترے ساتھ خلوت رکھوں اور میرے ساتھ اپنی حاجتیں پیش کر اور دوشیندن کے درمیان قیام ہو اگر نہ اول شب سے غصہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب پسند غالب ہو تو سوئے پھر جب جاگے تو وضو کرے اور اس کے لیے دو قیام ہوں گے اور دوشیندن ہو گئی اور یہ امر اس کے

اس فعل سے جو کرنا ہوگا اور نماز اس وقت نہ پڑھے کہ اسے نیند آرہی ہو جو نماز اگر تلاوت سے اسکو فارغ اور مجھے فکر کر دے اس وقت کہ وہ سمجھے جو وہ کہتا ہے۔ اور ترجمہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ سختی میں تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرض کی گئی کہ خلائی عورت رات کو نماز پڑھتی ہو پھر جب آپ نیند غلبہ کرتی ہے تو وہ ایک رسی میں لٹک جاتی ہے سو جناب رسول اللہ نے اس فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو نیند میں سے جو کوئی نماز پڑھے تو جو قدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب آپ نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین میں بہت شدت اور سختی نہ کھینچو اس واسطے کہ وہ مضبوط ہو اور جو کوئی اس میں سختی کھینچتا ہے تو آپس پر غالب آتا ہے اور اس کی عبادت کو مبنفوض اپنے نفس کا نہ کر دو مطالب کے لائق یہ بات نہیں ہے اور نہ میں سزاوار ہوں کہ طلوع فجر ہو اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ ہر آئند رات میں اس کے قیام میں طویل ہو تو اس میں وہ مندور ہوتا ہے اس کے علاوہ کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساگے اس کے کہ تھوڑا قیام اس کا رات میں ہو تو یہ افضل اس سے ہے کہ قیام طویل کیا اور فجر نکلنے کے بعد تک سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے پڑھے اور اس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب کبھی رات میں نماز پڑھے تو ہر دو رکعت بعد تھوڑے شیئے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائے گا۔ اور ہر آئند بعض مہاکین کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہے سو اگر میں جاگون بعد ازاں دوسری نیند سوؤں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو نہ سولائے۔ اور مجھ سے بعض فقرائے اپنے شیخ کی حکایت

کی کہ وہ اپنے یا دونوں کو رات میں ایک نیند لینے کا اور رات دن میں ایک دفعہ کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رات کو اٹھا کر اسی قدر چو کہ جتنے میں بکری کا دودھ دو ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ مقدار چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہے۔ اور بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں توئی الملک من تشار و تبتزع الملک ممن تشار کہا کہ مرد ملک سے قیام لیلیٰ ہے اور اور جو شخص کسل اور فتور غریب کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب سے محروم رہا اس واسطے کہ اسکو شمار اور اعتداد میں کم رکھا یا اپنے حال پر فریفتہ اور مفتون ہوا تو سزاوار ہے کہ اسیر گریہ کی جائے اس واسطے کہ حقیقت میں خیر و برکت کا ایک بڑا راستہ اس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ مقام قرب اسکا مادے ہو اور ایسی چیز پاتا ہے فراموشی سے کہ داعیہ شوق میں موجب فتور ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ قیام شب ایک وقت مقام شوق میں ہے اور اوس میں بہت لوگ مدعیوں میں سے مخالفین میں پڑتے ہیں اور ہلاک ہوتے ہیں اور جبکہ ایسے یہ امر ہو تو اسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کے لیے اس حالت شوق کا رہنا مستغذ ہے اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور شبہ پیش آتا ہے اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بڑھ کر کوئی حالت نہیں ہے کہ آپ نے قیام شب سے کبھی بے پروائی نہیں کی اور آپ کفر سے رہے یہاں تک کہ آپ کے دونوں ہاتھوں دم کرتے اور اس مسئلہ میں بعضے محبت کرنے والے کہتے ہیں کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بحکم تشریع کیا ہے یعنی جس طرح مویشی کو پانی کے گھات پر لاسنے

اور پلاستے ہیں اسی طرح آپ بھی نفس کو عبادت کے بعد واپس لائے تھے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں کیا ہوا جو اور ہمارا کیا حال ہو جو ہم اسکی تشریح اور مسئلے کا اتباع اور تقلید نہ کریں اور یہ ایک بہت باریک بات ہے پس اب نئے معلوم ہو گا کہ ترک قیام میں فضیلت کا دیکھنا اور حضرت قرب میں جگہ پانے کا دعویٰ کرنا اور سونے اور جاگنے کو اپنے زور پر برابر کر دینا مسئلہ اور ابتلا سے حالی سے ہو اور بندہ کا مقید ہونا حال سے ہو اور بندہ میں حال کے واسطے نفس کا حاکم گرد آنا اور حال کی طرف سے حکم کا لے جانا اور اصحاب قوت میں حال حکم نہیں کرتا اور حال کو اعمال کی صورتوں میں گھملاتے ہیں اس صورت میں وہ لوگ حال میں تصرف کرنے والے ہیں نہ یہ کہ حال انہیں تصرف کرنے والا ہوا اور بندہ کہ یہ امر جان لینا چاہیے۔ اس واسطے کہ ہم نے صحیح لوگوں سے جو کہ کچھ علت نہ رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہے جو اسمیں رہے ہیں بعد ازان ہم کو بتائید آہی مشکوف ہوا کہ یہ امر قوت اور تصور ہے۔ ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوسعید میں تندرست رات بسر کرتا ہوں اور قیام شب کو دوست رکھتا ہوں اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہوں پھر کیا حال ہو کہ میں قیام شب نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہوں نے تجھے قید کر رکھا ہے تو چاہیے کہ بندہ اپنے دن میں ان گناہوں سے بچے جو رات کو قید اسے کرتے ہیں۔ اور توری رحمہ اللہ نے کہا کہ میں سات مہینے ایک گناہ کے سبب جو میں نے کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُسے سوال کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا میں نے ایک شخص کو روزا ہوا دیکھا تو اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص ریاکار ہے۔ اور

بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ میں کہ زمین دبرہ پر گزرا اور وہ اس وقت رو رہا تھا میں نے کہا کہ تیرا کیا حال ہے آیا تیرے کسی شخص کے کہنے قبیلہ سے خبر ذات آئی ہے تو اس نے کہا کہ اس بھی سخت تر ہے میں نے کہا کوئی درد ہی جو اہم ہو نہ چاتا ہے کہ اس سے بھی سخت ہے پھر پوچھا میں نے کہ وہ کیا ہے کہا کہ میرا دروازہ بند ہے اور پردہ میرا کشا ہوا ہے اور میں نے اپنا ایک رشت کا ولیفہ نہیں پڑھا اور یہ نہیں ہے مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے جس کو میں نے کیا ہے۔ اور علماء بعضوں نے کہا ہے کہ اخلام ایک عذاب گناہ کا ہے اور یہ صحیح ہے اس واسطے کہ ہر مہدار کف غفلت اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال کے علم سے پہلی قدرت اور اختیار رکھتا ہے کہ اخلام کا سد باب کرے اور اخلام نہیں راہ پاتا مگر اس شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف اور جاہل ہو یا اپنے علم وقت اور ادب حال کو اسے پہل چھوڑا ہو اور جب اس حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل ہو تو کبھی اس کے گناہ سے جو موجب اخلام ہو تکیہ پر سر رکھتا ہے جب کہ وہ تکیہ چھوڑنے میں صاحب غریبہ ہو۔ اور جو شخص کہ یہ گناہ اس کا نہ ہو اور اس کے لیے یہ نیت ہو کہ قیام پر اس کو مردہ بنے وہ کبھی سونے کے لیے تیار ہی کرتا ہے اور تکیہ پر سر رکھتا ہے۔ اور یہ کبھی بعض ملامتوں کی نسبت گناہ ہوتا ہے جو پس ہر گاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اس کی رکھتی ہے کہ وہ ایک گناہ ہے جو اخلام کی کشش کرتا ہے تو اس پر قیاس احوال گناہوں کا کہ وہ مخصوص آگے ارباب سے ہیں اور ان کو صاحب آگے پہچانتے ہیں۔ اور جب کہ وہ عالم صاحب کسیت ہو جو مدخل اور خارج کو جانتا اور پہچانتا ہے تو وہ اور عرق و رقسام کے فرق و مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت اور تکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہے اور اخلام وغیرہ اپنے فعل پر سوا مذہب اور مغرب نہیں کیا جاتا۔ اور بہت سے سونے والے ہیں

جو قیام شہاد کرنے والے پر سبقت لیجائے ہیں اس سبب سے کہ انکو علم دوزخ اور نیت
 اسکی نیک ہی۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ سوتا ہے تو شیطان اُسکے سر پر تین گرہ
 لگا دیتا ہے پس اگر وہ اٹھ بیٹھا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا تو اسکی ایک گرہ کھل جاتی ہے اور
 اگر اُس نے وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر رکعت نماز پڑھی تو سب گرہیں
 کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو خوش دل پائی نفس اُتھا ہے ورنہ کاہل اور آلودہ نفس صبح کرتا کہ
 اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص سو مارے تو شیطان اُسکے کان میں بول
 کرتا ہے اور جو چیزیں کہ قیام شہاد کی غفلت ہوتی ہیں وہ کثرت اہتمام امور دنیا اور
 کثرت اشتغال دنیوی اور غنا و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے ہٹلا اور بابت
 اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہے۔ اور صاحب
 توفیق وہ شخص ہے کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنا درد و رنجی دوا کو جانے اور
 زود گذشت نہ کرے کہ وہ خود مہمل ہو جائے

انچاسواں باب جن کے استقبال اور پسین دہن کی عمل کے بیان میں ہے

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونوں طرف بین قائم رکھو یعنی
 نے اسپر جماع اور اتفاق کیا ہے کہ احد اطرفین سے شرماد ہے اور نماز فجر کا حکم دیا ہے اور
 دوسری طرف میں انھوں نے اختلاف کیا ہے ایک قوم نے کہا کہ مراد اس سے مغرب ہے
 اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہے اور ایک قوم کا قول ہے کہ نماز فجر و ظہر ایک طرف ہے
 اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہے اور زلفا من الیل نماز عشا ہے بعد از ان اللہ تعالیٰ
 نے نماز کی بڑی برکت اور اُسکے فائدہ اور غرہ سے خبر دی ہے اور فرمایا کہ نیکیاں

ایشیون کو لیجانی آورد کر کرتی ہیں یعنی یا بخیر وقت کی نمازین گناہوں کو دور کر دیتی ہیں
 اور روایت ہے کہ ابو البشر کعب بن عمرو انصاریٰ بن کجور بن بجا کرتے تھے سو ایک عورت
 انکی جو کجور بن خرید اچا ہستی تھی سو اس سے کہا کہ یہ کجور بن اچھی نہیں ہیں اور اس سے
 اچھی تیرے گھر میں ہیں کیا تجھے انکی خواہش ہے عورت نے کہا کہ ہاں سودہ اُسے اپنے
 گھر لے گئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اُسکی چوہا پاٹ کی عورت نے اُسے کہا کہ خدا سے
 ڈر تو اسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوئے اس کے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور
 کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہیں اس شخص کے حق میں جس نے غیر عورت سے بُری
 خواہش کی اور جو کہ عورتوں کے ساتھ مرد کرتے ہیں اُنہیں سے کوئی بات باقی نہ رہے
 بلکہ اُسکا ارتکاب کیا جیسے کہ اس سے عجاوبت نہیں کی عمر بن خطاب نے کہا
 ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر کوئی اپنے نفس پر پردہ کیا اور عورتوں سے
 صبر اور اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر
 رہ۔ اور عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ السلام نے عمر کی نماز پڑھی
 پھر جبکہ آپ فارغ ہوئے تو جبریل علیہ السلام یہ آیت لائے کہ اَلصَّلٰوۃُ عَرَفٰی السَّارِدِ
 اور اَمَّا بِنِ الْمَلِیْلِ اِنَّ اَحْسَنَ اَیْمَانِ اَسْمَاءُ حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کمان چہ
 ابو البشر سے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز
 میں موجود تھا عرض کی ہاں حاضر تھا آپ نے فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہے جو
 تو نے کیا تھا حضرت عمرؓ نے کہا یہ خاص حکم اُسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے
 فرمایا بلکہ عام حکم کے لیے ہے۔ سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کر کے صبح کھانے
 سے پہلے تیار ہوئے اور فجر کا تہجد پڑھا دت سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے

اول شہدائین ذکر کیا ہے ان اذان دے اگر موزن کی اجابت نہ کی ہو اس کے بعد
دو رکعت نحرانی ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اودھو عنکم
رکعت میں قل ہو اللہ احد یہے اور جو چاہے تو پہلی میں قولوا آمنا باللہ واما انزل
الآیۃ سورہ بقرہ اور دوسری میں ربنا آتنا ما نزلت وارتعنا الرسول پڑھے بعد ازاں
استغفار اور تسبیح پڑھے جس قدر تعداد میں آئے اسان معلوم ہوا اور اگر اس کلمہ
استغفر اللہ ثلاثین سبحان اللہ پندرہ بار پڑھے تو اس کا مقصد تسبیح اور
استغفار کا حاصل ہو گیا اس کے بعد کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم سالک
رحمتہ من عندی تہدی بہا قلبی وجمع بہا ثقلی وکلم بہا شفی ودر بہا غشی ووصل بہا
دینی وخط بہا غائبی ودرع بہا شادی ودری بہا غلی وبعث بہا وحی وکشف بہا
رشدی وفضلی بہا من کل سورہ اللہم عطی انما صا دقا وبقینا وایس عیدہ کفر وحمہ وال
بہا غفر کر شک فی الذنبا وادفعہ اللہم انی سالک بفرز عہد فضا ووسا زلی اللہم
وعلیش احمد وانشہ علی الامار ورافعہ الانبیاء اللہم انی ازل یک حاجتی وانی نصر
رالی وخصت علی وافتقرت الی رحمتک وسالک یا فاضلی الامور انشیانی بصدور
کما تجیر من کجور ان تجیر من عذاب السعیر من دعوۃ البتور من فتنۃ البتور
اللہم یا قمر خدر الی وخصت خیر علی وکلمتہ شیتی ویشیتی من خیر ودر عہد من سالک
او خیر انک عطیہ احد من خلقک فانما ارب الیک فیہ وسالک یا اواب الیک ان
اللہم ارحمنا ما دین مدین خیر خالین ولا ظلمین خیر با لا فذلک واما لا ولیناک
خیر بیک الناس واما دی بقدر اذلک من فاضلک من خلقک اللہم ہذا اللہ ہذا
منی وینک الا حاجتہ وہذا اکبہ وعلیک استکمال انما تہذنا الیہ رجوع ولاحول

اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پڑھو تو کہے بسم اللہ اور الحمد للہ اور
 والسلام علی رسول اللہ اللہم اغفر لی ذنوبی درخت کی ابواب رحمت آباد رہنا یا نون
 دخول کے وقت اور بایان یا نون مسجد یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت کہے کہ صوفی کا
 سجادہ ہنر نہ گمراہ مسجد کے ہر مہرِ حج کی نمازِ جماعت کے پڑھے اور جب سلام
 پھیرے تو کہے لا الہ الا انت وحدہ لا شریک لہ الملک ولد محمد حیی و بیت و ہوجی لا یو
 بیدہ و خیر و ہوجی کل شئی قدیر لا الہ الا انت وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و اعز عبدہ
 و غم الا خراب وحدہ لا الہ الا انت اہل البتہ و الفضل و القنا دحسن لا الہ الا انت و
 لا نعید الا یا تملک صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و لو کرہ و لکافرون اور یہ پڑھے ہو اللہ اللہ لا الہ
 الا ہو الرحمن الرحیم سناؤ سے ہم آفرینک پر جب اس سے فارغ ہو تو کہے اللہم
 صل علی محمد عبدک و نبیک و رسولک ایہی الامی و علی آل محمد صلواتہم کون لک رضا
 و حقہ ادراد و عظم الوسیلۃ و المقام المحمود اللہم و علی عبدہ و عبادہ و عبادہ و عبادہ
 علی آلہ و عبادہ و عبادہ و علی آلہ و عبادہ و علی آلہ و عبادہ و علی آلہ و عبادہ
 و ابنا حسین اللہم صل علی محمد فی الاولین و صل علی محمد فی الاخرین و صل علی محمد فی
 الدین اللہم صل علی روح محمد فی الارواح و صل علی جسد محمد فی الاجساد و صل شرافت
 صلاک و نورانی برکاتک و رفعتک و جہتک و جہتک و جہتک و جہتک و جہتک و جہتک و جہتک
 و رسولک اللہم انت اسلام و منک اسلام و الیک یعود اسلام فینما بنا بالسلام و
 اذنا دار السلام تبارکت یا ذوالجلالی و الاکرام اللہم الی صحت لا استعاج دفع ما کرہ
 و لا ملک نفع ما رزق و صبح الا مزید فیری و صبحت مرثنا علی فقیرا فقر منی و اللہم
 و تحت لی عدوی و لا تسول صدیقی و لا تجعل مصیبتی فی دینی و لا تجعل الدنیا لی

الکبریا والاعلیٰ من لا یغنی عنہ اللہم فدا علی بطاعتک وارضیتہ سے
 بمغفرتک ورضوانک وازرقنی فیہ حسنۃ تغلبہا منی و ترکہا وضعفہا واکلف فیہ حسنۃ
 فدا عنی انک عفو رحیم وود وصیت بالتدربا و بالاسلام و بحمد صلی اللہ علیہ وسلم
 نبینا اللہم اسالک خیر ہذا الیوم و خیر ما فیہ و اعوذ بک من شرہ و شر ما لہ و اعوذ بک
 من شر طارق اللیل و النہار و من یثبات الامور و یجاذت الافکار و من شر
 کل طارق یطرق الا طارق یطرق ہنک بخیر یا رحمٰن الدنیا و الآخرۃ و رحمہما
 و اعوذ بک ان اذول او اذل او اضل او اضل او اظلم او اظلم او اجمل او یجمل
 علی غبارک و جل ثناؤک و تقدست اسمک و عظمت نعمادک و اعوذ بک
 من شر الخبیث فی الارض و ما یرج منها و ما نزل من السماء و ما یرج فیہا و اعوذ بک
 من حدة الحر و شدۃ الطبع و سؤۃ العصب و سئۃ العقلۃ و قحطی الخلقۃ
 اللہم الی اعوذ بک من مبادیۃ المشرکین و الازراء علی المبتلیین و ان انصر
 ظالما و اعدی مظلوما و ان اقول فی العلم بغیر علم او عمل فی الذین بغیر
 یسین و اعوذ بک ان اشترک بک و انا اعلم و استعقرک لما اعلم و اعوذ بک
 من عتاک و اعوذ بک من سخطک و اعوذ بک منک لا اجدک تبارک
 علیک انت کما تمیت علی نفسک اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتہ
 و انا عبدک و انا علی عبدک و وعدک ما استغوت و اعوذ بک من شر ما
 صنعت ابورک بجمتک علی و ابورید بنی فاعف عنی فانہ لا یغفر اللہ ذلک
 الا انت اللہم جمل اول یومنا و اصرارنا و آخرہ بنجاحا و ووسطہ فلاحا اللہم
 اجمل اولی رحمتہ و اوسطہ نعمتہ و آخرہ طرقتہ ابھنا اذا صبح الملک بشہ و البیعتہ

والکبر یا دتہ و الجبروت و السلطان تہ و اللیل ذالنبار و ما سکن فیہا
 تہ الموالحد القمار مجتہا علی قطرۃ الاسلام و کلمۃ الاخلاص و علی و بن
 نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ملکہ ابینا ابرہیم خلیفہ سلیمان و ما کان من الشجرین
 اللهم و انساک بانک الحمد لا الہ الا انت احسان الثمان بدیع السموات
 و الارض ذوالجلال و الاکرام انت الاحد الصمد الذی لم یلد و لم یولد و
 لم یکن لہ کفواء احد یا حم یا قیوم یا خنی بن یا خنی فی دعوتک و بقائے محی الموتی
 یا حی یمینت الایمان و دار الشاد و الارض و السموات اللهم انی اسالک باسمک
 بسم اللہ الرحمن الرحیم و باسمائک اللہ لا الہ الا هو انت القیوم
 لا تاخذہ سنۃ لا نوم اللهم انی اسالک باسمک الاعظم الاجل و لا غلاکرم
 الکرم اذا رحمت بہ رحمت و اذا سکت بہ اعطیت یا نور انور یا مدبر
 الاشیاء عالم ما فی الصدور یا سمیع یا قریب یا مجیب الہ عار یا لطیف الما
 یشرار یا رؤف یا رحیم یا کبیر یا عظیم یا اللہ یا رحمن یا ذوالجلال و الاکرام
 اللهم لا الہ الا هو انت القیوم و عننت الوجوہ علی القیوم و یا الہی و الہ
 کل شیء الہا و احد لا الہ انت اللهم انی اسالک باسمک یا اللہ اللہ
 اللہ اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو رب العرش العظیم فتعالی الہک
 الحق لا الہ الا ہو رب العرش الکریم انت الاول و الآخر و الباقی
 و الباطن و معت کل شیء رحمتہ و علما لیس فی حقہ غشی الا لکم ان یا واحد
 یا قہار یا عزیز یا جبار یا احد یا صمد یا ذو دیا غفور ہو اللہ لا الہ
 الا ہو عالم الغیب و الشہادۃ ہو الرحمن الرحیم لا الہ الا انت سبحانک

منہ عبدک و نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسماک ما خفیت لی من اسمان جمل
 عاقبتہ رشد ابرحمتک یا ارحم الراحمین یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا یفلح
 الی نفسی طرفۃ عین و صلیح لی شمالی کلہ یا فور السموات والارض یا جمالی السموات
 والارض یا عباد السموات والارض یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام
 یا مہر من المستمر علیہن یا غوث المستجبین یا ذی غلبۃ الراحمین یا مہر من المہرین و مہر
 عن النورین و نجیب دعوی المظہرین و کاشف اسود دارحم الراحمین و اللہ العالی
 منہ دل بہک کل حاجۃ یا ارحم الراحمین اللہم استمر عودانی و بین روحانی و قلبی عزیزی
 اللہم خفنی من بین یدی و من خلفی و من یمنی و من شمالی و من لونی و اعوذ بہک
 ان اقبل من شیء یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم
 الاسلام عنی رضائی اللہم الی ضعیفا حقونی اللہم الی ذلیل فاعزنی اللہم الی فقیر
 فاعزنی برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم انت تعلم سیری و علامتی فاعزنی اللہم الی
 حاجتی فاعزنی سوا الی و تعلم باقی نفسی فاعزنی ذلک یا اللہ الی اسألت انما یا بار
 قلبی و قیادۃ و قاضی علم انہ لن یسبب لی الا ما کنت لی و ارضا ما کنت لی یا ذا الجلال
 و الاکرام یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین
 ذلک عنہ العظیم و المسلمین کلہم جمیعہ و جملۃ مع الاحیاء و الموات و فی الدنیا و النجۃ
 علیہم من انہم و انہم یقین و انہم یقین و انہم یقین و انہم یقین و انہم یقین و انہم یقین
 عالم کفیات ربیع اللہ و سنائی الروح من امرک علی من رزقک عبادک فاعز
 الذنب و قابل التوب شہید العقاب ذلک الی الالہ الالہات و الیک العصیر یا من
 لا یشغلہ شأن عن شأن و لا یشغله شیء عن شیء و لا یشغله شیء عن شیء و لا یشغله شیء عن شیء و لا

تلقطہ المسائل ولا تختلف عليه اللغات ويا من لا يترحم بالحنج المسلمين اذ قتي بدم غفوك
 وطلاوة رحمتك اللهم اني اسالك قلبا سليما ولسانا صادقا وعملا مقبلا اسالك
 من خير ما تعلم واعوذ بك من شر ما تعلم واستغفر لك لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب
 اللهم اني اسالك ايمانا لا ترد ونيما لا ينقذ وقره عين الابد وحرقة بيتك محمد واسالك
 حبك وحب من احبك وحب عمل يقرب الى حبك اللهم بعلبك وقد تركت على
 خلقك احبني ما كانت بحبوة خيرا لي وتوفني ما كانت الوفاة خيرا لي اسالك خشيتك
 في الغيب والشهادة وكلمة العدل في الرضا والنعيب والاعتد في الغنى والفقر
 لذرة النظر الي وجبك والشوق الى لقاءك واعوذ بك من ضرر اسفرة رقتة بضملة
 اللهم اقم من خشيتك ما تحول بيني وبين معصيتك ومن طاعتك ما يدر علي فتيك
 ومن ايقين ما تهون بعليها مصائب الدنيا اللهم ازر قنار من خوف الوعيد وسرور
 رجاء الموعود حتى تجده لذرة ما تطلب وخوف ما تهرب اللهم ايسر وجوبها منك
 ايسر واطار قلوبنا بك وفاء وكن في نفوسنا من خشيتك عناية وذال جورنا حسا
 نخدمك ورجلك احب اليها ما سواك وجعلنا خشى لك من سواك اسالك
 تمام نعمته تمام القسوة ودوام العافية بدوام العصمة وادراكنا بحسن العبادرة
 اللهم اني اسالك بركة اليقظة وخير اليقظة واعوذ بك من شر اليقظة وشر النعاس وشر
 خير ما بيننا احبني حياة السعداء حياة من ثبت بقاؤه وتوفني وفاة الشهداء وفاة
 من تقب قناره يا خير الرازقين وامن التوابين وحكم الحاكمين وارحم الراحمين و
 رب العالمين اللهم صل على محمد وآل محمد وارحمنا طاعتنا وافتقارنا
 يا قدير يا غيب ما زلت وتحم ما نعمت وقيل ما استعانت واخط ما استغفرت

و لا تشك ما شئت فاته لا اله الا انت استغفرک من کل لذة بغیر ذلک و من کل راحة
 بغیر خدشک و من کل سرور بغیر قریبک و من کل فرح بغیر محاشک و من کل شغل
 بغیر محاشک اللهم انی استغفرک من کل ذنب ثبت الیک منه نعمت فیه اللهم انی
 استغفرک من کل عقد عقدتہ فم لم انت به اللهم انی استغفرک من کل نیتة اعمت بها علی قیوت
 بها علی مصیتک اللهم انی استغفرک من کل عمل علمته لک فخالطه بالیس لک اللهم انی
 اسألك ان تصلي علی محمد و علی آل محمد و اسألك جوامع الخیر و فوائدہ و خواصہ و دعوی ذلک
 من جوامع الشر و فوائده و خواصه اللهم حفظ فیما اقرنا و حفظنا عما یستنا و حفظ لنا ما
 یا حافظ احاطین و یا ذا ذکر الذکرین و یا شاکر الشاکرین بذکرک و ذکر اولی فضلک شکر
 و یا غیاث و یا معیت یا ستیات یا غیاث المستغنیین لا تسکن الی نفسی طرفة عین
 فاکملک و لا الی احد من خلقک فاصنع کلاً فی کلالة الولید و لا تغل غنی و تو لنی بما توکل
 به عبداک انصاحبین انا عبدک و ابن عبدک انا صیتی بیدک جار فی ملک عدل فی
 قضائک نافذ فی مشیتک ان تعذب فاعل ذلک انا و ان ترحم فاعل ذلک انت
 فافعل اللهم یا مولای یا ارحم الراحمین و لا تفعل اللهم یا رب یا ارحم الراحمین
 ارحم ذلک ارحم القوی و ارحم الغفیر یا من لا یغفر الذنوب و لا تقصیر الغفرة ربنا
 لا یضیک و اعطنی ما لا یتقصک ربنا افرغ علينا صبراً و تو فماً مسلمین تو فنی مسلماً
 و یحیی بالصلحین انت و لیسنا فاعف لنا و ارحمنا و انت غیر الغافرین ربنا علیک
 توکلنا و ایاک اعینا و ایاک اعصر ربنا اعف لنا ذنوبنا و ارحمنا فی امرنا و ثبت
 قدمنا و انصرنا علی القوم الکافرین ربنا اتنا من لدک رحمة و میئتنا من امرنا
 ربنا ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار اللهم صل علی محمد

و علی آل محمد و از رزقنا انون علی الطاعة و العصمة من المعصية و از فرغ السبغ فی التوبة
 و از نذر الشکر فی النجاة و اسألك حسن النجاة و اسألك یقین و حسن المعرفة
 بک و اسألك بحیث حسن التوکل علیک و اسألك الرضا و حسن الثقة بک
 اسألك حسن التقلب الیک اللهم صل علی محمد و علی آل محمد و صلح امت محمد اللهم ارحم
 محمد اللهم فرج عن محمد فرجا عاجلا یغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا یجعل
 فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤوف رحیم اللهم اغفر لی و لوالدی و لمن توالد الدار
 کما ربانی من غیر و اغفر لا عماتنا و اخواتنا و اخواتنا و ازواجنا و ذریاتنا و
 بحسب المؤمنین و المؤمنات و المسلمین و المسلمات الا لایا و منهم و الاموات یا
 ارحم الراحمین و یا خیر الغفرین - اور ہر گاہ کہ دعا مغرب عبادت ہو تو یہی ہو کہو اچھا
 معلوم ہو کہ آسمین سے بہتر حصہ پورا کھدین کہ جس کی برکت کی یہاں سید ہر آفرینہ و دعا
 ہیں جنکو شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قلوب میں چھپا دیا اور نکالا ہوا اور اسکی
 نقل پر پورا غما دیا اور آسمین برکت ہو تو چاہیے کہ ان دعاؤں کے ساتھ دعائے
 اکیلا ہو یا جماعت میں امام ہو یا مقتدی اور آسمین سے جس قدر چاہے مختصر کرے

پچاسواں باب عمل کے ذکر میں جو تمام نیتیں ان تقسیم اوقات میں ہیں

از آجلہ یہ کہ کسی ملکہ اپنے اوپر لازم کرے تبیان قبلہ رو ہو کہ نماز پڑھے الایہ کہ انتقال
 اپنا اُسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اہل علم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات کرنے
 اور کسی شے کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہ ہو اس واسطے کہ خاموشی اس وقت میں نہ
 ترک کلام کا ایک فرض ہر جہ کہ اہل معاملہ اور اباب قلوب ہو سکوا جاتے ہیں

اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کی طرف بلاتے تھے پھر سورۃ فاتحہ اور اول
سورۃ البقرہ انفلکون تک آوردو تین و اہکم الم واحد اور آیت الکرسی آوردو تین برس کے
بعد کی آوردن الرسول اور آیت اُس سے پہلے کی آوردن شہد السد اور قل اللہم مالک ملک
آوران یکم السد الذی خلق السموات والارض کو اُچھنین تک اور تقدیر کلمہ رسول
آخر تک آوردن قل ادعوا السد دوات آوردن سورۃ الکہف کو ان الذین آمنوا و
ذوالنون اذ دھب مناصبنا سے تاخیر الوار تین آوردو آیت فبجان السدین
لمسون وین تصحون آوردن سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۃ و اوصاف اب و
لقد صدق السد اور اول سورۃ کمدید تا بدرات بعد در آوردن سورۃ کشر لوانزلنا
کو پڑھے بعد از ان تینیس بار سبحان السد اور تینیس بار الحمد بعد اور تینیس بار الحمد اکبر
اور اسی سیکڑہ کو پورا لا الہ الا اللہ واحد لا شریک لہ کرے جب اس سے فارغ
ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اور ذکر کا رے اشتغال کرے اور برابر
اسی طرح بلا فتور اور قصور اور غرور دلی کے کیا کرے اس واسطے کہ سونا اس وقت
قطعا کردہ ہو پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلی پر قیام قبلہ کرے اور
قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کی طرف چلے اور اسی طرح اُٹے تو کھڑے
پچھے پٹے اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے اس واسطے کہ دوم استقبال قبلہ اور ترک
کلام و خواب اور دوم ذکرین اس وقت کے بڑا اثر اور برکت بڑی ہو جسکو ہم نے
احمد سد کہ پایا اور ہم اسی وصیت طلبین کو کرتے ہیں اور ہکا اثر اس شخص کے
حق میں جو ذکر کرے درمیان قلب اور زبان سے جم کر یا جو اکثر اور غلجہ اور یہ
وقت اول نماز اور دن رات کا تمام ہو چر جبکہ اسکا دل اس رعایت سے

مستحکم ہو جائیگا تو اسکی جڑ بنیا و مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات میں بنیاد پر مبنی ہونگے پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبغات عشرین چھٹا عشرت کے آگے اور وہ حضرت علیہ السلام کی تعلیم سے جو ابراہیمؑ سے ہی کو انھوں نے سکھایا تھا اور ذکر کیا کہ اسنے یہ مسبغات عشرت خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سکھا تھا جب اسے پیر مداریت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور مسبغات عشرت دس چیزیں سات سات بار پڑھیں سورۃ فاتحہ اور جو دین اور قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون اور آتہ الکہسی اور بحان اللہ و الحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس پر درود اللہین اور مومنین اور مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللهم فعل بی وہم عاظا واطلا فی الدین والدنیا اور آخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا حسن لہ اہل انک غفور طیم جواد کریم رؤف رحیم اور رویت ہے کہ جب ابراہیمؑ نے اسکو چڑھا بعد از ان کہ حضرت اسکو سیکھا تو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں داخل ہوا اور خوشنوا اور بنیا علیہم السلام کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور فرمایا کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا اور بعض نے کہا کہ وہ پستانید اس واسطے تھا کہ اسے بہشت کا کھانا کھایا تھا پھر جب کہ مسبغات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف آئے یہاں تک کہ ایک نیرہ گھنٹہ یا آفتاب بلند ہو۔ خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ جو میں ایک مجلس میں بیٹھوں تب میں فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کروں تو وہ مجھے محبوب تر اس ہے کہ چار غلام آزاد کروں بعد از ان دو رکعت نماز اور قبل اسکے کہ ہے کہ اپنی بہشت گاہ سے

پھر اس واسطے کہ ہر آئینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ
 دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اسوقت کی رعایت کا تھا
 ہوتا جو اور جب دو رکعتیں ارادہ کو جمع اور قسم کو حاضر و جو پڑھتا ہی اسکو سوچ بچار
 پڑھ چکے تو اپنے بائیں ہاتھ اور اور روح دس پاتا ہی جب کہ وہ صادق
 اور جو شخص کہ محکوم رکعت سے ثواب نوری اپنے اس عمل کے لئے تو دو جب ہی کہ
 ان دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری میں آمین الرسول
 اور اللہ نور اسوات والاغرض آخرت تک پڑھے اور ان دو رکعت میں نیت
 اسکی شکر رکھی اور اسکی نعمتوں پر ہو جو اسکے دن اور رات میں پونچھین پھر دو
 رکعت اور پڑھے چھین مودتین ایک ایک رکعت میں ایک سورت پڑھے اور
 یہ نماز اسکی اس سے ہو تاکہ وہ اپنے دن اور رات کی شہر سے پناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 مانگے اور ان دو رکعتوں کے بعد کلمات استعاذہ اور پناہ مانگے کا ذکر کرے
 اور کہے و عوذ باسمک و کلمات التماسہ من شہر التماسہ و التماسہ و عوذ باسمک و کلمات
 التماسہ من شہر التماسہ و عوذ باسمک و کلمات التماسہ من شہر التماسہ
 یہ الیل و انوار ان ربی اللہ اللہ اللہ و علیہ توکل و نور رب العرش اور پہلی دو رکعت
 کے بعد التماسہ کی صحت لا یتطیع وفع ما اکره و لا یفعل ما اوجر و صحت مرتباً
 بصلی و صبح نوری یہ بخیر فلا یغیر فقری التماسہ التماسہ لی مدوی و لای یفقد
 و لا یحییٰ و لا یسبئ فی دینی و لا یمل دنیا کبر ہی و لا یبلغ علی و لا یسلط علی من لا یرنی
 التماسہ عوذ باسمک التماسہ عوذ باسمک التماسہ عوذ باسمک التماسہ عوذ باسمک
 بعد اذان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات میں

کے اسکے دھکے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی میں ہوتا ہے وگرنہ استخارہ جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ہے جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ پڑھتا ہے اور ان دو رکعتوں میں پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور دعا استخارہ پڑھے جیسے کہ اسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہ گزرا ہے اور انہیں کہ کہ ہر قول اور عمل جب کو میں آج چاہتا ہوں اُمین خیر عطا کر پھر دو رکعت اور پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الباقعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ الاعلیٰ اسکے بعد کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد وعلیٰ جملہ جبکہ احب الاشیاء الیٰ خشتیک اخون الاشیاء عندی وقطع عنی حاجات الدنیا بالشرق الیٰ لقاءک واذ اقرت عین الیٰ الدنیا بدینا ہم فاقربنی بعبادتک وعلیٰ طاعتک فی کل شئی منی یا رحم الرحیم پھر دو رکعت اور پڑھے جنہیں اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کہ اُسے دنیا کا کوئی شغل نہ ہو تو اُسے چاہیے کہ نفل انوارِ عمل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر و پرتک اور ارک اور اگر ان لوگوں سے ہو جسے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کے لیے یا اپنے عیال کے لیے تو چاہیے کہ اپنی حاجت اور مہمت کا اضافہ کرے بعد اسکے کہ دو رکعت نماز گھر سے باہر نکلنے کے لیے پڑھے اور اسی طرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر نکلے مگر بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو باہر جانے کی بُرائی سے بچائے اور گھر میں نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کر لے تاکہ اللہ تعالیٰ اسکو اندر آنے کی بُرائی سے حفاظت کرے بعد ازان کہ گھر والوں کو زوجہ وغیرہ سے سلام کرے اور جو گھر میں کوئی نہ ہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام عباد اللہ الصالحین النجین اور اگر خالی ہو تو بہتر ہے کہ وہ اُسوقت تک نماز چاشت پڑھے اور اگر اُسپر قضا

ہو تو ایک یا دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ کعبہ میں لائیں لائیں پڑھے اور
قرآن اس میں پڑھے اس واسطے کہ ہر آیت بعض صاحبین سے دیکھتے جو نماز میں قرآن
ایک دن رات میں ختم کرتے تھے وگرنہ چند رکعات خفیہ سورہ فاتحہ اور قل
ہو اللہ احد کے ساتھ اور دوسری آیات قرآن کے ساتھ پڑھے زمین دعا ہو جیسے
یہ آیت رہنا علیک توکلنا و اعلیک انبتنا و اعلیک المصیرا و مثل اس آیت کے
ہر ایک رکعت میں پڑھے خواہ ایک قرعہ پڑھے خواہ اسے دہرائے جس قدر کہ چاہے
اور طالب کے حق میں یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس نماز کے بعد کچھ نہ کرے بلکہ سوجھنا
کیا ہے اور نماز چاشت کے درمیان سورہ کعبہ خفیہ پڑھے اور صاحبین سے بعض دیکھتے
جسکا اور رات دن میں سورہ کعبہ اور سورہ کعبہ اور سورہ کعبہ اور سورہ کعبہ تک
تھا اور جس کو دنیا کا کوئی شغل تھا اور اسے دنیا کو الگ کرنا چاہیو تو اس کی کیا آیت
اور کیا نشان ہے کہ بقیہ وقت گزرا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خدمت اور عبادت میں
عیش نہ کرے یہاں بن عبد اللہ شری نے کہا ہے کہ اس بندہ کا دل اللہ تعالیٰ کے
ساتھ رہے اور مشغول نہیں ہو گا اور جلیلہ کو دنیا میں حاجت ہو پھر جب کہ آفتاب
پہنچے اور صبح کی نماز سے نظر تک وقت ادھیا جائے جس طرح کہ عمر غر اور غروب کے
درمیان قیمت کرتا ہے اور نماز چاشت پڑھے کہ نماز چاشت کے لیے یہ وقت افضل
اور نافع ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز چاشت کا وہ وقت ہے
کہ بچہ شیراز قباب کی گرجی سے ماں کے سایہ میں سوئے اور بعض نے کہا کہ چاشت کو
اس وقت اور کون کہ آفتاب کی گرجی سے پاؤں کو پسینا آجائے اور نماز چاشت کی
کم سے کم دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں اور ہر دو رکعت کے پیچھے

اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار پڑھے پھر اسکے بعد اگر زبان پر کوئی حق ہو جو مستحب ہو اسکو ادا کرے جیسے زیارت یا بیمار پڑی دمان یا دے وگرنہ علی اللہ
 اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرے بدوین اسکے ظاہر و باطن اور قلب و قالب میں کسستی اور
 وگرنہ باطن میں عمل کرے اور اسکی ترتیب یہ کہ وہ نماز پڑھے جب تک کہ انشراح خاطر ہو اور
 نفس امارت کا اجابت کرے پھر اگر تک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف متزلزل کرے
 اسواسطے کہ صرف تلاوت نفس پر نماز سے سبک تر ہو پھر اگر تلاوت سے بھی تک جائے
 تو ذکر اللہ تعالیٰ بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قرأت سے سبک تر ہو پھر اگر ذکر
 سے بھی تک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور مراقبہ
 قلب کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے ہو سو جب تک یہ علم اسکے قلب کے ساتھ ہو
 تو وہ مراقبہ ہو اور مراقبہ عین ذکر ہو اور اس سے افضل ہو پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو
 اور اسکے وسوسے مالک بنجائیں اور حدیث نفس اسکے باطن میں جوم کرین تو چاہے
 کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند میں سلاستی ہو وگرنہ کثرت حدیث نفس کی قلب کو
 سخت کر دیتی ہو جس طرح کہ کثرت کلام کی دل کو سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام
 بغیر زبان کے ہو سو اس سے پرہیز کرے یسمل بن عبد اللہ نے کہا بدترین گناہ حدیث
 نفس ہو اور طالب اپنے باطن کا اعتبار اسی قدر چاہتا ہو جسقدر کہ ظاہر کا اعتبار
 چاہتا ہو اسواسطے کہ وہ نفس کی حدیث اور ان چیزوں کے سبب سے جو اسے
 تشغیل ہوتی ہیں ان چیزوں کے یاد کرنے سے جو گنہ گشتیں اور دیکھیں اور نیند میں خلل ایک
 دوسرے شخص کے اپنے باطن میں ہو پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی
 مستحکم کرے جس طرح کہ ظاہر کو عمل اور روح ذکر سے مستحکم کرتا ہو اور جائز ہو

اس طالب نے لیے جو چہرہ ہو کہ نماز چاشت کی استواء روز تک سو گز عین اور
چرے اور اس کی کم سے کم بیس رکعت ہیں جبکو خفیہ پڑھے یا کہ ہر دو رکعت میں ایک
حصہ قرآن کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ دوسری رکعات
کے سونا بہتر ہو سیفیان نے کہا ہے کہ اس قوم کو اپنے کی بات معلوم ہوتی تھی جبکہ
وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت کو دل و دہن سوئے
میں بہت سے فرائض ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار رہے اور
ایک یہ کہ نفس آرام پاتا رہے اور غالب باقی دن اور اسکے عمل کے لیے مصفا ہو تا رہے اور
نفس جب آرام پا چکتا ہے تو وہ پرتازہ و کام میں ہوتا ہے سودن کی فیند سے جاننے کے
بعد نفس باطن میں اور ہی زحمت اور شوق کو پیدا کرتا ہے جیسا کہ صبح کے وقت نہانا
پس صادق کہے لیے دن میں دن در دن ہوتے ہیں جبکو اللہ تعالیٰ کی خدمت اور عمل
میں کوشش کرنے کے لیے غیبت جانتا ہے اور نرا اور ہے کہ قیلو لہ سے ایک ساعت
پہلے زوال سے جاگے تاکہ وضو اور طہارت سے قبل از استوار و ردال تیار ہو رہے
اس طرح کہ وقت استواء قیلو و ذکر کرتا ہو یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہو یا وقال اللہ
تعالیٰ در ہم الملوۃ طریقی انہار وقال تسبیح محمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا
یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نماز کو دن کے دونوں طرف میں قائم کر اور فرمایا کہ پس
اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر پھر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ
آفتاب غروب ہو یعنی مغربین کا قول ہے کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہے اور قبل از
غروب آفتاب نماز عصر ہے اور من انار الیل تسبیح سے مراد نماز عشاء کے آخر ہے اور
الزمان انہار سے مراد ظہر اور مغرب ہے اس واسطے کہ ظہر دن کی طرف اولیٰ کے آخر میں ہے

نگار ہو اور دسری طرف کا آخر غروب آفتاب ہو اور سین نماز مغرب ہو تو خمسہ
 طرف اول کے اول ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر پس طرف آخر کا استقبال
 بیداری اور ذکر سے کرے جس طرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور ہر آنکہ خواب روز
 اور قیلوہ کی طرف از سر نو خود کرے جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال
 میں سنت اور فرض سے پہلے چار گزتہ ایک سلام سے پڑھے اور خیاب و خول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کر تسبیح اور یہ نماز زوال ہو جس کا وقت قبل از ظہر سے
 اول اوقات میں ہو اور بندہ کو حاجت اسکی ہو کہ اول وقت کی اس نماز سے
 رعایت کرے جیسا کہ کراہت استواء آفتاب کا وقت گزر گیا ہو قبل از نوزن
 وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس حال میں سنے
 کہ اس نماز کو ادھیا چکا ہو ورنہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن میں کہو کہ دست
 معلوم ہو اس ملاقات اور صحبت سے جس کا اتفاق پڑا ہو تو اس دعا سے متعارف
 کرے اور اسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر
 اسوقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے اس واسطے کہ جو لوگ حلاوت
 مناجات کا ذائقہ پانے والے ہیں انکے لیے ضرور ہے کہ نماز میں صفائی نفس
 حاصل کریں اور تھوڑے مباح میں جانے سے مکر ہو جائے ہیں اور اس سے
 انکے باطنوں پر ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہے اور کبھی یہ بات صرف اختلاط
 اور صحبت اہل اور اولاد سے ہو جاتی ہے یا جو دیکھ اس مخالفت اور مجاہد
 کو عبادت ٹھہرا ہے ولیکن جن جنات و راکے سیات مقرر ہیں تو نماز میں کھڑا ہوا
 جب کہ یہ بستگی اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا رفع ہونا اس طریق سے ہے

کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالیٰ صدق سے کرے اور یہ جو کہ رت کہ
 ازل و زوال کی مجالست سے پیدا ہوتی ہے اسکی دوا یہ ہے کہ وہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو
 اُنکی میلان تمام نہ کرے اور قلبِ اس میں چوری کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی طرف ناظر رہے سو یہ
 لطافت اس مجالست کے کفارہ ہو جاتی ہیں مگر جب کہ قویٰ بکال ہو کہ اُنکو خلقِ محبوب
 حق سے نہ کرے اور میں صورت میں اسکی اسکے باطن میں نہ آئے گی پس جب وہ داخلِ دروا
 نماز میں نہ پایا اُنکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اس واسطے کہ خوش ہو انفس اسکا
 طرف مجالست کے خوش ہو گا انفس اسکا پھرنے والا حرف روح قلب کے ہوا ہے کہ
 مجالست اور مخالفت کرتا تھا اور انکے ظاہر کی دیکھتی ہے خلق کو اور انکو قلب کی دیکھتی ہے
 حضرت اہل کو پس اس صورت میں اسکی اسکے باطن میں نہ آئی۔ اور نمازِ درواں جب کا ہم
 ذکر کیا اسکی کو کھول دیتی ہے اور باطن کو ظہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہے پس نمازِ درواں
 میں بعد سورہ بقرہ کے پڑھے دنوں میں پڑھے اور چھوٹے دنوں میں جو اس سے قلیل ہو
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و غشیا وینظر من اور وہی انکار ہے اگر سنت کے بعد
 فرض کے لیے جماعت کے اٹھتے ہوئے کا انتظار کرے اور وہ دعا جو نماز فجر کے فرض
 و سنت کے درمیان کی ہے پڑھے تو اچھا ہے اور اسی طرح وہ ہے جو درود کہ رسول اللہ
 سلم نے اُنکے ساتھ فجر کی نماز میں دعا کی پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو تو سورہ فاتحہ
 اور آیت الکرسی پڑھے اور بجاں اللہ اور اللہ اللہ اور اللہ اللہ تین تین بار پڑھے
 بیسیا کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہے اور اگر ان تمام بات پر شکا فجر کی نماز کے بعد ہم نے
 ذکر کیا ہے اور دعاؤں پر بھی اندازہ کیا جائے تو یہ چیز کثیرہ و فضلِ عظیم ہو گا اور جب کہ سنت
 بلند و عزیمت صادق ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ نہیں جتنا بعد از ان ضرور ضرر ہے

درمیان کئے وقت گوزندہ اور آباد کرے جس طرح کہ غنائین کے بعد اس ترتیب کے
 سو افق جسکا ہم نے ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہے اور جو ہمیشہ
 شب بیدار ہو تو وہ بڑے دنوں میں ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو
 ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو درگت سے زندہ کرے جنمیں ایک چوتھائی
 قرآن پڑھے یا کہ اسکو چار رکعت میں پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہے اور جو ارادہ اسکا
 کرے کہ اس وقت کو بڑے دنوں میں سو رکعتوں سے زندہ کرے تو یہ ممکن ہے یا
 بیس رکعتوں سے جس میں قل ہو اللہ احد خیر اور تہ پڑھے کہ ہر ایک رکعت میں
 پچاس ہو لیکن اور زوال سے پہلے سو اکی کرے جب کہ وہ روزہ دار ہو اور روزہ
 نہ تو جو وقت شہر کے فردین خرق آوے اور حدیث میں ہے کہ مسواک سنو کی
 پاک کرنے والی ہے پروردگار کی پسندیدہ ہے اور فرضوں کے ادا کرنے کے
 وقت سنج ہے۔ بعض علما کا قول ہے کہ نماز جو مسواک کرنے کے ساتھ ہو اسکو
 بغیر مسواک کی ہوئی نماز پرستدرجہ فضیلت ہے اور بعض کا قول ہے کہ یہ خبر دار ہے
 اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز میں بیس رکعت میں ہر ایک رکعت
 کے اندر ایک آیت یا بعض آیت تو پہلی رکعت میں پڑھے رہنا آسانی الدنیا
 حسنة وفي الآخرة حسنة وقد اعد اب النار بعد اذان دوسری رکعت میں
 رہنا ارفع علینا صبراً و قیلت وقد امننا وانصرنا علی القوم الکافرین بعد اذان
 رہنا لا تؤذنا آخر سورہ ناک بعد اذان رہنا لا تزعقلو بنا الآیہ بعد اذان
 رہنا اننا سنمنا منادیا دنیا دی لا یجان الآیہ بعد اذان رہنا یمنا انزلت
 بعد اذان انت ولینا غافراً بعد اذان فاطر السموات والارض انت

یہی بعد از ان ربنا انک تعلم ما یخفی و ما نعلمن الا یہ بعد از ان و قل رب
 زنی علی بعد از ان لا اله الا انت سبحانک بعد از ان رب لا تذر فی فرداً
 بعد از ان و قل رب اغفر وارحم و انت خیر الراحمین بعد از ان ربنا سبح ربنا
 من انزل ربنا بعد از ان رب اوز غنی ان اشکر نعمتک انتی نعمت علی و علی
 اللہ و ان من عمل صالح الا نرضاه و اودع فی برکتک فی عبادک ایضا حسین بعد از ان
 لا یخافہ الا عین و لا یخاف الا بعد و بعد از ان رب اوز غنی ان اشکر نعمتک
 انتی انت علی الا یہ سورۃ الاحقاف سے بعد از ان ربنا علیک توکلنا بعد از ان
 سبحان ربنا و لو الہدی و لمن دخل منی مومن و للمومنین و المومنات و لا یزد
 علیہن الا اجر و جب کسی نماز پڑھے تو چاہیے ان آیات سے پڑھے
 در زمانہ ان آیات کی پاس اور حفظ سے جو دل و زبان کی موافقت سے
 و غریب ہو کہ بندہ مقام حسان تک پہنچ جائے اور اگر کسی ایک آیت کو
 ان آیات میں سے ٹکرایا حضرت دو ہزار سے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے
 راضی کرنے والا ہو گا اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور گزار دینے والا
 رہا اور غنی بن کر خوشی اور دن کے اخرا میں پوری لذت و حلاوت کا حاصل
 و نعمت کرنا میں رہت ہو گا مگر اس بندہ کے لیے جس کا دل کمال تقویٰ اور کمال
 برائی الدنیا سے پاک و صاف ہو اور اس سے ہوئی کی متابعت سے لگی ہو اور
 کسی ایک شخص میں تقویٰ اور زہد اور ہر ہی سے بقیہ موجود ہو تب تک عمل
 ان کی فرحت دینی ہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہو گا اور ایک وقت غمناک ہو گا
 و توبہ میں نشاط و کسر ہوگی اس واسطے کہ کسی قدر ہر ہی کی متابعت سے

باقی ہے کیونکہ کوسنقا تقویٰ ناقص ہے یا محبت دنیا کی اسے ہر اور جگہ بندہ اور دنیا
 میں صبح اور پختہ ہو گیا تو جو ارج کا عمل ترک بھی ہو گیا تو وہ عمل قلب سے فوری تر پچاس
 جو شخص چاہے کہ ہمیشہ اسے رحمت ملے اور عمل اسکو کوشش فرما دے معلوم ہو تو اس پر
 واجب ہے کہ مادہ ہوی کو گدافتہ کرے اور ہوی رحمت نفس بھی نہ لے نہیں ہوتی مگر
 اسکی متابعت دور ہو جاتی ہے اور نبی علیہ السلام نے وجود ہوی سے پناہ نہیں مانگی
 مگر اسکی طاعت اور متابعت سے پناہ مانگی ہے اور فرمایا اعد ذبک من ہوی شیخ دور
 نہ پناہ مانگی جو شمع سے ہوا سے کہ وہ طبیعت نفس کی ہے مگر اسکی طاعت سے پناہ
 مانگی اور فرمایا شمع مطاع اور متابعت ہوی کے دقتیہ اور باریکیاں اسی قدر ظاہر
 ہوتی ہیں جسقدر کہ قلب میں صفائی اور حال میں علو اور بلندی ہے ہوا سے کہ بندہ بھی
 ہوی کا تابع ہوتا ہے اسطرچہ کہ خلق کی صحبت اور انکی بات چیت شیریں اور آہمی
 معلوم ہوتی ہے یا کہ انکی طرف دیکھنا معلوم ہوتا ہے اور بھی ہوی کا تابع اسطرچہ
 ہوتا ہے کہ وہ سونے اور کھانے میں ہیں اعتدال سے تجاوز کرتا ہے اور اسکی سوا اور
 چیزوں میں جو اسام ہوی سے ہیں جسکی تہیت کیجاتی ہے اور یہ شخص اس شغل کا ترک
 لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہیں ہے بعد ازاں عصر کے قبل چار رکعتیں پڑھے پھر اگر
 اسکو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے دہشتے ممکن ہے تو یہ اتم و اہل ہے اور اگر غسل کیا
 کرے تو اور بھی افضل ہے کیونکہ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ باطن کی نورانی اور بخاری
 تکمیل کرنے میں اسکا اثر ظاہر ہے اور عصر کے پہلے چار رکعتوں میں اور ازراعت اور
 و احادیات اور القارۃ اور اہلک الشکار پڑھے اور عصر کی نماز دکرے اور غسل یا
 میں اسکی نذر و اسما و ذات الہیہ روح کو داخل قرات کرے اور میں نے سنا ہے

کہ سورۃ البروج کا عصر کی نماز میں پُر حنا و نبلوں سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور عصر کی نماز کے بعد پڑھے جو جو ہم نے آیات اور دعا اور دوسری چیزوں کے جوڑ سے آسان معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا نماز کے نوافل کا وقت گیا ذکر و دعا اور تلاوت کا وقت باقی ہے اور اس سے فضل اس شخص کی مجالست اور صحبت ہے جو اُسکو دنیا سے بے رغبت کرے اور اُسکا کلام تقویٰ و شگلی کو سرت اور سرت کرے یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور ان باتوں کے ساتھ کلام کرنے والے ہیں جو مردان کی غریمت اور تنہا کو تقویٰ کرتے ہیں جو کیا کہتے دے اور سننے دے کی نیت صحیح ہوئی تو یہ صحبت اور غرض بینی اس سے فضل ہے کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر و دعا کی سادست کرے اور اگر یہ صحبت ہو جو دنیا اور شہر ہو تو غیر چاہیے کہ انواع و اقسام کے اذکار کا ورد نہ کرے اور اگر اس وقت اپنے خویش اور مورعاش کے لیے اُسکا باہر جانا ہو تو یہ اولیٰ اور افضل اس سے ہے کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور عصر کے باہر نہ نکلے مگر وہ کہ با وضو ہو اور علما کی ایک جماعت نماز عصر کے بعد غایت طاہرات کی نماز کو کر دے رکھا ہو اور شاخیں ملے دو صاحبین نے اُسکی اجازت دی اور جب کبھی اپنے گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ شام اللہ ہی اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہ اللہ ایک فرجیت و نجات آخرت ہے اور چاہیے کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ قلین پڑھے اور پھر روزِ بقدر ہو سکے صدقہ دنیا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوڑا ہو یا ایک فقیر ہو کہے کہ غور اس نیت کے ساتھ صحبت ہے اور روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائل کو ایک انگور فقط دیا جو اور فرمایا کہ رزقہ تیرا ہے جس سے فردن کا فردن ہے اور عیشین کیا ہو کہ نہ تیرا شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے زیر سایہ ہو اور زندہ کے ذریعہ نہ ہو

سومرتہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد و ہر غلی کل شیء قدیر
 اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے ہر روز سومرتہ
 اسکو کہا تو اسکے لیے دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اسکے لیے ستونیاں
 لکھی جائیں گی اور اس سے سومرتہ ایمان منائی جائیں گی اور سکو شیطان سے حفظ رہیں
 میں ہوگا تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اس سے افضل عمل نہ کرے گا اگر وہ کوئی کہ جس
 زیادہ پڑھیکا اور دوسومرتہ لا الہ الا اللہ الملک الحق البین ہو سیکے ہر آئندہ روز
 کہ جس شخص نے اپنے دن بھر میں دوسومرتہ کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق البین تو اس
 اپنے دن میں عمل نہیں کیا کہ افضل اس کے عمل سے ہو اور سومرتہ کہے سبحان اللہ و الحمد
 آخر تک اور سومرتہ سبحان اللہ و الحمد سبحان اللہ العظیم و الحمد استغفر اللہ اور سومرتہ
 لا الہ الا اللہ الملک الحق البین اور سومرتہ اللہم صل علی محمد و علی آل محمد اور سومرتہ استغفر اللہ
 العظیم اللہ لا الہ الا اللہ وحی بقیوم و اسالہ التوبۃ اور سومرتہ یا شاعر اللہ لا توفی الا
 باللہ اور مغرب کے بعضے فقرا کو میں نے دیکھا ہے کہ اسکے پاس تسبیح تھی حسین ہزار
 و پڑھتے تھے اور ایک تھیلی میں رکھتا تھا مذکورہ واکہ اسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اسکو بارہ
 مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہے کہ یہ دروختاب
 رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے کہ
 کہ آپ کا روز تسبیح سے تیس ہزار ایک دن رات میں تھا اور چاہیے کہ سو بار ایک
 دن رات میں اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ اعلیٰ والہ یان سبحان اللہ المستمید
 الارکان سبحان من یدب باللیل و بالنی بالہما سبحان من لا یشغلہ شأن عن
 انسان سبحان سبحان انسان سبحان سبحان فی کل مکان و رایت ہے کہ بعضے

ابو ابی سند کے کناکے وہ ہے تو اس تسبیح کو اس نے رات کو سوئے بہت سنا کہا اور
 ہر جسکی آواز میں سنتا ہوں اور اس کے شخص کو نہیں دیکھتا سو اس نے کہا کہ میں فرشتوں
 میں سے ایک فرشتہ ہوں جو اس دریا پر سوکل ہوں اللہ تعالیٰ کی تقدیس اس تسبیح
 کے ساتھ کرتا ہوں جب سے کہ میں پیدا ہوں میں نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے تو کہا علیہ السلام
 جو پھر میں نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہے جواب دیا کہ جس نے اسے سو بار کہا تو
 وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ اپنی چشمہ گاہ جنت سے دیکھے یا کہ اسکو دکھائی جائے
 روایت ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت بروں علیہ السلام سے
 دریافت کی کہ تمہارا لہو ات دالا خض آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے ایسی بڑی چیز
 کی نسبت سوال کیا جسکو تمہارے سوا کسی دوسرے نے نہیں پوچھا اور وہ ہے اللہ
 والا اللہ اللہ اکبر فرمایا اللہ و لا حول و لا قوة الا باللہ عز وجل و اسے غفر اللہ
 اللہ و لا حول و لا قوة الا باللہ و لا حول و لا قوة الا باللہ و لا حول و لا قوة الا باللہ
 جس نے دس مرتبہ اس کے وقت اور شام کے وقت کہا اسے پچھو خصلتیں عطا کی جائیں گی
 تو پہلی خصلت یہ ہے کہ وہ شیطان اور اس کے لشکر سے محفوظ و محفوظ رہتا ہے
 اور دوسری یہ ہے کہ اسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہے تیسری یہ کہ اسکا درجہ
 بہشت میں بلند کیا جاتا ہے چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو جو ان کہنا دے چشم سے
 منور کرے گا اور پھر میں یہ کہ بارہ فرشتے اس کے لیے طلب آفریں کرتے ہیں چوتھے
 یہ کہ اس کے لیے اجر آسان ہو جائے جیسے کہ کسی نیچ اور عمر و کیا اور اس وقت یہی
 ہے اور صبح کے وقت اللهم انت خلقنی و انت ہدین و انت لطیفی و انت
 تسقینی و انت یقینی و انت ربی لا رب لی سواک و لا اله الا انت

اور حد تک لاشربک لک اور کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ وکل نعمۃ من اللہ
 ماشاء اللہ بخیر کلمہ پیدا ماشاء اللہ ماشاء اللہ یعرف اسور الا اللہ اور کہے جی اللہ لا اله الا
 ہو علیہ تو کلمت و ہو رب العرش العظیم بعد از ان وضو اور طہارت کے شب کا استقبال
 کرنے کو تیار ہو اور درستی قات غروب کے پہلے چڑھے اور رات بوجھ اور استغفار میں ہو
 اور غروب کے وقت بھی چڑھے سورۃ الشمس و الیل و معوذتین و استقبال شب
 مثل استقبال روز کے کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و هو الذی یصل الیل و النهار
 فاعلم ان اراد ان یدکرہ و اراد شکوراً سوچئے کہ شب پہنچے دن کے آتی ہو اور دن
 پہنچے رات تو ہر سزاوار ہے کہ ذکر و شکر کرے ایک کو دوسرے کی جیسے لادے کہ انکے
 درمیان کوئی چیز نہ ہو جس طرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی
 ذکر الہ تعالیٰ قلب میں اور شکر اعمال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو املواں داو و
 شکار یعنی اگر کسی داؤد شکر کرے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہو

اکیانو باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان میں ہے

مریدوں کا ادب شیخوں کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضروری آداب
 ہے تو اور ان میں قوم کو اقتداء بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ
 ولیمہ ارفوان کی ہے اور جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو یا ربنا العزیز الخواص
 میں میری اللہ و رسولہ و انصوا اللہ ان اللہ شیخ عظیم یعنی ابراہیم راہ پندہ شی
 مست کرد و بر و اللہ اور اسکے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے ہو تحقیق اللہ
 شننے والا جاننے والا ہے عجب اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ کہا ایک گروہ نبی عظیم کا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکر نے کہا کہ قطعی بن عبد کو امیر کر
 اور عمر نے کہا بلکہ اقرح بن عباس کو امیر اس گروہ کا کہ ابو بکر نے کہا تم نے نہیں ارادہ
 کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ میں نے تیرے خلاف کا ارادہ نہیں کیا سو
 وہ باہم جھگڑنے لگے حتیٰ کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تب اللہ تعالیٰ نے نازل
 فرمائی آیت یا ایہا الذین آمنوا الایہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لا تقدروا
 کے معنی ہیں لا تلکوا میں یہی کلامہ یعنی آپ کے کلام کے سامنے سب کلام
 کرو۔ جاہل نے کہا کہ لوگ قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کر لیا
 کرتے تھے سو وہ تقدیم قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے
 گئے اور بعضوں نے کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر اور اس امر میں
 یہ نازل کیا جاتا سو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
 کہ اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ سنت رکھو اور کبھی نے کہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تا کہ وہ فرمان دے تمہارا ہو ورنہ
 اسی طرح سید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہو کہ وہ سلب والا اختیار ہو کہ نہ وہ اپنے
 نفس میں تصرف کرنا اور نہ اپنے مالی میں مگر شیخ کی طرف رجوع اور اُسکے احکام کے
 ساتھ کرے اور ہر مسئلہ اس بات کو ہم نے باب شیخ میں پور لکھا ہے اور بعض نے کہا
 لا تقدروا لا تشوا میں یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سبقت سنت کرو اپنے رسول پر
 کے سامنے اور اُسکے ساتھ چلو۔ اور ابو الدرداء سے روایت کی کہ امین ابی بکر کے
 آگے چلتا تھا تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس شخص سے آگے
 چلتا ہے جو تم سے دنیا اور آخرت میں بہتر ہے اور بعض نے کہا یہ آیت اُن قوم کے

حق بین نازی ہوئی ہر جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے پھر جب کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ لوگ اس میں غور کرنے اور قول و فتویٰ کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے نہیں کیے گئے اور اسی طرح مرید کا ادب شیخ کی مجلس میں ہر سزاوار یہ ہر کہ خاموشی کو لازم پکے اور اس کے حضور میں کچھ کلام حسن سے نہ کہے الا جب کہ شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب میں اس کے لیے گنجائش پائے اور مرید کی شان میں شیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہو کہ جو دنیا کے کنارے بیٹھا ہو انتظار رزق کا کر رہا ہو اس کی طرف بیجا جائے اور استماع کی طرف تاک رکھیں اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اس کی اراوت اور طلب کو متحقق کرتا ہو اور فضل آتی ہے جو اس سے فرید ہو اور قول کی طرف نظر کرنا اس کو مقام طلب اور اخرون خواہی سے اس مقام کی طرف رد کرتا اور پھیرتا ہو جو حسین ایک شکر کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہو اور یہ مرید کا گناہ ہو اور سزاوار یہ ہر کہ اس کی نگہ اشتہام اپنے حال کی طرف ہو جس کا استکشاف و استفہام شیخ سے سوال کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضور میں زبان سے سوال کا محتاج نہ ہو بلکہ شیخ اس کو جو چاہے وہ ابتدائے اس واسطے کہ شیخ چاہتا ہو کہ جو کئے وہ حق کے ساتھ کہے اور عارفین کی موجودگی میں اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلند کرتا ہو اور اس کے لیے باران رحمت طلب کرتا اور لگو پلاؤ چاہتا ہو سو اس کی زبان اور اس کا دل دونوں ان طالبوں کے احوال سے جو محتاج اس کے ہیں کہ جس کے ساتھ اس پر کشوز ہو ضرورت وقت کی طرف ناخود اور منہر ہیں اس واسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور تشہد اشتہام اپنے قول کی طرف

جانتا ہے اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار میں لانا اور اعتبار نہ رکھا کرنا سمجھتا ہے اور قول شتم کی مثال ہر جزو میں میں پڑتا ہے سو جبکہ تخم خراب ہوتا ہے تو وہ نہیں جھٹکتا اور کلمہ کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہے کہ اُس میں ہوسے کو دخل ہوتا ہے پس شیخ کلام کے تخم کو ہوسے کے شائبہ سے پاک صاف کرتا ہے اور اُسے اسدِ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اور اسدِ تعالیٰ سے مدد اور راستی مانگتا ہے اُس کے بعد بات کہتا ہے لہذا کلام اُس کا حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہے اسی واسطے شیخ مریدوں کے لیے امین الہام ہے جس طرح سے کہ جبریل امین وحی ہے سو جس طرح کہ جبریل وحی میں جیسا نہیں کرتا ہے شیخ الہام میں نہیں خیانت نہیں کرتا اور جس طرح کہ رسول اسدِ صلی اللہ علیہ وسلم ہوسے سے نطق نہیں کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی رسولِ امیر کا ہے وہ اسے نفس کے کلام نہیں کرتا اور ہوا سے نفس قول میں دوشو کے ساتھ کہ اُن دو میں سے ایک خود ہوش طلبِ قلوب کی اور بخون کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے اور بخون کے شان سے یہ نہیں ہے اور دوم نفس کا ظہور کرنا کلام کی شیرینی اور چھپے کے ساتھ ہے اور تحقیق کے نزدیک یہ ایک خیانت ہے اور شیخ اُن باتوں میں جو اسکی زبان پر جاری ہوتی ہیں خفتہ نفس ہے کہ سنا دے حق کی مستویاں اُس میں مشغول نہ ہو کہو کرتا ہے خطِ کم کردہ ظہور نفس کے فوائد سے ہر جو شیرین باطن اور چھپے کے ساتھ ہوتا ہے پس جو کہہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اُس کے ساتھ شیخ پر جاری کرتا ہے اُس کے لیے شیخ مستمع ایسے ہی ہوتا ہے گو یا کہ نیلِ مستمان ایک وہی ہوتا ہے اور شیخ ابو سعید رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ یاروں سے کلام ان چیزوں سے جو اسکی طرف اقصا میں اسد ہوتی تھیں اور وہ

کہا کہ تم نے کہ میں اس کلام میں شمع ایسا ہی ہوں جیسا کہ ایک تمہیں سے شمع ہر سو
 اس قول نے بعضے حاضرین کو مشکل میں ڈالا اور کہا ہر گاہ کہ وہ قائل ہی نہ وہ جانتا ہو
 جو کچھ کہ وہ کہتا ہو وہ کیونکر شمع کی مثال ہو سکتا ہو جو نہیں جانتا یہاں تک
 کہ وہ اس سے کہنے پھر رہے گھر پر واپس آیا اسی رات خواب میں اُس نے دیکھا ایک
 کئے والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیوں کی طلب میں دریا کے اندر
 غوطہ نہیں لگاتا اور سپیوں کو اپنے تورہ میں جمع کرتا ہو اور موتی کو اُس کے ساتھ
 حاصل کیا مگر وہ نہیں دیکھتا الا اس وقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہو اور موتیوں کے
 دیکھنے میں اُس کے شریک وہ لوگ ہوتے ہیں جو کہ دریا کے کنارے پر ہیں سو
 خواب میں اس معاملہ میں شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب احسن خاموشی اور
 بچھنا اور نسر دگی ہو یہاں تک کہ شیخ اس کلام میں ابتدا کر کے حسین اسکی
 قولاً و فعلاً جو اور یہ بھی کہا گیا ہو اس قول اگلی لا تقد موا بین یدری السد
 ورسولہ کوئی منزلت اسکی منزلت کے درامت طلب کرو اور یہ آداب کے
 محاسن اور اعزازات سے ہو اور مرید کے سرادار پہ ہو کہ اپنے نفس کو منزلت
 شیخ کے اور منزلت طلب کر کے ساتھ سخن ران نہ کرے بلکہ ہر ایک منزلت
 عالی اپنے شیخ کے لیے چاہے اور عطیات بزرگ اور مہربان خیریت کی تسامح
 کے لیے تمنا کرے اور اُس سے مرید کا جو حسن ارادت میں ظاہر ہوتا ہو اور مرید
 مریدوں میں اور یہ بات واجب الوجود اور نادر ہوتی ہو پس اسکی ارادت و شیخ کے لیے
 اُس سے زیادہ عطا کرنے جو کہ اپنے نفس کے واسطے تمنا کرتا ہو اور ادب ارادت
 کے ساتھ قائم رہتا ہو میری رحمہ اللہ نے کہا ہو کہ حسن ادب ترجمان عقل ہو

اور ابو بکر بن عقیقہ نے کہا ہے کہ مجھ سے ادھر ہم نے کہا کہ اسی فرزند علی کو اپنے نمک بنا
اور ادب کو اپنے آئینہ بنا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ تصوف نکل ادب ہے ہر ایک قوت
کا ادب ہے اور ہر ایک حال کا ادب ہے اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہے سو جو
شخص ادب کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہنچتا ہے اور جو کوئی
ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہے۔ اُس جگہ سے کہ قرب کا نکل کر تپا ہے اور اُس جگہ
سے کہ قبولیت کی اسیر کہتا ہے مرد و مسطر و درہر اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کی تاپ
سے نسبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ لا ترفعوا صوتکم فوق
صوت البیہی۔ یعنی اپنی آوازوں کو اوپر آواز نبی کے بلند مت کرو نہ ثابت بن
قبیس بن شماس کے کان میں گرانی تھی اور شری آواز اسکی تھی سو جب وہ کسی
آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتا تو اسکی آواز سے آپ کو اذیت پہنچا کرتی تو ہندھا
نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اُسکو اور دوسروں کو تادیب کرے۔ حدیث میں ہے
عبداللہ بن زبیر سے کہ افرع بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
ابو بکر نے کہا کہ اُسے اپنی قوم پر سردار بنائیے تو عمر نے کہا کہ اُسے سردار نہ بنائیے
یا رسول اللہ سو دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
ماجم رکھا کہ کیا یہاں تک کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو ابو بکر نے عمر سے
کہا کہ تو نے ارادہ نہیں کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ تو نے ارادہ نہیں
کیا مگر میرے خلاف کا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اُسکے بعد عمر جب
بھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو اُنکا کلام سنائی نہ دیتا

سیان تک کہ منہ سے پوچھا جاتا اور بعضوں نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو بکر نے قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرے گا اس شخص کی طرح جو صاحب ستر ہستہ کہتا ہے پس اسی طرح ستر دار ہو کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو اور ان کی بندگی سے اور کثرت کلام اور منہ سے گستاخی نہ کرے مان لگے جب کہ شیخ اسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا و قمار کے پردے اٹھانا ہو اور جب وقار دل میں قرار پاتا ہو تو زبان کہنے سے بند ہو جاتی ہو اور بعضے اوقات بعضے مریدوں کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ اتر جاتا ہو کہ مرید کو یہ طاقت نہیں ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور کبھی مجھے تپ آتی اور میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابو نجیب سہروردی رحمہ اللہ آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا پٹکا کرتا اور میں جاہتا تھا کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جائے سو میں جب کہ شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ آتے تو یہ حالت انہی پاتا اور اُسکے قدم میں برکت اور شفا ہوتی تھی اور میں ایک دن خالی گھر میں تھا اور یہاں ایک منہیل تھی جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور شیخ اُس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقاً میرا پاٹون اُس پر پڑ گیا اس سے میرا باطن بخمیدہ ہوا اور اُس سبب مجھے خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی منہیل پر پاٹون پڑ گیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اسکی برکت کی مجھے امید ہو۔ ابن عطاء نے اس آیت کے معنی میں لا ترفعوا صواتکم کہا ہے کہ یہ ایک زجر اور جرح کی ادنیٰ خطا پر ہے تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ بڑھائے اور اس میں سہل کا یہ قول ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

تم مت کو ادا اس طور پر کہ تم متغناہم اور استفسار کرتے ہو۔ اور ابو یوسف نے ظاہر نے کہا کہ اگر
 کہ رسول علیہ السلام سے ابتدا خطاب نہ کر دو اور اس کو جواب مت دو مگر حدیث
 پر والا تجربہ بالاقول بکبر بعضکم بعض یعنی خطاب میں آپ کے ساتھ دوستی نہ
 کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم میں سے ایک دوسرے
 کو پکارتا ہے بلکہ اسکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کو یا نبی الصدیار رسول اللہ
 اور اسی قبیل سے شیخ کہے۔ میرے کا خطاب ہو اور جب کہ وقار دل میں ہو
 ہوا تو وہ زبان کو کیفیت کے سکھلا دیتا ہے اور ہر گاہ کہ نفوس اولاد و ازواج
 کی محبت کا شیفہ ہو جائے اور نفوس و طبائع کی خواہشیں ممکن ہو جائیں تو
 زبان سے عجیب عبارتیں نکلتی ہیں اس حال میں کہ وہ نفوس اپنے وقت کی گنت
 اور قیمت میں ہوں تو نفس کی شیعہ کی اور اسکی ہوا ان عبارت کو بناتی ہے مثلاً
 قلب حرم اور وقار سے بھرا ہوتا ہے تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہے۔ اور
 روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابوبکر بن قیس اسے بہت بڑھا اور کہا
 سو عاصم بن عدی اسے گزرا اور کہا اے ثابت کس چیز کے لیے کہ یہ ہوا کہ اس
 آیت نے نرلا یا مجھے ڈر ہو کہ میرے حق میں نازل ہوئی ان خطبات اعمالکم و تم لا شعرون
 یعنی یہ کہ تمہارے اعمال اس جا میں اور تم کو معلوم نہ ہو۔ اور حال یہ ہو کہ
 میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہو میں ڈرتا ہوں کہ میرے عمل میں
 جا میں اور میں دوزخ میں سے ہوں سو عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 پاس گئے اور ثابت پر آواز زیادہ بکاغالب ہوا کہ اس آیت میں اسکی نبی
 جہیلہ بیٹی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی آئی سو اس سے میں نے کہا جب میں اپنے

اصطبل میں جاؤں تو دروازہ بند کر کے قفل لگا دے تو اُس نے قفل لگا دیا حتیٰ کہ جب وہ وہاں سے نکلے تو اُس کے حال پر اُسکو ترس آیا اور ثابت نہ کیا کہ میں بیت نکلوں گا یہاں تک کہ مجھے اللہ تعالیٰ موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے رخصتی ہوں پھر جبکہ عاصم نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور اُس کے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکو بلالؓ اور عاصمؓ میں جگہ آئے جہاں آپ کے مکان اور اُسے نہ پایا پھر مسکلی بی بی کے پاس آئے سو گھوڑے کے اصطبل میں پایا تب اُس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلاتے ہیں تو کہا قفل تو دروں بعد اذان دونوں رسول اللہ کے پاس آئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ثابت تھے کس چیز نے مڑا یا اُس نے کہا میں چلا نکلا ہوں اور مجھے خبر ہو کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہو تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو رخصتی نہیں ہو کہ تو خوش زندگی کرے اور شہید ہو کر مرے اور بہشت میں داخل ہو کہا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی بشارت پر رخصتی ہوں اور میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دینی آواز کو بلند نہ کروں گا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ان الذين يفتنون اصواتهم عند رسول الله يعني وہ لوگ کہ بات کرنے میں آواز زہمت اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت کے سبب رکھتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل غبت سے دیکھتے تھے کہ وہ ہمارے سامنے چلتا تھا پھر جبکہ سیلہ کی لڑائی میں مقام نیاد کا دن تھا تو ثابت نے مسلمانوں میں سے بعض خستہ کی دیکھی۔ یہ نہیں ہے ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا انہو سے جوان لوگوں پر اور یہ کیا کرتے ہیں پھر ثابت نے سالم بن عبدیہ سے

کہا کہ کیا ہم دشمنانِ خدا سے مثل اسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ نہیں لڑتے تھے پھر وہ دونوں پائون گاڑ کر کھڑے ہو گئے اور برابر دونوں
 لڑا کیے یہاں تک کہ دونوں قتل ہوئے اور ثابت شہید ہوئے جیسا کہ جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے وعدہ کیا تھا اور اسوقت ایک زرہ
 اُنکے بدن میں بھی پھر ایک شخص نے صحابہ سے انگوٹھ کے بعد خواہش کی دیکھا اور
 اُس سے کہا کہ سنو فلاں شخص مسلمان نے میری زرہ اتاری اور لشک کے گوشہ میں
 اُسے لے گیا اور اُسکے پاس گھوڑا کو دینے والا اور لات چلانے والا اور پیر
 زرہ پر ایک سنگین رکھی ہے تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اسکو خبر دے تاکہ وہ
 واپس لے لے میری زرہ اور ابابکر علیہ السلام کے پاس جا
 اور اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہے تاکہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے اور
 فلاں شخص میرے غلاموں سے آزاد ہو جس اُس شخص نے خالد کو اطلاع دی تو
 اُسے زرہ اور گھوڑے کو اُسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھرتی اور خالد نے
 اس خواب کی خبر دی ابو بکر نے اُسکی وصیت جاری کی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما
 نے کہا میں اُسی وصیت نمایاں جانتا ہوں جو وصیت کرنے والے کی موت کے
 بعد جاری کی گئی ہو مگر وہ وصیت پس یہ کہتے ہیں جو ثواب کے لیے ظاہر ہوئی اس
 سبب سے کہ تقویٰ اُسکا اچھا تھا اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے ساتھ خوب تھا اور یہ صادق کو چاہیے کہ اُس سے عبرت لے کر رہے اور جانے کہ
 شیخ اُسکے پاس اسرار اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہیں اور وہ شخص جسے
 شیخ پر اعتماد کیا وہ جانے کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہے کہ اگر وہ نہ مائتہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پوتا اور خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اعتماد رکھنا اور قوم کو واجب ادب پر قائم کیا اللہ تعالیٰ نے اُنکے حال سے خبر دی
اور اُنکی تعریف کی اور لکاک الدین متین اللہ قلوبہم للتقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنکے
دلوں کو آزمایا ہر اور اُنکو خاص اور بکرا کیا ہر جس طرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہے
اور خاص اُنہیں کا نکلتا ہر اور جس طرح کہ زبان ترجمان دل کی ہر اور قلب کے بوجہ
ہونے سے لفظ منہ ب ہوتے ہیں اسی طرح سرور اہر کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو۔
ابو عثمان کا قول ہر کہ ادب بزرگوں کے سامنے اور اولیاء بزرگ کی صحبت میں
صاحب ادب کو درجات بلند تاب اور دنیا و عقبی کی خیر و برکت کو پہونچاتا ہر
کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف دلوں ہم صبر و حتیٰ تخرج الیہم
لکان خیر اہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ
اُنکے لیے بہتر ہوتا۔ اور اُن باتوں سے جو اُنکو اللہ تعالیٰ نے سکھائیں قول حق
بحانہ و تعالیٰ کا ہر ان الذین ینادونک من وراء حجرات اکثرہم لا یعقلون یعنی
ہر اُنہیں وہ لوگ جو مجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہیں انہیں سے اکثر کم عقل ہیں
اور یہ حال نبی تم کے گروہ کا تھا کہ وہ اُنے خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور انہوں نے پکارا اے محمد ہماری طرف اس واسطے کہ ہماری مدح
زیت ہر اور مذمت ہماری عیب ہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سنا اور آپ اُنکی طرف چلے اور یہ اُسوقت فرماتے تھے انا ذلکیم لعلانی و منہ شین
و مدہ زین یعنی کہ بات یوں ہر کہ یہ شان اللہ کی ہر کہ بُرائی اسکی عیب ہر
اور تعریف اسکی زینت ہر یہ قصہ طویل ہر اور وہ لوگ اپنے شعرا اور خطیبوں کو

ساتھ لائے تھے تب اپنی حسان بن ثابت اور نوجوانانِ مہاجرہ انصارِ خطب کے
ساتھ غالب آئے اور اس قصہ میں مرید کے لیے ادب ہو جب کہ وہ شیخ کے
پاس آئے اور اسکے سامنے ہوا اور جلدی کو ترک کرے اور مرید ٹھہرا رہے یہاں تک
کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے۔ میں نے سنا ہے کہ شیخ عبد القادر
رحمہ اللہ نے پاس جب کوئی فقیر نہ آتا اور اس فقیر کی خبر دی جاتی تو آپ
باہر آتے اور دروازہ کا ایک بیٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ کرتے اور اسکو
سلام کرتے اور اسکے ساتھ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کی طرف رجوع کرتے
اور جب کوئی ان لوگوں میں سے آتا جو گروہ فقر سے نہوتا تو آپ باہر آتے اور
اسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پٹ جاتے تو بعض فقرائے دل میں انکا
مختور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہیں آتے اور غیر فقیر کے لیے
باہر آتے ہیں سو جو بات کہ اس فقیر کے دل میں مختور ہوئی تھی شیخ ناک اسکی خبر
پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہے یعنی ایسی چیز جسے ساتھ بندہ نہیں ہو
اسکے ساتھ دوستگی اور رابطہ قلبی ہر اور وہ اہل ہر اور اس اہمیت اور بگائی
نہیں ہر اس واسطے کہ ہم اسکے ساتھ ہر وقت قلوب پر اکتفا کرتے ہیں اور ظاہر
کی ملاقات پر اس سے اس قدر پر قانع ہیں لیکن جو شخص فقر کے غیر میں ہر
تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے ہوئے ہر سو جب کہ اس سے
انکے حق ظاہر نہیں کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہر پس مرید کا حق ہر کہ شیخ کے
ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن کو تبادیل کیے آئی منصور مغربی سے لوگوں نے
سوال کیا کہ کس قدر ایسا چٹان کی صحبت میں آپ رہے گا میں اسکی خدمت میں

راہیوں نہ اسکی صحبت میں اسواسے کہ صحبت بھائیوں اور برابر کے آدمیوں کے
 ہوتی ہو اور مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہو۔ اور مرید کو سزاوار ہے کہ جب کبھی
 اسکو شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو حضرت
 خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کو نوکر کام کرتے تھے جبکہ موسیٰ انکا
 کرتے تھے اور جب اسے خضر نے خبر دی جو اس میں سر تھا تو موسیٰ اس کے انکار سے رنج
 کرتے تھے تو برہنہ سکا انکار کر کے اسواسطے کہ شیخ سے جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہو اسکی حقیقت
 کا علم اسکو کم ہو اور شیخ کے لیے ہر ایک چیز میں غدر و علم اور حکمت کی زبان سے جو اسکو
 حاصل ہو۔ مہتاب بنید نے ایک مسئلہ بنید سے پوچھا اور اسکا بنید نے جواب دیا
 اس میں معارضہ کیا بنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایمان میں ہو تو مجھے علیحدگی اختیار
 کرو اور بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ جس نے حرم اس شخص کی جس سے ادب پایا یا قدر اور
 عظمت نہیں کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ ہے کہ جس شخص
 نے کہا اپنے استاد سے کہا کہ نہیں وہ کبھی غلام اور نجات نہ پائے گا۔ حضرت
 ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں
 بات کہنا ترک کروں تو تم بھی ترک کرو اور جب میں تم سے بات کروں تو وہ مجھ سے
 حاصل کرو سو اسطے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوئے کہ
 سوالات بہت کیا کرتے اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرتے تھے بنید علیہ الرحمۃ
 نے کہا ابی حفص غنیثا پوری کے ساتھ میں نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش
 رہا کرتا اور بات نہ کرتا تو میں نے اس کے یاروں سے کہا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے
 کہا گیا کہ یہ ایک انسان ہے جو ابلی شخص کے ساتھ رہا کرتا ہے اور ہماری خدمت

کیا کرتا ہو اُسکے پاس ہزار درہم تھے اسپر خرچ کیے اور ہزار درہم اور قرض لیے
 وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روزانہ رکھا کھا کہ ایک کلمہ سے ہی اُسکے ساتھ
 بات ہو۔ اور ابو زید بسطامی نے کہا کہ میں اباعلیٰ سندھی کی صحبت میں رہا ہو
 میں اُسکو وہ چیزیں تلقین کرتا تھا جیسے ساتھ وہ اپنے قرض کو قائم کرے اور وہ مجھے
 صرف توحید اور حق تعالیٰ کی تعلیم کرتا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا کہ میں ابو حفص کی صحبت
 میں رہا جبکہ میں نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا میرے پاس
 بیٹھو پس اُسکے کلام کی مکافات یہ نہیں کہ میں اُسکی طرف بیٹھ بیٹھوں اور پورا
 پیچھے کی طرف چلتا ہوں اور میرا منہ اُسکے سامنے تھا یہاں تک کہ میں اُس سے غائب
 ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ اُسکے دروازہ پر میں اپنے لیے ایک
 کنواں کھودوں اور اُس میں اتروں اور بیٹھ رہوں اور اُسکے اندر سے میں باہر نکلوں
 مگر اُسکی اجازت سے پھر جبکہ مجھ سے یہ امر دیکھا تو مجھے قرب دہی اور مجھے قبول کیا
 اور اپنے خاص یاروں سے گردنایا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اسد اسپر
 رحم کرے اور مصنفیہ کے ادب ظاہری سے یہ ہو کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوئے اپنا
 سجادہ نہ بچائے مگر جبکہ نماز کا وقت ہوا سو اس نے کہ مرید کی شان سے یہ ہو کہ غصہ
 کے لیے اور باتوں سے انقطاع کرے اور سجادہ کے بچانے میں آسائش اور
 اغراض کا ایک اشارہ ہو اور سماع میں شیخ کے ہوتے ہوئے خفت نہ کرے الا
 اس وقت کہ وہ حدیث سے خارج ہو جائے اور شیخ کی ہیبت مرید کو سماع کو کھل
 کھیلنے سے باز رکھتی ہو اور اُسکو اپنے بس میں رکھتی ہو اور مرید کا استغراق شیخ
 کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق اسپر وارد ہوتا ہو اُسکے دیکھنے میں سماع کے

سننے سے زیادہ گوارا ہے اور ادب سے یہ بات ہے کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ
 چھینا لے اور نہ وہ چیز کہ عطیہ حق اسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے
 ظاہر ہو اُسے پوشیدہ نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالیٰ اُسکی طرف سے
 جانتا ہے ظاہر نہ کرے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے میں شر مالتا ہو اُسکا ذکر ایسا
 اور اشارہ سے کرے سو اچھیک مرید کا ضمیر جب کسی چیز میں پیچیدہ ہو جاتا ہے جسے
 شیخ پر صراحت یا اشارۃ ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن میں ایک گرہ رہ جاتی
 ہے اندر پڑ جاتی ہے اور شیخ سے کدنیے میں وہ گرہ کھل جاتی ہے اور دور ہو جاتی
 اور ادب سے یہ ہے کہ شیخ کی صحبت میں نہ جاوے مگر اُسوقت کہ اُسے معلوم
 ہو جائے کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہے اور شیخ زیادہ دوسرے
 اُسکی تادیب میں راست اور درست نہ ہو اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی طرف
 جائے تو اُسکی صحبت مصفا نہیں ہوتی اور غول شیخ کا سینہ غور نہیں کرتا اور اُسکا ہاتھ
 شیخ کی شراعت کے لیے قابلیت نہیں رکھتا اس واسطے کہ مرید نے جب شیخ کو
 شیخت میں کیٹا یقین کیا تو اُسکے فضل اور الوہیت کو جانا اور اُسکی محبت
 زیادہ ہو گئی اور محبت اور نفقت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہو اور قوت
 محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہے سو اسطے کہ محبت علامت
 تعارف کی ہے اور تعارف علامت حبسیت کی ہے اور حبسیت مرید کے لیے مال
 بعض حال شیخ کی بھینچنے والی ہے۔ ابوالوامہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم سے رواج کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بیش ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو
 حکمائی تو وہ اسکا سوا ہے سزاوار ہے کہ اُسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ اخیر فریفت سے

اور جس نے یہ کام کیا ہر آئندہ اس نے اسلام کے دستوں میں سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا۔ اور
 منجملہ ادب کے یہ ہر کہ جزئیات و کلیات میں شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور
 شیخ کی کراہت کو حیر نہ جانے تاکہ حرکات اسکے شیخ کے حسن خلق اور اس کے کمال علم
 اور مدارستہ کے اعتماد و جہاں ہی رہیں ۱۰۰ ہر ایم بن شیبان نے کہا کہ ہم باعبد ہند مغربی
 کی صحبت میں رہتے تھے اور ہم اس وقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور
 بیابانوں میں سفر کرتا تھا اور اس کے ساتھ ایک شیخ حسن بن نام تھا اور شیریں اس کی صحبت
 میں رہا سو جب کبھی ہم میں سے کوئی خطا کرتا اور اس پر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا تو
 ہم اسے ضعیف من کہتے ساتھ شفاعت کرتے یہاں تک کہ شیخ کا التفات مثل سابق
 ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ ہر یکا یہی ادب ہو کہ اپنے وقائع اور کشف پر بدن رجوع
 شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اس واسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہو اور اس کا باب
 مفتوح الی اللہ بزرگتر ہو پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا تو شیخ اس کے
 موافق ہو گا اور اس کا اسضا اور اجراء یہ کہے لے کر لگیا اور جو بات میں عند اللہ ہو گی
 اس سے اختلاف نہ کر لگا اور اگر ایمان کیچہ شبہ ہو تو شبہ نہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے
 زائل ہو جائے گا اور مرید کو واقعات اور کشفوں کی صحت کا علم حاصل ہو گا اس واسطے
 کہ مرید کے واقعہ میں تاہد اس راہ کی آمیزش ہو جو اسکے نفس میں ہو اور واقعہ
 کے ساتھ راہ نفس بل جل جائے خواب میں ہو یا بیداری میں ہو اور ایمان ایک
 سرچشیم ہو اور مرید نفس کی سرچشیدہ کے شیخ کے میں قائم نہیں ہوتا اور جبکہ
 اس نے شیخ کے سامنے اس کو بیان کر دیا تو راہ نفس کا مرید کے اندر غنی ہو کر شیخ
 کے حق میں اس کا انکشاف مفتوح ہو یعنی وہ ایمان ہو چکا اگر سنجاب حق ہو

تو وہ طریق شیخ سے مبرا ہو جائے گا اور اگر اسکا واقعہ ہوا کہ نفس کی انقباض کی
طرف منہج ہر تو وہ نازل ہو جائے گا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائے گا
اور اسکا بار شیخ اٹھا لیتا ہے اس واسطے کہ اسکے حال میں قوت ہو اور جناب اتنی
میں اسکی باریابی کی صحت اور اسکی معرفت کماں پر ہے۔ اور ادب شیخ سے یہ ہے کہ
جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ کمال
شیخ پر بقیہ کرتے ہیں عجلت نہ کرے اور نہ اسیر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہاں
تاک کہ اسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہے آیا وہ اسکے لیے آمادہ اور اسکے
کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہو کر ہیں جس طرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب
اور شرائط ہوتے ہیں اس واسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے
اسی طرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطیں ہیں اور وجہ یہ ہے کہ
وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہے اور اللہ تعالیٰ سے قبل اسکے کہ شیخ سے کلام کرے
توفیق اسکی مانگے جو ادب سے اسکے محبوب و مرغوب ہے اور اس میں شائبہ نہیں
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اس پر تنبیہ کر دیا ہے جو ان کہ یہ اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب اور کلام کرو اور فرمایا ہے
کہ یا ایہا الذین امنوا اذا ناصتیم الرسول فقد ناصتہم فیہی تو کم صدقہ مستقیمہ
یعنی اے ایمان والو جس وقت ہمید کی بات کہو رسول سے تو وہ پہلے ہمید
کی بات کہنے سے غیرت۔ جمد اللہ بن عباس سے اس آیت کی شان نزول میں
کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوال کرنا اور مانگنا
شروع کیا اور کثرت سے حتیٰ کہ آپ پر دشوار کر دیا اور بہت الحاح سے

مانگئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انکو ادب سکھایا اور اس امر سے انکو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے
 حکیم انکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات چیت نہ
 کریں جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدیں اور بعضوں نے کہا ہر کہ دو تہم
 لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس میں فقرا پر غلبہ کرتے یہاں تک
 کہ انکا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حکم
 صدقہ کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب دولت مندوں نے یہ دیکھا تو آپ
 کی بات چیت سے باز رہے اس واسطے کہ جو لوگ مفاسد تھے انہی سے پاس بچہ مال
 نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ ذمی مقدمہ کرتے تو انہوں نے بخل کیا اور
 باز رہے تب یہ امر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا
 اور آیت نخصت نازل ہوئی اور فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ تَقَدَّرْتُ اَبَیْنِیْ بِرَیْیِہِمْ
 صدقات یعنی کیا تم ڈر گئے کہ دو پہلے بھیہ کی بات کرنے سے خیرات اور
 بعضوں نے کہا ہر کہ ہر گاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے سرگوشی نہیں کی سو دنیا
 پیش کیے پھر اسے صدقہ میں دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب
 اللہ میں ایک آیت ہے جس پر عمل کسی نے پھر سے پہلے نہیں کیا اور نہ پھر سے
 بھیجے کوئی اس پر عمل کرے گا اور روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
 تو آپ نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ صدقہ میں تیری کیا رائے ہے
 جس قدر دنیا ہوں علی نے کہا اسکی طاقت لوگوں کو نہوگی فرمایا کہ پھر
 اس قدر علی نے کہا کہ ایک دانہ جو یا ایک جو ہو اس پر ضابطہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ توڑا زہر و اندک خوار ہے بعد ازاں آیت نصیحت اُتری اور
وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُس پر اللہ تعالیٰ نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن
ادب اور مفید لفظ اور احترام کے تھا وہ منسوخ نہیں ہوا اور فائدہ باقی ہے عباد
بن صامت سے روایت ہے کہ اس کا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے
سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم میں سے وہ شخص نہیں ہے جو ہمارے بڑے کی بزرگی نہ
کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس
علما کا احترام تو فقی اور ہدایت ہے اور اُس کا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہے
با وخوان باب شیخ کے آداب اور اس خبر کے بیان میں جس کا وہ برتاؤ
یارون و شاگردوں کے ساتھ کرے

آداب فردی سے یہ ہے کہ غیغ صادق قومی بھائیوں پر فوقیت رکھنے کے ساتھ
پیش نہ آوے اور نہ اس واسطے کہ اُنکے باطنوں کو اس چاہت سے کہ میری تعجیت
کو میں بھی باتوں اور لطف مدار سے اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ
اللہ تعالیٰ اُسکے پاس مریدوں اور ہدایت خواہوں کو بھیجتا ہے جو حسن ظن اور صدق
ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہیں تو اُس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اللہ کی طرف سے
استحسان اور آزمائش ہو اور حال یہ ہے کہ نفس کی ترشت میں داخل ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ
ظہور میں اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہے کہ غفلت اور غشہ نشینی میں
سلامت اور میں ہے پس ہر گاہ کہ مقدر اپنے وقت پر پہنچا اور بندہ اپنے مال و تن کی قدر کرے
ہو اور اُسے اللہ تعالیٰ کے اُسکے قیام سے جان لیا کہ وہ مریدوں کی تعلیم اور ارشاد
کے لیے مقصود اور مراد ہے تو اس وقت اُن لوگوں سے کلام نہ کرنا صحابہ شفقانہ کرے

جیسا کہ باب پہلے سے کرتا ہے جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مہر و طبیب
 کہ سعد تعالیٰ اُسکی طرف بھیجے اللہ تعالیٰ اُسکے معنی میں رجوع کرتا ہے اور نہایت کمکار و کمزور
 کرتا ہے کہ تو کسی اسکی اس معاملہ میں کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو
 چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جب کہ اُسکا دل اللہ تعالیٰ کی طرف ناظر اور
 اُسکے ساتھ یاری طلب قول صواب کا ہر بات میں ہو۔ میں نے اپنے شیخ ابو نعیم
 سر فردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یاروں کو وصیت کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ
 کہتے تھے کہ فراق میں سے کسی کے ساتھ بات مت کر الا اس وقت جو تیرا صافی تر ہو اور
 یہ ایک وصیت نافع ہے اس واسطے کہ کلمہ سچے مرید کے کان میں ایسا ہی واقع ہوتا ہے
 کہ جیسے تخم زہین میں گرتا ہے اور ہم ذکر کر چکے ہیں کہ خراب تخم ضائع اور تباہ ہوتا ہے اور
 کلام کا تخم جو ہی سے خراب ہو جاتا ہے اور جو ہی کا ایک قطرہ علم کے ایک دریا کو گنڈا
 کر دیتا ہے سو جب کہ اہل صدق و ارادت سے کلام کرے تو چاہیے کہ قلب ہر وقت
 سے اسی طرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہے اور جس طرح کہ
 زبان ترجمان قلب دل ہر دل اُسکا ترجمان حق بنده کے پاس ہوتا ہے وہ ناظر
 الی اللہ ہو گا اس طرح کہ اُس سے کہنے اور جو کچھ وارد ہو اُسکو تلقی اور قبول کرے
 اور اُٹھیں امانت کو ادا کرے اُسکے بعد شیخ کو سراہا ہے کہ مرید کے احوال کا اعتبار
 کرے اور غوا سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے اُٹھیں
 اُن چیزوں کو دریافت کرے جو اسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اس واسطے کہ
 بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جو صلاحیت اسکی رکھتے ہیں کہ فقط عبادت اور جسمانی
 اعمال کریں اور ابراہیم کا طریق طہیج اور بعض مرید ایسے ہوتے ہیں جنہیں صلاحیت

قرب کی ہوتی ہے اور اس قابل ہوتے ہیں کہ مقرران کی راہ چلیں جو سلاطین قلوب اور معاملات سینہ کے سبب درجہ مراد کے منظور نظر ہیں اور ہر ایک گروہ کے لیے برابر اور مقرر ہیں۔ بدترین درہماتیں ہیں شیخ باطنی کا گاہی پرکھنے والا ہے وہ ہر ایک شخص کو جانتا ہے اور ہر ایک کو جانتا ہے جس کی اسے صلاحیت ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ تنگی گنوار آدمی جانتا ہے کہ زمین کیسی اور زرخیز کس طرح لگاتے ہیں اور ہر ایک پودا زمین کو پہچانتا ہے اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہے حتیٰ کہ ایک عورت روٹی پہچانتا ہے اور اس کا کھانا اور موٹا دبا کر ایک سبب بایں جانتی ہے اور شیخ مرید کے خال کو جاننے اور نہ اس خیر کو جس کے قابل وہ ہے اور حضرت رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگوں سے انکی عقل کے موافق بات چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جس کے قابل وہ ہوتا تھا تو بعضے نہیں تھے وہ تھے جنکو خرچ اور اتفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو مل اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب و پیدا کرنے کا اور بعض کو ترک کسب کا حکم دیتے تھے اصحاب سفہ تھے اور رسول اہد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے اوصاف و اطوار جانتے تھے اور جو خیرین کہ انکے قابل تھیں البتہ درجہ دعوت میں آپ سب کی دعوت فرماتے سو اسلئے کہ آپ اسی واسطے پیدا ہوئے اور بھیجے گئے تھے کہ محبت کو ثابت کریں اور دلیل کو وضع کریں عام دعوت کرتے اور دعوت سے مخصوص اسکو نہیں کرتے جسمیں ہر امت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جسمیں یہ کرتے ہیں ایک شخص کا ادب یہ ہے کہ اسکے واسطے خلوت خاص ہو اور وقت خاص ہو جسمیں جانیں خلق کی فراحت کی نہ تو کہ خلوت میں فائدہ خلوت کا دے اور اسے

نفس میں دعویٰ قوت کا نہ کرے جس پر یہ گمان ہو کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلتا اور
 ایسے بات چیت کرنا جسے نقصان نہ کرے بچا اور اس سے امید نہیں کرتا اور وہ خلوت کا
 محتاج نہیں ہے اس لیے کہ ہر نفسی اہل علم باوجودیکہ کہاں آپ کو حال میں
 تیار ہوں کو قیام فرماتے تھے اور نماز بن بڑھا کرتے اور پھر دوست فرمایا
 کرتے تھے اور بسا اوقات غصے جنہیں آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہے کہ انسان
 کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہیں ہے کہ قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور ہر وقت
 مغرور اور فریفتہ لوگوں نے فضاغت تھوڑی خوشدلی پر کر لی اسکو سرمایہ اپنا گردانا
 اور اپنے قلب کی طبیعت پر دھوکا کھا گئے اور میل جول اور ملاقات محبت میں پانون
 اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو یہودہ لوگوں کا ٹھکانا بنا دیا ایک قلم کے سبب جو
 اس کے پاس کھاتے ہیں اور اس صہر بانی کے باعث جو اس سے پاتے ہیں سو اسکا
 قصد وہ شخص کرے جسکا قصد دین نہوا اور نہ اسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیوں کی
 راہ چلے ہیں وہ خود بھی فتنہ میں پڑتا ہے اور لوگوں کو بھی فتنہ میں ڈالتا ہے سو
 قصور کے موقعوں میں رہا اور فتور کے دائرہ میں گر کر آتشخ اندھ تھالی کی مدد
 چاہے اور اس کے سامنے دل سے تصریح و زاری کرتے سے مستغنی نہیں ہوتا اگر وہ
 اپنے قالب اور قلب کے ساتھ مستغنی نہیں ہے تو اس کے لیے ہر لمحہ میں ہر لمحہ الہی
 ہوگی اور ہر ایک جنبش میں اللہ تعالیٰ کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغرورین کے
 سر پر آتا ہے جو مدعی قوت کے ہیں اور بات چیت اور میل جول میں پانون پھیلاتے
 ہیں اسکی صرف وجہ یہی ہے کہ صفات نفس کی معرفت انکو کم ہے اور تھوڑی
 بخشش پر وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ اور شیخون سے ادب کم پایا ہے جنید

اعلیٰہ الرحمہ اپنے یاروں سے کہا کرتے کہ اگر میں یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تجارت سے ما
صحت رکھنے سے افضل ہے تو میں تجارت سے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت خلوت میں رکھے
تو خلوت میں بیٹھے اور اگر صحبت میں فضل رکھے تو یاروں کے ساتھ بیٹھے تب صحبت
اسکی خلوت کی حمایت میں ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے اسکے بڑھکر ہوگی اور میں
سر اور بھید ہر اوپر اس واسطے ہے کہ آدمی کے اندر ترکیب مختلف ہے کہ انہیں تغایر
اور تضاد ہر اس وجہ سے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ سفلی اور علوی کے درمیان
امد رفت رکھنے والا ہے اور اس تغایر کے سبب جو اس میں ہر ایک حصہ سستی کا
صبر ہے ہر جو مصروفیت حق پر ہو اور اسی واسطے ہر ایک ماحل کے لیے ایک سستی
ہوتی ہے اور یہ سستی کبھی صورت عمل میں اور کبھی عمل میں فرہ نہ ملنے سے ہوتی ہے اور
اگر صورت عمل میں نہ ہو سستی کے وقت میں مریدوں اور سالکوں کے لیے تصنیع اوقات
اور نفس کی رحمت اور بیکاری اور تعلل کی طرف سیلان ہوتا ہے اور جو شخص کہ مشغیت کے
مرتبہ کو پہنچ گیا ہے تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اسکی کاہلی
کے حصہ سے فلاح پاتی ہے اور اسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہیں ہوتا جیسا کہ مریدوں
کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہے سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت طلب سے اہم تھا
کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہے اور شیخ اپنی کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے
فضیلت حاصل کرتا ہے اور اپنے اوطان خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہے اپنے
نفس شہتہ سے بیشتر اس سے کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود کرتا
اور اس وقت شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے بھرتا ہے تا یہ فیاض البال اپنے طلب
کے ساتھ جوشنہ اور زور ہر اور اسی روح کے ساتھ جو غبار کی دید کی مضیق سے

آزاد ہو اور اپنے شغف کی حدت سے دارالقراری طاعت آئے وہی ہو۔ اور شیخ کے وظائف
 سے یہ ہو کہ اہل ارادت و طلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور اپنی ان باتوں سے جو کہ
 مشائخ کے لیے تعظیم اور تحمیل اور استعمال تو وضع و جب ہو نیچے آئے۔ رقی نے کتاب
 کی ہو کہ مصر میں تالیس در سجد میں فقر کی ایک جماعت شیعہ ہوئی تھی کہ اس آستان میں
 رفاق آیا اور ایک سنوں کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ اُدھر
 شیخ نماز سے فارغ ہو اور ادھر ہم آئیں اور اسکو سلام کریں سو جب وہ فارغ ہوا تو
 چٹا سی طاعت آیا اور بیس سلام کیا اس پر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ ادنیٰ تھے
 تو شیخ نے کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اس کے ساتھ کبھی عذاب میں نہیں ڈالا یعنی میں بھی
 اس کا عقیدہ نہیں ہوا کہ میرا احترام ہو اور اسکا کوئی قصد کرے اور شیخ کے آداب سے
 یہ ہو کہ مریدوں کے حال کی طاعت اُسکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی سے ترویج کرے۔
 بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے ساتھ ملاقات کرو اور علم کے
 ساتھ ملاقات کرو سو اسطریقہ نرمی اسکو مانوس کرتی ہو اور علم و بحث اسکو وحشت
 دلاتی ہو تو جب شیخ یہ ترانو نرمی سے کریگا تو مرید رفتہ رفتہ اسکی برکت سے علم کے نفع
 کو پہونچے اور ترقی کرے گی اب مزاج علم کے ساتھ تعامل کرے۔ اور شیخ کے ادب سے
 یہ ہو کہ یاروں پر مہربان رہے اور محبت و درمض میں انکی حاجت روائی کرے اور انکے
 حقوق کا ترک اس کا عذر نہ ہو کہ وہ صاحب ارادت و صدق ہیں بعضوں نے کہا ہو
 کہ اپنے بھائی کا حق مودۃ جو ہے اور اسکے دیان میں ہو ضائع مت کرو اور جو برائی
 رویت ہو کہ میں تب کہج سے اُٹھا پھر ا تو جلید سے میں نے ابتدا کی اور
 اسے سلام کیا اور باتیں کیں تاکہ وہ ملاقات کے لیے تشکیل نہ کریں پس

میں اپنے گھر آیا سو جب میں صبح کی نماز پڑھ چکا اور اٹھا پھرا تو کیا دیکھا ہوں کہ جتید میرے پیچھے پیچھے ہو سو میں نے کہا کہ یا سیدی میں نے اسی واسطے آپ سے اول ملاقات کی اور سلام کیا تاکہ آپ یہاں تک آنے کی تکلیف نہ اٹھائیں آپ نے فرمایا کہ یا اباحمد یہ تیرا حق ہے اور یہ تیرا فضل ہے۔ اور شاخ کے آداب سے یہ کہو کہ جب کسی طالب مستر شد نے مخالفت اور نفرت میں اور حد و غریت کے اعتماد میں ضعف پایا کہ اسکے ساتھ ملائیت کریں اور حد و غریت پر اسے ٹھہرا دیں کہ اس میں بہت خیر و نفع ہے۔ جب تک بندہ غریت کی چادر دیواری سے در نہ گذرے تو وہ آزاد ہے بعد از ان قائم ہوا اور فقیروں سے ملا اور از دم غریت میں مشاق ہو گیا تو نرمی کے ساتھ غریت کے مقامات تک چڑھایا جائے۔ ابوسعید بن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تاجور اور ابھیم صانع سے مشہور تھا اور ہسکا باپ دو تہند تھا سو وہ صوفیہ کی طرف پلٹ آیا اور ابو جہر قلانسہ کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ سپہ ابو احمد کے ہاتھ لگاتا تو وہ اس کے لیے پتلی جیپا تیاں اور خٹا ہوا گوشت اور طواخریک تیار اور اسکو دے دیتا اور کہتا کہ یہ خارج دنیا سے ہوا ہے اور ہرگز نہ نعمت نے پھر جو دیکھا تو وہ جب تک کہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں اور اسکو دوسروں پر ترجیح دیں۔ اور شاخ کے آداب سے یہ کہ مال خرید اور اسکی خدمت اور مدارات سے جو جو جنین الوجوہ ہو مقررہ اور مقرر ہے اس واسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے تیار ہو تو اسکا نفع اور نفع جس خاصہ اللہ تعالیٰ ہر پھر کیا ہے کہ یہ فضل صدقات سے ہاتھ نہ جائے۔ اور ہرگز نہ حدیث میں وارد ہے کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ نہ فضل علم سے نہیں دیا جسکو وہ لوگوں میں پسلا تا کہ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے

فرمایا جو تنہیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے بچائے
 کے لیے انما یصلیٰ علیکم فیہ لایزیدکم خیراً ولا یغفرکم ذنوبکم یعنی ہم کما ناکم کو واسطے اللہ تعالیٰ
 کے کھلاتے ہیں اور تم سے بدلا اور شکر کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں جس شیخ کے لائق نہیں ہو کر
 کہ اُسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت میں کہ شیخ کو کسی چیز میں اس سے
 علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہو کہ مرید سے رفیق اور قبول کرے یا کوئی
 صلاح جو شیخ کے لیے مرید کے حق میں اُس سے اللہ تعالیٰ دے کھلاتے ہیں ایسی
 حالت میں مرید کے مال سے شیخ ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مستحبت کی
 وجہ سے ہو گا جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
 یوسف اے یوسف جو وہم ولا یسئلکم ان یصلیٰ علیکم ولا یغفرکم ذنوبکم یعنی وہم ولا یسئلکم
 تم کو نیانگ تھا رہے اور نہ مانگے کما تم سے مال تمہارے یعنی تمام مال نہ لے گا کہ
 تمام مال تم سے مانگے اور اس میں مبالغہ کرے تو تم بھلی کرو اور تمکو تمہارے دل کی نیکیوں
 سے باہر نکالے۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جان لیا ہو کہ مال کے نکلنے میں
 نیتوں کا نکالنا ضروریہ مادیہ بجانب اللہ کریم ہو اور مادیہ ہی ادب اللہ کا
 جعفر طلال نے کہا ایک شخص ضعیف کے پاس آیا اور اُسے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال
 حاسب کر دے اور قبر پر اُنکے ساتھ بیٹھے تو ضعیف نے اُس سے کہا کل مال ایمانیت
 نکال اپنے بقدر تقویت اُس میں سے اپنے پاس رکھو چھوڑا اور فاضل مال نکال دیا
 اور رہے ہوتے مال سے اپنی قوت کر اور طلال کی طلب میں کو شمش کر خیر سے
 پاس ہو وہ سب مت خارج کر اس واسطے کہ تو اپنے اور پائیں اس سے نہیں ہو کر
 کہ خیر سے تیر نفس مطالبہ کرے گا۔ اور حضرت بنی علیہ اسلام جب ارادہ کرتے کہ کوئی

کام کرین تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیخ کو مرید کا حال معلوم ہو جاتا ہے کہ جب وہ کسی شے سے علیحدہ ہو جائے تو اسکو حال سے وہ حاصل ہوتا ہے جسکے سبب وہ مال کی طرف نہیں جھانکتا اور اسوقت اسکو جائز ہے کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کے لیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو وسعت دی اور اسے اسکا تمام مال قبول فرمایا۔ اور شیخ کے آداب سے یہ ہے کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اس کے حال سے کسی طرح کی بکروسی معلوم ہوگی یا اس سے کوئی دعویٰ دیکھا یا دیکھا کہ ہمیں عیب اور خندار لگیا ہے تو چاہے کہ مکروہ کی اس سے تفسیح نہ کرے بلکہ اور یاروں سے کلام کرے اور اس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہے اور مجملہ برائی کی وجہ کو ظاہر کر دے تو اس سے فائدہ سب کو حاصل ہو گا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہے اور زالیف قلوب کے اثر میں زیادہ تر ہے اور جبکہ مریدوں سے خدمت میں کوتاہی دیکھے جو اس پر لازم تھی تو اسکی تفسیر کو برداشت اور اسے معاف کرے اور خدمت پر اسے ملائمت اور رفق سے برا بیختہ کرے اور اسی کی طرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں استنباب کیا جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کہ سفدر خادم سے غفوک دن آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ اور اخلاق منشاخ حسن افتد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مذب اور تراسہ ہیں اور یہ حضرت سب لوگوں سے زیادہ نرمی دار ہیں کہ اسکی نسبت کا اچھا کہن خواہ کوئی امر ہو یا خیار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے

یہ ہے کہ مریدوں کے اسرار کی مخالفت ان چیزوں میں کوئی جملہ مرید شیخ بظاہر نہیں کرتا
 اور وہ شہنشاہین طرح طرح کی جو انکو عطا ہوتی ہیں اس واسطے کہ مرید اس کے ب
 اور شیخ سے آگے نہیں بڑھتا بعد ازاں شیخ نفس مرید میں ان چیزوں کو حیر
 گردانے جو اپنی خلوت میں پاتا ہے خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع
 ہو یا کوئی چیز خوارق عادت سے ہو اور اسکو جہلا دے کہ ان چیزوں میں سے
 کسی چیز پر غور جانا ابد سے باز رکھتا ہے اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہے بلکہ اسکو
 سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہے اسکا تو شکر ہے اور اس سے اوست نہیں ہیں
 جو شہنشاہین نہیں آتین اور مرید کو یہ بھی بتلا دے کہ شان مرید طلب نعم ہو نہ کہ طلب
 نعمت ہے تاکہ اسکا محفوظ اس کے نفس اور اس کے شیخ کے نزدیک رہے
 اور سر اسکا افشا نہ ہو اس واسطے افشا اس کا تکی سینہ سے ہے اور تکی سینہ
 افشا سے سر کی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ حرارت اور مردان ضعیف العقل نصیب
 ہیں اور افشا سے سر کا سبب یہ ہے کہ انسان کے لیے دو قوتیں ہیں ایک اخذہ
 یعنی لینے والی اور ایک طیبہ یعنی دینے والی اور یہ دونوں قوتیں اپنے اپنے فعل
 شخص کی شایق ہوتی ہیں اور اگر اندہ تعالیٰ قوت عطیہ کو موکل اور شہین اس کے
 لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اس کے پاس ہے ظاہر کر دے تو اسرا ظاہر ہی نہوتے پس کل عقل
 کا یہ کام ہے کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہے اسکو مفید اور بند کرتا ہے
 اور اسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہے تاکہ اسکو اس کے محل اور موقع پر رکھے
 تو شایخ کا حال اس کے طیبہ ترقی ہے کہ اسرار کو افشا کرین اس واسطے کہ عقل
 انکی متین اور زہین ہیں اور مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ

رکھے اس واسطے کہ انکی صحت اور سلامت آسمان پر اور حق سبحانہ تعالیٰ کی تائید و توثیق کے لیے ہو سچے مریدوں کا انکی آمد رفت کے مفاہم میں تدارک اور خبر گیری کرتی ہو

باب پنواں صحبت کی حقیقت اور اُسکے سیانہیں حج کچھ خیر و شر سے آسمان پر

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود چلنیت ہے اور کبھی اوصاف عام ترجمہ کیسے دی ہوئے ہیں اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف ہم کا اقتضا ایسا ہو جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہے اور اوصاف خاص کا اقتضا جیسا کہ اہل سعیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہے پس جب کہ یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہے کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود چلنیت ہے کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹھونکنا چاہیے جبکہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اُس بات کو دیکھے جسکے سبب وہ اُس شخص کی طرف رغب ہوتا ہے اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل ہوتا ہے اُسکے احوال کا شروع کی ترازو میں وزن کرے اور اُنکو تو بے پھر اگر اُسکے احوال کو درست اور درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے انکی مباشرت اور سادیت کرے اور اگر کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکا آئینہ روشن اُسکے بھائی کے آئینہ میں بنادیا ہے کہ حسن حال کا جمال اُسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اُسکے افعال کو درست اور درست نہیں دیکھتا تو چاہیے کہ سلامت اور تمام کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اس واسطے کہ اُسکے باطن کے آئینہ میں اُسکے حال کا بخونڈا پن اُسکو ٹھل گیا اس صورت میں لاتی ہو کہ اُس سے ایسا جائے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہے اس واسطے کہ وہ دونوں

جب آپس میں ملی بیٹھیں گے تو اور زیادہ ارباب کی اور بکری کی ہوگی بعد ازاں اپنی مصاحبت سے جس کی طرف اسکو میل چھوڑیں حال دیکھو گے اور اپنے نفس کے لیے حسن حال کا حکم کرے تو اسکو اپنے بھائی کے آئینہ میں نظارہ کرے پھر جانتا چاہیے کہ وصف اہم کا میل اسکی شہرت میں مرکوز ہو اور میل اس کے طریق کے ساتھ واقع ہو اور اس کے لیے اسکی رو سے احکام میں اور نفس کے لیے اس کے سبب سے سکون اور میلان ہو جو میل کہ در اہم کی وجہ سے ہو اسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ دور اور سبب کر دیتا ہے اور دونوں ہم نشینوں کی باہم ایسی طبعی خوشی و رجت اور دل کی لذتیں اور مزے ہوتے ہیں کہ آسین اور خالص محبت بندہ میں کوئی فرق نہیں بتلا سکتا مگر وہ علما کہ نہ اہلین اور کبھی مرید صادق اہل صلاح میں اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہے بقدر کہ اہل فساد میں بگڑتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل فساد کا جو طریق ہے اسکا فساد سمجھتا ہے اور اس سے پرہیز کیا جاتا ہے اور جو اہل صلاح ہیں انکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہے تو انکی طرف صلاحیت کی جانبیت سے مائل ہوتا ہے بعد ازاں ان کے درمیان لذت اور راحات طبعی اور جمالی حاصل ہوتے ہیں جو ان کے اور حقیقت محبت بندہ کے صاحب اور مائل ہوتے ہیں تو ان کے طریق سے طلب میں فقر اور حصول مقصود سے مخالفت پیدا ہوتی ہے اور چاہیے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک نگاہ سے آگاہ ہوئے اور محبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ اس میں سہرا و مقصود ہو اسے چھوڑ دے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ نہیں تو نے کوئی شر دیکھا مگر اس شخص سے جسکو تو جانتا ہے یا جانتا ہے اور اسی قول کے باعث ایک گروہ نے اہل سلف سے محبت کا انکار کیا ہے اور وحدت و تنہائی

اور گوشہ نشینی میں فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم اور اسم اور داؤد علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے اور سلیمان انکو ارض کے اور سلیمان انکو ارض سے حکایت کی ہو کہ لوگوں نے اس سے کہا کہ ابراہیم بن اسم اور اسم سے ملاقات نہ کرے گا اس نے جواب دیا کہ اگر وہ ایک درندہ نقصان ہم پہنچانے والے سے ملوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ مرغوب ہو کہ ہم اسم بن اسم سے ملوں کیا یہ اس واسطے ہو کہ میں جب اسے دیکھوں تو اس کے لیے اپنے کلام کو آراستہ کر دوں گا اور اپنے نفس کو اس کے احسان کے ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کر دوں گا اور اسمین فقہ ہے اور یہ ایک عالم اپنے نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہو اور یہ امر دو مصاحبوں کے درمیان ضرور ہو گئے والا ہو مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ محفوظ اور مصون رکھے۔ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو قریب ہو یہ کہ بہترین مالی مسلم بکریاں کہ انکے ساتھ وہ بہار کی گھائیوں میں لگا پرتا ہو اور ان مقامات میں جہان جہان پانی گرتا ہو جھاگتا ہو اپنے دین کے ساتھ فقہوں سے پھرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل اور اسم سے خبر دینے کے لیے فرمایا ہو و اعتر لکم ما تدعون من دون اللہ وادعونی یعنی تم سے کوئی پکارتا ہو اور اسے کہ جسکو تم پکارتے ہو اور میں تو اپنے رب کو پکارتا ہو حضرت خلیل اللہ نے غرلت سے اپنی قوم پر قوت اور پستی طلب کی ہو بعضوں کا یہ قول ہے کہ غرلت دونوں ہو خریفہ ہو اور فضیلت ہو سو خریفہ تو غرلت شہ اور اہل شر سے ہو اور فضیلت غرلت فضول اور اہل فضول سے ہو اور جائز ہو کہ کہا جائے کہ خلوت غیر غرلت ہو پس خلوت اختیار سے ہو اور غرلت نفس سے ہو

اور ان چیزوں سے جس کی طرف نفس بکاتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز رکھے پس غلوت کثیر الوجود ہے اور غلوت قلیل الوجود ہے جو بیکردہ افی نے کہا ہے کہ فتنہ بنین پیدا ہوا ہے الا خطاہ اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جس نے خطا سے گوشہ گیری کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ سلامت کے دس جزا ہیں تو جزو خاموشی میں ہیں اور ایک جزو غلوت میں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ غلوت اصل ہے اور خطا وصحبت عارض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخاطب نہ کرے مگر بقدر حاجت سے اور جب مخاطب کرے تو نہ مخاطب کرے مگر محرم کے ساتھ اور جب مخاطب کرے تو خاموشی اختیار کرے اس واسطے کہ وہ اصل ہے اور کلام عارضی ہے اور حکم نہ کرے مگر ہمہ کے ساتھ اس واسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہے اور ہمیں بند زیادہ علم کا محتاج ہے اور اخبار و آثار خطاہ وصحبت سے پرہیز کرنے کے باب بہت ہیں اور کتابیں اس سے مملوء اور مشحون ہیں اور آئین جو اخبار ہیں انکو ایک عرب نے جمع کیا ہے جو عبد اللہ بن سعود نے روایت کی ہے کہ اسے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیا بین علی الناس زمان لا یسلم لہی دین دینہ الا من فریہ بین قریۃ الی قریۃ ومن شافہی الی شافہی ومن جرای عجر کا شعلب الذی یرجع قالوا وستی ذلک یا رسول اللہ قال اذ لم یبل بعیشۃ الا بعاشیہ فاذا کان ذلک الزمان علت الغروبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد مررتنا بالترقی قال انہ اذا کان ذلک الزمان یکان ہاک الذیل علی یدایہ خان لم یکن ہوانی علی یدز وجتہ وولہ فان لم یکن لہ زوجتہ دلاوہ علی ید قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یسرونہ بضیق البیضاء فلیکلفنہن ما لا یطیقن حتی ینزلنہ
من سورہ واملکنہ یعنی البیضاء آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہیں سلاست رہے گا
کسی دین و اسے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گناہوں سے
دوسرے گناہوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف
اور ایک سو باغ سے دوسرے سو باغ کی طرف مانند لوتھڑی کے کہ وہ بھاگتی ہو کر کہا
لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہو گا فرمایا کہ جس وقت نہ پونچھ روزی مگر اس کا گناہ
اللہ تعالیٰ کے پس جس وقت یہ زمانہ ہووے تو عورت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگا
یوں کہ کہیو مگر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپ نے ساتھ نکاح کرنے کے
مسلک حکم کیا ہو فرمایا کہ جس وقت یہ زمانہ ہو گا موت مرد کی اور ہاتھ ان باپ کے ہوگی اور
اگر اسکے ماں باپ نہ ہوں گے تو اوپر پاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر کسی زوجہ اور
اولاد نہ ہوگی تو اوپر پاتھ قرابت اسکے کے ہوگی یوں کہ کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا
ساتھ تنگی روزی کے شرم دلانگی تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہو اس کی تکلیف
اٹھائے گا یہاں تک کہ وہ اسکو محل الاکتین قرار دے اور اہل سلف سے بعضوں
نے محبت اور برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہو اور انکی رائے ہو کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنی دیان پر اس بات پر حسان رکھا ہو اس حدیث سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہو
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اور ذکر و نعمۃ اللہ علیکم اذ انتم اعداء و خائفین قلوبکم
فاجمعتم بنیۃ اخوانا یعنی اور اوپر اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسو اسطے کہ تم میں
تھے جو تمہارے دلوں میں الفت و پیوستہ تھے صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی سے
بھائی ہو گئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اللہ ہی ایک نصیر و دالہ و مبین

اور ان چیزوں سے جسکی طرف نفس نکلتا ہو اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جائز رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہو اور غفلت قلیل الوجود ہو اگر کو بکر و راق نے کہا ہو کہ فتنہ نہیں پیدا ہوا الا خاطر اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسے خاطر سے گوشیگی کی اور بخون نہ پایا کہ سلامت کے دس اجزا میں توجرو خاموشی میں ہیں اور ایک جزو غفلت میں جو اور بعضوں نے کہا جو کہ خلوت اصل ہو اور خلطہ و صحبت غرض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالفت نہ کرے مگر بقدر حاجت سے کہ اور جب مخالفت کرے تو نہ مخالفت کرے مگر شعبہ کے ساتھ اور جب مخالفت کرے تو خاموشی اختیار کرے اس واسطے کہ وہ اصل جو اور کلام عاجزی ہو اور حکم نہ کرے مگر بہت کے ساتھ اس واسطے کہ صحبت کا خطر بہت ہو اور ایمان بندہ زیادہ علم کا محتاج ہو اور اخبار و آثار قلیطہ اور صحبت سے پرہیز کرنے کے بابت بہت ہیں اور کسان میں اس سے ملو اور شیخون ہیں اور آئین جو اخبار ہیں انکو ایک حدیث نے جمع کیا ہے جو عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیا تین علی الناس زمان لا یسلم لہ فی دین دنیہ الا من فریدہ من قرۃ الی قرۃ من شایق الی شایق ومن عمر الی عمر کا شعلہ الذی یرجع قالوا وستی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم یبل لم یستہ الامام صلی اللہ علیہ وسلم فاذا کان ذلک الزمان حلت الغروبہ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقتہا وحرمتہا بالتروی قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہاکذا الزمان علی ید ابویہ خان لم یکن لہ ان فعلی بدر وحبہ وولہ خان لم یکن لہ زوجہ واولادہ فعلی بدر خرابہ قالوا

و کیفیت ذلک یا رسول اللہ قال یعرفونہ بعین البصیرۃ لیسئلک ما لا یطیق حتی یورودہ
من موارد الملکۃ یعنی البیتہ آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نبین سلامت رہے گا
اسی دین دے گا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک کانون سے
دوسرے کانون کی طرف بھاگے گا اور ایک بلند سی سے دوسری بلند سی کی طرف
اور ایک سو وین سے دوسرے سو وین کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہ
لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہو گا فرمایا کہ جسوقت نہ پونچھے روزی مگر ساتھ لگا
اللہ تعالیٰ کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہو گیا
ہوے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ لاکھ آپسے ساتھ نکاح کرنے کے
ہو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہو گا موت مرد کی اور یا تمہارا باپ کے ہوگی اور
اگر اسکے نان باپ نہ ہوئے تو اور یا تمہارے زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر نسلی زوجہ اور
اولاد نہ ہوگی تو اور یا تمہارے قریب اسکے کے ہوگی بولے کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا
ساتھ ہی روزی کے شرم دلائی تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسکی تکلیف
اٹھائے گا یہاں تک کہ وہ اسکو محل ہلاکت میں ڈال دے اور اہل سلف سے بعضوں
نے صحبت اور برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی جو اور انکی راہ سے کہ اللہ تعالیٰ
نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا جو اس صحبت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہو
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اور ذکر و نعمۃ اللہ علیکم اذ انتم اعداد و خائفین قلوبکم
ما جمعتمہ بنعمۃ اخوانا یعنی اور اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسو اسطے کہ تم دن
نہے پھر تمہارے دہون بین الفت و بی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے
بجائی ہو گئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اللہ ہی ایک نیرہ دہا لومہین

اور ان میں قلوب کیم لو انصفت مانی الارض ما انفت بین قلوب کیم و لکن اللہ العزیز
 بنیم یعنی اللہ وہ ہے کہ جسے ساتھ نصرت اپنی ہے اور جو منوں کے تیری مدد
 کی اور اُنکے دلوں میں انفت ڈالی اگر تو خرج کرتا تمام جو کچیز میں ہے نہ تو انفت
 اُنکے دلوں میں ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے درمیان انفت پیدا کر دی۔
 اور عبید بن سبب اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہ نے صحبت اور دوستی انہوں
 کو پسند اور اختیار کیا ہے اور فائدہ صحبت کا یہ ہے کہ وہ باطن کے سام کھلتی ہے
 اور انسان اس سے عواذ اور عواجن کا علم حاصل کرتا ہے۔ یعنی کشتہ ہیں کہ
 آفات کا بڑا جاننے والا وہ ہے جو اُن سے زیادہ تر آفات میں بڑا ہو اور علم
 حکم سے باطن صحبت اور مستحکم ہو جاتا ہے اور آفات کی مدت کو چلنے کے باعث
 سے صدق ممکن ہو جاتا ہے۔ اس سے خلاص یا نا ایمان کی بدولت ہے اور
 صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہے
 اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہے اور ارجح آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام
 پاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور رفیق اعلیٰ کی طرف توجہ کرنے میں متفق
 ہو جاتے ہیں اور ظاہر میں اسکی نشان آوازوں کی ہے کہ جب وہ جمع ہو جائیں
 اجماع سماوی کو چار ڈراتے ہیں اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہیں
 پہنچتی۔ حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ مومن
 اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو دیتے ہوئے اس شخص سے
 جسکا کوئی دوست نہیں فرمایا ہے فمالا من شامعین ولا صدیق مجیم یعنی پس
 کوئی مہین ہمارے شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا ہو

حمیم اصل ہمیم جو گریہ کہہ رہا ہے ہوا جیسے غلی کے ساتھ بدلی کی ہوا سو اسطے کہ
 ان دونوں کا مخرج قریب ہے سو اسطے کہ وہ دونوں حرف طلق سے ہیں اور ہمیم
 اہتمام سے مانو ہو یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہے سو اسطے کہ دوست
 کی ہم میں اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہے اور عمر شریف لکھا ہے کہ
 جسوقت تم عین سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیے کہ اس کے
 ساتھ اہتمام کرے سو اسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہے اور کہنے والے نے لکھا ہے کہ
 وادعا صفا لکھن زیا ایک واحد و فواہل ادا دین ذاک الواحد یعنی سہا
 صادق حبیب زمانہ میں تھے بل جابئے ایک ہے وہی مقصود لیکن یہ کہان وہ ہے
 ایک ہے اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھی فرمایا ہے داؤد کیا
 حال ہے کہ میں تھے ترا گوشتہ گزین و یقتا ہوان داؤد نے لکھا اسی طلق کو میرے
 سبب سے میں نے دشمن کیا پھر افسانہ کی طرف دیکھی ہے کہ اسی داؤد بیدار ہوشیار
 اپنے نفس کے لیے طلبکار بھائیوں کا ہوا اور جو کوئی دوست کہ تجھ سے موافقت میری
 خوشی پر نہ کرے اسی صحبت تو مت رکھ سو اسطے کہ وہ دشمن ہے میرے قلب کو
 سخت اور تیرے تین مجھ سے دور کر دے گا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ دوست
 زیادہ تم میں سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہیں جو لغت کرتے ہیں اور لغت
 کیے جاتے ہیں پس ہوسن آلف اور مالون یعنی لغت کرنے والا اور لغت
 کیا گیا ہے اور ہمیں ایک کہہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ بات نہیں ہے کہ جو شخص عزت
 کو اختیار کرے اور وحدت کو اللہ کے واسطے تو اس سے یہ وصف زائل ہو جاتا ہے
 تو وہ آلف اور مالون نہیں ہوتا سو اسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہو اور یہ خلق ہر ایک اُن شخص میں جو مسرت
میں اور یقین میں مکمل اور عقل میں گرانمایہ اور اہلیت و استعداد میں تم ہو کمالی کو
پہنچتا ہو اور اس وصف سے زیادہ بہرہ ور آدمیوں سے دنیا کے اُنکے بندہ اور ایسا
اور سب سے مکمل اور اتم اسمیں ہمارے بنی صلوات اللہ علیہ میں اور ہر ایک شخص
جو دنیا سے تھا الفت میں پورہ زیادہ تھا اُسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے
بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سب سے زیادہ الفت کی تھی اور اُن سب سے زیادہ
اُنکے توابع ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح باہم تم کو راہِ راست کثرت
سے تم ہو جا کر اس واسطے کہ میں تمہارے ساتھ قیامت کے دن امتوں کا بڑھائیلا
ہوں اور ہر اُنکے اللہ تعالیٰ نے اس وصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آگاہ فرمایا ہے اور کہا کہ اگر نہ ہوتا سخت خوشخت دلی کا تیرے پاس سے
ایتنے لوگ حاکم جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس
وصف کے غفلت اور وحدت کو طلب کیا اور ہر ایک شخص جس میں یہ وصف
زیادہ ہوئی اور مکمل ہو تو اسمیں غفلت کی طلب رہتا میں اکثر ہوتی ہو اور
اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع شروع میں خلوت مرغوب تھی اور
غیر ریحی میں آپ خلوت رکھتے تھے اور بہتہ اتوں کو اسمیں عبادت
کیا کرتے اور غفلت کی طلب آپ کے اس وصف کو ذرا اُن میں نہ کر لی کہ آپ
آفت اور مالوت تھے اور ایک قوم نے اسمیں غلطی کی بجائے یہ ظن ہو کہ غفلت
اس وصف کو سلب کر لی ہے اور غفلت کو اس فضیلت کے حاصل کرنے
کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہے اور طلب غفلت کا سر اس شخص کے لیے

جس میں یہ وصف ہوا انبیاء اور اولیاء ائمہ و اہل ہر جہت کو ہم نے باب کے آغاز میں بیان کیا ہے کہ ہر آئینہ انسان میں وصف اعم کے سبب میل اپنی نفس کی طرف ہو پھر جب کہ ریک استمداد ان کار نے اسکو دریافت کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے خلوت اور عزلت انکو الہام کی اس لیے کہ نفس کا تصفیہ اس بیان سے ہو جائے جو وصف اعم کے سبب ہوتا کہ بلند زمین میل بلجی سے تالف روحانی پر ترقی کرین پھر جب کہ حق تصفیہ ادا ہوا تو ارجح نے اصلی لغت اولیٰ کے ساتھ اپنی نفس کی طرف بلند پروازی کی اور اللہ تعالیٰ نے انکو غلطی اور اسکی صحبت کی طرف پاک اور صاف اُلٹا پھیرا اور نفوس ظاہر انوار ارجح سے روشن ہو گئے اور صفت جلی جو لغت کمال تھی آفت اور ابوت ظاہر ہوئی اس سبب سے عزلت اہم ہو گئی اس شخص کے نزدیک ہو گئی جو لغت کرے اور لغت کیا جائے اور سبب دیلیوں سے جبری دلیل اس پر کہ ہر آئینہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی آفت اور مالون ہو تاکہ غلطی اس شخص سے جسے ایمان غلطی کی اور عزلت کی مطلق سے خدمت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہے اور عزت اپنے وقت میں اور صحبت اپنے وقت میں ہو جائے یہ ہر جو محمد بن

حنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہے جس حکیم من لم یبصر بالمعروف من لایجد من مضار
بداعتی یعمل اللہ لہ منہ فرجاً یعنی نہیں ہر حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ احوال معروض
کے زندگی بسر نہ کرے لہذا شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ بندہ نوے
بیان پاک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اُس سے کشادگی دیوے اور بشیر
بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت الہی میں قاصر ہو تو اللہ تعالیٰ

دور کو دیتا ہے اس شخص کو جو اس کے مانوس ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ
 جبار قہین کے لیے انیس ہزار دینار دے مہربانی کے جو بجانب اللہ تعالیٰ
 کے ہر درندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فوراً اس دنیا میں اسے حاصل ہو۔ اور
 انیس کبھی تو مفید ہوتا ہے جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہے جیسے مرید
 پس جو شخص کہ غفلت اور غلویت میں صبیح ہو وہ بغیر انیس کے نہیں چھوڑا جاتا
 پھر اگر وہ قاصر ہو تو اللہ تعالیٰ اسکو مانوس ایسے شخص سے کر دیتا ہے جس کے
 ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کرے اور اگر وہ غیر قاصر ہو تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ
 ایسا شخص پہنچا دیتا ہے مریدوں سے جو اس کے ساتھ اس کرے اور یہ اس
 وہ ہر جہت میں وہ میل نہیں ہے جو وصف اعم کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ وہ اللہ کے
 ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ میں ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن مسعود نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے محبت
 کرنے والے آپس میں اللہ کے واسطے اور سرخ یا قوت کے ستونوں
 کے ہیں ستونوں کے ستر ہزار بالا خانہ ہیں اور اور جنتیوں کے
 جھانکتے ہوئے انکا حسن اور جمال جنتیوں کو روشن کرے گا میسا کہ سورج
 دنیا دہان کو روشن کرتا ہے کینکے جنتی یعنی فرشتوں کو کہ ہمیں یاس دوستی
 کرنے والوں کے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کرتے ہیں بے چلو تا کہ ہم انکو دیکھیں پس
 جسوقت وہ جنتیوں پر نظر کریں گے حسن و جمال انکا جنتیوں کو روشن کر دے گا
 جیسا کہ سورج دنیا دہان کو روشن کر دیتا ہے انکا لباس سندس ہنرے جو انکی
 پیشانی پر لکھا ہوا ہے کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہیں

اور ابواذرین خولانی نے معاف کیا کہ میں مجھے محبوب فی اللہ کہتا ہوں تو اس سے
 کہا بشارت تھی ہو بشارت تھی ہو کہ ہر آئینہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے دو بیویں سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن
 عرش کے ارد گرد کرسیاں بچھائی جائیں گی جنکے منہ ایسے ہونگے جیسے چوڑھویں رات کو
 چاند ہوتا ہے لوگ گہرا نینکے اور وہ نہ گہرا نینکے اور لوگ ڈرنیکے اور وہ نہ ڈرنیکے
 اور یہ لوگ وہ اولیاء اللہ ہونگے کہ نہ انکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو
 آپ سے سوال کیا لوگوں نے کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ قیامت نے فرمایا کہ
 باہم محبت اللہ غفرلہ میں کرنے والے ہیں۔ عبادہ بن صامت نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ غفرلہ میں نے فرمایا ہے کہ میری
 محبت ان لوگوں کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہے جو باہم میرے واسطے محبت
 کرتے ہیں اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہیں اور باہم بذل اور وعدہ اقس
 میرے لیے کرتے ہیں۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگاہ ہو میں خبر دیتا ہوں اس خیر سے جو نماز اور صدقہ
 سے بھی بڑھ کر ہے لوگوں نے کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دشمنوں
 کے درمیان باہم صلح کرانی اور جو تم بغض کے واسطے کہ وہ حالقہ ہے یعنی محبت
 کو دور کرنے والا ہے۔ اور ابو مسلم نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سنا ہے ایک
 حدیث کو اور حدیث میں تحذیر اور تحوین بغض سے ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں سے
 علیحدہ ہو کہ کنارہ کشی آنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب کرے اور یہ خطا ہے اور
 جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ اور تھارے کہ

وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہے اور ان باتوں کو جان کر جو اس کے نفس آفات ہیں اور اپنے نفس پر غور رکھتا ہے اپنے نفس سے اور خلق پر کہ اپنی شر سے ان پر ان پڑے کہ جو شخص کہ اس کی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت میں داخل نہیں ہے اور حلقہ کے ساتھ اشارہ یہ ہے کہ بغض دین کے لیے دشمن ہے اس واسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

فائدہ بن معدان سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک فرشتہ ہے کہ آدمی آگ سے اور آدھا بدن سے بنا ہوا ہے اور اس کی یہ دعا ہے اللہم فلسا

الصلوات بین ذلک التلحیح ونہذہ النار فلا التلحیح یطفی النار ولا النار تہدیب التلحیح الفاسد بین قلوب عبادک الصالحین اور کیونکہ قلوب صالحین ماثون باہم نون اور حالانکہ آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت عزیز میں قاب قوسین پر ایسے وقت میں جس کے اندر گنجائش کسی شے کی نہ تھی اس وجہ سے کہ صالحین کا حال طیف ہے آنکہ ایسے مقام بزرگ پر نہیں پایا اور کہا السلام علیہما علی عباد اللہ الصالحین کہ وہ مجتمع ہیں ہر چند کہ وہ متفرق ہوں اور صفت ان کی لازم ہے اور غریبیت ان کی دنیا و آخرت میں تو اصل اور باہمی آمیزش میں لازم اور قطعی ہے۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نماز میں کھڑا رہتا ہو اور صدقہ دیتا ہو اور مجاہد کرے تا کہ وہ درجہ فی اللہ اس کا حاصل ہو اور بغض فی اللہ ہو تو یہ سب کچھ اس سے نفع نہیں دے گا۔ جو بکر

لحمانی نے کہا ہے کہ محبت رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پھر اگر تمہیں اس کی

طاقت ہو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو اس کے ساتھ صحبت رکھ کر تاکہ ان کی صحبت کی برکت ملے اور اللہ تعالیٰ کی صحبت تک پہنچائے علی بن سہل کا قول ہے کہ انس باللہ تعالیٰ پہنچ کر خلق سے متوحش ہو مگر اس شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اس واسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہ انس باللہ ہو اور ہرگز نہ کہنے والے نے نظم میں آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت اور خلوت اور ان کے فائدوں کو جامع ہو اور اس بات کو جس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ اس کا قول ہے ایسا بات

وحدۃ الانسان خیر	من عیس السور عندہ
و طیس الخیر خیر	من قعود المرأ و حیدرہ
	ترجمہ
بہتر انسان کی ہر تنہائی	ہم نشین ہے جو بہتر اسکے پاس
اور بہتر ہے ہم نشین بہتر	نہ کہ بیٹھا رہے اکیلا اور اس

باب چوں ان صحبت و اخوت فی لہد کے حقوق ادا کرنے کے بیان میں ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و تعادوا علی اکبر و اتقوا فیہی اور آپس میں مدد کرو تم اور نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و تواسوا باحق و تواسوا بالرحمۃ یعنی اور تقید کرنے میں تمہارے کا اور تقید کر ستم میں رحم کھانے کا اور صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اشدوا علی الکفار کما تہتیم یعنی زور آورہیں کافروں پر نرم دل آپس میں

اور نکلے یہ تین شجائب اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے اَدبِ حقّیٰ صحبت پر موجب
 تنبیہ اور گاہی ہیں پس جو شخص کہ اُسے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اول
 اَدب اُسکا یہ ہو کہ وہ اپنے نفس اور اپنے بار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد سوال اور دعا
 اور تضرع سے کر دے اور صحبت میں برکت مانگے پس واسطے کہ وہ شخص اس سے
 اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہے یا ایک دروازہ دوزخ کا پس
 اگر اللہ تعالیٰ اُن دونوں میں خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہوتا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جتنے دوست ہیں اُس دن دشمن ہونگے مگر جو ہیں درویش
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک کو اُن دو میں سے جو اخوت فی اللہ رکھتے ہوں
 کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کرے گا
 سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہو گا تو وہ جنت میں نہیں داخل
 ہو گا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے شانِ عطا نہ ہو گا پھر
 اگر اُس سے کہا جائے گا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نہ تھے تو وہ کہے گا کہ میں
 اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کے لیے جس قدر مانگا جائے گا
 وہ دے گا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ
 اُن دونوں پر صحبت سے شرف کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ دوزخ کا ہو گا
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و یوم یبصّر العالم علی بیہوشول یا لیتنی استخذت مع
 الرسول سبیلاً یا ولیتنی یبصّر لی ثم استخذ فلانا حیللاً یعنی اور جس دن کاٹ کاٹ
 کھائے گا گنت گار دے پھر کہے گا کسی طرح میں نے بکڑی ہوئی رسول اللہ
 کے ساتھ رہا وہی خرابی میری کہیں نہ بکڑی ہوئی میں نے فلاں کے ساتھ

دوستی۔ اگرچہ یہ آیت قصہ مشہورہ میں نازل ہوئی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اپنے بندوں کو نگاہ کر دیا ہے پرہیز کرنے پر ایک دوست سے جو اس سے قطع کرانے اور اسمین بلا نیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہو۔ اور ابتدا سے کام میں شان ان لوگوں کی جو غافل اور جاہل ہیں نیاں اور مقاصد اور نفع اور نقصانوں سے ثابت ہو جاتی ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام میں کہا ہے اور انسانوں کو نہیں پکارتے ہیں مگر انسان پس صحبت سے فساد کی بھی امید ہے اور صحبت کی بھی امید ہے اور یہ اسکا راستہ نہیں ہے کس طرح اس کے شروع میں نہ ڈالے اور اس معاملہ میں کام استوار اس طرح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے التجا کرے اور صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا اسمین کرے اور ناز استخارہ کی ٹریے بعد ازاں یہ ہے کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرایجی ایک عمل ہے اور ہر ایک عمل نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک حدیث طویل ہے کہ سات آدمی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ سے سایہ عنایت فرمائے گا سو انہیں سے دو وہ شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ صحبت باہم کی اور اسی پر انہوں نے اپنی زندگی بسر کی اور اسی پر خیرے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ اخوت اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہے تو تاکہ اس کے لیے موافقات کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ موافقات فاسد ہو گئی اس طرح پر کہ جو حقو اسمین ہیں انکو ضائع کر دیا تو عمل سرے سے فاسد ہو گیا بعضوں نے کہا ہے کہ شیطان نے تمہارے دو موافقوں کا نیکی پر نہیں کیا جتنا کہ حسد

اپنے دو شخصوں پر کیا جو فی اللہ تعالیٰ جانی بن گئے اور دونوں نے اس میں باہم کر
 محبت کی اس واسطے کہ شیطان بالذات کو تشنہ کرتا ہو اور اپنی ذریات کو نسا
 ان کے درمیان دینے پر برانگیختہ کرتا ہو۔ اور فضیل کہا کرتا جب کبھی غیبت واقع
 ہوتی تو اٹھ کھڑی برادری اور برادری فی اللہ تعالیٰ مواجہہ کر اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہر خواہش کے سر تقابلین یعنی جانی ہیں اور تختوں کے سامنے بیٹھے
 ہوئے ہیں اور جب ایک نے دوسرے کے لیے بُرائی دل میں ٹھانی یا کوئی
 چیز اس سے کر وہ دیکھی اور اسے مطلع اسپر نہیں کیا تاکہ یہ اگلو زائل کرے یا اس
 سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور تقابل اس کے
 نہیں ہوا بلکہ پیچھے پھرتی۔ جنید علیہ الرحمہ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی اللہ
 اخوت اخوان نے کی اور ایک انہیں کا دوسرے سے متو شس ہوا تو یہ بات
 نہیں ہو مگر کسی علت سے جو ان دونوں میں کسی ایک میں ہوگی پس مواظہ
 فی اللہ صحت تر آب زلال سے ہو اور جو اللہ کے واسطے ہو تو اللہ اس میں
 صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہو اور جو خیر صاف ہو تو برابر رہے گی اور اصل
 اسکی دوہم صفا میں عدم مخالفت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہو
 کہ اپنے عائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اس سے خوش طبعی نہ کر اور نہ ایسا
 وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے۔ ابو سعید خدری نے کہا میں صوفیوں کے ساتھ پچاس
 برس رہا کبھی میرے اور ان کے درمیان خلاف نہیں پڑا سو اس سے سوال
 کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اس واسطے کہ میں ان کے ساتھ اپنے نفس پر غالب
 رہتا تھا۔ ابو عمر و شقی راہی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ ابن ابی کلا کو کہتے

جسٹا ہو اور اس وقت کسی شخص نے اس سے سوال کیا تھا کہ طلق سے میں کس شرط پر صحبت رکھوں تو جواب دیا کہ اگر تو اُسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا بھی مت دے اور اگر تو انہیں خوش نہ کرے تو اُسے بُرائی نہ کر۔ اور اُسی عبد اللہ نے استاد مذکورہ کے ساتھ کہا ہے کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر جو تیرے اور اُس کے درمیان مودت اور صداقت ہے ہر اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے ہر ایک مومن کے لیے حقوق مقرر کیے ہیں جنکو ضایع نہ کرے کوئی نہین کر تا جو رعایت اُن حقوق انہی کی نہین کرنا کہ اسپر نہین اور حقوق صحبت سے یہ ہر کہ جب عزت اور جدائی واقع ہو جائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر غیر کے ساتھ حکایت ہو کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اسکی ایک بات مکر وہ اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کے لیے کہا جاتا تو وہ کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق میں غیر کے سوا کئے پھر اُس سے الگ ہو گیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس باجر کی خبر چاہی تو کہا ایک عورت ہو جو مجھ سے علیحدہ ہو گئی اور مجھ سے وہ کسی چیز میں نہین ہو میں کیونکر اُسکا ذکر کروں اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالیٰ سے ہے کہ وہ سبحانہ ہر اُنہ بھائی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہو۔ اور جب ایک بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض کرے یا نہین اسپرین قول مختلف ہے ابو ذر کا قول ہے کہ جب اُس حالت سے سپر وہ تبادل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے صحبت کی تھی اور دوستی کا قول ہے کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُس کے شہنی سے

بغض رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ پس اگر تیری
 ناخرمانی کریں تو کہہ دے کہ میں بری اس عمل سے ہوں جو تم کرتے ہو اور یہ نہیں کہا
 کہ میں تم سے بری ہوں۔ اور منقول ہے کہ ایک جوان ہمیشہ اپنی دردار کی مجلس میں
 آیا کرتا اور ابو دردار اُسکو ادرون پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ
 میں مبتلا ہو گیا اور ابو دردار تک وہ بات پہنچی پھر اُس سے کیا گیا کاش تو
 اس سے بُعذر رکھتا اور اس سے بچ کر کہا سبحان اللہ یا کسی چیز کے سبب جو
 اُس سے ہو جائے ترک نہیں کیا جاتا بعضوں نے کہا ہے کہ مہذبت ایک
 کچھ بغضی قرابت ہے جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہے اور ایک باز ایک حکیم سے
 سوال کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہے یا تیرا دوست ہے تو اُس نے
 جواب دیا کہ میں اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہوں جب کہ وہ میرا
 دوست ہو اور بطلان مفارقت ظاہری اور باطنی میں ہے ولیکن ملازمت
 باطنی جب کہ ظاہری مفارقت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے رخلات سے
 ہوتی ہے اور اسمیں قول بالاطلاق نہیں کیا جاتا بغیر اسکے کہ اسمیں تفصیل ہو
 اس واسطے کہ آدمیوں سے بغض وہ شخص ہوتا ہے جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا ہے
 اور سابقہ کی بُرائی کا حکم ظاہر ہوتا ہے تو اُسکا بغض واجب ہے اور اسمیں
 موافقت ختم کی ہے اور آدمیوں میں بغض ایسا ہے کہ اُسکا تغیر اور بدل جاتا
 ایک نفرت سے ہے جو پیدا ہو گئی اور ایک کجالی ہے جو آن پڑی جسکے عود اور
 رجوع کی امید ہے تو سزاوار نہیں ہے کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت
 حاضرہ میں بغض رکھے اور دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے

کہ وہ منتظر ہے کہ اسے کسادگی نصیب ہو اور صلح کی جگہ پھر وہ معاہدات کرے
 اس واسطے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک
 شخص کو جسے نسل فاحشہ کیا گالیان دین فرمایا کہ تمہرا اور اپنے اس قول سے
 انکو نہ کر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار شیطان کے مت ہو۔ اور براہیم غمی نے
 کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نکر اور بت اس سے ہجر کر اسکے گناہ کے سبب جو وہ
 گناہ کرے اس واسطے کہ وہ آج کے دن ارتکاب نہ کرے اور کل صبح اسکو
 چھوڑ دیتا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ دو رقم عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اس سے
 قطع نہ کرو اور اسکی بازگشت کا انتظار کرو۔ اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
 سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اس سے مواعظ کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو
 اسکا حال اس شخص سے استفسار کیا جو اسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے
 بھائی نے کیا کیا اسنے آپ سے کہا کہ تیرا بھائی شیطان ہے آپ نے فرمایا کہ اسے
 ایسا مت کہ اسنے کہا کہ وہ کبائرمین آلودہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ شراب خواری
 میں پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا
 راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اسکو لکھا اظم تنزیل الکتاب میں اللہ اعزہ العظیم
 غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب پھر اسکے بچے عتاب پہر کیا
 ور اس سے معقول کیا سو جب اسنے خط پڑھا تو روایا اور کہا سچا ہے اللہ تعالیٰ
 اور عمر نے نصیحت اور خیر خواہی کی پھر اسنے توبہ کی اور کبیرہ سے رجوع اور
 بازگشت کی۔ اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو
 دیکھا کہ وہ اپنے دو بانی پھر کر دیکھتا تھا تو آپ نے فرمایا جہاں اس نے کہا

یا رسول اللہ ایک عرصے میں نے موافقات کی جو سو بہن لاشن کرتا ہوں اور اسے
 نہیں دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا بعد اللہ جب تو کسی سے موافقات کرے تو اس کا نام
 یوحنا ہے اور اس کے باب کا نام دریافت کرے اور اس کا گھر ہو اگر وہ بیمار ہے تو
 اس کی عیادت کرو اور اگر وہ کسی کام میں مشغول ہو تو اس کی اعانت کرو اور ابن عباس
 کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک تیرے بغیر کسی حاجت کے جو آنگو ہوا ہفت
 مہینہ کی کہ میں نے دنیا میں اس کی سکا فاط جان لی سو سعید بن الفاضل کہلیسی
 کہا کرتے کہ تین باتیں میرے ذمہ واجب ہیں جب کوئی میرے پاس آوے تو
 آنگو رہا کہتا ہوں اور جب وہ بات کرے تو میں اس کی خدمت سے گریختا ہوں اور
 جب وہ بیٹھے تو اس کے پیسے دست بکھیر دیتا ہوں اور خطوط محبت اللہ تعالیٰ
 کی علامت یہ ہے کہ اس محبت میں شاید کوئی فائدہ دنیا کا نہ ہو اور آسان
 سے نہ ہو سو اس لئے کہ جو محبت معلول ہو کسی سبب سے ہوتی ہو تو وہ سبب کے
 زوال سے زائل ہو جاتی ہو اور جو شخص اس کی دوستی میں مستعد ہو وہ کسی علت
 کی نہ ہو تو وہ دوام خلقت کے ساتھ مستحکم ہوتی ہو اور جب فی اللہ کی شروط سے
 یہ ہو کہ بھائی پر خرچ کر دے استعدادِ حورین و دنیا سے اس کے مستعد ہیں ہر اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا جو بھائیوں میں ماجر ایہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اولوا
 ویوثر و علی ایہم و کان ہم حصا صہ یعنی محبت رکھتے ہیں اس سے
 جو وطن چھوڑنے ان کے پاس اور نہیں پائے اپنے دل میں غرض اس میں غیر
 سے جو آنگو ملا اور دل رکھتے ہیں آنگو اپنی جان سے اور اگر چہ وہ اپنے
 اوپر ہونگے پس قول اللہ تعالیٰ کا کہ لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اولوا

یعنی وہ تسمیہ نہیں کر سکتے اس لیے بھائیوں کے آگے مالی پروریہ درود
ساتھ ان دونوں کے صفائی بحمت کی تکمیل کر دیتے ہیں ایک یہ کہ تسمیہ کا دور
ہونا کسی شی پر جو احرار دین و دنیا سے ہو اور دوسرا مقدور و غیر خراج کر ڈالنا۔ اور
حدیث میں وارد ہے کہ جناب سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
المرأی علی دین جلیلہ یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہی اور تیرے لیے بھائی
صحبت میں اس شخص کی نہیں ہے جو تیرے واسطے مثل اسکے نہیں دیکھتا جو
اپنے واسطے دیکھتا ہے۔ اور ابو معاویہ اسود کہا کرتا میرے بھائی سب مجھ سے
وجھے ہیں لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح اُسے کہا وہ اب میرے لیے اپنے اوپر
فضل دیکھتے ہیں اور جس شخص نے مجھے اپنے نفس پر فضیلت دی تو وہ مجھ سے
بہتر ہے اور بعض مہوفیہ نے اُسے نظم کیا ہے نظم

مذلل ابن ان تر لست له	پر ہی ذاک الفضل لا یصل
وجانب صد اقد من لم یزل	علی الامم تادیر فی الفضل

ترجمہ

خوار ہو اُس کے لیے جو خاک پاؤں کا ہے	اسکو ہے فضل کے باعث فضل کے لیے
اور اُس کے آگے جھک کر اس سے ہو جو دانا	اوستون پر ایسا دیکھتے فتنہ فتنہ کے لیے

یہ پہچان بحمت و اخوت کے آداب کے بیان میں ہے
ابو جعفر نے نوکروں سے سوال کیا کہ آداب فقرائے مجتہدین کیا ہے تو ان
مشاہد کو دست اور عزت کا حفظ اور عیائوں کے ساتھ حسن معاشرت

اور حیوٹوں کو نصیحت کرنا اور اُن لوگوں کی صحبت کا ترک کرنا جو اُنکے طبقہ میں نہیں ہیں اور اثبات اور فخر کو لازم اپنے اوپر کرنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور دین و دنیا کے کام میں مدد دینی اور اُنکے ادب سے بھائیوں کی نفرت سے بچنا ہونا اور حسین نصیحت واجب ہو اس میں نصیحت کا کرنا اور اپنے یار کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع دینی جو اُس میں جانتا ہو۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُس شخص پر کہ جس نے مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہے کہ اس میں نیکی اور مصلحت کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہے جو اُسکو متنبہ اُسکے عیوون پر کرتا ہے۔ جعفر بن یزید نے کہا کہ مجھ سے میمون بن مہران نے کہا کہ جو میں مکر وہ جانتا ہوں وہ مجھ سے میرے منہ پر کہو اس واسطے کہ آدمی اپنے بھائی کو نصیحت نہیں کرتا ایمان تک کہ اُس سے منہ دہن و نہایت کہ جسکو وہ مکر وہ جانتا ہے اس واسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو دوست رکھتا ہے جو اُس سے سچ کہے اور جو نا آدمی ناصح کو دوست نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولیکن تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے، اور نصیحت وہ ہے جو کہ پوشیدگی میں ہو۔ اور آداب مونیہ سے یہ ہے کہ بھائیوں کی خدمت میں کھڑا ہوا اور جو اذیت اُسے پہنچے اُسکو سے کہ اُس سے نفرت کا جو ہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہے۔ روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ پرنا کہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر میں اُس رہتے کی طرف تھا جو صفادہ مردہ کے درمیان ہے تو عباس نے اُس سے کہا اُٹھاڑ دال

تو نے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا تو کہا کہ اب
اُسکو اُسی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھے گا اور تیرے لیے سیڑھی عمر کے کانٹے
کے سوا نہوگی پھر اُسکو اپنے کانٹے پر کھڑا کیا اور اُس نے اُسے اُسکی جگہ پر کھدایا اور
اُس کے ادب سے یہ ہو کہ وہ لوگ اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہیں سمجھتے تھے کہ
جسکے ساتھ انکو خصوصیت ہو۔ ابوالہسیم بن شیبان نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص
کے ساتھ بھی نہیں رہے جو یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ اور احمد بن حنبل نے
بیان کیا کہ میں ایک دن بصرہ میں فقرائی ایک قوم کے پاس پہنچا تو انھوں
نے میرا اکرام کیا اور میری تعظیم کی سو میں نے ایک روز انہیں سے کسی کو
کہا کہ میرا چاہا کہ میں ہوں اور انکی آنکھوں سے میں گر گیا اور ابوہریرہ بن
ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت میں آتا تو وہ تین چیزوں
کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا
ان تمام چیزوں میں جو اللہ اپنے مفتوح کرے اُسکے تصرف کی مثال ہو سو
ایک شخص نے اُسکے یاروں سے کہا میں اسپر نہیں قدرت رکھتا تو ابوہریرہ
نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ اور ابوہریرہ بن ادہم باخون
کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کام کرتا اور اپنے یاروں پر خرچ کرتا۔ اور اہل
سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی
احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکو استعمال میں لاتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو
اور ہم غور سے بیہم یعنی مشاع و مشترک ہو کہ وہ سب زمینیں برابر ہیں اور انکے
ادب سے ہو کہ جب اُنکو کوئی بارگراں معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو

مستہم اور قصور وار ٹھہراتے تھے اور اسکی دوا کرنے میں اپنے باطن سے سبب پیدا کرتے تھے اس واسطے کہ اس قسم کی بات پر دل کا بیٹ جانا یا رکھ لینے ایک غیر ذلیل کار ہو۔ ابوبکر کنانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل پر وہ گراں خاصو میں نے اسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اسکا نقل میرے قلب سے دور ہو اور درود نہوا بہرین نے اس سے ایک دن غیبت کی اور اس سے کہا کہ تو اپنا پانوں میرے رخسار سے پرہیز کر اسنے انکار کیا تو میں نے اس سے کہا کہ اس سے چارہ نہیں ہو تو اسنے یہ کام کیا اسوقت وہ جات میرے باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن میں لپاتا تھا سرتی نے کہا کہ شام سے میں نے حجاز کا دارودہ کیا تاکہ اس حکایت کو کنانی سے دریافت کروں۔ اور اگلے ادب سے ہو کہ اسے فضل کو جلتے ہوں اسکو مقدم کریں اور مجلس میں اسے لیے رحمت دیں اور جگہ اسکو دیں ترویت ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے پورے پڑھے ہوئے تھے کہ انھیں ایک گروہ اہل بدر کا آیا اور کوئی جگہ انھوں نے زبانی جہاں وہ شہیدین تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اٹھایا جو اہل بدر سے تھے پھر زنگی جگہ بدری بیٹھے تو یہ امر کہ جبر و مظلوم ہو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی واذ فیل انشروا فانشروا لایہ یعنی جب کہا جائے کہ اٹھو تو اٹھو کہتے ہو تم۔ اور حکایت ہو کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن مسعود کے پاس زیارت کے لیے آیا سو وہ درون چلے پھر اس سے بعد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا کس قدر سے کہا اس وجہ سے کہ تم مفید سے ملے ہو اور میں نہیں ملا۔ اور اگلے ادب

کے ترک صحبت اس شخص کا ہے جس کے ارادہ میں کوئی شے دنیا کی فضولیات سے
 ہو اسد لغائی نے فرمایا فاعرض عن قولی عن ذکرنا دلم یزالا الخیوة الدنیا
 یعنی پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص سے منہ پھیر لے جس نے
 ہمارے ذکر سے منہ پھیر دیا اور نہیں ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا۔ اور اُنکے
 ادب سے بڑھائیوں کا انصاف دیا اور انصاف کے سطلابہ کا چوڑ دینا۔
 ابو عثمان جبری کا قول ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب
 رحمت و مقدر کر اور اُسکے مال میں طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور
 ان سے انصاف مست طلب کر اور اُسکا پیر و ہر اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیر ہو
 اور جو تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت کچھ جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو حقوڑا
 سمجھ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ صحبت میں نرمی جانب کی ہو اور نفس کا تلوار صولت
 کے ساتھ ترک کرے۔ ابو علی رودادی نے کہا ہے کہ صولت اور حلم اُس شخص پر
 جو تجھ سے اونچا ہے شوخی اور بے حیائی ہو اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہو
 اور اپنے سے نیچے پر عجز ہو۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ اُنکے کلام میں ایسا نہ
 کہے کہ اگر ایسا ہو تو ایسا نہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہے کہ ایسا ہو
 اس واسطے کہ فقر لوگ ان تقدیرات کو اس پر عیب و اعتراض خیال کرتے ہیں۔ اور
 اُنکے ادب سے صحبت میں مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرنا جو ذکر
 ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا یا رہا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے پار سے
 اذن چاہا اُس نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یا کسی کا نہو لا جب کہ وہ
 ہم سے زیادہ ہو اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہو تو اسکا یا رہی مت ہو اسوٹے

کہ تو اور ہمارا یا رہو اور اس پر نہ کہنے کہ میرے دل کے جدائی کی کیفیت جانی رہی
اور اُنکے ادب کے چھوٹوں پر مہربانی ہو نقل ہو کہ اگر اہم بن اور ہم کیفیت
کاشی کا کام کرتا تھا اور یاروں کو کھلایا کرتا اور وہ سب رات کو آپ کے
پاس جمع ہوا کرتے اور وہ سب ہر روز ہوتے اور بہار و فاطمہ ایسا ہوتا کہ
بعضے روز کام میں پھر جاتا تو ایک رات یاروں نے کہا تو ہم افطاری
کھا لیں اسکی افطاری رکھ چھوڑیں تاکہ بعد ازین وہ جلد آجایا کرے پھر ان
لوگوں نے روضہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر ابراہیم پلٹ کر آیا
اور اُنکو سوتا پایا تو کہا غریب سکیں ہیں شاید اُنکے لیے کھانا کچھ نہ تھا پھر
مختور آتا آئے گوند حار اور اسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ اُسوقت
اگ بیونک رہا تھا اس حالت سے کہ ڈاڑھی اسکی مٹی پر رکھی ہوئی تھی سو ان
لوگوں نے اس سے کہا اسکی بابت جو حال تھا تو اور ہم نے کہا کہ میں نے کہا
شاید تمہیں افطاری کا کھانا نہیں ملا تو تم سو رہے اس پر سب نے کہا دیکھو ہم نے
کس طرح اس کے ساتھ معاملہ کیا اور وہ ہم سے کیسا معاملہ کرتا رہا۔ اور اُنکے ادب
سے کہ پکارنے کے وقت یہ نہ کہیں کہ کمان تک اور کدو اٹھے اور کس سبب کے
بعضے علمائے کما ہر کہ جب کوئی اپنے یار کے کہہ مارے ساتھ ملو اور وہ کہے
کمان تک تو اس کے ساتھ جلاؤ۔ اور ایک دوسرے عالم نے کہا کہ جس نے
بھائی سے کھانا اپنے ماں کے تو مے سے اور اُس نے کہا کہ ستر نو چاہتا ہے تو وہ حق
ہر اور ہی پر نہیں گھٹا رہا اور ایک شاعر نے خوب کہا ہر شعر

۱۰۰

الایسکون افام میں میں بہم

لانا بات

مے ماقالی برحانا

ترجمہ فی الشعر

لکھے ہرگز نہیں برہان اسکے قول پر | جبکہ کوئی آنکا بھائی پہونچو ہر آنٹ کے

اور آنکا ادب ہو کہ بھائیوں کے لیے تکلیف نہیں کرتے۔ روایت ہے کہ جب ابو حفص
مراقب بن آئے اور جنید سے اُنکے لیے طرح طرح کا تکلیف کمانے کی چیزیں من کباتو
اُسکو ابو حفص نے بُرا جانا اور کہا میرے لوگ یا رخنثوں کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے
لیے رنگارنگ مرتبہ پوشش کیے جاتے ہیں اور ہمارے نزدیک فوت ترک تکلیف
ہو اور ماحصر کا پیش کرنا ہو اس واسطے کہ تکلیف سے اکثر اوقات مہمان کی جدائی
افتیا رکی جاتی ہو اور ترک تکلیف میں مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہو اور آنکا ادب
صحبت میں مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہو اور مدارات مشتبہ بہ مدہانت
ونفاق ہو اور دونوں میں فرق یہ ہو کہ مدارات وہ چیز ہیں جس سے تو اپنے بھائی کی
صلاح چاہے اس امید سے کہ اُسکی بہتری ہو اور تو اُسے برداشت کرے اُسکی
جو بھگتے مکر وہ معلوم ہو اور مدہانت وہ ہو جس سے تیرا ارادہ کسی شے کا ہو علی سے
جو خواہ کسی فرہ سے لینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے قائم کرنے کے لیے ہو۔
اور اُنکے ادب سے صحبت میں رعایت اعتدال کی قبض اور ضبط کے درمیان ہو
شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ آپ نے کہا انقباض لوگوں سے اُنکی عداوت کو
حاصل کرتی ہو اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدہنشیون کو کھینچتی ہو تو قبض اور
انبساط کے میں میں رہو۔ اور اُنکے ادب سے بھائیوں کا ستر عورت کرنا ہو۔ عیسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا اپنے یاروں سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو
سوٹا ہو یا پاؤ کو اُسکا کپڑا ہوانے کھول دیا ہو اُن لوگوں نے جواب دیا کہ

ہم اُسے چھپاتے اور دھک دینے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ تم اسکا کشف عورت
 کرتے ہو ان لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہے فرمایا ایک تم میں سے
 ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق میں سُننا ہے پھر اس پر عادت پڑا ہے اور اُسے
 بڑھا کر اسکو شایع اور شہر کرنا ہے اور اُنکے ادب سے ہر بھائی کے لیے غائبانہ
 ہر شخص کا مطلب کرنا اور اُنکے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جدوجہد کرنا تاکہ کمزورات
 ان سے دور رہیں۔ حکامیت ہے کہ دو بھائی سے ایک جو سی امین مبتلا ہوا
 سو اپنے بھائی پر افہار اسکا کیا کہ میں جو سی امین مبتلا ہو گیا سو اگر تو چاہے کہ
 میرے ساتھ تیرے عقد محبت نہ باندھے تو پورا کر اُسے جواب دیا کہ میں تو ایسا
 نہیں ہوں کہ تیری خصلتے سبب برا درسی کی گانٹھ کو کھول دوں اور اپنے
 اللہ کے درمیان ہمد و پیماں کر لیا کردہ نہ کھائے اور نہ یہ بیان تک
 اسکو اللہ و سس کی ہوئی ہے بری اور نذر سے کر دے اور چالیس
 دن پکڑ کھا یا جب کسی اسکو اسکی جوئی سے سوال کرنا تو وہ کہتا کہ نہیں
 زائل ہوئے ایک چلہ کے بعد اُس نے اُسے خبر دی کہ وہ ہوا دور ہو گئی
 پھر اُس نے کھانا کھا یا اور پانی پیا۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ اپنے
 یا د کو مدارات کی طرف حاجت مند نہیں کرتے اور نہ وہ عذر خواہی کے
 ملتی کرتے ہیں اور نہ یار کے لیے تکلیف کرتے ہیں جو اس پر دغور ہو بلکہ
 وہ یار کے لیے اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ یار کی مراد کو اپنی مراد پر اختیار
 کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دو سکون سے
 چہ تر وہ ہے جو تجھے مراد کا حاجت مند کرے یا عذر خواہی کا تجھے ملتی

کرے بارہ اسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر مادی کا قول ہے کہ میرے اوپر زیادہ بھاری
 بھائیوں میں سے وہ جو میرے لیے تکلف کرے اور ان سے میں تخطا اور بچاؤ
 کرتا ہوں اور انہیں سب سے ہلکا میرے قلب پر وہ ہے کہ میں اُسکے ساتھ ایسا
 رہوں جیسا کہ اکیلا رہتا ہوں پس آداب صحبت اور حقوق اخوت بہت کچھ ہیں
 اور اسمین جو حکایات ہیں اُنکا نقل کرنا طول ہے اور ہر اسے شیخ ابو طالب مکی
 علیہ الرحمہ کی کتاب میں اس بارہ بہت کچھ نکات ہیں دیکھی ہیں کہ بیشک اُس نے
 اپنی کتاب میں ہر ایک بات اسمین سے ایسی لکھی ہے جو عمدہ ہے اور
 سب کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے لیے یہ بات سرزدار ہے کہ وہ اپنے مولا
 کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس
 کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اُسکی صحبت اُسکے ساتھ
 اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور اُسکی صحبت اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کرے
 تو ہر ایک چیز میں اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُس کا قرب زیادہ ہو
 اور جو شخص حقوق اللہ تعالیٰ پر قائم ہو تو اللہ تعالیٰ اُسکو علم معرفت نفس
 دے اُسکے جو بکار روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب
 بتلائے گا اور اُسکی توفیق دے گا کہ اداسے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے
 اسمین کل اُسکو فقیہ پائے کہ اُس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جس کی
 طرف اُسکو حاجت ہو خواہ انہیں جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ
 انہیں جو حقوق خلق کی طرف مائل ہوں۔ سو جتنی تفصیریں ہیں وہ خست
 نفس اور اُس کے عدم ترکیہ اور بقا صفات نفس سے پائی جاتی ہیں پس

اگر نفس تیرے ساتھ رہا تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور وجہ سے بجا ذکر کرائے گا اُن باتوں میں جو حق و مطلق کی طرف رجوع کرنی ہیں وہ حکایات اور نصائح اور آداب اور نکاح شہنا زیادہ تاثر نفس میں نہیں کرنا اور وہ ایک کنوین کے مثال ہو جائے گا جسمیں اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اسی میں نہ ٹھہرے اور نہ اُس سے اشتغال حاصل ہو اور جب تو زہر دنیا اور تقویٰ کو پکڑے تو اسی میں سے آب حیات اور کواٹھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائے گا اور حقوق کو ادا کرے گا اور واجب آداب پر قائم ہو گا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند رہے

باب چھپنواں معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہیں

اُن کے بیان میں ہو

عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اور وہ صادق اور صدوق تھے کہ ہر آئینہ تم میں سے ایک کی پیدائش اُنکی ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہے پھر اسی طرح علاقہ پھر اسی طرح وہ مضغہ ہوتا ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ اُنکی طرف چار کلمہ کے ساتھ بھیجتا ہے تب اُس کا عمل اور عمل اور رزق اور خقی یا سید لکھا جاتا ہے اُسکے بعد آسمان روح بھونکی جاتی ہے اور ہر آئینہ ایک شخص دوزخیوں کے عمل کرتا ہے جسے کہ اُسکے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اس پر کتاب یعنی نوشتہ تقدیر بخت کرتی ہے تو وہ اہل بخت کے عمل کرتے لگتا ہے اور بخت میں داخل ہوتا ہے اور ایک شخص اہل خست کے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُسکے

اور برکت کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اس پر کتاب یعنی نوشتہ تقدیر برکت کرتا ہے اور وہ دوزخوں کے کام کرنے لگتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار یمین یعنی ہم نے پیدا کیا آدمیوں کو پختی ہوئی یعنی پختی مٹی سے پھر رکھا اسکو ایک جے ٹھرا دیمین یعنی مضبوط جگہ میں واسطے ٹھہرنے اُسکے کے اُسین بیان تک کہ وہ اینی صدیایان کو پہونچ جائے بعد ازان اسکے تعقیبات اور اسٹ پلٹ کا ذکر کر دیا فرمایا تم انشا ناہ خلقنا آخر یعنی پھر بنایا ہم نے اسکو پیدایش دوسری بعضوں نے کہا ہے کہ یہ انشا یعنی بنا ماروح کا اسمین ہونگنا ہے۔ اور تو جان لے کہ روح میں کلام کو ناسخت اور شکل طلب ہے اور اس سے چپ رہنا اہل عقل کی راہ ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے شان روح کو بہت بڑا بنایا ہے اور خلق پر قلت علم کا فرمان لگوا دیا جیسے کہ فرمایا وما اوتینم من العلم الا قلیلا یعنی اور نہیں دیئے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور پھر آئندہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں خبر نبی آدم کے اکرام سے دی ہے اور فرمایا ولقد کرمنا نبی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو۔ اور روایت ہے کہ ہر آدم جب اللہ تعالیٰ نے نبی آدم اور اسکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتوں نے کہا دی پروردگار تو نے اُنکو پیدا کیا جو کھائینگے اور پیئیں گے اور نکاح کریں گے تو اُنکے لیے دنیا کر اور ہمارے لیے آخرت۔ تو اللہ تعالیٰ فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم جو کہ میں نہیں کرونگا اُس شخص کی اولاد کو جسے

میں نے اپنے ماتھے سے پیدا کیا اس شخص کے مانند کہ جبکہ میں نے کہا کہ ہو جا
 سو وہ ہو گیا سو باوجود اس کراست اور اس برگوئی کے جو اللہ تعالیٰ نے
 اسکو فرشتوں پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے
 خبر دی اور فرمایا ویسکونک عن الروح حل الروح من امر ربی الایہ یعنی تجربے
 حال روح سے لوگ بوجھتے ہیں تو کہہ دے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہوا اور
 تم نہیں دے گئے علم کے کفر فیل۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ وہ نبی علیہ السلام
 سے کہا کہ میں خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب دیا جائے گی
 جو بدن کے اندر ہو اور اس کے سوا نہیں کہ روح امر انہی سے اور حال یہ تھا کہ
 اس کے حق میں آپ کی طرف کچھ حکم نازل نہیں ہوا سو آپ نے انکو جواب نہیں
 دیا پھر جبریلؑ آپ کے پاس یہ آیت لائے جہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم علم انہی اور اسکی وحی سے روح اور اسکی ماہیت کے بتلانے سے عاجز
 رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمہ حکمت تھے
 تو کیونکر غیر کی خواہشیں چلے اور کس طرح اسکی طرف اشارہ کرے ناچار
 جبکہ نفوس انسانہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور مقول کی طرف
 شائق اور اپنی وضع سے ان تمام چیزوں کی طرف متحرک ہیں حسین سکون کا اسکو
 حکم دیا گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمائش کی طرف بڑھنے چڑھنے
 والے میں تقاضا کیا اور فکر کے سبزہ دار چراگاہ میں نظر کی عنان چھوڑ دی اور
 معرفت ماہیت روح کی گہرے پانی میں گھس گئی تو وہ آوارہ تیسہ و دشت
 ہو گئی اور انکی برائیں اور خیالات انہیں انواع و اقسام کی ہو گئیں اور کوئی

اختلاف از باب نقل و عقل کا کسی چیز میں ایسا نہیں پایا گیا جیسا کہ انکو اختلاف روح کی ماہیت میں ہے اور جو نفوس اپنے مجز کے معرف ہوئے ہوئے اپنی حد پر کھڑے ہو رہے تو یہ بات اُس کے لیے بہتر اور اولیٰ ہوتی۔ رہے قول اُن لوگوں کے جو شہر و دیہ کے ساتھ مقسم نہیں تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی اور مشتہرہ ہو اس واسطے کہ وہ ایسے اقوال میں جلو عقل نے ظاہر کیا کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور فساد پر مخلوق ہیں اور انکو راہ پانے کا نور متابعت انبیاء کی کثرت سے نہیں ہو چکا سو وہ ایسے ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی کانت العیشتم

فی عطار جن ذکر و کافوا الاستیعون سموا وقالوا قلونا فی اکتہ ماتد حونا
الہیہ دنی اذا تادقرو من بنینا و بینک حجابا یعنی بنین اُنکی پر دہ میں
میرے ذکر سے اور وہ سُنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور کہا اُنھوں نے کہ
دل ہمارے خلاف ہیں اُس چیز سے کہ تم ہمیں اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانون
میں ہمارے بوجھ ہو اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پر دہ ہی۔
پھر ہر گاہ دنیا سے محبوب رہے تو نہیں سُنا اور جب نہیں سُنا تو سیدھی
راہ نہ پائی تو پھر چالتوں پر دہ مصر ہوئے اور عقلوں کے ساتھ مردے محبوب
اور محروم رہے۔ اور عقل ایک جہت اللہ تعالیٰ کی ہے کہ اُس سے کسی قوم کو
اللہ ہدایت دیتا ہے اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہے تو ہم
اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہیں کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو اُن لوگوں
نے اُس میں کیا ہے ان جن لوگوں نے کہ شریعت سے استناد اور اعتقاد کیا
اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُن میں سے وہ ہیں جنھوں نے

اسند لال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہے جنہوں نے ذوق اور جذب سے کیا ہے کہ استعمال فکر سے حتیٰ کہ اس میں متنازع صوفیہ نے بھی کلام کیا ہے اور اس سے خاموشی اور بی خبری اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مودب ہونا ہے۔ اور چھپنے کہا ہے کہ روح ایک شے ہے کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار کیا ہے اور تعبیر اس سے جائز نہیں ہے جو موجود سے زیادہ ہو کہ صاف حق کے اقوال اور افعال کا محل بناتے ہیں اور وہ ہے کہ کہیں کلام آنگاہ بننے نہ مایل کے کلام اللہ تعالیٰ کو پہلے ہو اور ان آیات نمبر ۱۶ کے موافق کہ اسکی تفسیر حرام اور تاویل اسکی جائز ہے سو اسکی تفسیر میں قول کی وسعت نہیں ہے مگر اس طرح کہ منقول ہو رہی ہیں سو اسکی طعن عقول نے مقرر کیا کہ قانون میں ڈراے ہیں اور وہ بیان ان باتوں کا کہ جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی رکھتی ہے اور جب حال ایسا ہو تو اس میں قول کے لیے ایک وجہ اور محل ہے۔ اور عید اللہ بنا جی نے کہا ہے کہ روح ایک جسم ہے جو لطیف تر جس سے اور بزرگتر اس سے ہے اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اس سے تعبیر نہیں ہوتی اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے منع ہے مگر اس پر کیا ہے کہ وہ جسم ہے تو گویا اس سے تعبیر اس نے کیا اور ابن عطار نے کہا کہ اللہ نے روح کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہے اسکا قول انہی کے مطابق ولقد خلقناکم یعنی اور پھر اس نے پیدا کیا ہم نے تمکو یعنی اور روح کو ہم صورت دی یعنی اجساد اور بعض علمائے کہا ہے کہ روح لطیف قائم کثیف میں ہے جیسے بصر کہ وہ لطیف قائم کثیف میں ہے اور اس قول میں بحث ہے اور بعض علمائے کہا ہے کہ روح ایک عبارت ہے اور قائم اشتیاق کے ساتھ فانی ہے اور اس میں بھی بحث ہے مگر یہ کہ اجا کے معنی پر

محمول ہوا سو اس لئے کہ جس نے علمائے کہا کہ جلا ناصفت بھلائے دے کی ہر جیسے یہا
 کرنا پیدا کرنے دے کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اقل الروح من امر زلی
 یعنی کہ روح میرے رب کا امر ہے اور امر کا کلام اس کا کلام ہے اور کلام کا مخلوق
 نہیں ہے یعنی زندہ اس کے قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہو اور میں معنی سے روح معنی
 جسد میں نہیں ہوتی ہر پس جس نے قول وہ ہیں جو اسیر دلالت کرتے ہیں کہ قائل اس کا
 قدم روح کا افتقاد کرتا ہے اور جس نے قول ایسے جو اس کی دلیل ہیں کہ وہ صدف روح کا
 معقد ہے بعد اس کے لوگوں نے اس روح میں اختلاف کیا ہے اس کا سوال جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے کہ وہ جبل ہے اور حضرت
 امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ آب ہے فرمایا کہ وہ
 خشقون ہیں سے ایک درخت ہے جس کے ستر ہزار تنوین اور اس کے ہر ایک تنوین ستر
 ہزار زبان ہیں اور اس کی ہر ایک زبان میں ستر ہزار لغت ہیں کہ ان سب لغات کے
 وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر ایک تسبیح کے ایک درخت پیدا ہوتا ہے جو
 روز قیامت تک خشقون کے ساتھ رہتا ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ
 حفاظت روایت ہے کہ روح ایک پیدائش ہے اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے کہ اس کی
 صورتیں اور آدم کی صورت پر ہیں اور آسمان سے کوئی درخت نہیں اترتا
 مگر کہ اس کے ساتھ ایک روح ہوتی ہے اور وہ اصل کا قول ہے کہ روح انسان
 کی صورت کے مانند ہے اور انسان نہیں ہیں اور مجاہد نے کہا کہ روح غی آدم
 کی صورت پر ہیں اس کے ساتھ اور پاؤں میں اور سر ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ
 ملاک نامین ہیں اور عبد بن حمیر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے سوا

کوئی پیدائش روح سے بزرگتر نہیں پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ ساتویں سماں اور زمینوں کو ایک لقمہ میں نکل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اسکی پیدائش کی صورت ملائکہ کی صورت پر ہو اور اس کے شمع کی صورت آدمیوں کی صورت پر جو کہ قیامت کے دن عرش کے درہنہ میں گھڑی ہوگی اور اس کے ساتھ ملائکہ ایک صف میں ہونگے اور وہ زمین سے ہوگی جو اہل توحید کے لیے شفاعت کریں گے اور اگر اس کے اور ہشتون کے درمیان دور کا پردہ نہ ہوتا تو اہل آسمان اس کے نور سے جل جلتے سو یہ اقوال نہیں ہیں مگر نقلاً اور سماعاً کہ ان کئے والوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھے ہیں اور جب کہ روح جس کا سوال کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو وہ اس روح کے سوا ہر جو بدن میں ہو اور اس اعتبار سے نفس کو اس روح میں جاری ہوگی اور اس میں کلام منع نہیں ہو اور بعض نے کہا ہے کہ روح ایک ایضہ ہے جو اس کی طرف سرایت اما کن مودعہ کرنا ہے کہ اس سے زیادہ اسکی تعبیر نہیں کی جاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہے اور بعضے علماء کا قول ہے کہ روح کن سے نہیں نکلی ہے اس واسطے کہ اگر وہ کن سے نکلتی تو اسکی ذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ ہر کس خیر سے نکلی ہے اسکا جواب دیا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہو اور تعالیٰ سے سلام کے ساتھ ہلکوا خاص کیا اور اپنے کلام سے اسکو میات دی پس وہ ذلت کن سے آزاد و پاک ہو۔ اور ابو سعید خدری سے لوگوں نے سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہے یا کائنات اور اگر یہ نہ ہوتا تو ربوبیت کا قرار نہ کرتی جیسے کہ اُس نے کہا بلکہ اور یہ روح وہ ہے جس کے ساتھ بدن قائم ہو اور اسی کے سبب وہ اس مہمات کا مستحق ہے

ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی اور روح
 نہوتی تو عقل سطل ہوتی کہ اسپر نہ محبت ہوئی اور نہ اُسکے لیے محبت ہوئی۔ اور بعضوں
 نے کہا ہے کہ وہ جو ہر مخلوق پر گروہ سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب خواہر سے
 انور اور صفائی تر ہے اور اُسکے ساتھ غائب چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور اسی کے
 باعث اہل حقانیت کو کشف ہوتا ہے اور جب روح مرعات سپر سے منجوب ہوئی تو
 تو جو روح بے ادبی کرتے ہیں اور اسی واسطے روح تجلی اور استنار اور قابض اور
 مانع کے درمیان میں ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دنیا اور آخرت اور روح کے
 نزدیک برابر ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ارواح کے بہت اقسام ہیں ایک وہ
 ارواح ہیں کہ برزخ میں گشت اور جولان کرتے ہیں اور وہ دنیا اور لاگہ کے احوال کو
 دیکھتے ہیں اور جن باتوں کا آسمان میں احوال آدمیوں سے ذکر ہوتا ہے اُسکو سنتے ہیں
 اور ایک وہ ارواح ہیں جو عرش کے نیچے ہیں اور ایک وہ ارواح ہیں جو جنت
 تک اُڑتے ہیں اور جہان تک وہ جانیں جسقدر کہ ایام حیات میں اُن کے
 چلنے پھرنے کی تعداد ہے۔ اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہے کہ کہا
 مومنین کے ارواح زمین کے برزخ میں آسمان اور زمین کے درمیان جہان
 چاہیں وہاں جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے بدن میں پھیری جائیں۔ اور
 بعضوں نے کہا ہے کہ جو فوت ارواح پر دو کسٹوں میں سے کوئی بہت وارد ہو تو
 وہ ملاقات کرتے ہیں اور باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں
 اور مدد مانگنے کے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات کیے ہیں کہ اپنی اعمال زندہ لوگوں
 کے عرض کرتے ہیں یہاں تک مردوں پر وہ خیر ظاہر کی جاتی ہیں جس کے

ساتھ زندہ لوگوں کو دنیا میں گناہوں کے سبب عذاب کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف اسکی مدد کرنے کو معذرت کرینگے اس واسطے کہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبوب تر خدا کے سامنے ہو۔ اور حدیث میں نبی علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ دو خشنہ اور پنج خشنہ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور انبیاء و اہل باپ کے سامنے مجھ کے روز تو وہ انکے حسنات سے خوش ہوتے ہیں اور انکے چہرہ میں سپیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ سے دُرو اور اپنے مردوں کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث میں ہے کہ تمہارے اعمال تمہارے کنبہ والوں اور اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو مر گئے ہیں پھر اگر وہ عمل حسنہ ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اُسکے سوا اور کچھ ہو تو کہتے ہیں اسی مت اُنکو موت دے جب تک کہ تو اُنکو ہر اذیت کرے جیسے کہ تو نے ہم کو ہر اذیت کی ہے اور یہ اخبار اور آثار اس بات پر دلالت ہیں کہ ارواح اعیان ہیں جسد میں اور وہ معانی اور اعراض نہیں ہیں۔ واسطی سے سوال کیا لوگوں نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق میں حلیم تر تھے کہا اس واسطے کہ آپ کی روح اول بیدار کی گئی اور پھر اُسکے لیے تمکین و مستقر کی صحبت اور معیت واقع ہوئی کہ اتم نہیں دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے کہ میں نبی تھا اور انبوت آدم روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ روح نور غرت سے پیدا کی گئی ہے اور اہل جہنم آتش غرت سے اور اسی وجہ سے کہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور اُسے یہ بچانا

کہ نور بہتر آگ سے ہے پھر بقضوں نے علم سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم کو روح کے
ساتھ مقرون کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ بنو پانی ہے جیسے کہ غذا
کے ساتھ بدن بنو پاتا اور برہتا ہے اور یہ علم انہی میں ہے جو اس واسطے کہ خلق کا علم قبیل
کہ اسکو نہیں پہنچتا اور مشکلیں اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہے کہ انسانیت
اور حیوانیت دونوں عرض ہیں جو انسان میں پیدا ہوئے ہیں اور ان دونوں کو
معدوم کر دیتی ہے اور روح بعینہ حیات ہے کہ بدن اُسکے وجود سے زندہ ہوا اور
قیامت میں اُسکے دوبارہ جسم میں آنے سے زندہ ہوگا اور بعض مشکلیں اسلام
اس طرف گئے ہیں کہ وہ جسم لطیف ہیں کہ اجسام کثیفہ کے ساتھ باجم ایسے
گھل مل گئے ہیں جیسے پانی سبتر شاخ میں گھل مل جاتا ہے اور یہ مذہب مختار
ابوالمعالی جویشی کا ہے اور بیت سے انہیں سے اس طرف مائل ہوئے ہیں کہ وہ
عرض ہے الا انکوان زخار نے اس طرف سے پھیر دیا جو دلالت اس پر کرتے ہیں
کہ وہ جسم جو اسوہ سے کہ اُسکے حق میں چڑھنے اور اترنے اور برزخ میں چلنے
پہرنے کے وارد ہوا ہے پس اس طرح وصف اُسکا کیا گیا کہ وہ دلیل اُسکے
جسم ہونے کی ہیں اس واسطے کہ عرض اوصاف کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا
کیونکہ وصف ایک معنی ہے اور معنی قائم معنی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ اور بعض
علمائے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ عرض ہے۔ دین عباس رضی اللہ عنہما سے سوال
کیا گیا اُن سے پوچھا کہ روحین کہاں جاتی ہیں جب کہ بدن سے علیحدہ ہوتی ہیں
آپ نے فرمایا کہ چراغ کی روشنی کہاں جاتی ہے جب کہ تیل ہو چکتا ہے پھر
اُس سے سوال کیا گیا کہ جسم کہاں چلے جاتے ہیں جب کہ وہ پُراٹنے

ہو جاتے ہیں کہا، کھا گوشت کھان جاتا ہے جبکہ وہ بیمار پڑتا ہے۔ اور جو لوگ علوم مردودہ مذمومہ کے ساتھ شہم اور ہلام سے منسوب ہیں انہیں سے بعضوں کا قول ہے کہ روح بدن سے جدا ہو کر جسم لطیف میں جاتی ہے اور انہیں بعضوں نے کہا کہ جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہے تو اُسکے ساتھ قوت و ہمیت قوت لطیفہ کے توسط سے حلول کرتی ہے تو اُسوقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی ہوتی ہے اس واسطے کہ مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُسکا تجرذ غیر ممکن ہے اور وہ موت کے وقت سے وقت ہے اور موت کے بعد نفس اُسکا خالی قبر میں مدفون ہے اور جن چیزوں کا حیات میں اُسکو اعتقاد تھا اُنکو تصور کرتی ہے اور قبر میں اُسکا ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض علمائے کہا ہے کہ سب مخلوقات ہیں سے اسلم اور محفوظ ہے کہ کہا جائے کہ روح ایک شی مخلوق ہے کہ حادث اُسی ایہ چارے ہے کہ وہ بدن کو زندہ رکھتی ہے جب تک کہ اُس سے متصل ہے اور وہ بدن کے اشرف ہے بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ پانی ہے جس طرح کہ بدن اُسکی مفارقت سے موت کا غرہ پاتا ہے اور حال یہ ہے کہ کیفیت اور باہت میں مثل ایسی ہی اندھی اور چاندھیائی ہو جاتی ہے جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع میں خیرہ ہو جاتی ہے اور جب کہ مشکلیں نے دیکھا کہ اُسے کہا جاتا ہے کہ موجودات کا اس میں انحصار ہے یعنی قدیم اور جسم و جوہر اور عرض و جوہر روح انہیں سے کیا ہے تو ایک کہ وہ نے اختیار کیا کہ وہ عرض ہے اور ایک کہ وہ نے کہ وہ جسم لطیف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور ایک کہ وہ کا مختار ہے کہ وہ قدیم ہے اس واسطے کہ وہ امر ہے اور امر کلام ہے اور کلام قدیم ہے پس اس باب میں کی یہ سبیل ہے کہ کہنے سے خاموشی

کیا ہی اچھی بات ہے اور شیخ ابو طالب کی کا قول جو اسکی کتاب میں ہے اس بات پر
 دال ہے کہ وہ شیخ اسکی طرف مائل ہے کہ ارواح اعیان جسد میں ہیں اور ہی طرح
 نفوس کا حال ہے اس طرح کہ شیخ بیان کرتا ہے کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہے اور اسکی حرکت
 سے قلب میں ایک نور ظاہر ہوتا ہے جسکو فرشتہ دیکھتا ہے تو وہ خیر کا اسوقت
 الہام کرتا ہے وہ دشر کے واسطے حرکت کرتی ہے اور اسکی حرکت سے قلب میں ایک
 تاریکی ظاہر ہوتی ہے تو اُس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہے اور اُس وقت وہ اغوا اور
 بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور جہان کہیں میں نے منسلخ کے اقوال کو
 پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہیں میں اُس بات کو بیان اس باب میں
 کرتا ہوں اس بنا پر جو میں نے تاویل سے ذکر کی ہے نہ یہ کہ میں اسکو قطعی حکم کرتا
 ہوں اس واسطے کہ اس مسئلہ میں مجھے سکوت اور اساک کی طرف
 میلان ہے تو میں کہتا ہوں اور اسد بہتر جانتا ہے کہ روح انسانی علوی آسمانی
 عالم امر سے ہے اور روح حیوانی کہ بشری ہے عالم خلق سے ہے اور روح حیوانی
 بشری روح علوی کی محل اور مورد ہے اور روح حیوانی جسمانی لطیف ہے جو قوت
 حسن و حرکت کے حامل ہے اور قلب سے اُٹھتی ہے اور بیان قلب سے مراد وہ پارہ
 گوشت ہے جسکی شکل مشہور اور بدن کے بائیں طرف رکھا ہوا ہے اور وہ چمکتے والی
 رگوں سے سوراخوں میں پھیلتی ہے اور یہ روحی سب حیوانات کو حاصل ہے اور
 اُسی سے حواس کی قوتیں انبشی اور بشری ہیں اور یہ وہ ہے کہ قوم اسکا غالباً
 سنت انہی کی اجزاء غذا کے ساتھ ہوتا ہے اور اس میں علم طب کے ساتھ
 اعتدال فرائض اعلاط سے تصرف کیا جاتا ہے اور روح انسانی مسخوری

جو اس روح پر وارد ہوتی ہے تو یہ روح روح حیوانی کہ جسے جنس اور روح حیوانات سے جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری آئینہ پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل خلق والہام کی بنگنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نفس و ما سواہا فالہما غورہما و تقوہما یعنی نفس کی اور جسے اُسکو برابر کیا پھر اسکو الہام کیا بدکاری اُسکی کا اور پرہیزگاری اُسکی کا پس اُسکا تسویہ استخراج کیا کہ اس پر روح انسانی کو وارد کیا اور روح حیوانات کی جنس سے اُسکو علیحدہ کر دیا پس روح علوی کے نفس اللہ تعالیٰ کی ملکوت کے پیدا ہوا اور نفس جو کہ روح حیوانی آدمی کی ہے اسکا پیدا ہونا ریح سے عالم امین ایسا ہی ہے جیسا کہ عالم خلق میں حوا کا آدم سے پیدا ہونا اور ان دونوں میں عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدم اور حوا میں ہو گیا تھا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی مفارقت سے مر جاتا ہے اُسکا نے فرمایا جو دجمل نہاد و جہال لیسکلی لہما یعنی بنائی اُس کے زوجہ اُسکی تاکہ اُس کے آرام پاوے سو آدم نے حوا سے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اُسکو نفس بنا دیا اور روح نے جو نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے جسکا محل پارہ گوشت ہے اور یہ پارہ گوشت عالم خلق سے ہے اور یہ لطیفہ عالم اخر سے ہے اور قلب کا روح اور نفس سے عالم امین پیدا ہونا ایسا ہے کہ اولاد کا آدم و حوا سے عالم خلق میں پیدا ہونا اور اگر ساکنہ اور بود باش ان دونوں زوج میں خواتین میں سے ایک نفس ہے تو قلب کی پیدائش نہوتی مطلوب بین سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہے تا ناک جھانک کرنے والا

اور شدت سے اسکی طرف مائل ہو اور پھر وہ قلب موئد ہو جسکا ذکر فیاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے کہ اسکو خدیفہ نے روایت کیا فرمایا کہ قلوب
صنعت میں چار ہیں ایک قلب وہ ہے کہ مثل زمین کے پاک ہو حسین کوئی نبات
اور سبزہ نہ ہو خراسان کے آسین ایک چراغ روشن ہو قویہ قلب مومن کا ہے اور ایک
قلب سیاہ آبتا ہے اور یہ قلب کاڑ کا ہے اور ایک قلب پتلا ہو اپنے غلاف میں
سویہ قلب منافق کا ہے اور ایک قلب مصفوع اور بیلودار جو حسین ایمان اور فغان
ہو پس ایمان کی مثل آسین مثل ساگ کی ہو حسین پاک پانی میں جھو اور مثل نفاق
کی آسین مثل گھاؤ کی ہو حسین ریم اور زرداب جھج ہو سو جو ناخدا ان دونوں میں
سے غالب ہو اس پر ہو اسی کے ساتھ حکم ہو کیا جائے گا اور قلب مکنس اپنی مان کی
طرف جو نفس امارہ ہو جھکتا ہے اور قلوب میں سے ایک قلب ہے جو اسکی طرف
میل کرنے میں متردد ہو اور میل قلب کے موافق اسکا حکم سادقت اور شقاوت
سے ہوتا ہے اور عقل روح علوی کا جو ہر اور اسکی زبان ہو اور وہ روح علوی
پر رہتا ہے اور اسکی تدبیر قلب موئد اور نفس زکی مطلقہ کے لیے مثل آسین
تدبیر کے ہو جو باب کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر زود و صاحب گھنے کے لیے کرتا ہے
اور اسکی تدبیر قلب دازون اور نفس امارہ کے لیے مثل آسین تدبیر کے ہو جو
باب اولاد کرش کے لیے اور شوہر زوی زوجہ کے لیے کرتا ہے پس قلب
ایک وجہ سے اٹکا رہتا ہے اور اس سے شوہر بنا ہے اور دوسری وجہ سے
آن دونوں کی تدبیر کی طرف منسوب اور کشیدہ ہوتا ہے اور سوئے کے اور ان
دونوں سے کوئی چارہ اس کے نہیں ہے۔ اور قول قائلین کا وہ راجح تھا کہ

محفل عقل کا دماغ ہو اور بعض کے نزدیک محل اس کا قلب ہو یہ حکام انکا ہو جو
 اسکی حقیقت کے اور ان کے قاصر ہیں اور انکا اختلاف اس باب میں
 اس سبب سے ہو کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہیں ہو کبھی وہ منجذب
 نیکی کی طرف اور کبھی سرکش کی طرف ہو اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت
 نیک اور سرکش کی طرف ہو پھر تہوقت تدبیر سرکش میں دیکھی گئی تو کہند یا کہ
 مسکن اسکا دماغ ہو اور جب تدبیر نیک میں دیکھی گئی تو کہند یا کہ مسکن اسکا
 قلب ہو اور روح علوی اس قصد اور کوشش میں رہتی ہو کہ اپنے مولا کی
 طرف آرزو مند ہو اور قربانی اور گواہی سے ایک ہو کر ترقی کرے اور اکو ایک
 موجودات میں قلب بھی ہو اور نفس بھی ہو پس جب کہ روح ترقی کرتی ہو تو
 قلب اسکی طرف آرزو مند ہو کر تا ہو اس قسم کی جو ایک پس نیک قربان کو اپنے
 باب کی طرف ہوتی ہو اور نفس مشتاق قلب کا جو اسکا بیٹا ہو اس طرح ہوتا ہو
 جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہو اور جبکہ نفس مشتاق ہوتا ہو تو وہ
 زمین سے اونچا ہوتا ہو اور اسکی رگین عالم سفلی میں گوندنے والی پاک سو
 اور الگ ہو جاتی ہیں اور اسکی ہوا کا بساط لینا جاتا ہو اور مادہ اسکا قطع
 ہوتا ہو اور غربت دنیا سے جاتی رہتی ہو اور دھوکے کی جگہ سے دور ہو جاتا ہو اور
 عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہو اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہوا اپنی وضع جلی سے
 زمین کی طرف رجوع کرنا ہو سوسلے کہ وہ روح جوانی مجنس سے پیدا ہوا ہو اور
 طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کی طرف اس کے میلان کی نسبت اور استناد ہو
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو و لو شئنا رفعناہ بہا و لکنہ اظہر الی الارض و ارج

ہوا یہی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اسکو چھاننے سے ساقہ اس کے لیکن وہ طرف زمین کے
 ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر سوقت کہ نفس زمین کی طرف ٹھہر گیا
 جو مادر ہر تو اس کی طرف قلب ملکوس ایسا منجذب ہو جیسا کہ اڑکا جو بہت مائل
 والدہ بکرو ناقص کی طرف ہو جو والدہ کامل ستقیم کی طرف نہ جھکے اور روح بیٹے
 کی طرف جو قلب ہر منجذب ہوتی ہے اس خلقی سیرت کے سبب جو والدہ کو اپنے
 بیٹے کی طرف انجذاب ہوتا ہے پھر اسوقت وہ تخلف اس حقیقت قیام بحق ہو
 کے کرتی ہے اور ان دونوں انجذاب میں کم سعادت اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہے
 یہ تقدیر اللہ تعالیٰ غریزہ علیم کی ہے۔ اور او د علیہ السلام کے اخبار میں وارد
 ہوا ہے کہ اُس نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ موقع عقل تجھ سے
 کہاں ہے کہا قلب اس واسطے کہ وہ قالب روح ہے اور روح قالب حیات ہے
 اور ابوسعید قرشی کا قول ہے کہ روح دو رو میں ہیں روح حیات اور روح
 سمات تو جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو جسم عقل ہوتا ہے اور روح سمات وہ ہے
 کہ جب وہ جسم سے نکل جائے تو زندہ مردہ ہوتا جاتا ہے اور روح حیات
 وہ ہے جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا ہیں اور بعض
 علمائے کہا ہے کہ روح ایک نسیم طیب ہے کہ اس سے حیات ہے اور نفس گرم
 ہوا ہے کہ اس سے حرکات مذہوم اور شہوات ہوتے ہیں اور مآوردہ میں کہا جاتا ہے
 کہ فلاں گرم سر ہے اور جس فضلی کو ہم نے بیان کیا اُس میں ماہیت نفس سے آگاہی
 ہوتی ہے اور اشارہ متشاخ ماہیت نفس میں ان چیزوں کی طرف جو اس کے
 آثار سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ اور وہ ایسے

ہیں جیسا علی ایضاً اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن و ریاضت سے کیا جاتا ہے اور افعال
 ردی زائل اور اخلاق ردی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ سعید ابن ابی ہلال سے روایت
 ہے کہ فیاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے قدر اُٹھ من رکھتا
 تھا تو آپ شہرتے اور کہتے اللھم انت نفسی تقوئھا انت و قیما د مولانا و کلھما انت
 غیر من رکھتا یعنی اے میرے خدا اسے میرے نفس کو اُسکا تقویٰ کہ تو اُسکا دلی ہے
 اور مولانا اُسکا اور اُسکو پاک کر کہ تو بہتر ہے اُس سے کہ جو اُسکو پاک کرے۔ اور بعضوں
 نے کہا ہے کہ نفس لطیفہ ہے جو قالب میں رکھا گیا ہے اُسی سے اخلاق اور صفات
 مذمومہ ہیں جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا گیا ہے اُسی سے اخلاق
 اور صفات محمودہ ہیں جس طرح کہ آئینہ دیکھنے کی جگہ اور کان سننے کی جگہ اور ناک
 سونگھنے کی جگہ اور پیچھے پھینے کی جگہ ہے اُسی طرح نفس اور صفات مذمومہ کی جگہ اور
 روح اور صفات محمودہ کی جگہ ہے اور نفس کے تمام اطلاق اور صفات دو اصل
 سے ہیں ایک طیش اور دُوم شرہ اور طیش یعنی سبکداری اُسکی اُسکے جبل سے
 ہے اور دُوم شرہ اُسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش میں ایک گول گرہ کے ساتھ
 دیا گئی ہے تو ایک مکان صاف ہوا رہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب
 ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور نفس اپنے حرص میں پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہے جو اپنے
 نہیں چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہے اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہیں کرتا اور
 بغیر اسکے کہ روشنی کے جسم پر نہیں اُسکی موت ہو ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے
 جلدی اور کم مہری موجود ہوتی ہے اور صبر جو ہر عقل ہے اور طیش صفت نفس کی ہے
 اور اُسکے ہوتی اور رحمت کے اور نہیں غالب آتا مگر صبر اسوا سطلے کے ہے

عقل ہر کی بیخ کنی کرتی ہے اور شر سے طبع اور حرص ظاہر ہوتی ہے اور یہ دونوں وہ
صفت ہیں جو آدمین ظاہر ہوئیں جب کہ اُسے خلود میں طبع کی اور زحمت کے
کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی پیدائش کے اصل سے
ہیں اس واسطے کہ وہ شی سے مخلوق ہے اور اُسکے لیے اُسکے موافق وصف ہے اور
بعضوں نے کہا ہے کہ ضعف کا وصف آدمی میں قراب یعنی خاک سے ہے اور سخیل کا
وصف اسی میں طین یعنی گلی سے ہے اور رشوت کا وصف اسی میں حماد مسنون یعنی
شری ہوئی چکنی مٹی سے ہے اور جمل کا وصف اسی میں ہلصال یعنی کھنگھائی مٹی
سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ قول الہی جو کالغضا رہی سو یہ وصف اسی میں چھ
شیطنت سے ہے اس واسطے کہ آگ فجار یعنی سفال میں ہوتی ہے سو اس سے
اگر اور حیلہ اور تدبیر پس جس شخص نے نفس کے اصول اور اُسکی شر طین
بجان لین تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں ہے مگر وہ بد دلی
بتانے والے اور پیدا کرنے والے سے طلب کرے سو بعد انسانیت کے ساتھ
تحقق نہیں ہوتا مگر بعد از ان کہ حیوانیت جو اسی میں ہے اُسکے دعوے اور خواہشوں
کا علاج علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونوں طرف افراط اور تفریط کی ہے
اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اسکے ساتھ قوی ہوتی ہے اور
صفات شیطنت کہ جو اسی میں ہیں اور اخلاق مذمومہ کو اور ال کرے اور کمال انہیات
کو مانے اور علم عدل اُسکے متقاضی ہوں کہ اپنے نفس کے لیے اس پر راضی ہو
ازان بعد اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہیں جنکے ساتھ تازع ربوبیت کا کبر و
غور اور خود بینی اور عجب وغیرہ سے کرتا ہے اور چہرہ دکھاتا ہے کہ بندگی خاص

اس میں ہر کہ ربوبیت کی سزا عت کو ترک کرے اور احد تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں
 نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتھا انفس اطمینتہ
 اور اسکا اور منہ نام رکھا فرمایا ولا اقسم بالنفس اللو اسد اور بارہ سے موسوم کیا فرمایا
 ان النفس الامارۃ بالسوء اور حال آنکہ وہ ایک ہی نفس ہے اور اس کے صفات تنہا اور
 جدا گانہ ہیں بہر صورت کہ قلب سکینہ یعنی آرام اور تسکین سے ملبہ ہو تو نفس خلعت
 طمانینت کا دیا گیا اس واسطے کہ سکینہ میں فرید ایمان ہے اور اس میں قلب کی ترقی
 مقام مدح تک ہے اس وجہ سے کہ خط یقین اسکو عطا کیا گیا اور جب قلب محل
 روح کی طرف متوجہ ہو تو نفس محل قلب کی طرف متوجہ ہو اور اس میں اسکی طمانینت ہے
 اور جب وہ اپنی جبلی قرار گاہ اور اپنی شعبی خواہشوں سے اکثر کہ مقرر طمانینت کو دستاویز
 چلا تو وہ ہے اس واسطے کہ وہ اپنے نفس پر بلاست کے ساتھ رجوع ہوا کیونکہ
 طمانینت کے محل کا اسے معائنہ اور اسکا علم ہو گیا اور نیز اپنی شش کو دیکھا اور
 جاننا اپنے اس محل کی طرف تہمین وہ امارہ بالسوء یعنی بُرائی کا حکم دینے والا تھا
 اور جب وہ اپنے محل پر نظر تو فور علم و معرفت اسکو نہیں دھکتا تو میر اپنی طلعت
 سے بدی کا فرمان دہ جوتا ہے پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے سو بھی قلب
 کی مالک و مدعی روح ہوتی ہے اور وہی مقتضیات نفس اس کے قابض ہو جاتے ہیں
 اور بطیفہ سر کا سو اسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہے اور قوم کے کلام میں لکھا ہے
 کہ بعض نے انہیں سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہے اور بعض نے
 اسکو روح کے بعد اور اس سے اعلیٰ اور بطلت گردانا ہے اور وہ اس کے قائل
 کیے ہوئے ہیں کہ سر محل مشاہدہ ہے اور روح محل محبت ہے اور قلب محل

معرفت ہو اور شر جس کی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام الہدین اسکا ذکر نہیں ہوگا اور کلام الہدین جسکا ذکر ہو وہ روح ہی اور نفس اور افواج اسکے صفات کے ہیں اور فوارہ ہی اور عقل ہو اور ہم نے کہیں کلام اللہ تعالیٰ میں ذکر سرکا اس معنی کے ساتھ نہیں پایا کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور جو قول ہمیں اسکے اندر ہم نے جملات دیکھا اور ایک قوم نے جسکا اشارہ کیا ہے کہ سرکہ درجہ روح سے ہے اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر ہے سو ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ وہ چیز جسکا نام سر رکھا کوئی شیخ مستقل بنفسہ نہیں ہو جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہو اور اسی قدر ہے کہ جب نفس صافی اور پاک ہو تو روح ظلمت نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات قرب کی ترقی اس سے عروج شروع کیا اور بقوت قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی جگہ اور قرار گاہ سے اکھڑا اور ایک وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف کے پانے والوں پر قلب کے لیے ایک پڑہ اور ہوا اسلئے کہ اسکو قلب سے صافی تر دیکھا اور اسکا نام سر رکھا اور یہ گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اسکے وصف پر حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اسکی نگاہ لگی ہوئی ہو تو روح نے ایک وصف اپنے عروج میں حاصل کیا اور اسکے پانے والوں کی روح پر ایک پڑہ ادا ہو تو اسکا نام سر رکھا اور جسکو قوم نے یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہے وہ روح ہے ایک ایسے وصف کے ساتھ وصف ہے جو خاص تر اس سے ہے جو انھوں نے مقرر اور مہود کی ہے اور جس فیض کو سب قبل الہ روح کے ساتھ سو سو ہم کیا وہ قلب ہے کہ وصف غیر مہود کے ساتھ موصوف ہو گیا اور اسی ترقی میں روح اور قلب کے نفس کو ترقی محل قلب تک پہنچی ہو اور اپنے وصف کی کیمیائی ڈال دیتا ہے پھر وہ نفس منظم

ہو جاتا ہے کہ بیشتر سے زیادہ حرکات قلب چاہتا ہے اس واسطے کہ قلب ایسا ہو گیا
 کہ ارادہ اس چیز کا کرتا ہے جسکو اسکا مولا ارادہ کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ وہ حال اور
 قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہو گیا اور بقوت خالص عبودیت کا فہم مل گیا
 اس واسطے کہ وہ اپنی ارادت اور فتیارات سے آزاد ہو گیا۔ اور عقل زبان روح
 کی اور زمان بصیرت کی ہر اور بصیرت روح کے لیے طلب کے شمال اور عقل زبان
 کے موافق ہے اور ہر آئینہ حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 وارن ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں
 عقل ہی پہلا ہے کہا کہ آگے آتو وہ آگے آئی پھر اسے فرمایا کہ اٹھی پھر جاتو وہ اٹھی
 پھر گئی بعد ازاں فرمایا اسے کہ بیٹھو جاوہ بیٹھ گئی ازاں بعد اسے کہا کہ بول تو وہ
 بول اٹھی بعد ازاں فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہو گئی پھر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت
 اور جلالت اور عظمت اور کبریا اور سلطان و مہریت کی قسم ہے کہ میں نے کوئی
 خلق نہیں پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہو اور نہ تجھ سے بڑھ کر کوئی میرے
 نزدیک کر م ہے تجھ سے ہی میں پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ میں حمد کیا جاؤنگا
 اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لوں گا اور تیرے ساتھ
 عطا کروں گا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی ہا ویر عذاب
 کروں گا اور میں نے کسی چیز کے ساتھ جو میرے افضل ہو اگر امیر تر نہیں کیا۔
 و حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوشی نہ
 دے بیان تک کہ تم جانو اس چیز کو کہ جسے اسکی عقل نے گرہ بند کیا ہے اور حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ میں نے کیا کیا

آئی ہے اعمال کی جزائے پائیکے نو فرمایا اور عائشہ نہیں عمل طاعت الہی میں مگر وہ
 شخص کہ ہر آئینہ وہ صاحب عقل ہو پس اپنی عقل کے موافق آدمی عمل کرتے ہیں اور
 اپنے اعمال کے مقدار پر انکو جزائے ہو اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک ایک
 شخص مسجد کو جاتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اسکی نماز پچھلے پر کے برابر نہیں ہوتی
 اور ایک شخص مسجد میں آتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اسکی نماز کوہ احد کے برابر ہوتی ہے
 جبکہ وہ عقلاً و دونوں میں حسن ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ عقلاً کیونکر دونوں میں حسن ہو
 فرمایا کہ یا رسول اللہ! میں نے اسباب طہیر و دونوں میں ہو اور
 اگرچہ عمل اور نوافل میں کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر شخص
 اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندوں میں تقسیم جدا جدا کیا اس واسطے کہ وہ آدمی
 کے عمل اور عقلی درجہ و نماز پر ہوتے ہیں مگر وہ دونوں عقل میں تفاوت
 ہیں پس قدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔ اور وہ صبیح صبح سے روکتا ہے
 کہ کما میں ستر کتاب میں پاتا ہوں کہ تمام بقدر کہ سب کامیوں کو شروع و قیامت میں
 تک عقل دی گئی ہو وہ مقابل عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہوگی جیسی ہوت
 ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگوں نے عقل کی
 حاجت میں اختلاف کیا ہے اور اس میں کلام پڑھتا ہے اور ہم احوال کا عقل کرنا
 نہیں اختیار کرتے اور نہ یہ عمارتی غرض ہے سو قوم نے کہا ہے کہ عقل علوم سے
 اس واسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ جو صورت نہیں ہوتا وہ عقل تمام
 علوم نہیں ہے اس واسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے جو صورت ہوتا ہے
 اور انہوں نے کہا ہے کہ وہ علوم نظریہ سے نہیں ہیں اس واسطے کہ عقیدہ اسباب

انظر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہو تو وہ اس وقت علوم ضروری مدہ میں سے ہوا اور
 انہ وہ تمام ضروری ہر اس واسطے کہ ممکن الحواس عاقل ہو اور حال آنکہ علوم ضروریہ
 بعض مدارک اسی میں ہیں۔ اور بعض علمائے کہا ہو کہ عقل اقسام علوم سے
 نہیں ہر اس واسطے کہ اگر نہیں سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ جو شخص ذکر استعمال
 اور جواز سے غافل ہو حالانکہ ہم دیکھتے ہیں عاقل کو کہ اکثر اوقات غافل
 ہوتا ہو اور علمائے کہا ہو کہ یہ عقل ایک صفت ہو جسکے ساتھ دریافت علمی
 کے لیے مہیا ہوتا ہو۔ اور حراث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل و منقول
 کہ عقل سرشت اور طبیعت ہو جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہو
 اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہو جسکو اول ذکر عقل میں ذکر کیا ہو کہ وہ
 زبان روح ہر اس واسطے کہ روح امر اللہ ہو اور وہ عقل اس امانت کی ہو جس کے
 اٹھانے سے آسمانوں اور زمینوں نے انکار کیا ہو اور اسی سے نور عقل اُٹلتا اور بتایا
 اور نور عقل میں علوم تشکیلی اور متصور ہوتے ہیں پس عقل علوم کے لیے منزلہ نور
 مکتوب کے ہو اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہو کہ نفس کی طرف
 جھانکتی ہو اور کبھی راست قائم ہو سو جو شخص کہ حسین عقل اُٹتی سرنگون نفس کی طرف
 ہے تو اسکو اجائے کون میں پر اُتدہ کر دیتی ہو اور حسن اعتدال اسکے سبب
 بعد دم کرتا ہو اور راہ راست نہیں پایا اور جو شخص حسین عقل قائم اور مستقیم ہو
 تو عقل تائید اس بصیرت سے کرتی ہو جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے
 اور کون آفرید کار کی طرف سیدھا رہتا ہے بعد ازاں خالق سے مخلوق کو
 پہچانتا ہو اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو کمون اور کون سے پوز

کوتاہی تو یہ عقل عقل پر اہستہ ہو چکر جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا اقبال کسی ایک امر میں چاہا
 اسی طرح اُسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اُسکے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے
 مکمل وہ کیا تو اُس سے پیچھے پھرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی چاہی ہوئی باتوں کا
 اتباع کرے گا اور اُسکے غضب کی باتوں سے پرہیز کرے گا اور جب تک عقل مستقیم
 ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کرے گی راہنما اُسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور
 اگر اہی سے اُسکو باز رکھیں گی۔ بعضے علمائے کما حقہ عقل دو قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں کہ اُس
 اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہے اور ایک قسم وہ ہیں کہ اُس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے
 اور مذکورہ ہو کہ عقل اول نور روح سے ہے اور عقل ثانی نور ہدایت سے ہے عقل اول تمام
 اولاد آدم میں موجود ہے اور عقل ثانی موحیدین میں موجود ہے اور مشرکین سے منقود ہے
 اور کہتے ہیں کہ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہیں کہ جہل ظلمت
 اور تاریکی ہے سو جب نور اس ظلمت میں اُسکی بنیانی پر غالب ہو گا
 ظلمت جاتی رہے گی پھر وہ دیکھیں گا اور جہل کے لیے اشکل ہو جائیگا۔ اور
 بعضوں نے کہا ہے کہ عقل ایمان جو ہے اُسکا مسکن قلب میں ہے اور عقل اُسکے عمل
 کا سپہ بین دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہے اور مٹنے جیسو ذکر کیا ہے کہ عقل زبان
 روح ہے اور وہ عقل واحد پر دو قسم کی نہیں ہیں لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو
 بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے اور عقل ہونے لاتی ہے اور اشیا کو اُنکے مواقع پر دیکھتی ہے
 اور یہ عقل وہی عقل ہے جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہے اس واسطے کہ اُسکے قیام اور
 اعتدال نے اُسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہے اس واسطے کہ شرع حضرت
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ آپ کی روح کو

حضرت الہیت سے قرب ہو اور کاشفہ اسکی بصیرت کا جو رخ کو جو قدرت الہی
 اسکے آیات سے منترہ قلب کے ہو اور اسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت کے
 ساتھ ہو پس بصیرت اس علوم کی محیط ہو جسکو عقل بالاستیاب حاصل کرتی ہو اور ان
 علوم کے شکے استیاب سے عقل کا پیکار تک ہو سو ایسے کہ بصیرت استمداد
 ان کلمات قدرت سے کرتی ہو کہ انکے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہو جاتے
 ہیں اور عقل ترجمان دل ہو کہ بصیرت کا ایک حصہ اسکی طرف پہونچائی ہو جس طرح کہ قلب
 بعضی چیزیں اپنے سین کی زبان تک پہونچاتا ہو اور انہیں سے بعضی چیزیں زبان کے
 سوا کوئی دوسرے اختیار اور پسند کرتا ہو اور اسی بات کے سبب جو شخص کہ
 صرف عقل پر مشرک اور ہم گیا بغیر اسکے کہ نور شرع سے اسے روشنی حاصل کی ہو تو علوم
 کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک ظاہر کائنات ہو اور جس کسی نے نور شرع
 سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے نوید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت
 باطن کائنات ہو جسکے کاشفہ سے اریاب یصلی و عقول شخص ہیں نہ وہ لوگ
 جو بصیرت بغیر محض عقل پر جسے ہو سے ہیں اور ترانہ بعض علمائے کہا ہو کہ عقل
 دوہن ایک عقل ہر بیت کی کہ قلب میں اسکا مسکن ہو اور یہ اہل دیان صاحب
 یقین کے حصہ میں ہو اور سینہ میں دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں اسکا مقام
 عمل ہو اور دوسری عقل کا دماغ میں مسکن ہو اور یہ کا مقام عمل سینہ میں دل کے
 دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہو تو پہلی عقل سے آخرت کی تدبیر کرتا ہو اور دوسری
 عقل سے امر دنیا کی تدبیر کرتا ہو اور جبکہ ہم نے بیان کیا ہو کہ وہ عقل واحد و جب
 وہ بصیرتوں سے تائید یافتہ ہوتی ہو تو دونوں امر کی تدبیر کرتی ہو اور جب وہ

تھا ہوئی اب اس کی تعبیر کرتی ہو اور وہ واضح تر اور روشن تر ہو اور پچھنے شروع باب میں
اس کی تعبیر سے جو نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہو وہ بات ذکر کر دی ہو جس کے باعث
انسان اس امر سے آگاہ ہو جو ناہمو کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے
ساتھ ٹو بی ہو اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہو اور اللہ تعالیٰ صواب کا علم ہو

باب ستاونواں خطر و کمی شناخت اور کمی تفصیل و تمیز میں ہے

عبد العزیز بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ بنی آدم میں کچھ شیطان کا اور کبھی قدر فرشتہ کا حصہ ہو سو شیطان کا حصہ
یہ ہے کہ وہ شہر کا وعدہ کرے تاہم اور حق کو چھوٹا کرے اور فرشتہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ شہر کا وعدہ
اور حق کی تصدیق کرے تاہم سو جس شخص نے اس کو پایا تو اس کو جاننا چاہیے کہ یہ نبی
اللہ ہے پھر اس کو شکر الہی ادا کرنا چاہیے اور جس نے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ
کے ساتھ شیطان سے بچاؤ مانگے ازان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی اشیاطین یعلم
الفقر و یامرکم بالقرآن یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرے تاہم اور تم کو ٹپے کا مون کے
حکم کرے تاہم اور ان دونوں حصوں کی شناخت اور تمیز تو اطراف کی طرف وہی شخص چھانک
تا کہ اگر چھتا ہو جو طالب مرید ہو اس کی طرف ایسا آرزو مند ہو تاہم جیسا کہ پیاسا پانی کی
طرف گردن اونچی کر کے دیکھتا ہو جو اس کی یہ ہے کہ وہ اس کی لڑائی اور خطر اور فلاح اور صلاح
و فساد سے واقف ہو اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہو تاہم کہ صفائی یقین اور عطیہ اہل یقین
کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہو اور زیادہ اس کا نظارہ مقررین کے لیے ہو اور جن
لوگوں نے مقررین کی راہ چلنی شروع کی ہو اور جو کہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہیں

کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہیں اس واسطے کہ تشوق اور آنکھ اٹھا کر اسکی طرف دیکھنا اُسی قدر ہوتا ہے جس قدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور خطا منویاں اللہ الکریم ہوتا ہے اور جو کوئی عام مومنین اور مسلمین کے مقام پر پہنچا اور وہ شناخت امتین کی تین جہانگشا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہے۔ اور خواطر سے بچے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے قاصد بندہ کی طرف ہیں جیسے کہ بعض مومنین نے کہا ہے کہ میرے واسطے ایک قلب ہو اگر میں اسکی نافرمانی کروں تو اللہ کی نافرمانی کروں اور یہ حال اُس بندہ کا ہے جسکا قلب مستقیم ہو گیا ہے اور قلب کی استقامت نفس کی طمانینت کے سبب ہے اور نفس کی طمانینت میں شیطان کی یاس ہے اس واسطے کہ نفس جب کبھی جنبش کرتا ہے تو قلب کی صفائی میں کدورت آ جاتی ہے اور جب قلب کدور ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہو گیا اس واسطے کہ قلب کی صفائی تذکرہ اور رعایت سے محروم ہو اور ذکر کے لیے ایک نور ہے کہ اُس سے شیطان پر پیر ایسا ہی کرتا ہے کہ جیسے ہم میں سے کوئی دفرخ سے بچتا ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ ہر گز شیطان ہی آدم کے قلب پر سیدر کے پورے پھر جبکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور دیکھتے کہ ہنسا ہے اور جبوقت وہ غافل ہوتا ہے اُسکے قلب کو قہر مینا لیتا ہے پھر اُس تباہین کرتا اور آرزو مند بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن یضی عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فاولیٰ قرن یعنی جو کوئی خداوند رحمن سے منہ پھیرے تو ہم اُس پر شیطان مقرر کریں اور وہ واسطے اُس کے ہم نشین ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ دُرّے میں جیوت

پھر یہ پھر ہی والا شیطان سے قہر ذکر کرتے ہیں پس پانچ نامک وہ دیکھتے دے ہو جائے
ہیں۔ تو تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ خاص ذکر کا جو رہی اور اسی سے ذکر کا دروازہ
کھلتا رہی اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا رہی تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح بچے رہیں بعد
از ان فضول اور غیر مقصود باتوں کے انکو محفوظ رکھتا ہو پھر اسکے اقوال اور افعال
مردود ہونگے ان بعد اسکا تقویٰ باطن کی طرف منتقل ہوتا رہی اور باطن پاک
ہو جاتا رہی اور مکروہات سے نگاہ رکھتا رہی بعد از ان فضولیات سے حتی کہ حدیث
نفس سے متون رہتا رہی۔ سہل بن عبد اللہ نے کہا ہو گناہوں میں سب سے
بہتر حدیث نفس ہے اور حدیث نفس کی سماعت کو گناہ سمجھتا رہی اور اس سے پرہیز
کرتا رہی اور جب ذکر سے یہ اتفاق ہوگا تو قلب اُسوقت روشن اس طرح ہوگا کہ آسمان
کے بیج میں ستارے چمکتے ہیں اور قلب ایک آسمان محفوظ ہو جائیگا جو ذکر کے ستاروں
سے روشن ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے حق میں
خواہر شیطان اور اس کے نوازل اور واردات کمتر ہونگے اور خطرات نفسانی اس کے
یہ البتہ رہینگے اور اس کے اعتدال آگلی ہوگی کہ اسے پرہیز اور انکو علم ہے پھر کہ
اسو سٹلے کہ بعضے کہیں سے خواہر ہیں جنکا اجر نقصان نہیں ہو جاتا جیسے کہ نفس
کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہیں اور اسکی حاجتیں حقوی اور محفوظ کے
بعد تقسیم ہوتی ہیں اور اسوقت تمیز شعیں ہوتی ہے اور نفس پر تمام مطالبات
محفوظ سے ہوتا رہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ایمان والو اگر آؤ سے تمھارے پاس
حاشی قبر کے کو تم تحقیق کرو یعنی ثابت ہو اور اس آیت کے نزول کا سبب
وہید بن عباس سے کہ اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی مصطفیٰ

کے پاس بیٹھا تھا سو اپنے جھوٹے طوفان لگایا اور انکو کفر و عصیان سے منسوب کیا
 یہاں تک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی بڑائی کا ارادہ کر لیا
 زمان بعد فالہ کو انکے پاس بیٹھا توڑتے مغرب اور غشا کی اذان سنیں اور وہ باتیں
 کہیں جو دلیہ پرین حقہ کے جھوٹے طوفان پر ولالت کرتی تھیں تو اسد تعالیٰ نے
 اس بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت اور سب اسکے نزول کا ظاہر ہو
 اور یہ ناجائز شجاعت اسد اسکے بندوں کو تنبیہ کا باعث ہو گیا کہ ثبات و قرار اور
 پر گزرتے۔ اس وقت میں اس نے کہا کہ فاسق کے معنی پڑا جھوٹا اور جھوٹ نفس
 کی صفت ہے اس واسطے کہ سب چیزیں یاد سے لگتا اور آراستہ کرتا ہے جو اپنے
 عقائد پر نہیں جوتے سو انکے منظور ہونے اور انکے افکار کے وقت ثبات و استقرار
 نہیں ہو جاتا ہے سو بندہ خطرہ نفس کو ایک غیر گروان لیتا ہے جو موجب ثبات و
 استقرار کے ہوتے ہیں اور طبیعت اسکو ترشش میں بین ذاتی اور نہ ہونگی
 اس میں محبت کرتی ہے۔ اور ہر آئندہ بعض علماء صوفیہ نے کہا ہے کہ ادنیٰ ادب
 یہ ہے کہ چل کے وقت تو مشوق ہو اور آخر ادب یہ ہے کہ شیبہ کے وقت ٹھہرے
 اور شیبہ کے وقت ادب سے ہے یہ کہ خاطر کو حرکت نفس اور تفرید کار اور پیاری اور
 پیدا کرنے واسطے کے ساتھ اتارے اور فقر و فاقہ کا غمار انکے سامنے اور چل
 کا اعتراض اور حرکت اور محنت کی طلب اس سے کرے اس واسطے کہ جب
 وہ اس ادب کو کام میں لائے گا تو اسکی فریاد سننی جائے گی اور اسکی مدد جائیگی
 اور آئندہ بات لکھی جائے گی کہ آیا یہ خطرہ طلب حفظ نفس کے لیے ہے یا طلب
 حق کے لیے پھر حق کے لیے ہو تو اسکو روان کرے اور جو خط کے لیے ہو

تو اسکو دور کر کے اذریہ وقت اسوقت ہو کہ اسکو ظاہر علم سے نہ لکھے اسواسطے کہ باطن
 علم کی احتیاج اسی وقت ہوتی ہو جب کہ ظاہر علم میں دلیل یا توجہ آدے زمان بعد
 سے آدے ایسے ہوتے ہیں کہ اسکی صحبت میں وسعت اسکی سوا نہیں ہوتی مگر یہ
 کہ حق پر بخ خط کے ٹھہرے اور جو خاطر خط کا انصاف اور اجرا کرے تو یہ اسکے حال کا
 گناہ ہو اور اس سے استغفار کرنا ہو جس طرح کہ گناہوں سے وہ مغفرت چاہتا ہو
 اور بعضے آدے ایسے ہوتے ہیں جو خط اٹھانے میں داخل ہوتے ہیں اور اسکے
 حیطہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہیں کہ بجانب اسد انکو فرید علم ہوتا ہو اور
 وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہو جسکو وسعت میں فون ہوتا ہو اور
 اذن کا عالم ہو سوہ خط کو انصاف کرتا ہو اور شخص مراد اسکے ساتھ بیٹھا اپنے
 امر کا جو جسکے ساتھ اسکو بخونی کرتا ہو اور اسکے لائق وہ ہو جو عالم اسکی زیادتی
 اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا مضبوط ہو کہ اسکے
 حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائے گا اور نہ اُسمیں کوئی تقلید سے داخل ہونا ہو
 اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہو اور جب اس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات
 انسانی کی بغیر اس مقام میں کہ سے تھان فون شیطانی سے آزاد ہو تو خواطر حق
 اور خواطر ملکی اسکے پاس کثرت سے ہوتے ہیں اور خواطر اسنے حق میں تین
 ہو جاتے ہیں اور خطہ شیطانی ساتھ ہو جاتا ہو مگر خداوند اور اسواسطے کہ
 نفس سے اسکا مکان تنگ ہو اسواسطے کہ اتساع نفس کے طریق سے شیطان
 داخل ہوتا ہو اور نفس کا اتساع اس سبب سے ہوتا ہو کہ جو علی کا تعلق کرے
 اور زمین میں رہے اور کثرت حق اور شین میں کرکٹ کے لیے نفس چاہتا ہو

کی تو نفس اسکا تنگ ہو گا اور شیطان کا محل ساقط اور دور ہو جائے گا مگر شاذ و
 نادر اس واسطے کہ ازمایش اُسکے اور بد دخل ہوئی ہو اُسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور
 مقام مقربین کے متعلقین ہیں انہیں سے بعضے وہ ہیں کہ جب انکا قلب آسمان
 زمین و زخمت انجم ذکر ہو گیا تو اسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہے کہ اپنے باطن اور معنی
 حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی میں کرتا چلا جاتا ہے اور جب قدر
 قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و زار ہو اور اُسکے خطرات دور ہوں حتیٰ کہ اپنے
 عروج باطن سے آسمانوں سے بجا فرک جاتا ہے جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور غالب سے حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال
 کو پہنچا تو اس سے خطرات نفس منقطع ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ انوار
 قرب میں سنور ہوتا ہے اور نفس اس سے دور ہو جاتا ہے اور اسوقت خواطر
 ہی جس اس سے منقطع ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ خاطر رسول ہیں اور رسالت دور
 کسبے ہوتی ہے اور قریب ہو اور جس حالت کا ہم نے وصف کیا ہے خود بخود
 منزل کرتا جاتا ہے اور وہاں اسکو نہیں ہوتا بلکہ وہ اپنے بہو طائر تنزل میں طالب
 نفس اور اُسکے درجوں تک پلٹ جاتا ہے اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکی طرف
 رجوع کرتے ہیں اور یہ اس واسطے ہو کہ خواطر وجود کو چاہتے ہیں اور جو حالت کہ اُسکی
 طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کاحال ہو اور انہیں کوئی خاطر نہیں ہے اور خواطر حق
 مکان فریب کی وجہ سے دور ہو گئی اور خاطر نفس اس واسطے دور ہو گیا کہ نفس خود
 دور ہو گیا اور خاطر ہی اس سے پھر جاتی ہے جیسے کہ عبرت شب معراج میں جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گئے چنانچہ کہا کرتے ہیں اگر تین انگلی ہر نزدیک

ہوں تو میں علی بائوں۔ محمد بن علی ترمذی نے کہا ہے کہ محدث اور مکمل دونوں جیب کہ اپنے اپنے درجہ میں ثابت اور تحقیق ہو جاتے ہیں تو حدیثِ نفس سے نہیں ڈرتے سو جس طرح سے کہ نبوتِ القاے شیطان سے محفوظ ہو اسی طرح مکالمہ اور محادثہ کا محل القاے نفس اور اسکے فتنے سے محفوظ اور قوی و سکینہ کے ساتھ فروس ہو اس واسطے کہ سکینہ مکمل اور حدیث کا اسکے نفس کے ساتھ حجاب ہو۔ اور شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بصری سے بصرہ کے مقام میں میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار میں ایک خاطر من نفس اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من الملک سو جو کہ خاطر من نفس ہو وہ زمین یعنی تحتِ قلوب سے محسوس ہوتی ہے اور جو من الحق ہو وہ فوقِ قلوب سے ہو اور جو خاطر من الملک ہو تو وہ قلوب کے دست راست سے ہو اور جو کہ من الشیطان ہو وہ قلوب کے دست چپ سے ہو اور جو بات اُسے بیان کی ہو اُس بندہ کہے بے صحیح ہے جسے اپنے نفس کو تقویٰ اور زہد سے گلابا کر اور وجودِ سکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا شقیم ہو تو اُسکا دل ایک جلا دیے آئینہ کے مثال ہے کہ اُسکے کسی طرف سے شیطان نہیں آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ لیتا ہے اور جب کہ قلوب سیاہ ہو گیا اور رنگ اسپر چھ گیا تو وہ شیطان کو نہیں دیکھتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو ایک سیاہ نشان اُسکے قلوب میں کرتا ہے پھر اگر اُسکو کھینچ لے اور زہد و استغفار کرے تو اُسکا دل صاف اور سقیم ہو جائے اور اگر پھر گناہ کرے تو اُس میں زیادتی ہو جاتی ہے کہ اُسکے دل پر وہ نقطہ سیاہ گہرا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لعل ران علی قلوبہم ما کاوا بکھوں یعنی یوں نہیں

بلکہ بڑھ گیا اُنکے دلون پر اُس چیز سے کہ وہ تھے کمانے بعضے غایبین سے مین نے
 سنا ہے کہ وہ ایک باریک کتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی اور کہا کہ جو حدیث
 انسان کے باطن میں ہو اور جو خیال کہ آئین عارض ہو اور دل اور صفائی و ذکر
 میں مقام کرے وہ دل سے ہر نہ نفس سے اور یہ خلاف اسکے ہے جو کہ مقرر ہو چکی ہے
 سو میں نے اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُس نے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے
 پریشان فریب کی نرم باتیں ہیں اور بات حیت اور تالف و تودہ ہے اور جب بھی
 نفس کسی چیز میں اپنے ہوئے کے سبب قوی و فعل سے کتا ہے تو قلب پر اُسکا اثر
 اُس سے پڑتا ہے اور وہ مکرر ہوتا ہے اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے موقع سے
 پکڑتا ہے اور غور کرتا ہے اور اندر کے واسطے اپنے ذکر اور عمل شایعات و خدمت کی طرف
 متوجہ ہوتا ہے تو قلب نفس سے خطاب اور خطاب کے ساتھ پیش آتا ہے اور نفس سے
 پھر کہ اس کے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہے جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور بہ
 سیر خطاب سے کرے سو ہر گاہ کہ خاطر اول فعل اور اسکا آثار ہو تو اسکی معرفت
 بندہ کا ضروری کام ہے سو اسطے کہ افعال جتنے ہیں سب خواطر سے پیدا ہوتے ہیں
 یہاں تک کہ بعضے علماء اس طرف گئے ہیں کہ علم مفروض اسکی طلب ہے
 اور اس کے بعد اس کا جواب دیا کہ اسکا یہ ہے کہ وہ اول فعل ہے
 اور اس کے بعد اس کا جواب دیا کہ اسکا یہ ہے کہ وہ اول فعل ہے
 گئے قابل نہیں ہے سو اسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سب
 مسلمانوں پر واجب کر دیا ہے اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور

معرفت نہیں ہیں کہ علم کے سبب خواہ کو بیجا نہیں مگر طالب جاننا ہی کہ خواہ علم کے
 شال ہیں سو انہیں سے بعض وہ ہیں جو تخم سعادت ہیں اور بعض وہ ہیں جو شقاء
 کے تخم ہیں۔ اور خواہ کی اشتباہ سبب چار چیزوں میں سے ایک ہو گا کہ اسکا
 پانچواں نہیں ہے یا تو ضعف یقین ہے یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق
 کی معرفت میں ہے یا کہ ہوس کی متابعت تقویٰ کے قواعد فورانی سے ہے یا کہ دنیا
 کی محبت اس کے جاہ و مال کی اور رفعت و منزلت کی خواہش خلق اس کے نزدیک
 ہے سو جو کوئی ان چار چیزوں سے بچا رہا تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نواز نہ اور
 لغزش میں تمیز کرے گا اور جو ان میں مبتلا ہو گیا نہ اسکو چاہیگا اور نہ اسکو طلب کریگا
 اور بعض خواہ کا ظاہر ہونا اور بعض کا نہ ظاہر ہونا اسوجہ سے ہے کہ ان چاروں اسباب
 سے بعض موجود ہوتے ہیں اور بعض نہیں ہوتے اور تمیز خواہ میں جو زیادہ تر اس
 اور درست اور اسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہے اور اسکا میسر آنا نزدیک نہیں ہے
 الا بعد اس کے کہ زہد و تقویٰ میں درجہ غایت کو پہنچا ہو۔ اور شائع کا شہر اتفاق ہے
 کہ جسکا تقہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ میں فرق نہیں کر سکتا۔ اور ابو علی دقاق
 کا قول ہے کہ جسکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ میں فرق نہیں کر سکتا
 اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہیں ہے مگر ایک قید کے ساتھ اور وہ ہے کہ بعض معلوم
 سے وہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک بندہ کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اس کے
 حاصل کرنے میں سبقت کرنا ہے اور اسکو کھانا پینا ہے اور ایسا رزق معلوم تمیز خواہ
 کا حجاب نہیں ہوتا اور یہ اس کے حق میں کہا جاتا ہے جو رزق معلوم میں اس کے اختیار
 و اختیار سے دے دیتا ہے اس واسطے کہ اپنے اختیار کے موضع سے محجب ہوتا ہے

اور جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اس کے ارادہ سے شخص علامہ ہے اسو سیکہ معلوم
 اس کا خطاب نہیں ہوتا اور ہر نفس انسانی اور دوسرے شیطانی کے درمیان فرق کیا کر
 اور کہا ہے کہ نفس جو اہل اور کساح کرنا ہے اور وہ برابر رہتا ہے یہاں تک کہ اپنی مراد کو
 پہنچ جائے اور شیطان جب ایک گناہ کی طرف بلاتا ہے اور اس کی اجابت نہ ہوتی تو وہ
 دوسرا دوسرے دیتا ہے اسو سیکہ اس کی غرض کسی شخص میں نہیں ہے بلکہ اس کی مراد فقط
 اغوا ہے خواہ کسی طرح ممکن ہو اور متعلق میں دو خاطر میں کلام کیا ہے جب کہ وہ
 دونوں میں اتنی ہوں کہ ان دونوں میں سے کسی کا اتباع کیا جائے جیسے کافور
 کہ خاطر اول کا اسو سیکہ کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کی طرف مراجع ہو گا اور یہ
 شرط علم ہے۔ اور ابن عطا کا قول ہے کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہے اسو سیکہ وہ تو
 میں اول سے زیادہ ہے۔ اور ابو عبد اللہ بن خلیفہ نے کہا ہے کہ وہ دونوں برابر ہیں
 اسو سیکہ وہ دونوں خاطر میں اتنی ہیں ہیں کہ کسی ایک کو دوسرے پر
 ترجیح نہیں ہے۔ صوفیہ نے کہا ہے کہ واردات خواطر سے عام تر ہے اسو سیکہ کہ خواطر
 مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہیں اور واردات بھی خواطر ہوتے ہیں اور
 کبھی وارد ہر در اور وارد خیر اور وارد فیض اور وارد بسط ہوتے ہیں۔ اور بعض
 نے کہا ہے کہ خاطر حق کا اتباع فوراً حیدر سے کیا جاتا ہے اور خاطر ملک کا فوراً معرفت
 سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جائے اور نور سلام سے اور دشمن یعنی ابلیس
 کی خاطر روکی جاتی ہے اور جو شخص متعلق نہ ہو اس کے قاصر رہے اور خواطر
 کی تیز کر کے کی طرف تامل لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شروع کی ترازو میں کرے سو جو
 چیز زمین سے نقل یا فرض ہو اس کا اضا اور اجر اس کے اور جو زمین سے حرام

یا کردہ ہو اسکی نفی کرے پھر اگر وہ خاطر نظر علمین بر ایریلہ کے ہوں تو جو انہیں سے
مخالفت ہوئی نفس کے قریب تر ہو اسکا تعارض کرے اسواسطے کہ نفس کی ہوی ان
دونوں میں سے ایک میں کبھی مضی ہوئی ہو اور غالب شان نفس سے بکری دی اور ادنیٰ کی
طرف میلان ہوتا ہو اور کبھی خاطر نشاط نفس سے نازل ہوئی ہو اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہو
کہ وہ جنبش حلی سے ہو اور کبھی قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق
پیدا ہوتا ہو کہ بعضہ انہیں سے کہتے ہیں میں بریں کا حصہ ہوا کہ ایک ساعت
سیر اقلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہیں ہوا سو نفس کے ساتھ سکون قلب
کے ایسے خواہ ظاہر ہوتے ہیں جو مشتبہ بخوار حق ضعیف اعلم پر ہوتے ہیں سی
در اسطے نفاق قلب کو اور ان خواہ کو جو اس سے پیدا ہوتے ہیں نہیں یاتے
اور نہیں جانتے ہیں الا وہی علما جو راسخ فی العلم ہیں اور اکثر جو دقتیں کہ دل
دل پر اور ان لوگوں پر جو یقین اور پیداری اور حال سے بہرہ مند ہیں نازل ہوتی ہیں
اس قبیل سے ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ انہو نفس اور قلب کا علم کم ہو اور ہوی کا
ایک حصہ کہ نہیں باقی ہو اور بندہ کو شر اور جو کہ اس بات کو قطع جانیے کہ جب تک
اسیر ہوی کا باقی ہو اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواہ کا
موافق باقی رہتا ہو اور ان بعد کبھی کبھی نہیں خواہ میں وہ شخص جو کم علم ہو غلطی
کرتا ہو اور اسکا مواخذہ اسیر نہیں ہوتا جب تک کہ شرع سے اسیر مطالبہ نہ ہو
اور کبھی اسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے واسطے سے مسامحت اور درگذر نہیں کی جاتی
اسوجہ سے کہ اسنے نفاق سے باریک کا تمیز میں کشف ہوا اور باوجود علم کے ان
لوگوں نے پھر استعجال اور قلت تہققت کی۔ اور بعضہ علماء نے لکھا ہے کہ حدیث

اور حصہ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پا سکے ہیں اور ہر آنہ جب نفس
 جنبش کرتا ہے تو اس کے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہے جو قلب میں بڑے ارادے
 کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہے سو شیطان قلب کو دیکھتا ہے اور خواہ وہ سو سکے
 اقبال کرتا ہے اور مذکورہ کہ نفس کی حرکت یا تو ہوی چوتی ہے اور وہ خط نفس
 دنیاوی ہے یا اہیتہ یعنی آرزو و مراد ہے اور وہ جمل غریزی اور چھلی سے یا حرکت
 اور سکون کا دعویٰ اور وہ آفت عقل اور محنت قلب ہے اور یہ تین اور نہیں ہوتے
 مگر تین سے یعنی جمل سے یا غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینوں میں سے وہ
 چیز نہیں ہے جسکی نفسی وجہ ہے جو غلات اور یا مطابق نہی کے ہوا اور تینوں میں
 سے وہ بھی ہے کہ نفسی اسکی فضیلت ہے جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہوتا
 بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ جب روح حرکت کرتی ہے تو اس کے جوہر سے ایک نور سامع
 کرتا ہے جس سے ایک بہت عالیہ قلب میں ظاہر ہوتی ہے جو تین معانی سے ایک
 وہ ہوتی ہے یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ ماحور ہو یا ایک فضل جسکے طرے مدور
 ہو یا سباج جسکی طرے اسکی اصلاح راجع ہو۔ اور یہ کلام اس پر دال ہے کہ روح
 اور نفس کی دو حرکتیں موجب دونوں تہ او نازل کے ہیں۔ اور میرے نزدیک
 آئندہ خدا سے تقائی داتا ہے کہ دونوں نازل روح و نفس کی حرکت پر تقدم
 ہیں سو روح کی حرکت تہ ملک سے ہے اور بہت عالیہ حرکت روح سے اور یہ
 حرکت جو روح کی ہے وہ تہ ملک کی حرکت سے ہے اور نفس کی حرکت تہ شیطان
 سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہے اور وہ تہ شیطان کی شامت سے
 ہے تو جب دو تہ وارد ہوتے ہیں تو دو حرکت ظاہر ہوتی ہیں اور اس سے

سرخ طا اور اجملا کا بخشدہ کریم اور آزمائندہ حکیم سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی بہ دوزخ
 لئے متدارک علی سبیل البدل ہوتے ہیں اور انہیں سے ایک کا فروسہ سے
 مل جاتا ہے اور خوشخص کہ بیدار صاحب فطانت ہے اس پر باب انس فی ذاتہ ان
 آثار کے وجود کے دیکھنے سے مستوح ہوتا ہے اور ہمیشہ اپنے حالی کا تماشہ اور دوزخ
 لہ کا ناظر رہتا ہے۔ اور بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ یا شیخو ان خاطر بھی ہے اور وہ خاطر عقل
 ہے جو چاروں فوار کے درمیان متوسط ہے اور نفس اور دوسری یعنی شیطان کے
 رہتا ہے تاکہ تمیز ہو جو رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات ہوتا کہ بندہ وجود عقل کے
 سبب کسی شریین داخل ہوا سو اسے کہ اگر عقل جاتی ہے تو عقاب اور عقاب
 ساقط ہو جائے اور وہ کبھی ملک اور روح کے ساتھ بھی ہوتی ہے تاکہ فعل آزاد
 واقع اور فواب کا مستوجب ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہے اور وہ خاطر یقین ہے
 اور وہ روح ایمانی اور خیرہ علم ہے وہ بید نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو فوار
 یقین ہے اسکا حاصل اسی کی طرف راجع ہے جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہے اور
 خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہے اور کبھی خاطر نفس سے اور عقل سے کوئی
 خاطر مستقل نہیں ہے اس واسطے کہ عقل جیسا کہ ہم نے ذکر کیا نسبت پر جس کے ساتھ
 اور اک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ کبھی دوسری نفس اور کبھی
 دوسری ملک اور کبھی دوسری روح اور کبھی دوسری شیطان کی طرف کھینچنے کو آمادہ
 ہوتا ہے سو اس بنا پر خاطرین چار سے زیادہ نہیں ہوتے ہیں اور جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ملتہ کے ساتھ نہیں ذکر کیا اور یہ دو ملتہ ہی اصلی ہیں اور
 دوسرے دو خاطر پھر متفرع ہوئی ہیں اس واسطے کہ ملک جب روح کو

حرکت دیتا ہے اور روح ہمت حاصلہ سے جنبش میں آتی ہے تو وہ اپنے بہتر از سر
کہ ہمت حاصلہ کے ساتھ ہوتا ہے خطا پر قرب کے نزدیک ہوتی ہے اور اس وقت
خواطر میں اپنی آسیر وار ہوتے ہیں اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ
متحقق ہو گا اور تب خواطر بانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اُسکو ہو گا جیسا کہ پہلے
ہم نے اُسکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہے سو خواطر حق کی اصل لہ لہ سے جدا رہے
شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہے تو اپنے مرکز کی طرف شریعت اور طبع سے میل
کرتا ہے اور اُس سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں جو اسکی شریعت
اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہوں تو خواطر نفسِ شیطانیہ
شیطان جو پس انگلی اصل دولہ ہیں اور دوسرے دولہ اُس سے پیدا
ہوتے ہیں اور خواطر حقین اور فضل اُن دونوں میں مندرج ہیں و اسنادِ اعظم

باب اعمال و فنون حالی اور مقام اور اُن دونوں کے فرق کے بیان میں ہے

حالی اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہیں در شلخ کے اشارت میں مختلف
ہیں اور اشتباہ اسوجہ سے ہے کہ فی نفسہ اُن دونوں میں بہت تشابہ اور تداخل ہے
سو ایک شریعتی بعضوں کی رائے میں حالی ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہے
اور دونوں روایت صحیح ہیں اس واسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے میں موجود ہے
اور ضرور ہے کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جائے جس سے دونوں میں فرق ہو سکے
علامہ اُسکے کہ لفظ اور تفسیر اُسکے فرق کو بتلاتی ہے سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہے
کہ اُسکو تخیل اور گردش ہے اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ثابت اور

مستقر ہو۔ اور کسی ایک شے بعینہ حال ہوتی ہے اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہے جیسے کہ بندہ کے باطن سے درخیم محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ درخیم غلبہ صفات نفس کے زائل ہو جاتا ہے اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہے اور اس طرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لیے متعادل رہاں کا ہوتا ہے پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہے یہاں تک کہ خدا سے کریم کی مدد اسکا تدارک کرتی ہے اور حال محاسبہ غالب آتا ہے اور نفس مقنور ہو جاتا ہے اور محاسبہ اسکا انقباض اور تھماک کر لیتا ہے پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہے اور وہ مقام محاسبہ میں رہتا ہے بعد اسکے کہ اسکا حال محاسبہ تھا۔ بعد ازاں حال مراقبہ میں نازل ہوتا ہے سو جو شخص کہ محاسبہ اسکا مقام ہو تو مراقبہ اسکے لیے حال ہوتا ہے۔ بعد ازاں مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہے اس سبب سے کہ بندہ کے باطن میں سہوا اور غفلت فوجت نبوت آتے ہیں حتیٰ کہ سہوا اور غفلت کا ہلکا بادل پر آگندہ اور دور ہو اور بعد ازاں اپنے بندہ کا تدارک مدد گارنی سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہے بعد ازاں کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام میں قرار نہیں بلکہ تامل و سکوت کہ حال مراقبہ کا نازل نہواور نہ وہ مراقبہ کے مقام میں قرار لیتا ہے اور جب کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے شرف پہنچا ہوا ہے تو مراقبہ اسکا قرار حاصل کرتا ہے اور اسکا مقام ہو جاتا ہے اور نازل مشاہدہ سے بھی حال ہو جاتا ہے جو استتار سے بدلتا ہے اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہے بعد ازاں وہ مقام ہو جاتا ہے اور آفتاب اسکا استتار کے گزیرنے سے چھوٹ جاتا ہے پھر مشاہدہ کے مقام میں بہت کچھ احوال اور زیادت و ترقیات ہیں

جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہیں کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کا ہر جیسے کہ
 فنا کے ساتھ تحقیق ہو اور بقا کی طرف پہنچنا اور عین یقین سے حق یقین کو
 ترقی کرنا اور حق یقین ایک نازل ہو جو قلب کے پردوں کو پھاڑ ڈالتا ہے
 اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہے۔ اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے واللہ انی اساک ابمانا یا شرف قلبی اسی بار خدا میں
 بتحر سے سوال کرتا ہوں ایمان کہ دلی میرے میں عمل کر کے تسلی بن عبد اللہ
 نے کہا ہے کہ قلب میں دو جوف ہیں انہیں سے ایک باطن ہے اور اسی میں
 سمیع اور بصیر ہے اور وہ قلب کا قلب اور سوید ہے اور دوسرا جوف ظاہر قلب
 ہے اور اسی میں عقل ہے اور عقل کی مثل قلب میں جیسے آنکھ میں نظر ہے اور وہ ایک
 موضع خاص اُسکی صیقل ہے جس طرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی میں ہوتی ہے اور
 اسی میں سے شاعین نکلتی ہیں جو مریات کو گھیر لیتی ہیں سو اسی طرح عقل کی
 نرس سے علوم کی شاعین نکلتی ہیں جو معلومات کو محیط ہوتی ہیں اور یہ حالت ہے اور
 قلب کو چار ڈالتی ہے اور اُسکے سوید تاک پہنچتی ہے اور وہ حق یقین ہے اور خاک
 غلیظیات سے اور اور گل احوال سے گران بہا اور شرف ہے اور اُس حال کی نسبت
 مشاہدہ سے ایسی ہے جیسے کئی اینٹ کی نسبت خاک سے ہے سو بیکم وہ پہلے
 خاک ہوتی ہے بعد اُسکے گل اور شعی بعد از ان کئی اینٹ بعد از ان کئی اینٹ پس
 مشاہدہ ہی اول اور اصل ہے کہ اُس سے فنا ہوتی ہے بعد از ان بقا جیسے کئی
 اینٹ بعد از ان یہ حالت اور وہ سب فروغ سے آخر ہے اور ہر گاہ یہ حالت سبب
 کی پہل تھی اور وہ شرف احوال ہے اور وہ شخص جو بہت ہو گیا کہ سبب اور اتصال

نہیں ہوتا تو جسقدر موابہ بندہ کے نوازل سے ہیں وہ احوال سے موسوم ہوئے
اس واسطے کہ وہ بندہ کے مقدر کسب سے باہر ہیں تو اس قول کا اطلاق ہوا اور
مشائخ کی زبانوں پر مستند اول ہوا کہ مقامات کسب ہیں اور احوال موابہ ہیں
اور جس ترتیب پر کہ ہم نے پیش فرمایا کسب موابہ ہیں اور اسطیلکہ کسب موابہ
سے ڈھلے ہوئے ہیں تو احوال موابہ ہیں اور مقامات رستے موابہ کے ہیں
مگر کسب مقامات میں ظاہر ہوا اور موابہ مبطون اور خفی ہو گئے اور احوال میں
کسب چھپ گیا اور موابہ ظاہر ہو گئے تو احوال موابہ سماوی علویہ ہیں اور
مقامات ان کے رستے ہیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ
مجھ سے آسمانوں کے رستے پر چمے اس واسطے کہ انکا شناسا سائر زمین کے رستوں سے
ہوں اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہے پس آسمانوں کے رستے تو یہ ہیں اور
زہد وغیرہ جو مقامات ہیں اس واسطے کہ جو شخص ان رستوں کا سالک ہو اسکا
دل آسمانی ہو جاتا ہے اور وہ رستے آسمانوں اور برکات کے نزول گاہ ہیں اور ان
احوال کے ساتھ رہی تحقیق ہوتا ہے جسکا قلب آسمانی ہو بعض صوفیہ نے کہا ہے
کہ حال ذکر خفی ہے اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہے جسکا ہم نے ذکر کیا ہے اور عواقب میں
مشائخ سے میں نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں حال وہ چیز ہے جو میں لہو ہو تو حیرت کہ کسب
اور اعمال کی راہ سے ہوں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بندہ کی طرف سے ہے پس جب کہ مرید
کو موابہ اور موابہ جید سے کوئی خفی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہے اور اسکا
جان نام رکھایا اشارہ ان کی طرف سے ہے کہ حال موبہت اور عطیہ ہے اور بعض مشائخ
خراسان نے کہا ہے کہ احوال موابہ آسمان ہیں اور بعضوں نے کہا ہے

کہ احوال بکلیوں کے مثال ہیں میرا گر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیثِ نفس ہے اور یہ عقوب
استقامت علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ بعض احوال میں یہ ہوتا ہے کہ اسوۂ سلیمہ وہ راہ
پاتے ہیں بعد از ان نفس انکو ایک ایسا تارہ و لیکن علی الاطلاق سو ایسا نہیں ہے اور
احوالِ نفس سے استخراج اور اخلاط نہیں کرتے جس طرح تیل پانی سے نہیں ملتا اور
بعضے اس طرف گئے ہیں کہ احوال نہیں ہوتے الا اُسوقت کہ درجہ اور قائم رہیں اور
اگر درجہ و قائم نہ رہیں تو وہ نواح اور طوائف اور بلاد رہیں اور سب مقدمات احوال
ہیں احوال نہیں ہیں اور شاخ نے آسمانِ فضلات کیا ہے کہ آیا بندہ کیلے جائز ہے کہ
کسی ایک مقام کی طرف اتنا ہی غیر اپنے مقام کے جسمیں وہ ہر قبل اسکے کہ پہلے
مقام کے حکم کو تسلیم کرے بعضوں نے کہا کہ یہ نہراور نہیں ہے کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے
مقام کے حکم کو تسلیم کرے اتنا ہی اس مقام سے کہ جسمیں وہ ہر اور بعضوں نے
کہا ہے کہ وہ مقام جسمیں وہ ہر کمال نہیں ہوتا الا بعد اسکے کہ وہ اس مقام پر ترقی
کرے جو اس سے بالا ہے سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنیٰ مقام کی طرف نظر کرتا ہے
میرا اپنے مقام کے اثر کو تسلیم کرتا ہے اور اولیٰ یہ ہے آئندہ خدا سے توفیق دانا تر ہے
کہ ایک شخص کو اپنے مقام میں ایک حال عطا کیا جائے اسکے مقامِ اعلیٰ سے
جس پر غریب ہے وہ ترقی کرے گا تو اس حال کے درمیان سے اپنے اس مقام کے
امر کو مستقیم کرتا ہے جسمیں وہ ہر اور آسمان ہی اسی طرح تصرف کرتا ہے اور کوئی چیز
بندہ کی طرف نہیں بڑھا کی جاتی کہ وہ ترقی کرتا ہے یا نہیں ترقی کرتا ہے اسوۂ
کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرتا ہے اور احوال میں مواہب ہیں جو
ترقی ان مقامات پر کرتے ہیں جسمیں کسبِ شمع سے ملا ہوا ہے اور بندہ پر نہیں غلط ہے

ہوتا کوئی حال اس مقام سے جو اعلیٰ اس مقام سے ہو جس میں یہ سب مگر یہ ہرگز نہ سبکی تھی
 اسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہے پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی نہ اند احوال سے
 کرتا ہے سو اس بنیاد پر یہ کہ ہم نے ذکر کیا ہے داخل مقامات اور احوال کا تو یہ ایک
 واضح ہوتا ہے اور کوئی فیصلت نہیں معلوم ہوتی مگر یہ کہ اس میں ایک حال اور ایک
 مقام ہے اور نہ بدین حال ہے اور ایک مقام ہے اور توکل میں ایک حال ہے اور ایک
 مقام ہے اور رضامین ایک حال ہے اور ایک مقام ہے۔ ابو عثمان حیرری کا قول ہے
 کہ چالیس برس سے اسد تعالیٰ نے مجھے کسی حال میں نہیں قائم کیا
 کہ اس سے مجھے کراہت ہوئی ہو اس میں اشارہ رضا کی طرف کیا ہے اور اس سے
 حال روشن ہوتا ہے پھر مقام ہو جاتا ہے اور محبت میں حال ہے اور مقام ہے اور
 ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے اور
 حال توبہ کا راہ پانا اول از جار اور از ردہ ہونے سے ہے۔ بعض صوفیہ کا قول ہے
 کہ زجر ایک جوش دل میں ہے جسکو ساکن نہیں کرتا اما از تباہ جو غفلت سے ہوا
 اسکو بیداری کی طرف پھرتا ہے اور جب وہ جاگتا ہے صواب کو خطا سے دیکھتا ہے
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ زجر ایک روشنی قلب میں ہے جس سے وہ اپنے قصہ کی
 خطا کو دیکھتا ہے اور مقدمہ توبہ میں زجر تین درجہ سے ہے ایک زجر طریقی اعلم ہے
 اور ایک زجر طریقی عقل سے ہے اور ایک زجر طریقی ایمان سے ہے اور تائب پر
 حال زجر نازل ہوتا ہے اور وہ اسد تعالیٰ کی طرف سے ایک عطیہ ہے کہ اسکو توبہ
 کی طرف کھینچتا ہے اور ہمیشہ بندہ میں ہوا سے نفس کا غلور ہوتا ہے کہ اسکو حال
 توبہ وزجر کے آثار ملتے ہیں تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہو جاتا ہے

اور اسی طرح زہد میں کہ بندہ ہمیشہ نازل حال کے ساتھ رہ کر تہا ہی بیان نک کہ
 لذت ترک اشتغال دنیا اسکو دکھاتا ہے اور اسے دنیا کی طرف متوجہ ہونے کو بیج
 کرتا ہے بعد ازاں اس کے حال کا اثر حرص و شہہ نفس کی دلالت ہے جو دنیا کی طرف
 ہر اور دنیا کے موجودہ اشیاء کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہے تا آنکہ خدا سے کرم کی امداد
 آسکا تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہے اور زہد اسکا مستقر ہو جاتا ہے اور زہد
 اسکا مقام ہو اور حال تو کل کا نازا ہمیشہ اس کے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے
 حتیٰ کہ وہ متوکل ہو جاتا ہے اور ایسا ہی حال رضا کا ہے بیان نک کہ خیاب پر بندہ
 مطمئن اور یہ اسکا مقام ہو جاتا ہے۔ اور بیان ایک لطیفہ ہے وہ یہ کہ مقام رضا
 و توکل ثابت ہوتا اور حکم اس کے بقا کا کیا جاتا ہے حالانکہ داعیہ طبع موجود ہے اور حال
 رضا کی بقا کا حکم داعیہ طبع کے ساتھ نہیں کیا جاتا ہے اور مثل ایک کرہت کی ہے جو
 جسکو طبیعت کے حکم سے رضی پاتا ہے مگر علم اسکا رضا کے مقام میں حکم طبیعت کے
 چسپا پاتا ہے اور طبیعت کے حکم کا طور پر طبیعت کے وجود میں جو حکم کے ساتھ
 پوشیدہ ہو اسکو رضا کے مقام سے خارج نہیں کرتا لیکن حال رضا حکم کرتا ہے
 اس واسطے کہ حال جب مجر و موہبت ہو گیا تو داعیہ طبع کو اسے جلا دیا سو کیا جاتا ہے
 کہ وہ کیونکر رضا میں صاحب مقام ہو گا اور اس میں صاحب حال نہیں ہو اور
 حال مقدمہ مقام کا ہے اور مقام ثابت اور قائم تر ہے ہم کہتے ہیں کہ جب مقام
 کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اس میں اضمثال ہو اور ہر گاہ حال موہبت
 میں اسے جو وہ طبیعت کی آئینہ نش سے پاک ہو تو حال رضا سخت تر ہے اور
 مقام رضا قوی تر شکن ہے اور مقامات کے لیے ضرور ہے کہ احوال نرا تدریج

پس کوئی مقام نہیں ہوا لہذا بعد سابقہ حال کے اور نہ مقامات کے لیے نفرد اور
یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہو۔ اور ہے احوال سو انکایہ حال ہر کہ بعض
انہیں سے وہ ہیں جو مقام ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مقام نہیں ہوتے
اور سر اس میں یہ ہر جو ہر نے ذکر کیا ہر کہ کسب مقام میں ظاہر ہر اور موہبت میں
پوشیدہ اور حال میں موہبت ظاہر اور کسب باطن ہر اور ہر گاہ کہ احوال میں موہبت
غالب ہو تو وہ مقید نہیں ہوا احوال اس درجہ کو پہنچتا ہر کہ اس کے لیے اتنا
نہیں ہوا اور احوال سینہ کا لطف یہ ہر کہ وہ مقام ہو جائے اور مقدمہ و راست
حق غیر تنہا ہی اور اس کے موہب غیر تنہا ہی ہیں اور اسی واسطے بعض حضرات
نے کہا ہر کہ اگر میں روحانیت عیسائی اور مکالمہ موسیٰ اور خلعت ابراہیم علیہم السلام
عطا کیا جاتا تو میں اس کے سوا اور کچھ مانگتا سو اسطے کہ عطیات الہی بے شمار
ہیں اور یہ انبیل کے احوال ہیں اور اولیاء کو عطائیں ہوتے مگر یہ ایک اشارہ
کننے والے کی طرف سے ہمیشہ کی ناکی جہانک اور طلبکاری اور عدم قناعت
کی طرف ہر اس مرتبہ کے ساتھ جس میں وہ حق تعالیٰ کے امر سے ہر اس واسطے
کہ سرور پیہر ان صلوات اللہ علیہ وسلم نے بے قناعتی پر گاہ کر دیا اور طلب
اور خواہش نزول برکت فرید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھل کر دیا ہر جس کسی
دن کہ میں اس میں ترقی علم نہ کروں تو میرے لیے اُس دن کی صبح میں برکت نہیں
دی گئی اور اب اس دعا میں صلی اللہ علیہ وسلم اللهم انصر عنہ راہی وصفہ جہ
عظمیٰ ولم تبلغہ نتیجۃ و انتیتی من خیر وعدتہ احد من عبادک او خیرات معطیہ احد
من خلقت فانما ارجو ایاک واسألك ایاہ۔ تو جان لینا چاہیے کہ موہب

اچھی بے شمار ہیں اور احوال سواہر ہیں اور وہ ملے ہوئے ان کلمات اچھی سے
 ہیں جو سمندر کو اپنے تمام ہونے سے پہلے تمام کر دے اور ایک بیابان کے اعتبار سے
 اس کے ہمارے پہلے تمام ہوں اور ہندوستانی شمت دین و دنیا اور خطا کرنے والا ہی

باب انشعوان مقامات کی طرح بطور اختصار و یکبارگی کے شہادت میں ہے

انسان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نبی علیہ السلام نے پاس ایک شخص
 آیا اور کہا یا رسول اللہ میں ایک شخص دربار رسان ہوں اور گشتہ اپنی اہل خانہ پر
 ازبان درازی کرتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار کے
 کہان ہی اسوہ ہے کہ میں اس سے ایک دن رات میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔
 اور اب تو ہر پرہ رخصی اللہ عنہ سے دوسری حدیث میں روایت ہے کہ میں اللہ سے
 استغفار اور اس کی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہوں۔ اور اب تو اس سے روایت
 ہے کہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئے میرے قلب پر ماہوں
 جھانپاتا ہے سو میں اس سے دن بھر میں استغفار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے تو توبہ والی اللہ جمیعاً رہا واللہ منون علیکم تعالون۔ یعنی رجوع کرو تم
 طرف اللہ تعالیٰ کے سب ایسے مومن شاید کہ تم فائدہ کو پہنچو۔ اور اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے ان اس یحییٰ التوبہ میں یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو
 دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ
 توبۃ نصوحاً یعنی ای ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خاص توبہ
 مقام کی اور توبہ ہر مقام اور توبہ ہر حال کی ہے اور وہ اولیٰ سب مقامات سے ہے

اور وہ زمین کی شمالی دیوار کے لیے ہر سو جگہ کے پاس زمین نہیں ہر تو اس کے پاس
 دیوار نہیں ہو اور جس کے پاس تو بہ نہیں ہر اس کو نہ کوئی حال ہو اور نہ کوئی مقام ہو
 اور میں نے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال
 اور ان کے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ میں چیزیں انکو جامع ہیں بعد از ان
 کہ ایمان اور اس کے حقوق و شریعت کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہیں پھر انکو
 ولادت معنوی حقیقی کے اضافہ میں ان چار مضامین کے مطابق پایا یا انکو پسند تو ملی
 نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کے لیے مقید بنایا اور جو کوئی
 ان چاروں کے حقائق سے متحقق ہو گا وہ آسمانوں کے مقام ملکوت میں داخل
 ہو اور مکاشفہ قدر و ثنایات کا اسے حاصل ہو اور اسکو ایک ذوق اور تمککات
 اکی کا ہو گا جو نازل ہوے ہیں اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہو گا
 سو وہ سب تمام و کمال بخین چاروں سے ظاہر اور انہیں سے موجود و موجد
 ہوے ہیں سو ایمان کے بعد ان تینوں میں سے ایک تو بہ نصوح ہو اور دوم
 زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق و دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر
 ہیں اور باطن میں ان اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہوں بددن اسکے کہ کسی طرح
 کا تصور و تصور ہو بعد اسکے ان چاروں کی تکمیل کے لیے استقامت و وسعت
 چار چیزوں سے کی جائے جن سے انکی تسامی اور قیوم ہو اور وہ یہ ہیں قلت کلام
 اور قلت طعام اور قلت مقام اور لوگوں سے علیحدہ رہنا اور علمائے زہد اور
 مشائخ نے پھر اتفاق کیا کہ ان چاروں سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم
 ہوتے ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے تائید آتی اور اس کے حسن و نوبت سے ابدال

ہو گئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہیں کہ تمام مقاماتِ اُفنین کی صحت
 کے اندر مندرج ہیں اور جو ان سے کایا ہوا وہ سب مقاماتِ بین کایا ہوا
 ہوا اُفنین سے اول بعد ایمان کے تو یہ ہر اور وہ اپنی صحت کی ابتداء میں احوال
 کی محتاج ہر اور جب وہ صحیح ہو گئی تو مقامات اور احوال پر متزل ہو گئی اور ان کے
 آغاز میں زاجر کا ہونا ضرور ہر اور وجدان زاجر کا ایک حال ہر اس واسطے کہ وہ
 ایک بخششِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہر کہ احوال ہر آب
 اور عطیات ہیں اور حال زجر توہ کی کنجی اور اسکا مبداء ہر ایک شخص نے بشر
 حافی سے کہا کیا ہر کہ میں تجھے اندو کہیں دیکھتا ہوں کہا سبب یہ ہر کہ میں
 گمراہ مطلوب ہوں رستہ میں نے مفقود اور گم کر دیا اور میں اسکا مطلوب ہوں
 اور جو یہ ظاہر ہوتا کہ مقصد کی طرف رستہ گمان ہر تو میں طلب کرتا کہ غفلت
 کی غنودگی نے آن لیا مجھے اُس کے رہائی نہیں کرے کہ میں بھر گیا باؤں اور
 بھر پر زجر کا اثر پڑے۔ اور اسی نے کہا میں نے ایک اعرابی کو بصرہ میں دیکھا
 کہ وہ آنکھوں کی بیماری کا شکی تھا اور پانی اُس میں سے بہتا تھا سو میں نے
 اُس سے کہا کیوں اپنی آنکھیں نہیں پرچھتاؤ کہ اس واسطے کہ طیب نے
 مجھے زجر کیا ہر اور میرا اس شخص میں نہیں ہر جو تیرے جو پس باطن میں زاجر
 حال ہر کہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہر اور تاب کو اسکی موجودگی سے پارہ نہیں ہر
 پھر از جار کے بعد بندہ از تباہ کا حال پاتا ہر۔ بعضے علمائے کہا ہر کہ جس نے
 حروف کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو وہ آگاہ ہوا۔ اور بوزیرِ ملامتِ رحمت نے
 کہا ہر کہ علامتِ تباہ کی پانچ ہیں جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی

کرے اور جب وہ اچھے گناہوں کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے
تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولیٰ یاد آوے
تو افتخار کرے۔ اور بعض علمائے کہا ہر کہ انقباض اور بیداری دلائل تہائے خیر کا آغاز ہے
جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چوکا ہٹ اسکو بیداری تک پہنچاتی ہے
اور جب وہ بیدار ہو تو اسکو بیداری طلب سید سے طریق پر لازم کرتی ہے پھر وہ طلب
کرتا ہے اور جبکہ اپنے طلب کی جانا جاتا ہے کہ غیر سبیل حق پر ہی پھر وہ حق کو طلب کرتا ہے
اور در توبہ کی جانب پھرتا ہے بعد ازاں اس کے انقباض سے حال بیداری عطا ہوتا ہے
فارس کا قول ہے کہ سب احوال ادنیٰ اور اعلیٰ بیداری اور اعتبار ہے۔ اور بعض نے
کہا ہے کہ بیداری خط طریق کا بعد شاہد سبیل نجات کے ظاہر ہوتا ہے۔ اور بعض نے
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہو گئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا میں ہو گا۔ او
بعضوں کا قول ہے کہ بیداری مولیٰ کی طرف سے ڈرنے والوں کے قلوب کے لیے
ایک قصد جو انکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہے پھر جب کہ انکی بیداری کامل ہوئی
تو اس کے ذریعہ سے وہ مقام توبہ کو پہنچتا ہے سو یہ تین احوال ہیں کہ مقدم توبہ ہیں
بعد ازاں توبہ اپنی استقامت میں محاسبہ کی محتاج ہے اور توبہ مستقیم غیر محاسبہ کے
انہیں ہوتی ہے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے
خفوں کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور انکا وزن کرو قبل اسکے
کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بڑے جائزہ کے لیے آکر نہ رہو جس
وزن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ
انفاس اور ضبط حواس اور رعایت اوقات اور انیاء رحمت کے ذریعہ سے ہوتا ہے

اور بندہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رات دن میں پانچ نمازیں اپنی رحمت سے واجب کی ہیں اسوجہ سے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندہ کو جانتا ہے اور بندہ پر غفلت غالب ہے تاکہ جوئی اُسکو اپنا غلام نہ بنائے اور دنیا اُسکو پروہ اپنا نہ کرے پس پانچوں وقت کی نماز ایک بخیر ہے کہ نفوس کو حق عبودیت کے درجے کے لیے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہے اور بندہ جس محاسبہ سے نگہداشت اپنے نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہے اور شیطان کے راستوں کو حسن محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہے اور نماز میں بھی داخل نہ ہو مگر جب کہ حسن توبہ اور استغفار کے ساتھ دل سے گمراہ کو نہ کھوے اس واسطے کہ ہر ایک کلمہ اور ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک نکتہ سیاہی کا قلب میں پیدا کرتا ہے اور ہر ایک گمراہ لگتی ہے اور مٹلاشی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ ضبط اعضاء و جوارح سے رکھتا ہے اور مقام محاسبہ کی تکمیل کرتا ہے سو اس وقت اُسکی نماز میں نور ہو گا جو اُسکے وقت اجزاء پر دوسری نماز تک چمکتا رہے گا پھر اگر اُسکی نماز خوب روشن اُسکے وقت کے نور سے رہتی ہے اور اُسکا وقت نور سمجھو اُسکی نماز کے نور سے رہتا ہے اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازوں کو ایک کاغذ میں لکھا کرتا ہے اور ہر ایک دو وقت نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا ہے اور جب کبھی کوئی خطا کلمہ غیبت کی دوسرے امر سے سرزد ہوتی تو ایک خطا کھینچ دیا کرتا ہے اور جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے ضعی کا ارتکاب کرتا تو اُس میں ایک نقطہ سفید جگہ میں لکھا دیتا تاکہ اپنے گناہ اور اپنے حرکات لائینی سے عبرت حاصل کرے اور اس محاسبہ کے ذریعہ سے گمراہ شیطان اور اپنے نفس امارہ کے

ہر جہ مقام صدقہ جو اسے حسن اعتقادین اور باعزت حرم کے جو اسے مقام
 عباد کی تحقیق پر جسے تنگ کرنا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت کا ہے کہ ضرورت
 صحت تو یہ ہے کہ وجہ ہونا ہو۔ غنیمت کا قول ہے کہ جس شخص کی نگہداشت اچھی
 ہوگی اسکی ولایت ہمیشہ کورہی۔ اور واسطی سے پوچھا کہ اعمال سے کونسا عمل
 افضل ہے کہ باسرا اور محاسبہ کی نگہداشت ظاہر میں اور مراقبہ کی باطن میں اور
 اور ایک دوسرے کے سال کی پہنچتا ہے اور ان دونوں کے توبہ تقسیم ہوتی ہے
 اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہیں اور وہ دونوں مقام شریفین
 جو جانے ہیں کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہیں اور توبہ تقسیم کامل
 ان کے درجہ سے ہوجاتی ہے پس محاسبہ اور مراقبہ اور عبادت مقام توبہ کی ضرورت
 سے ہے۔ حسن نادسی نے کہا کہ میں نے جبریری کو سنا ہے کہ کتا تھا ہمارا یہ امر
 ہر دفعہ پڑھتا ہے اور وہ یہ کہ توبہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے نفس پر مراقبہ کی
 لازم کی ہے اور علم تہمت ظاہر ہے قائم ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراقبہ عبادت اور
 نگہداشت سر کی واسطہ ہے کہ ہے ہر ایک نظم اور لفظ میں ہر اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا جو اس جو قائم ہوگی کلی تہمت یا سبقت یعنی کیا اچھا وہ شخص کہ جو قائم ہو
 اور نفس کے ساتھ اس چیز کے کہ اسے کمایا اور یہی علم قیام ہے اور اسی سے
 علم حال اور معرفت نہایت و نقصان پورا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نگہدہ معیار
 اپنے حال کی جانے جو اس کے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہ سب جو صحت
 توبہ کے لازم ہے اور صحت توبہ انکی لازم جو اس واسطے کہ خواہ غرض اور
 قصدوں کے مقدمات ہیں اور غرض اعمال کے مقدمات ہیں اس واسطے

کہ خواطر بنوے اور تحقق ارادہ قلب ہو اور قلب اعضا کا حاکم ہو اور اعضا
 جنبش نہیں کرتے مگر اس وقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے اور مراقبہ
 سے خاطر رسی کے مادے منقطع ہونے ہیں تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل
 ہو گئی اس واسطے کہ جسے خواطر کو روکا تو وہ اعضا و جوارح کے مایحتاج کو کافی ہو
 اس واسطے کہ مراقبہ نے مکررات کے ارادہ کی رگین قلب سے جو سمیت اکٹرا
 جاتی ہیں اور محاسبہ سے تدارک اُسکا ہوتا ہو جو مراقبہ سے اچٹ کر گزرتا ہو۔
 ابو عثمان سے منقول ہے کہ وہ کہتا تھا جو خیرین انسان کو اس طول میں لازم
 ہیں انہیں افضل محاسبہ ہو اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہو اور ہر گاہ
 توبہ صحیح ہوئی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی۔ اور پھر ان ادمی نے
 کہا ہے جب کہ بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہے تو وہ غیب ہو جاتا ہے اس واسطے
 کہ انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہے۔ اور ابو سعید قرشی نے کہا ہے کہ غیب وہ
 شخص ہے کہ جو باگزشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک لمحے سے ہو کہ اُسکو
 اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ انابت رجوع اور بازگشت
 اُس سے اُسی کی طرف ہے نہ کسی دوسری شے سے جو اُسکے غیر ہیں جس شخص
 نے اُسکے غیر سے اُسکی طرف رجوع کی تو اُس نے انابت کے طرفین سے ایک
 طرف کو تباہ اور ضائع کیا اور فی الحقیقت غیب وہ شخص ہے جس کا مرجع اُسکے
 سوا ہو پس اُسکی طرف اُسکی رجوع سے پھر تباہ بعد ازاں اُسکی رجوع کی رجوع سے
 رجوع کرتا ہے سو ایک پیکر باقی رہ جاتا ہے جس کا کوئی وصف اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 قائم نہیں عین جمع میں مستغرق ہے اور نفس کی مخالفت اور شوب

افعال کی دید اور مجاہدہ یہ سب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق کے متحقق ہونے میں
 ابو سلیمان نے کہا ہے کہ میں نے اپنے نفس کے کوئی نہیں ایسا جانا کہ اس کے
 امید ثواب رکھوں۔ اور ابو عبد اللہ سنجری نے کہا جس نے کوئی چیز اپنے احوال
 سے حال ارادت میں اچھی جانی اس پر ارادت اس کی فاسد اور تباہ ہو گئی مگر یہ
 کہ وہ رجوع اس کی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت و مجاہدہ
 میں ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو ان باتوں میں جو اس کے نفع اور نقصان
 کی ہوں میزان صدق میں نہیں تولا تو وہ مردوں کے درجہ کو نہیں پہونچا
 اور افعال کے عیبوں کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہے اس حال میں
 کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق میں ہو اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے
 نہیں اور نہ مجاہدہ میں بندہ صادق ہو مگر جب کہ اس کو صبر حاصل ہو۔ اور
 فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
 سلم کو سنا کہ فرماتے تھے مجاہدہ وہ ہے جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور
 نہیں پورا ہوتا مگر صبر کے اور افضل سب صبروں میں صبر علی اللہ ہے کہ ہمت اور
 ارادہ کو اس پر روکے اور دل سے اس کے لیے صدق مراقبہ کرے اور خطرات کے
 مادوں کو بچ ورنے کے کثیر ڈالے اور صبر شتم فرض اور فضل میں ہے جو فرض
 نسل اس کے کہ صبر ادا سے مقرضات پر اور صبر محرمات سے جو اور جو صبر کہ فضل
 جو ازان جملہ صبر علی الفقر ہے اور صبر جو وقت صدمہ دل اور افتخار کے
 مصائب و درد و ترک شکوے کے ہو اور صبر افتخار فقر پر اور صبر افتخار
 عطا و کرامات اور مشاہدہ قدر و ریات پر ہے اور جو صبر رضا اور فقدا

بہت ہیں اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہیں جو ان اقسام کے صبر کے ساتھ
 قائم رہتے ہیں اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر
 کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہیں تو اب حقیقت صبر کی توبہ میں ایسی ہی ہجو
 ہو جیسے توبہ میں مراقبہ حاصل ہو اور صبر اہل یقین کے بزرگ ترین مقامات سے
 ہو اور حقیقت توبہ میں داخل ہو۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ کون شیخ افضل صبر کے
 ہو اور تہرانہ اسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کچھ اور پڑتے جگہ فرمایا ہے
 اور کسی شیخ کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہیں کیا اور صحت توبہ حادی مقام صبر
 کو ساتھ اس کے شرف کے ہو اور صبر میں سے ایک صبر نعمت پر ہو اور وہ یہ ہو
 کہ نعمت کو محضیت اتنی میں عزت نہ کرے اور یہ بھی صحت توبہ میں داخل ہو۔
 اور سیل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلاء سے سخت تر ہو۔
 اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ہم سختی اور گزند میں آزمائے گئے تو ہم نے
 صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے اور ہم نے صبر نہ کیا اور صبر کے اندر
 نگہداشت راستہ سے اس کی ہر جو خفا و غضب میں ہو اور صبر لوگوں کی توبہ میں
 اور صبر گناہی پر اور توفیق اور نجات زہد میں داخل ہیں اگرچہ توبہ میں داخل
 ہوں۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر ہوتی ہے اور طمانینت اسکی
 اس کے تزکیہ سے ہو اور تزکیہ اسکا توبہ سے ہو سو جب نفس توبہ نصوح سے
 پاک ہو تو اسکی بھی بد خوئی نہ اٹلی ہو گئی اور بے صبری اور انکار و سرخی کی
 طلب نفس کی بد خوئی سے دور تو یہ نصوح نفس کو ملائم کرتی ہے اور اسکو لغت
 اور کج خلقی سے نرمی کی طرف نکال لاتی ہے اس واسطے کہ محاسبہ اور

مرا قبہ سے نفس معنائی پاتا ہوا اور اسکی آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہے بجھ جاتی ہے اور نفس اپنی طماننت کے ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہنچتا ہے اور قضا و قدر کے مقام جریان میں تسلی اور اطمینان پاتا ہے۔ ابو عبد اللہ بنا جاتے کہا کہ اگر اللہ کے بندے ایسے بہت ہیں جو صبر کرنے سے شرماتے ہیں اور مقدرات الہی کے مواقع کو حجب لے لیتے ہیں۔ اور عمر بن عبد العزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہونی اور مجھے کوئی خوشی بجز موقع قضا کے نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضائیں عمل کر پھر اگر یہ نہ تو صبر میں جری ضرورت اور بھلائی ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُسکی قسمت میں رکھا ہے سو فضیلت رضائیں اخبار اور آثار اور حکایات مستند ہیں کہ شمار میں نہیں آتے اور رضا تو بہ خالص کا ثمرہ ہے اور کوئی بندہ فنا کے نہیں پھرنا الا جو کہ تو بہ نصوح سے پھر جائے تو اب تو بہ نصوح میں حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہیں اور خوف و رجاء و مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہیں اور وہ دونوں تو بہ نصوح کی پشت میں ہیں اس واسطے کہ اُسکے خوف نے تو بہ پُر اُسے برائی ختم کیا ہے اور اگر اُسکا خوف نہ ہوتا تو وہ تو بہ نہ کرتا اور اگر اسکی رجاء نہ ہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجاء اور خوف قلب مومن میں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجاء تو چین معتدل ہو جاتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص کے پاس تھے اور وہ حالت نزع میں تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئیں
 کیسا پاتا ہے کہا کہ میں اپنے تئیں پاتا ہوں کہ اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں اور
 اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر
 کسی بندہ کے قلب میں یہ دونوں خوف ورجا نہیں جمع ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ
 نے اسے عطا کیا جس کی امید اس نے کی اور اس کو نیاہ اس سے دی ان چیزوں
 سے کہ جن سے وہ ڈرتا ہے اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں آیا ہے ولا تلتقوا
 بایدیکم الیٰ اللہ لکہ وہ بندہ ہے جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازاں کہے کہ
 میں ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہیں کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر توبہ کی
 اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہیں ہوتا مگر اس
 وقت کہ وہ ڈرتا ہے اور امید کرتا ہے اس کے بعد تائب نے جبکہ اعضاء و جوارح کو
 مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتوں سے طاعت اسی پر بد و مانگی تو حقیقت میں
 اس نے نعمت الہی کا شکر ادا کیا اس واسطے کہ ہر ایک عضو اعضاء ایک شکر ہے اور
 شکر اس کا مصیبت سے اس کا روکنا اور طاعت میں اس کا استعمال کرنا ہے اور نعمت
 کا شکر گزار کوں ہے جو تائب شکر سے بڑھ کر ہو و جب کہ مقام توبہ میں یہ
 مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ میں حال زجر اور حال انہاء اور حال توقف اور
 مخالفت نفس اور تقویٰ اور مجاہدہ اور محیوب افعال کی دید و انابت و
 صبر و ضا و محاسبہ و مراقبہ اور رعایت و شکر و خوف و رجاء فراہم آ گئے
 اور جب کہ توبہ نصوح صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینہ دل روشن
 ہوا اور دنیا کی بُرائی آئینہ کمال گئی تو زہد حاصل ہو گا اور زہد میں توکل

تحقیق ہوگا اسوہ سنی کہ مہجور دین بے رغبتی اسی وقت ہوتی ہے جب کہ اُسے
 اعتماد و خیال سے موعودہ پر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے اور
 یہ عین توکل ہی ہے اور حقیقت یہ کہ بندہ دین بقیہ کل مقامات کے تحقق بعد تو یہ رہ گیا تو دنیا
 کے زہر سے اُسکا تدارک ہو جاتا ہے اور وہ چار چیزوں میں کی تیسری چیز ہے تعبد اللہ
 بن بریہ سے روایت ہے کہ اُن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے
 سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کی سو دیکھا اُسے کہ گھر میں ایک
 پردہ لٹکا یا تھا اور کنگن ہاتھوں میں تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو اُسے پھر
 آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور زمین کے پیرنے لگے اور فرماتے تھے
 مجھے دنیا سے کیا کام ہے مجھے دنیا سے کیا کام ہے سو فاطمہ نے دیکھا کہ آپ
 اُسے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تیر وہ پردہ اور کنگن لے کر بلال کے ہاتھوں
 بیجا اور اُس سے کہائے جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے
 عرض کر کہ میں نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ چاہیں دکان رکھیں سو بلال
 حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ نے
 کہا ہے میں نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہیں اُسے رکھیں اُس پر حضرت نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی ورمی قد ملئت بابی ورمی قد ملئت اذہب
 قبۃ یعنی مجھے مان باپ کی قسم ہے کہ بیشک اُس نے خیر استسکی ہے جا اور اسے بیجا
 اور بعضوں نے کہا ہے اس آیت کی تفسیر میں انا جملنا اعلیٰ الارض زینۃ لہا لنبلیہم
 اہیم حسن عملا یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ کہ اوپر زمین کے ہر ذرہ زمین کے واسطے
 زینت ہے البتہ ہم اُنکو آزماتے ہیں کہ کون انہیں کا اچھے عمل کا ہر مرد

اس سے دنیا میں زہر پینے بے رغبتی ہو۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ زہر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دنیا کو جسے کھا یا وہ مومن تھا یا کافر تھا۔ اور سبلی رحم سے زہر کا سوال کیا تو کھانا فسوس پریشہ کی کیا مقدار ہے جس میں کوئی زہر کرے۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا تک تک گھوڑے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا اور کب تک روگردانی کا ارادہ ان چیزوں سے کرے گا جنکا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پریشہ کے برابر نہیں ہے پس جب کہ بندہ کا زہر صبح ہوا تو کل ہی اسکا صبح ہو گیا اس واسطے کہ اُسکے صدق توکل نے اُسے قادر کر دیا ہے اس پر کہ موجود اشیا میں وہ غیبت کم کرے پس شخص کہ تو بہ میں مستقیم ہو اور دنیا میں اُسے بے رغبتی کی اور ان دونوں مقامات کو ثابت اور متحقق کیا تو اُسے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور انہیں ممکن اور اُنکے ساتھ متحقق ہوا اور تو بہ کے مرکز قیام کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ارتباط یہ ہے کہ بندہ تو بہ کرے پھر تو بہ میں مستقیم ہو جائے یہاں تک کہ اُسکے ذمہ بائیں طرف کا خرشتہ کچھ نہ رہے بعد ازاں جب کہ مصیبت سے جوارح کو پاک کر چکے تو اُس سے ترقی اُسپر کرے کہ جوارح کو دینی باتوں سے پاک کرے اور اُسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور نہ کوئی فضول کرے ازاں بعد رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر کے باطن کی طرف جادے اور حراقتہ باطن پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اُسکے بعد خطرات فضول کے دور کرنے کے علم قیام کے ساتھ متحقق ہو جائے۔ پھر جب کہ رعایت خطرات چشمن ہو اور کان و جوارح سے

کی مخالفت ہے محفوظ رہنا اور توبہ اسکی مستقیم ہوتی۔ خداے تعالیٰ بے اپنے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ خاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو
 حکم کیا گیا ہے اور جسے ساقی تیرے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو توبہ میں
 استقامت کا حکم دیا اُنکے لیے اور اُنکے پیروں اور اُنکی امت کے لیے حکم دیا
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہر مرد پر یہ نہیں ہوتا اُنکے بائیں طرف کا خرشتہ بتیل
 سال اُسکے ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اُس سے وجودِ عصمت لازم نہیں آتی مگر سچا
 توبہ کرنے والا شاؤنا در جب کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اُسکے باطن سے
 گناہ کا نشان تھوڑی دیر میں مٹ جاتا ہے اس واسطے کہ پیرِ ہند است اُنکے باطن
 میں موجود ہے اور ہند است توبہ ہے تو بائیں طرف کا خرشتہ کوئی چیز اُسکے ذمہ
 نہیں لکھتا اور جب کہ توبہ فصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اُسنے بے رغبتی کی بیان
 تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہیں کرتا اور نہ رات کے وقت صبح کی فکر
 کرتا اور نہ اسکی رائے ہے کہ کیسے ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اُسے
 دوسرے دن کے لیے ہے تو ہر آئینہ اُسنے اس زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور
 زہد فقر سے افضل ہے اور وہ فقر ہے اور پیشی ہے اس واسطے کہ فقیر مجبور کوئی شر
 نہیں رکھتا اور زہد مختار نہ تارک ہر شر کا ہے اور زہد اسکا توکل کو اُسکے
 ثابت کرتا ہے اور توکل اسکا اسکی رضا ثابت کرتا ہے اور رضا اُسکے صبر کو اور
 صبر اسکا جلس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہے اور اللہ کے لیے
 جلس نفس اُسکے خون کو اور خوف اللہ اسکا اسکی رجا کو تحقق کرتا ہے اور زہد و
 توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہیں اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت

اور اس کے عقود و مشروط کے ساتھ کجا ہوئی تو یہ تینوں حاجت مند جو مٹی پھر کے
ہوں جس کے ساتھ ان سب کی تکمیل ہو اور وہ دوم عمل ہو اس واسطے کہ احوال
عالیہ کے بعض ان تین سے منکشف ہوتے ہیں اور بعض احوال کا میسر آتا
جو مٹی کے وجود پر جو دوم عمل ہو منحصر ہو اور بہت سے زائد جز ہر کے ساتھ
متحقق اور تو بہین مستقیم ہیں اکثر احوال عالیہ سے ہشک گئے ہیں اس سبب
سے کہ وہ اس جو مٹی سے ہشک گئے اور دنیا میں زہر سے کوئی مقصود اس کے
سوا نہیں ہے کہ نہایت ذرا حاصل ہو جس سے مدد دوم عمل تندر کی طلب
کی جاتی ہے اور عمل السد یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا
مراقبہ کرتا رہے کہ اس سے کوئی شے جز جب شرعی علاحدہ نہ کرے یا کوئی
ضرورت ایسی ہو جس سے چارہ نہیں ہے جب کہ عمل قلبی قلب پر استیلا
پاؤں اس شغل کے ساتھ کہ اس کی طرف حکم شرعی پہنچا دیا ہے تو باطن
اس کا عمل ہے پر اگر بندہ نہ ہو گا پھر جبکہ زہر و نقوی کے ساتھ متشکک و مہمل کے
ہو گا تو ہر آئینہ فضل اور یہ چیز پر جو دہیت میں مقرون بعید کرے مکمل ہو گئی۔ ابو بکر
رداق نے کہا ہے کہ جو شخص عبودیت کے سانچے سے نکل جائے اس کے ساتھ معاملہ
وہ کیا ہے جو غلام گزیر پاست۔ اور سہل بن عبد اللہ شری سے سوال کیا گیا
کہ وہ کونسی منزلت ہے کہ بندہ اس کے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام
میں کٹا ہو کیا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ تو بہ اور زہر اور
دوم عمل اس کے ساتھ متحقق ہو تو اس کا وقت موجود وقت پذیر سے مستغنی کر دیا
اور وہ اس مقام کو پہنچتا ہے جس میں تدبیر اور اختیار کا ترک ہے بعد از ان اسد یہ

کو پہنچا ہے کہ وہ اختیار کا مالک ہو اور اختیار اسکا اختیار اللہ تعالیٰ سے
 ہو جاتا ہے کہ ہر کسی کو ملے اور وہ جملہ اس کے تابع ہے اور اور علم اسکو ہر
 ہو گیا ہے بن معاذ رازی نے کہا ہے جب تک کہ بندہ تعریف اور عنان میں مشغول
 ہوتا ہے اسے کہا جاتا ہے کہ با اختیار ہو بیان تک کہ وہ عارف ہو جائے اور جب
 اسے معرفت کا حصول اور وہ خود عارف ہو گیا تو اسے کہا جاتا ہے کہ چاہے تو صاحب
 اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسو سلیکے تو اگر صاحب اختیار ہو گا تو کار
 اختیار سے مختار ہو اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تو نے ترک اختیار
 کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار میں ہمارے ساتھ ہو اور بندہ اس
 مقام عالی اور پس نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہے اور وہ یہ ہے کہ
 ترک تبذیر اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہو جائے متحقق نہیں ہوتا مگر
 اس حالت میں کہ ان چاروں کو جنکا ہم نے بیان کیا ہے خوب مضبوط اور مستحکم
 نہ کرے اسو سلیکے کہ ترک تبذیر فنا ہے اور تبذیر اختیار کا مالک ہو نا اللہ تعالیٰ کی
 طرف سے اپنے بندہ کے لیے ہے اور اسکو اختیار کی طرف ہمیں ناتواں باقی ہے اور
 وہی مقام بقا ہے اور وہ نکل آتا اس وجود سے ہے جو بندہ کے ساتھ تھا اور اس وجود
 کی طرف سے آنا جو حق کے ساتھ ہو جاتا ہے اور یہ وہ بندہ ہے جس میں ایک نور بھی
 کج روی سے باقی نہ رہا اور موجودیت میں اسکا ظاہر اور باطن مستقیم ہو گیا اور علم و عمل
 نے اس کے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور بارگاہ قرب الہی میں اللہ عزوجل کے سامنے
 بالذات متوطن ہو گیا اور حالت اسکی یہ کہ عجز و فقہار میں پیچہ مارے ہو ہے اور
 اور اس قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہے کہ لا تکلنی الی علی

طرفہ عین فابہاک ولا الی احد من خلقک فاصبح اکلارہ الی لیدر لائل فی یسی
ست سوپ تو مجھے طرف نفس پر سے کے ایک پلاک مارنے تک تو میں ہلاک ہو جاؤں
اور نہ طرف کسی کے خلق اپنے سے پس میں ضائع ہوں نگاہ رکھ مجھے جس طرح بچے کو
نگاہ رکھتے ہیں اور مجھے اکیلا مت چھوڑ

ساحنواں باب اشارات شائع کے بیان میں جو ترتیب ارقامات میں ہو
حضرات صوفیہ کا قول تو یہ ہیں

ردیم نے کہا ہر کہ تو بہ کے معنی یہ ہیں کہ تو بہ سے تو یہ کہے بعضوں نے کہا ہر کہ
معنی اسکے قول راہیہ ہی استغفر اللہ العظیم من قلة صدق فی قولی استغفر اللہ العظیم
بخشش ناگتا ہوں اللہ زرگ سے کہی صدق اپنے سے قول اپنے میں بخشش
ناگتا ہوں جس معازلی سے سوال تو بہ ہے کیا کیا تو کہا کہ تم مجھ سے سوال تو بہ
انابت کی بابت کرتے ہو یا تو بہ استجاب سے اس پر سائل نے کہا کہ تو یہ انابت کیا
پہنچ کر تو کہتا ہے کہ اللہ فروجل سے توڑے اسوجہ سے کہ تیرے اور اسکو بہت بڑا
قدت ہے کہ پھر تو یہ استجاب کیا ہے کہا وہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے شرمائے ہو
کہ اسکو تجھ سے قرب ہے اور یہ تو بہ استجاب جسکا ذکر اُسے کیا جب کہ بندہ
اسکے ساتھ متحقق ہو تو وہ بسا اوقات اپنی نماز میں ہر ایک خطوت سے اللہ تعالیٰ
کے سوا نازل ہوتا ہے اس سے تو بہ اور استغفار اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے
اور یہ تو بہ استجاب اہل قرب کی باتوں کے لیے لازم ہے جیسا کہ کہا گیا ہے صریح
وجودک ذنب لا یقاس بہ وثبت

ترجمہ

ہستی تری گناہ ہر ایسا کہ اسکے ساتھ ہوتا نہیں قیاس کسی بیگناہ کا

ذوالنون نے کہا ہے کہ عزم کی توبہ گناہوں سے ہر اور خواہش کی غفلت سے اور انبیاء کی توبہ اس سے کہ وہ اپنے تین اوروں کے برتب پر پہنچنے کے عزم سے جسکو وہ پہنچتے ہیں۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے حق میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے ایک چیز سے توبہ کی اور اسکو چھوڑ دیا بعد ازاں وہ ستر اسکے دل میں محفوظ ہوئی تا وہ اسکو دیکھتا ہے یا اسکو سنتا ہے اور حلاوت اسکی پاتا ہے یا نہ پاتا کہ حلاوت طبیعت بشری ہے اور طبیعت سے چارہ نہیں ہے اور اس کے بے کوئی جملہ اسکے سوا نہیں ہے کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کی طرف گلہ کے ساتھ کرے اور اسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے نفس پر انکار لازم کرے اور اس سے اللہ نہ ہو اور بعد تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اسکو جھلا دے دوسری خبر اسکے ذکر اور طاعت سے جو ہے کہا اور اگر ایک لمحہ انکار سے غافل ہو تو مجھے ڈر ہے کہ وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اسکے قلب میں ہو لیکن حلاوت پانے پر وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو یہ اس شخص کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ اور یہ جو سہل نے کہا ہر ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہے کافی اور دینی ہے۔ اور جو عارف کہ قوی خال ہے وہ اپنے باطن سے حلاوت کے دور کرنے پر متکین ہے اور یہ اس پر ترسان ہے اور اسکی سہولت کے اسباب عارف نے لیے انواع و اقسام کے ہیں و حال یہ ہے کہ جسے قلب میں خاص اسد کی محبت کی حلاوت بیوقوفی جو صفائی شاد بہرہ و درایتین خاص سے ہے

تو پھر کو کسی علالت ہو جو اس کے قلب میں باقی رہے گی اور نہ ہی کافروں ہی پر کہ
 کہ جب اتنی کافروں نہیں ہو اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بارگشت
 ہر ایک شے سے ہو جسکو علم نے بڑا کہا اُس شے کی طرف جسکے علم نے توبہ کی اور
 یہ ایک وصف ہو جو ظاہر اور باطن کو شامل ہو اس شخص کے لیے جو علم
 صریح سے کشف دیا گیا اس واسطے کہ علم کے ساتھ جبل کو بقا نہیں جس طرح
 کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہیں ہو اور یہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف
 خاص و عام کے ساتھ حاوی ہو اور یہ علم ظاہر و باطن کا ہو اس واسطے کہ
 ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص و عام سے پاک اور منہر ہو جاتا ہو۔
 اور ابوالحسن نورانی نے کہا کہ توبہ یہ ہے کہ ہر ایک شے ماسویٰ اس سے
 توبہ اور بارگشت کرے

قول اشکار عین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصل تمہارے دین کی وضع اللہ
 پر ہے نہ تمہاری جو کہ جو درو اور رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے نہ پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے فارغ ہوئے تو قبیلہ بانی نہروین میں داخل
 دیا اور فرمایا اللہ عزوجل یہ اُس قوم کو پہنچائے جو ان کو نفع دے۔ عموماً یہ خطا
 نے کہا ہے کہ جسے تقویٰ اختیار کیا اور ورع و پرہیزگاری تہذیب و عین و زبان کیا جائے
 اس کے نہراور نہروین ہو کہ صاحب دنیا کے لیے مذکور ہے نہروین۔ معروف
 کنہی نے کہا کہ توبہ اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھو جس طرح کہ توبہ سے چھٹنے کو تھما کر

حرف بن اسد محاسبی سے منقول ہے کہ ہر آئینہ اسکے درمیان کی انگلی کے کنارہ پر ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے تھے سمیٹ بھدہ ہو تو یہ رگ اسکی پھر کھتی ہو۔ شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہے تو کہا کہ ورع یہ ہے کہ تو اس کے پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اسد کی طرف تفرق اور جدا ہو۔ ابویلیمان دارانی نے کہا ہے کہ ورع اول زہد ہے جیسا کہ قناعت ایک سرِ رضا کا ہے۔ اور یحییٰ بن عمار نے کہا ہے کہ ورع یہ ہے کہ ملتا دلیلِ علم کی حد پر متوقف اور شکا ہو اور ہے خواص سے پوچھا ورع کیا ہے کہا ہے کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ رضی ہو یا غصہ میں ہو اور اسکا اہتمام اسکے ساتھ ہو جس سے اسد تعالیٰ رضی ہو اور بن ابجلا کہتے تھے کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو تیس برس مکہ میں رہا اور فرم کے پانی سے نہیں پیا مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رتے سے پیرا اور نہ اس کھانے سے کھایا جو مہرے لایا گیا۔ اور خواص کا قول ہے کہ ورع خوف کی دلیل ہے اور خوف معرفت کی دلیل ہے اور معرفت دلیل قربت ہے

قول اشکا زہد میں

جبید نے کہا زہد یہ ہے کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور شبلی سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہے کہا زہد حقیقت میں کوئی شے نہیں ہے اس واسطے کہ یا تو زہد اس چیز میں کرے گا جو اسکے پاس نہیں ہے سو یہ زہد خود نہیں ہے یا اشیاء زہد کرے جو اسکے پاس ہیں سو وہ کس طرح اشیاء زہد کرے حالانکہ وہ شے اسکے ساتھ ہے اور اسکے پاس ہے پس زہد نہیں ہے مگر منع نفس اور بدل دوسرے بات کہ ان اشیاء کی طرف

انشار بہ کرتا ہے، خیر اقلام نے بہت کی ہے اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو دشمنان و کسب کے
 قاعدہ کو ڈھاتے تھے لیکن اس سے مقصود شعلی گاہ یہ ہے کہ زہد کا استھار ان لوگوں کی
 آنکھوں میں کرے جو زہد کو بڑی عمدہ چیز جانتے ہیں تاکہ ایشی مغرور اور مفتون ہوتے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جسکو
 دنیا میں زہد اور گویائی عطا فرمائی ہے تو اس سے قربت کرو اس واسطے کہ وہ
 حکمت کو پہونچا ہے اور حقیقت میں زہدوں کو اللہ عزوجل نے قصۂ قارون
 میں علما فرمایا ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے وقال الذین ادنوا العلم وعلیم تواب اللہ
 یعنی اور کہا علم والوں نے افسوس ہے تم پر کہ ثواب اللہ تعالیٰ کا ستر ہے۔ بعض
 نے کہا ہے کہ وہ لوگ زہد ہیں۔ اور رسول بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ عقل کے لیے
 ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کے لیے زمین سے ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کا
 آسمان کے اول تک دنیا ہے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں ہے وجعلنا ہم ائمتہ ہدیہ
 باقرنا لما صبروا یعنی اور گردانا ہم نے انکو امام ہدایت کرنے ہیں ساتھ حکم ہمارے
 کے جب انھوں نے صبر کیا۔ کہا ہے کہ دنیا سے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ علما
 پیغمبروں کے امامت دار ہیں جب کہ وہ دنیا میں در نہ آئیں پھر اگر دنیا میں داخل
 ہوئے تو ان سے اپنے دین پر حذر کرو۔ اور حدیث میں ہے کہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ
 بندوں سے ختم کسی کو دو کرتا ہے جہنم کہ وہ پردہ ایں حیرت میں کرتے جو دنیا سے
 انکو نقصان ہوا ہے اور جسوقت وہ ایسا کرتے اور لا الہ الا اللہ کہیں تو
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم چھوٹے ہو اے بکے ساتھ تم سچے نہیں ہو۔ اور رسول
 نے کہا ہے کہ اعمال حسنہ کل زہاد کے پلہ اور موازین ہیں اور زہد کا ثواب

آگے لیے فاضلات میں ہی اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص زہد دنیا کے اسم سے
 موسوم ہوا تو وہ ہر آئینہ ہزار اسم محمود سے موسوم ہوا اور جو رغبت دنیا کے نام سے
 موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا۔ اور سہری نے کہا ہے کہ زہد غلط نفسانی کا
 ترک دنیا و مافیہا سب چیزوں سے ہے اور ہمیں سب شامل ہیں جو غلط مالی اور جاہی ہیں
 اور جب منقلب جو لوگوں کے نزدیک ہے اور تعریف اور ثناء کا چاہتا ہے اس میں داخل ہے
 اور شہابی سے پوچھا کہ زہد کیا ہے کہا کہ زہد غفلت ہے اس واسطے کہ دنیا کوئی شے نہیں ہے
 اور لاشیٰ میں زہد ایک غفلت ہے۔ اور بعضے علمائے نے کہا ہے کہ جب صوفیہ تھے دنیا
 کی حقارت دیکھی تو زہد دنیا کے اندر زہد ان لوگوں نے کیا اس واسطے کہ ان کے نزدیک
 دنیا ایک ذیلی چیز ہے۔ اور میرے نزدیک دنیا میں زہد اس کے سوا اور چیز ہے اور
 وہ زہد در زہد اس کے سوا نہیں ہے کہ آدمی اختیار سے زہد میں نکل جاوے اس
 واسطے کہ زہد نے زہد کو اختیار کیا اور اسکا ارادہ کیا اور اسکا ماسبوب کہ مستند
 ان کے علم کی طرف ہے اور علم اسکا قاصر نہیں جب کہ وہ بزرگ ارادت کے مقام میں
 قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو اللہ تعالیٰ اسکو مکاشفہ انبیاء مراد کا عطا
 فرماتا ہے پھر وہ دنیا کو مردخی کے ساتھ ترک کر دیتا ہے نہ اپنے نفس کی مراد سے
 سو اسوقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکا زہد ہو گیا وہ جانتا ہے کہ اللہ کی مراد اس سے
 ہے کہ کسی شے کے ساتھ دنیا سے متلبس اور لودہ ہو جس میں اللہ تعالیٰ کے
 ساتھ وہ درزن ہے اس سے زہد اسکا خلست نہیں ہوتا سو اسکا دخول کسی قبر میں
 دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اس کے حکم سے زہد در زہد ہے اور زہد جو ہے ان کے نزدیک
 وجود و عدم دنیا برابر ہے اگر ترک اسے کیا تو اسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا

اور جو اسے اختیار کیا تو اسے تعالیٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد و زہد پر ہر چیز اور ہم
بعضے عارفوں کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام میں قائم ہیں اور زہد میں اس مقام
سے بلند ایک اور مقام ہے اور وہ ایسے شخص کے لیے ہے کہ حق تعالیٰ اختیار اسکا
اسے دے دے اور دیتا ہے اس وجہ سے کہ مقام بقا میں علم اسکا وسیع ہے اور نفس میں
اسکے طہارت ہے سو وہ زہد ثالث کرتا ہے اور دنیا کو چھوڑتا ہے بعد ازاں کہ دنیا کی
خوبی اپنے قبضہ میں لاتا ہے اور عادۃً محبوب اسپر ہوتا ہے اور اس مقام میں دنیا
کا ترک اسکے اختیار سے ہے اور اختیار اسکا اختیار حق سے ہے پھر ہر آئینہ وہی
ایک وقت ترک اختیار کرتا ہے اس نظر سے کہ انبیاء و صالحین کی تقلید اور پیروی
کے اور اسکی پر اسے ہوتی ہے کہ اختیار دنیا مقام زہد و زہد میں زہدی اور ہذا
ہے جو اسکے ہندول حال اسراٹے ہوتی ہے کہ وہ ضعف کے موقع پر اقوال کے قدم سے
جوانبیا اور صدیقین ہیں اور وہ ترک ہوسات و افق حق سے حق کے ساتھ واسطے
حق کے کرتا ہے اور یہی اسکو اپنے اختیار سے شامل اور شامل ہو جاتا ہے اس شخص
سے کہ نفس کے ساتھ لامیت ایک تدبیر ہے کہ جس میں علم صریح اسکی سیاست
کے۔ اور یہ مقام تعریف کا اُن قوی عارفوں کے لیے ہے جنہوں نے اس کے ساتھ
تیسرا زہد کیا ہے جب اسکو دوسرا زہد کے ساتھ کیا جیسا کہ اولیٰ انہوں نے اس کے ساتھ زہد کیا

قول انکا صبر میں

سل نے کہا ہے کہ صبر نظر کشود و شجائب اسے ہے اور وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہے
اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ صبر کے پر معنی ہیں کہ صبر میں تو صبر کرے یعنی کشود کا

آسمین مطالعہ اور نظارتوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ وَبَيْنَ الْبَأْسِ** اور **لَا يَكُ حَمِيقًا**۔ یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان میں اور وقت آزمائی کے یہ وہ لوگ ہیں کہ سچے ہیں اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ ہر ایک شے کا ایک جوہر ہے اور انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے اور صبر نفس کی گوشمالی ہے اور گوشمال سے وہ عالم ہوتا ہے اور صبر صابر کے اندر بجا ہے انفس کے جاری ہے اس واسطے کہ وہ صبر کا محتاج ہے ہر ایک چیز کے جو مجموع اور مکروہ ہوا اور مذموم ظاہر میں ہو یا باطن میں ہو اور علم پہنچائی کرتا ہے اور صبر قبول پیش آتا ہے اور علم کی دلالت بلا قبول صبر خاتمہ نہیں دیتی اور جس شخص کا محافظ ظاہر اور باطن میں علم ہو تو یہ درجہ کمال کو نہیں پہنچتا مگر اسوقت کہ صبر اسکا فرار گاہ اور مسکن ہو اور علم اور صبر دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں جیسے روح اور بدن کہ انہیں کے ایک کو دوسرے بغیر استقلال نہیں ہے اور ان دونوں کا مصدر سرشت عقلی ہے اور وہ دونوں با ہم قریب ہمد گریں کہ دونوں کا مصدر متحد ہے اور صبر کے ساتھ نفس مشقت لیتا ہے اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہے اور وہ دونوں برزخ اور خارق روح اور نفس کے درمیان ہیں تاکہ ہر واحد انہیں سے اپنی اپنی قرار گاہ میں قرار پاوے اور انہیں عقل صریح اور اعتدال صحیح ہے اور ایک دوسرے کے علاحدہ ہونے یعنی علم اور صبر سے میل اور جول ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور نفس کا ہے اور اسکا بیان دقیق اور باریک ہے اور شرف صبر کے اندر قول احد تعالیٰ کا تجھے کافی ہے انما صابرون اجرہم بغیر حساب۔ یعنی الیستہ اللہ تعالیٰ دے گا

صبر کرنے والوں کو اجڑا نکالنا بغیر حساب کہ جو حساب میں نہ آ سکے ہر ایک فرد کی ضرورت حساب سے ہی اور صبر کرنے والوں کا اجر بغیر حساب کے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا ہے واصبر واما صبرک الایامہ یعنی اور صبر کرو اور صبر میں رہو صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ صبر کو اپنے نفس کے ساتھ منسوب کیا اس واسطے کہ بشر اس کی شریف ہے اور نعمت کی تکمیل اس کے ساتھ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص شبلی کے پاس آ کر خڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہے جو صابرین پر سخت تر ہے آپ نے کہا صبر فی اللہ اس نے کہا کہ نہیں کہا صبر اللہ تو کہا نہیں پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ اس نے کہا کہ نہیں تو شبلی غصہ ہوا اور کہا تعجب ہے وہ کون شہر ہے اس شخص نے کہا کہ صبر عن اللہ ہے اسی کہتا ہے کہ شبلی نے ایک چنچ ماری اور قریب تھا کہ روح اس کی تلف ہو جاتی۔ اور میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی میں دجہ ہے اور اس کے لیے کہ وہ صابرین پر سخت تر صبر ہے ایک وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ صبر عن اللہ خاص انخاص مقامات مشاہدہ میں ہوتا ہے کہ وہاں بندہ اپنے مولیٰ سے بوجہ جا اور جلالت کے بازگشت کرتا ہے اور اس کی بصیرت جمالت اور گزائش میں بندہ اور پوشیدہ ہو جاتی ہے اور فروتنی و زاری و خفا کے بیان میں غائب ہو جاتی ہے اس واسطے کہ تجلی کا اثر عظیم اسے مخصوص و مدبرک ہوتا ہے اور سخت ترین صبر ہے اس واسطے کہ وہ اس حال کا وہم و استہوار حق جلالت کے اور کرنے کے لیے چاہتا ہے دوست رکھتا ہے اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہے کہ اپنی بصیرت کو نورِ جہاں کی روشنی و شعاع سے سرگین کرے اور جس طرح کہ نفس محمّد صبر کے لیے نزاع کرتا ہے تو روح اس صبر میں نزاع کرتی ہے اس لیے صبر عن اللہ تعالیٰ

سخت نہ ہو گیا۔ اور ابو الحسن بن سالم نے کہا کہ صائب صبر نہیں ہیں صبر اور صبار
 دو بیتبار سو صبر وہ ہے جس نے فی البدھ صبر کیا اور ایک بار صبر کرتا ہے اور ایک بار ناشکیبائی
 کرتا ہے اور صبار وہ ہے جو فی البدھ اور شدھ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اس کے
 متوقع شکوہ کی اس سے ہولی ہے اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہے اور صبار وہ ہے جو
 جو فی البدھ اور شدھ صبر کرے اور یہ وہ ہے کہ اگر تمام بلایات اُس پر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی
 نہ کرے اور وجود و خفقت کی جہت سے تغیر نہ ہو اور نہ رسم اور خلقت کی جہت سے تغیر
 ہو اور بہین اشارہ اس کا ظور حکم علم کا اُستین ہے باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظور
 ہے اور زنجبلی علیہ الرحمہ ان دو بیتوں کے ساتھ مثل کہتا تھا شاعر

ان صوت المحب من الم التوق	ادع الفراق یورث حشر
صبار صبر فاستغاث به الصبر	فصاح المحب للصبر صبر

ترجمہ

آواز دوست ہر چیز میں فراق بود	یا اشتیاق سید ہزاران زمان چودود
صبر ہے کہ می بگردد ہم ز صبر دوست	نفرہ کہ زد بصیر دلش سوخت بھوجود

یعنی صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انبیاء کو صبر کا حکم دیا اور ہر حصہ
 اس کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اس واسطے کہ اس کا
 صبر بائیں گردانا نہ صبر بنفسہ اور فرمایا و ما صبرک الا بالصدق یعنی اور نہیں ہے صبر تیرا
 اللہ کے ساتھ اور سترے سے بوجھ گیا کہ صبر کیا ہے سو اس نے بیان اور کلام اس میں
 شروع کیا کہ اس نے تائین ایک بچھو اسکے پانچوں پر چلا اور اپنا دمک اسکے مارتا تھا
 تو اس سے کہا گیا کہ اُسے کس واسطے نہیں دور کرتا کہا میں اللہ تھا نے سے

شرمانا ہوں کہ ایک حال میں کلام کروں اور پھر اس کے خلاف کروں جو کچھ کرنا ہوں
 قرعانی سے روایت ہے کہ وہ کتا تھا میں نے جیندرجہ ہند سے سنا ہے کہ وہ کتا تھا
 ہر آئندہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا
 اکرام صبر سے کیا ہے پس ایمان زینت مومن کی ہے اور عقل زینت ایمان کی اور صبر
 زینت عقل کی ہے اور اگر ایمان جو اس رحمہ اللہ کی یہ آیات پڑھیں نظم

صبر علی بعض الاذی فی حق کلمہ	و دافعت عن نفسی نفسی فخرت
و جرحتم المکر وہ حتی تدرب	و لو لم اجر عما اذا لا شفاء تب
الارب ذل ساق للنفس غرة	و یارب نفس بالتدلل غرت
ساصبر و جہدی ان فی الصبر غرة	و ارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از مترجم فارسی

زہی صبری کہ بعضے زخوف کل کن	زنجی کان نفس خود ز خود پیوستہ سیرالم
خج کہ پنج بود از بخور دم تابیا ز آید	خرد و پس لگم از ز خوردن دور می شام
بے غرت زنا کس کان بیا نفس اخوار	بے خواری زنا دلاں کنان غرت ہمیدم
گشیم گردست خود خزانکہ او بخود مرا خوا	نشود شک همان دم از لگن ہست ظام
شکیبا کی گشمن زانکہ اندر صبر غر و غم	زانکہ کار از دنیا شدہ مہم و دام

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا ہے جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی
 زان بعد اس سے سلب کی اور سوا فضلہ اس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا لگ
 یہ کہ جو چیز غرض میں دی بہتر اس سے ہے کہ جو چیز اس سے سلب کر لی اور
 سنون کی آیات پڑھیں نظم

فخر عت من حالیہ یعنی دابوسا فکم غزوة قد جرت عتے کو سہا تدرعت صبری و لتقتت مرفقہ تخطوب لوان انشم ذامن خطبہا	زمانا اذ اجرے غزالیہ اجاتسا فخر عتتا من خب صبری اکوسا وقلت لنفسی بصیرا ذکا ملک اُسا لساحت ولم تدرک لہا الکف لسا
---	--

ترجمہ از مترجم فارسی

کاسی کہ از دو مال بخردم ز نیک و بد و لہا کند سیاه و شہم سے خورم از ان شہد پیرین بصیر و محبت شدہ کاف آسیب ماسے دہر بگاہ رسد از ان	از روزگار ناخوش کاسیب کہ دہر چون از بجا صبر و دادم ہی رسد راضی شدی بصیر و با مرگ اے حسد این دست بیج جانی نشاید خیال شود
---	--

قول انکافقرین

ایک بھلا نے کہا کہ فقر ہے کہ تیرے واسطے کچھ نہ ہو پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو تو تیرے واسطے نہو یہاں تک کہ تو دوسرے کو دیدے اور کہانی نے کہا ہے کہ جب اقتدار اللہ تعالیٰ کی طرف صبیح ہوا تو غنا باند ہی صبیح ہوا اس واسطے کہ یہ دونوں مال ہیں کہ ایک دوسرے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ اور ثور ہی نے کہا ہے فقر کی صنعت یہ ہے کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بذل و اتیار ہو اور دوسرے نے کہا ہے کہ اضطراب ہو وجود کے وقت ہو اور درج نے کہا ہے کہ میں نے اپنے ہٹاؤ کی تیلی ٹوٹی کہ سر سہروانی چاہتا تھا اور میں ایک چاندی کا ٹکڑا یا میں حیران ہو جب وہ ایا تو میں نے اس سے کہا کہ میں نے آپ کی تیلی میں یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہے راجی کہتا ہوں کہ میری رائے ہوئی کہ اسے واپس کر دوں بعد از ان اُس نے کہا کہ اُسے
--

اور کوئی خیر خریدے پھر میں نے کہا کہ مجھے اپنے معبود کی قسم ہے کہ تیرا اس چاندی کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دینا ہے اسکے سوا چاندی سونا کچھ نہیں دیا تو میں نے چاہا کہ میں وصیت کر جاؤں کہ وہ میرے کفن میں باندھ دیا جائے کہ اُسے بن اللہ تعالیٰ کو اٹھایا پھر دونے ابراہیم خوں نے کہا کہ فقیر شرف کی رودہی اور مرسلین کا لباس و صبا چین کی چادر ہے۔ اور مرسل بن عبد اللہ پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہے تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے اور نہ رد کرے اور نہ روکے آبراہی علی رودہی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھ سے زقاق نے پوچھا اور کہا ابراہیم خوں نے کس واسطے حاجت کے وقت بلانہ اور کفاف کو ترک کر دیا کہا میں نے یہ جواب دیا کہ ہوسٹیکہ یہ لوگ کشتی واسے کے ساتھ شیشوں سے مستغنی ہیں کہا میں نے کہ میں نے کہا اس سے لاؤ مجھے اس کے فائدہ پہنچا جو میری سمجھ میں آئی ہے کہا ہوسٹیکہ کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ موجودگی انکو نافع نہیں ہے جبکہ اللہ کا نفاذ ہے اور فائدہ انکو مضرت نہیں ہے جبکہ اللہ کا حکم موجود ہے۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ فقر حاجت کا ٹھنڈا اور حاجت کا ٹھانا مانا سو ہی اللہ سے کراؤ سوچی نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ نعمتیں اسکو غنی نہ کر دیں اور نعمتیں اسکو محتاج نہ کریں۔ اور سخی بن معاذ نے کہا ہے کہ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مستغنی نہ ہوگا اللہ کے ماتر اور اسکا نشان یہ ہے کہ اسباب کل معدوم ہوں۔ اور ابو بکر موسیٰ نے کہا ہے کہ بہت میں پہچو ہمارا کہ سوال اس معنی کا ہو جسکو ہمارے صحاب نے اس فقر کے واسطے سب اختیار کیا ہے تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے ان تک کہ نصیرون حامی سے میں نے سوال کیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ ہوسٹیکہ ہے

کہ وہ پہلی منتر میں توحید سے ہر سو میں نے اس پر قناعت کی اور ابن کبار سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہاں تک کہ اس نے نماز پڑھی اور پھر اسے آیا بعد ازاں کہہ کہ میں خاموش نہیں ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس تھا سو میں گیا اور اسے میں نے خرچ کر ڈالا اور بعد تعالیٰ سے شریا کہ فقیر میں کلام کردن اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود ہی پھر بیٹھا اور کلام کیا۔ ابو بکر ابن طاہر نے کہا کہ حکم فقیر سے یہ ہے کہ اسے کوئی رغبت نہ ہو مگر اگر ہو اور کوئی چارہ نہیں ہے تو اسکی رغبت اسکی کفایت سے متجاوز نہ ہو فارسی نے کہا کہ میں نے ایک فقیر سے ایک بار کہا جب کہ میں نے اس پر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کس واسطے تو سوال نہیں کرتا مالوگ تجھے کھانا کھلا میں تو کہا مجھے خوف ہے کہ اسے سوال کروں اور وہ مجھے نہ دین تو انکو فلاح نہوگی اور نفع سے صوفیہ کی یہ آیات پر جان سے

قالوا اعدا عیداً دا انت لابس	قلعت حلقة ساق عبده اجس عا
فقر وصیر ہا ثوبان تحتہما	قلب یرے رہ الا عیاد واطع
احر کے الملائس ان تلفت کبیب	یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الذہری نام ان رغبت یا ایلے	والعید ما دمف لی مرے اوستما

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہر ترسی پوشاک کیا ہوگی	کہا میں نے کہ وہ غلت جو اپنے بندہ کو بیجا
وہ دو جاتے ہیں فقر اور صبر کے اور انکے نیچے ہو	دل ایسا جو اپنے رب کو دیکھے عید اور
لباس عید وہ ہی محبوب سے ملنے کے ہو	بروز ملے جا رہے ہو غلت سے بیخشا
زمانہ بھگوان ہم ہو اگر تو مجھ سے غائب ہو	مجھے عید ان غریبم سنا تر سے تجھے بکھا

قول انکا شکر میں	
<p>بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ شکر یہ ہے کہ ستم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور یہی بن حاذر ازی نے کہا کہ تو شکر نہیں ہے جتنا کہ تو شکر کرے اور تہاے شکر تجیر ہے اور یہ ہوا اسلے کہ ایک شکر ایک نعمت میں جانب ہوا کہ آپ شکر کہ جب ہے اور وہ علیہ السلام کے ذخائر میں وارور ہے کہ اسی میں تیرا شکر کس طرح اد اکر دیں اور مجھے تیرے شکر کی طاقت نہیں ہے مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیرا نعمتوں کی ہے پس اس نے اسکو وحی بھی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی نعت میں کشف اور اظہار ہے اور محاورہ میں کہا جاتا ہے شکر و شکر جیکہ دونوں کو کھولا اور اسے ظاہر کیا پس نعمتوں کا پھیلانا اور اسکا ذکر کرنا اور زبان سے انکا گنا شکر ہے اور شکر کا باطن ہے کہ تو نعمتوں سے طاعت پر مدد طلب کرے اور مصیبت اس سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہے اور میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ بعض صوفیہ کے یہ آیات پڑھتے تھے</p>	
اور لیتے نعم ابوں و شکر ما	و کھینے کل الاہور با
فلا شکر تاک ما حییت وان است	فلما شکرناک اعطی فی قبرہ ما
ترجمہ	
عطا لینے نہیں تو نے میں کرتا شکر ہر گنا	اور آپیر کام جتنے میں مرے تو نہ کھوئے کرتا
ہو نہ جتنا کہ ہونے لگا نہ ہوا نہ جو چاہو	تو میری ہر بیان تو قدر میں شکر نہ کر میں تیرا
<p>حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پہلے پہل بہشت میں قباحت نہی رہے وہ بلائے جائیگے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و صفت پر کج اور جھٹ میں</p>	

کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے جو بلا میں پھنسا اور اسے صبر کیا اور جو نعمتیں دیا گیا اور
شکر کیا اور مظلوم ہوا اور بچنا سنا کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگوں نے سوال کیا
کہ آخر اسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا ان لوگوں کو سن و مان سے گلا دے وہ ہر اہل
ہین - جنید نے کہا کہ شکر کا فرض یہ ہے کہ اسکا اقرار نعمتوں کے ساتھ دل اور زبان
سے کرے - اور حدیث میں بہترین ذکر لا الہ الا اللہ اور افضل دعا الحمد للہ ہے اور
بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے و اسخ علیکم نعمیۃ اللہ و ما منہ کما ظاہر
کی نعمتیں ہا نعمتیں اور دولتِ مندی ہے اور باطنی امتحانات اور فلسفی ہے کہ یہ آخر تک
نعمتیں ہیں اس واسطے کہ اس سے جزا تک کا مستوجب ہو جاتا ہے اور تہنیت شکو
ہے کہ جو اس کے لیے مقدر کیا گیا اسکو نعمت تصور کرے بجز اسکے کہ دین میں اسکے
مفسر ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے لیے نہیں مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت
اس کے حق میں ہوتی ہے یا وہ عاجلہ ہے جسکو جانتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ آجلہ ہونے پر
کی وجہ سے جو اس کے لیے کردیاتے مقدر ہو میں سو وہ یا ایک درجہ بڑے کے لیے
ہو گا یا پاک کرنا یا گناہوں کا کفارہ ہو گا اور جب کہ یہ معلوم ہو کہ اسکا مالک اس کے
لیے زیادہ تر نصیحت کرنے والا اور اسکی مصلحتیں جاننے والا زیادہ تر اس کے نفس
سے ہے اور جو اسکی طرف سے ہر نعمتیں ہیں تو ہر آئینہ اسے شکر اور کیا

قول اشکا خوف میں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل حکمتِ خوف ایسی ہے کہ
آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ فرمایا دو دعوے اللہ علیہ السلام کی عبادت سے پہلے ہرگز نہ

حاصل کیا اور خوف نے معرفت حاصل کی۔ اور ذوالنون نے کہا ہے کہ محبت بکاسہ
محبت نہیں بنی مگر بعد ازاں کہ خوف اُسکے دل کو خجستہ پر کر دے۔ اور فضیل
ابن عیاض نے کہا ہے جیب تجھ سے کہا جائے کہ اسد کے درو تو خاموش ہو اس لیے
کہ تو اگر کہے کہ نہیں تو کفر تو ہے کیا اور جو کہا کہ مان تو جھوٹ تو بولا سو تیرا دل اُس
تخص کا سانس نہیں جو ہند تعالیٰ سے ڈرتا ہے

قول انکار جا میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ غرور علیٰ فرما ہے کہ
روغ سے اُن لوگوں کو نکال دے جن کو ایک جہت والی کسے برائی ہیجان ہو
بعد ازاں فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اور طلال کی قسم ہے کہ میں اُس شخص کو جو
مجھ پر ایک گھڑی سوت یا دن میں بیان لایا ہو ایسا نہ کر دنگا جو بالکل میرے
اوپر ایمان نہیں لایا۔ اور روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک و مختار کون ہے آپ نے جواب
دیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کہا وہ بندہ آپ نے کہا مان تو اعرابی مسکرایا پس جناب
بنی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے اعرابی کس سبب سے تو ہنسنا توڑنے لگا
کہ ہر آئینہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معائنہ کر دیا اور جب اُسے حساب
کیا تو بساحت اور درگذر کی۔ اور شاہ کرمانی نے کہا ہے علامت کی حسن طاعت
ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ رجا وید طلاق چشم جمال ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے
کہ قرب دل لطف رب سے ہے۔ ابو علی۔ و داری نے کہا کہ خوف اور بجا ایک

ایک پرند کے دو بازوؤں کے شمالی ہیں جب یہ دونوں بازوؤں پرست اوٹھیک ہوں تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہے اور اپنی پرواز میں پورا ہوتا ہے اگر آؤ غیبہ اسد حنیف نے کہا ہے کہ رجا رحمت قلوب اس لیے ہے کہ گرم متوقع کو دیکھے مسطر ن نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور جاذب کیا جائے تو وہ دونوں برابر اور متدل ہونگے اور خوف و جاذبان کے دو بازوؤں کے شمالی ہیں اور کوئی خاکفت نہیں اگر وہ ضرور امیدوار ہے اور کوئی امیدوار نہیں الا یہ کہ وہ طاقت ہو گا کہ موجب خوف ایمان ہو اور ایمان سے رجا ہو اور موجب رجا ایمان ہو اور ایمان سے خوف ہو اور اسی واسطے ایمان سے رجا ہو کہ اس نے اپنے بیٹے سے کہا اسد تعالیٰ سے ڈر ایسا ڈر نا کہ ایمان میں کسی کا ہے نہ اور اس سے خوف سے رجا ہو کہ جس طرح اسکی طاقت نے ہو حال انکہ میرے بے ایک قلب ہی کیا تھے نہیں معلوم ہوا کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہیں ایک سے ڈرنا اور دوسرے سے امید کرنا ہے اور یہ اس واسطے کہ وہ دونوں حکم ایمان سے ہیں

قول انکا توکل مین

سری نے کہا کہ توکل عمل اور قوت سے باہر تا ہے اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ اگر اند کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا تو اسد تیرے واسطے ہو گا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا۔ اور سہل کا مقولہ ہے کہ کل مقامات کے لیے رو اور پشت ہے توکل کے کہ وہ رو سے ہے پشت ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ توکل عنایات کا اور وہ کرے نہ توکل کفایت کا اور اسد تعالیٰ توکل کو مقرون بایان فرماتا ہے اور کہا اور اسد پر

توکل کرو اگر تم ایمان دے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چلیے کہ ایمان دے توکل کریں اور اپنے بنی علیہ اسلام کو فرمایا اور توکل زندہ پر کرو جو نہیں مرنے اور خود انہوں نے کہا کہ توکل نام ہے ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونا۔ اور ابو بکر رفاق نے کہا توکل عیش کا لوٹنا دنیا ہی ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہے۔ اور ابو بکر وسطی کا قول ہے اصل توکل فاقہ اور تسلیستہ کا صدق ہے اور ترک کج سے اپنی آمانی و امان میں علیحدہ نہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی طرف عمر بھر میں ایک خطہ نہ التفات کرے۔ اور بعض مہوفیہ نے کہا جسے ارادہ کیا اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کو دے جس میں اسکو دفن کرے اور زیادہ اور اہل دنیا سب کو بھول جائے اسواسطے کہ حقیقت توکل وہ ہو کہ کوئی خلق سے اس کے کمال پر قائم نہیں ہوتا اور اس نے کہا ہے کہ اول مقامات توکل یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رہے جیسے بیت غسان کے سامنے کہ اسکو اٹھاتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور انہیں کوئی حرکت اور تدبیر نہیں ہوتی۔ اور حمد و ثناء نے کہا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انتظام کرے اور اس نے بھی کہا ہے کہ علم سب ایک باب بعد کا ہے اور تعین سب ایک باب دہ اور ورع سب ایک باب زہد کا ہے اور زہد سب ایک باب توکل سے ہے۔ اور کہا تقویٰ دو یقین ایک ترازو کے دو پلوں کے مثال ہیں اور توکل اس ترازو کی زبان ہے کہ اسی سے زیادتی اور نقصان پہچانی جاتی ہے۔ اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ توکل بقدر اسکے ہے کہ اسے علم و کمال ہو سو جو شخص معرفت میں کامل تر ہو اسی قدر وہ توکل میں قائم و دائم

ہو گیا اور جو شخص کہ اس کا توکل کامل ہو وہ رویتِ دیکھل میں رویتِ توکل سے غائب اور غافل ہو جائے گا بعد ازاں قوتِ معرفت کو مفید یہ امر ہے کہ علم کا صرف برابر حصہ بانٹ میں ہو اور سب حصہ عدل و ذرا کی روئے مضموم نہیں کے مقابلہ میں مقرر ہے ہیں اس واسطے کہ نظریاتی غیر اللہ اس سبب سے کہ اس کی نفس میں حمل ہو اور جب کبھی کوئی غیر معلوم کرے تو توکل میں اس کے شک و گمان ہو اس کو چاہئے کہ نفس سے جتنا ہو تو توکل کا نقصان اس کے طور سے ظاہر ہو تا ہے اور کمال اس کا نفس کی غیبت سے ثابت ہو تا ہے اور ماقایا کے لیے کچھ شمار اور تیار ہو توکل کی تصحیح میں نہیں ہر مان اس کا یہ متعلیٰ ہو اور قلب کی تقویت نفس کو غائب کرنے میں پھر جب کہ نفس غائب ہو گیا مادہ تہل بھی منقطع ہو گیا پس توکل صحیح ہوا اور بندہ اس کی طرف نظر نہیں ڈالتا اور جب کبھی نفس بے یقین متحرک ہو تو اس کے ضمیمہ میں اس قول انہی کا ہر ارمان پسند تعلیم مایہ عون من دونہن شی یعنی خداوند جانتا ہے اس چیز کو کہ سوا اس کے وہ پکارے ہیں دوسری چیز کو اور نہ خواہ پس وجود حتیٰ ایمان و اکوان بظاہر کرتا ہے اور کون و خلق کو اس کے ساتھ بلا استقلال فی نفسہ کے دیکھتا ہے اور اس وقت توکل ضروری ہو جاتا ہے اور اسباب و وسائل کے ہونے سے ایسے متوکل کے توکل میں کوئی جرح قدر نہیں ہوتی جیسے کہ ان لوگوں کے توکل میں جو ضعیف فی التوکل ہیں اس واسطے کہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہے جنکی زندگی پھر توکل کے نہیں ہے اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہے

قول اشکار ضامین

حرفٹ نے کہا کہ ضما سکون طلب حکم کے جریاں کیجئے ہے۔ اور ذوالنونؒ نے کہا کہ

رضا سرور دل پر درِ قضا ہے۔ اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا اللہم ارحمنا
 یعنی بار خدایا تو ہم سے رخصی ہو تو رابعہ نے کہا کیا تو شرانا نہیں اس بات سے کہ
 رضا اور خوشنود ہی اسکی توجہ ہٹا ہے جس سے تو رخصی اور خوشنود نہیں ہی سو بعض
 حاضر با شون نے اُسے سوال کیا کہ بندہ کب رخصی اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے تو جواب
 دیا کہ جب اسکی خوشی بے بہت بن اسی ہو کہ نعمت میں اسکو خوشی ہوتی ہو۔ اور پہل
 نے کہا ہے کہ جب رضا غصوان سے مل جائے تو طماننت حاصل ہو جائے پس قرہ
 انکو ہوا اور نیک بازگشت ہو۔ اور ضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 ایمان کا فرقہ ایسی شخص نے چلکا جو اللہ سے رخصی رہ جان کر ہوا اور حضرت علیہ السلام
 نے فرمایا کہ ہرگز اللہ تعالیٰ نے رحمت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور تقین
 میں اور بیخ و غم کو شک اور غصہ میں گردانا ہے۔ اور جنید نے کہا کہ رضا صحت اس
 علم کی ہے جو قلب تک وصل ہے اور جب قلب نے حقیقت علم سے بہا شرف کی
 اسکو رضا تک پہونچا دیا اور رضا و محبت خوف ورجا کے شمال نہیں ہیں اسو
 کہ وہ دونوں حال ہیں جو بندہ سے دنیا اور آخرت میں چھوٹے کیونکہ وہ بہت ہیں رضا
 اور محبت سے مستغنی نہیں۔ اور ابن عطاء نے کہا ہے کہ رضا بندہ کے قلب کا اسکو
 اللہ کے اختیار قدیم سے ہی اسواسطے کہ اسے افضل بات اس کے لیے پسند کی تو
 چاہیے کہ اس سے رخصی ہو اور رخصی رضا ترک قسم ہو اور اب تو اب نے کہا ہے وہ شخص
 جس کے دل میں کچھ بھی دنیا کی قدر ہو رضا سے کسی کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور سرور
 کہا اخلاق مغربین پانچ ہیں اللہ سے رخصی ہونا اس چیز میں جسکو نفس و ہوس
 رکھے اور رکروہ جانے اور اللہ کے لیے محبت ہو اس کو رضا ہی کے ساتھ رکھنے

جانب سے ہو اور اللہ کے شرم اور اس سے مانوس ہونا اور راستہ اللہ کے قوت و
 و در ہونا اور فضیل کے کار و خیر اپنی منزلت کے کسی چیز کی تنہا اور آرزو نہیں کرنا۔
 اور ابن شہوئی نے کہا ہے کہ رضا حق کے ساتھ ہے اور رضا حق کے لیے ہے اور
 رضا حق سے ہے اور رضا حق کے ساتھ اسکی بندہ اور اختیار سے ہے اور رضا حق
 کی اسکی تقسیم و عطا کے رو سے ہے اور رضا حق کے لیے اسکی خدائی اور پروردگاری
 سے ہے۔ ابو سعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہے یہ بات کہ بندہ رضی خشکیں ہو
 کہا کہ مان جائز ہے کہ بندہ رضی اپنے رب سے ہو اور خشکیں اپنے نفس پر اور
 ہر ایک قاطع پر جو اسکو اللہ سے قطع کرے۔ اور حسن بن ابی طالب رضی اللہ
 عنہما سے لوگوں نے کہا کہ باذن کتا ہے کہ فقیر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور
 بیماری محبوب تر صحت سے ہے تب نے فرمایا اللہ باذن پر رحم کرے مگر میں کتنا ہوں
 کہ جسے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جواسکے لیے ہو تو وہ تنہا دوسری حالت
 کی نہیں کرتا جو چیز اس حالت کے جو اسکے لیے اللہ نے اختیار کی۔ اور علی رضی اللہ
 عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کسی اللہ کی طرف سے
 اسکو کوئی امر مکروہ نہ پہنچے گا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ کے
 کسی حال میں رضی نہوا اور بخشنی کا یہ مقولہ ہے کل امر ان دو قاعدے کلیہ کی
 طرف راجع ہوتے ہیں ایک فعل اسکی طرف سے تیرے ساتھ ہے اور ایک فعل تیرے
 طرف سے اسکے لیے ہے جو تو چاہے کہ اسی اس کام میں ہو جو اسنے کیا اور اس
 اس عمل میں جو تو کرے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ رضی وہ ہے جو کہ دنیا کی
 قوت شدہ چیزوں پر نادم نہا اور نہ اسکا افسوس کرے۔ اور تیسرے ابن

مساز سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہنچتا ہے؟ کہا جبکہ اسے اپنے
 نفس کو چار صول پر کن چھرون میں قائم کر لیا ہو جنہیں اسکی سوا لیت کی جائے وہ
 کہ اگر تو عطا کرے تو میں اسکو قبول کرتا ہوں اور اگر تو روکے تو رضی ہوں اور اگر
 تو مجھے چھوڑ دے میں تیری بندگی کروں اور جو تو مجھے نکالتے تو میں اسکی اجابت
 کروں۔ اور جب علی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لا حول ولا قوۃ الا باللہ تو جنید
 نے کہا یہ تیرا تکی سینہ ہے ہر شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا کہ تکی سینہ رضا
 یا انصاف کے ترک سے ہے اور اسی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اس سے کہا تاکہ
 آپ اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے اشرار اور کسادگی
 سے حاصل ہوتی ہے اور قلب کا اشرار نور یقین سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے اِنَّمَا شَرَحَ اللہ صدرہ لاسلام فہو علی نورین ربہ یقینی بجا وہ شخص کہ کھولا
 اللہ تعالیٰ نے سینہ اسکا واسطے اسلام کے پس وہ اور نور کے رب اپنے سے
 ہے۔ پھر جب کہ باطن میں نور شمع اور عاقل گرفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور
 چشم دل کی ٹکلی گئی اور حسن تدبیر کے اللہ تعالیٰ کو معائنہ کیا تو خشم اور تنگ دلی
 کو دور کرتا ہے اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی ملاحت دوستی کو شمعین ہو اور
 فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا ہے کیونکہ محبت کی راہ
 ہے کہ فعل محبوب کام روا اور اختیار اسکا ہے سو وہ اختیار محبوب کی
 رویت کی لذت میں اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہے جیسا کہ

کہا گیا ہے مصرع

ہر اک فعل محبوب محبوب ہے

اسکھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان میں ہر

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت بنی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے
چیزیں ہیں جن میں وہ چیزیں ہیں تو اُسے ایمان کی علامات پائی ایک وہ شخص کہ
اللہ اور رسول اللہ کا اسکو محبوب تر اُنکے ماسوا سے ہو اور دوسرا وہ شخص جسے
ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہیں ہو مگر اللہ کے واسطے اور
یہ سراوہ شخص جو کہ وہ اس بات کو جانے کہ کن کی طرف خود کو دے بعد از ان
کہ اسکو اللہ نے خلاص اُس سے کر دیا جیسے کہ وہ کہہ وہ اس بات کو جانتا ہے
کہ وہ آتش و زرخ میں ڈالا جائے۔ خواص بن ساریہ سے روایت ہے کہ جب ا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے اَللّٰهُمَّ ارْجِلْ جَبَلٌ حَبِیْ اَلِی
بن اُفسی و سخی و بصری و باغی و مالی و من المار الی السار و یعنی بار خدا یا تو کہ جنت
اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس و میرے کان اور میری آنکھوں
اور میرے اَلِی و میرے اَلِی سے اور یا تو تھندے سے پس گو یا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خاص کی طلب کی اور جب خاص یہ ہے کہ وہ اپنے
تو کلیف میں روزت رہے اور یہ اس سے کہ بندہ ایسی ایک حال میں قائم شریعت
حال کے ساتھ حکم علم ہوتا ہے اور شریعت اسکو متقاضی عند علیہ کے ساتھ ہر
شکلا وہ رضی دا ویر شریعت اسکو کہہ وہ جائے اور علیہ کے ساتھ نظر انتہائی
ہو نہ شریعت کے ساتھ نظر انتہائی کی طرف جو پس اللہ تو اسے اور اس کے
رسول کو حکم ایمان سے دوست رکھتا ہے و در زلیلی او پیشی کو حکم علیہ سے

اور دست رکھتا ہے اور محبت کے لیے وجوہ ہیں اور انسان میں محبت کے اسباب
 انواع اقسام کے ہیں سو انہیں سے ایک محبت روح کی ہے اور محبت قلب کی اور
 محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین علی
 اور مال اور بار بار ذکر ہوا کہ اس کے معنی محبت آگے سے اور محبتوں کی بیش کسی حرفوں کی
 ہے تاکہ بعد تعالیٰ کی محبت غالب ہو اور بعد تعالیٰ کو اپنے دلی درون اور ملکیت سے
 دوست رکھے یہاں تک کہ جب انہی طبیعت میں بھی غلبہ ہو اور شریعت میں محبوب تر
 آپ سر سے ہو اور یہ جب صافی خواہ کچھ لے ہوئی ہے جس کے سبب اور جس کے ذریعہ طبیعت
 اور شریعت کی آگ کو شہید ہو جاتی ہے اور یہ جب ذات شاہدہ سے ہوئی ہے جو روح کی
 عزت اور خلوص نے مقامات قرب کی طرف ہوتی ہے۔ واسطی نے اس آیت میں
 بحکمہ وجود نہ کہ اس کو کہ جس سے وہ بدلتا ہو اور دوست رکھتا ہے اس طرح وہ ذات کو
 اس کی دوست رکھتے ہیں سو اسے ضمیر راجع ذات کی طرف ہے نہ کہ ثبوت و صفات
 کی جانب ہے۔ اور بیہوشوں نے کہا ہے کہ محبت کی شرط ہے جو کہ اسے محبت کے سبب ذات
 لاحق ہوں پس اگر ایسا نہ ہو تو اس کی محبت نہیں حقیقتہً نہیں ہے اور یہ محبت قسم ٹھہرے
 ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوئی ہے اور
 بسا اوقات جب مصلحت علم سے اور محبت سے ہوئی ہے اور اس محبت کا مخزن
 صفات سے ہے اور مشائخ کی ایک جماعت نے محبت کو مقامات میں بیان کیا ہے
 تو نظر اس محبت عام کی طرف ہوئی جس میں بندہ کے کسب کو داخل ہے اور جب خاص
 محبت ذاتیہ طالعہ روح سے ہے اور یہ وہ محبت ہے جس میں سبکداری ہوئی ہے اور وہ
 کریم کی طرف ایک جہان اپنے بندہ کے لیے ہے اور اس کا کرم ان کو گنہگار ہے اور

یہ حب احوال سے ہو اس واسطے کہ وہ محض ہو بہت بڑی جسمیں کسب کو عمل نہیں کر اور وہ قول نبی علیہ السلام سے بھی لگی رہی کہ فرمایا محبوب ترجمے ٹھنڈے پانی سے رہی کیونکہ وہ ایک کلام ہو و جدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہو۔ اور یہ حب روح ہو اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوئی ہو اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہو غالب اس روح کی ہو اور ہر گاہ ذہنی یہ محبت صحیح ہوئی تو اسد تعالیٰ نے دینی خبر اپنے قول سے دی اذلتہ علی المؤمنین یعنی وہ لوگ جو مومنوں کے واسطے عاجزین اس واسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے واسطے عاجز ہی کرتا ہو اور یہ بڑھتا ہو شہر

المؤمن تفسد رفق و تقی و یکریم الله تعجب اکرم

ترجمہ

فدا ایک کے ہون ہزار اور بچائیں ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حب خاص اصل احوال سینہ اور اس کے موجب ہو اور وہ احوال کس بیان ایسی رہی کہ تو یہ مقامات میں ہو سو سہلی تو صحیح کامل ہوئی وہ تمام مقامات کے ساتھ زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جسکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور جو شخص کہ اسکی محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فدا اور بقا اور محمود و مخیر ذلالت کے ساتھ متحقق ہوا اور تو یہ اس حب کے لیے بدن کے نشاں ہو اس واسطے کہ وہ اس حب ماما پر مشتمل ہو جو اس حب کے لیے بدن کے مانند ہو اور جسے محبوبوں کی راہ لی اور طریق محبت سے طریق خاص ہو اسکا مالکہ ایسی بن ہو جاتا ہو اور اس کے لیے حب خاص کی رحمت حب عام کے غالب کے ساتھ ایک جامع ہو جاتی ہے جو تفسیر توضیح

مستقل ہے اور سبقت طور مقامات میں قلب و گردش میں کرتا اس واسطے کہ احوال
مقامات میں بدلتے رہتا اور انہیں سے ایک حالت سے دوسری حالت میں ترقی کرتا
طریقہ مجہین کا ہے اور جس طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا واللہ اعلم جاہد و ا
فیما نھم ذمیم بلنا یعنی اور جن لوگوں نے کوشش کی ہمارے راستہ میں البتہ ہم انکو
اپنا راستہ دکھائیں گے اور اس قول اللہ تعالیٰ سے دیدی اللہ تعالیٰ غیب یعنی اور ہدایت
کرتا ہر طرف اُسکے جو جمع ہووے۔ تو اُس نے ثابت کر دیا ہے کہ انابت اور
پاکیزگی کا کسب حق محبت میں ہدایت کا سبب ہے اور محبوب کے حال میں محبت
اعتبار اور برگزیدگی کی زمانی جو کسب کا معلوم نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ایسی حبیبی اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہر طرف اپنے جسکو چاہتا ہے۔ سو
جسے چاہو میں کے راستہ کو قبول کیا احوال مقامات کے بساط کو طے کیا اور اُس مقام تعالیٰ
اور خلوص احوال مقامات کے اپنے پورے وقت کے ساتھ مندرج ہوتا ہے اور مقامات
اُسکو تہ مقید کرتا ہے محسوس کرتا ہے اور وہ اُن کو مقید اور محسوس کرتا ہے اور
سے کہ وہ اُسے ترقی کرتا ہے اور اُنکی صفائی اور خلوص کو باہر نکالتا ہے اور
کہ جب حب خاص کے اندر اُس پر چلنے لگے صفات و نعوت نفس کے بلوغت
کو اتار دلا اور مقامات جتنے ہیں سب نعوت اور صفات نفسانیہ کے صفات
کرنے والے ہیں پس زہد اُنکی صفائی رغبت سے کرتی ہے اور توکل اُنکی صفائی
کم اعتمادی سے کرتی ہے جو نفس کے جل سے پیدا ہوتی ہے اور رضا اُنکی صفائی
رک منازعت کے بڑھنے سے کرتی ہے اور یہ منازعت اس واسطے ہے کہ نفس میں
جمود اور زہر دگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب اُس پر چمکے

ظلمت اور افسردگی اسکی باقی رہے پس جبکہ حب فالح کے ساتھ متفق ہو اسکا پس
 ملائم اور نرم ہو جائے اور اسکی افسردگی جانی رہی ہو سو کیا نہ اس سے خفت کو دور
 کرے گا ورنہ ایکہ خفت حب نے اسکی خفت کو جلا دیا اور توکل اس سے کیا صفائی
 کرے گی ورنہ ایکہ دیکھ وکیل اسکی چشم دل میں کیا ہوا ہے اور خدا نہیں جہد حق نہایت
 کو کیا سکون دے گی ورنہ ایکہ نماز عت اسکی طرف سے ہو چکی کلیت مسلم نہیں ہو رہا ہے
 نے کہا ہے کہ جب تک تو اپنی کلیت سے خارج نہ ہوگا محبت کی حد میں داخل نہ ہوگا اور نیز یہ
 نے کہا ہے کہ جس شخص کو اسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اسکا خیر نہایت یہ کہ وہ اسکو
 دیکھے اور جس شخص کو اس کے حبیب نے قتل کیا ہو تو اسکا خیر نہایت یہ کہ اسکو نہایت
 غیر ہمتی اسکی خبر مجھے دی ابو ذر عبد بن خلف نے ابی عبد الرحمن سے کہنے کہا کہ
 میں نے احمد بن علی بن جعفر سے سنا ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے حسین بن علویہ سے سنا کہ وہ کہتا
 ہے کہ ابو زید نے اسکو کہا ہے تو اب اظہار عقائد میں اٹھنا پلٹنا عام ہوں کیسے ہو اور بساط
 اطوار کا کڑنا خاص ہوں کیسے ہو اور وہ محبوب ہیں جگے راہوں اور بہتوں سے متعلق
 پھر گئے ہیں اور اکثر مقامات بقعات آسمانی کے مزاج پر ہوتے ہیں اور وہ موطن
 اس کسی کے ہیں جو اپنے بقایا کے دہنوں میں آجگر کرتے ہیں کہ انہیں خواص
 بعض بزرگوں نے کہا کہ نصوت نے آپ کو کہا کہ آپ جو بخارا ہو تو کیا توکل نہ
 پھر کیا تو اپنے باطن کی آبادی میں ہی کرتا ہے مجھے قضا توکل میں معانیہ وکیل سے
 کہاں ہو سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہے کہ دائرہ زہد سے
 باہر پھاندا جاوے تو زہد اسے دائرہ کی طرف اپنے زہد سے پھیر لانا چاہو اور
 متوکل جب کہ اسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لانا چاہو اور صلہ

رضا پس رضا کے ذریعہ سے اسکو پھیرا ہی اور نفس کے یہ حکاات بقایا سے جو وہ ہیں جو
سیاست علمی کے محتاج ہیں اور یہ ہیں جو اسے قرب کا لینا ہی اور وہ حق جو وہ
کا علم کے اندازہ اور اگر اسکو سے موافق رہتا اور کسب کرنا ہی اور جسے طریق خاص کا
اختیار کیا بقایا سے راہی پائے کا طریق انوار فضل حق میں جینے کے ساتھ یہاں لیا
اور جسے قور رب کے علم میں نسیم رحمت کے ساتھ رب تن کیسے جو ہمیشہ قائم ہے
وہی جو اور گردش اور غیر تبدیلی سے محفوظ ہی اسکو نہ کوئی طلب خدا اور اس کے
کوئی جو اور نہ کوئی اسے درشت میں ڈالتی ہو۔ پس زہر اور توکل و رضا انہیں موجود
اور وہ انہیں نہیں جو اسی معنی کے اعتبار سے کہ خواہ وہ کسی طرح متقلب ہو وہ
نہ ہر جو اگر چہ رہے ہو اسکو اسطرح کہ وہ حق کے ساتھ ہو اپنے نفس کے ساتھ
اور اگر انتقام اسکو اسباب کی طرف دیکر اجالتے وہ توکل ہی اور اگر اس سے
کرہت یا کی جائے تو وہ اسی ہو جو اسکو اسطرح کہ اگر ہوتا اسکی اسکو نفس کے لئے اور
دو نفس اسکا حق کے لیے ہر اور حق کے ساتھ اسکی کرہت اسکا نفس اسکو اسکا
پھر دیا گیا کہ وہ اسی اور صفات جس کے ساتھ اور پاک اور خشنود و ستادہ لطف
اسکے ساتھ کیا ہو اور وہ اسکا اسکی عین دو اور اس میں و علی اسکو عین شفا
ہو گئے اور طلب الہی اسکو لیے قائم مقام ہر طالب کے زہر و توکل و رضا سے ہوتا
یا جو گیا اسلوب میں اسکا اسکا بجائے ہر طالب کے جو زہر ہی اور توکل اور رضا ہی
راہی بنے تاکہ جو اسکا کا محب اور دوست ہو اسکی کرہت و زہر ہی نہیں ٹھرتی تاکہ وہ
اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے۔ اور ابو عبد اللہ فرماتا ہے کہ حقیقت
محبت یہ ہے کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا کرتے اور تجھ سے ترے واسطے کوئی

تشریفاتی نہ رہے۔ اور ابو حنین وراق نے کہا ہر سرور ہمد کے ساتھ شدت محبت کے سبب سے اُسکے لیے ہی اور محبت دل میں آگ ہے جو ہر پاک شے کو جلا دیتی ہے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا بچوں کا صبر زادہوں کے صبر سے سخت تر ہے۔ اچھے کی بات ہے انسان اپنے حبیب سے گھبر کر صبر کرے اور بغضوں سے کہا کیجئے اللہ کی محبت کا دعویٰ کیا بدوں اسکے کہ وہ محبت اور شہادت سے پرہیز کرے ہونے کے تو وہ بڑا جھوٹا ہے اور جس نے بہشت کی محبت کا دعویٰ کیا بدوں اسکے کہ اپنے ملک کو خرچ نہ کر ڈالا اور توڑا جھوٹا ہے اور جس نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ بلا حب فقرا کیا ہو وہ بڑا جھوٹا ہے اور درجہ یہ آیات چرھا کر کی تھیں بطور

میں اللہ و سنت نظر و محبت	نہر اصرے نے افعال بد مع
لوکان جنک صا و قلا ملعت	ان المحبت من حبیب مطیع

نصیحت ہمد کی نہ توڑے جب کہ دم پر ہے	قسم اپنی مجھے افعال میں نہ کرنا دردا
گر محبت ہوئی جی تیری اُسکو اتنا	دوست تا بعد از ہی محبوب کا دن دردا

اور ہر گاہ محبت احوال کے لیے تو یہ کے مثال مقامات کے لیے ہر پس جو حال کا دعویٰ کرے اُسکی محبت خیر ہے اور جو دعویٰ محبت کا کہے اُسکی تو یہ مشہور ہے اس واسطے کہ تو یہ سوچ حب کی غالبہ ہے اور بد مع جو ہے اسکا قیام اس غالب کے ساتھ ہے اور احوال اعراض میں جس کا قدم جو ہر رنج سے ہے اور بخون نے کہا ہے کہ ہمد کے دوست نے گئے شرف دنیا اور آخرت کو اس واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر اطرا مع من حب یعنی آدمی اس شے کے ساتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے تو وہ ہمد خالی

ساتھ ہیں۔ اور ابویہ محبوب موسیٰ نے کہا جو کہ محبت صحیح نہیں ہو تا اُنکے تو وہ محبت سے
 دیر محبت کو فنا سے عالم محبت سے نکلے اس طرح کہ اسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت
 کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جیسے
 سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہے فرمایا صفات محبوب کا بدن کے طور پر صفات محب سے
 آجاتا۔ بعضوں نے کہا جو کہ یہ اس بنیاد پر ہر قول اللہ تعالیٰ کے فاذا اجبتہ
 کنت لہ سعاد و ہمسرا یعنی جو وقت میں تمکے محبوب رہتا ہو تو میں اسکا مسخ
 بن جاتا ہوں اور انکی بغیر بن جاتا ہوں۔ اور یہ اس واسطے ہے کہ ہر آنہ جب محبت صافی
 اور کامل ہو گئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کی طرف جذب کرتی ہے اور
 جب وہ اپنی غایت جہد کو پہنچ گئی تو وہ توقف کرتی ہے اور رابطہ بخیرار ہو کہ
 ہو جاتا ہے اور وصف محبت کا کمال محب سے ازا کہ موانع کر دیتا ہے اور صفات محبوب
 و وصف محبت کے کمال سے اُن عوارف کو جو صدق حب میں خارج ہیں محب مخلص پر
 مہربانی اور اسکے قاصر بننے پر نظر شفقت بعد ازاں کہ پہلی سعی انہما کو پہنچ گئی کہ
 کھینچ پھینچی ہو پس جب محبوب کے کسب صفات کے فائدے لیکر ملتے ہیں اور ہر وقت یہ کہتا کہ

میں محبوب ہوں اور محبوب ہیں	دور و جاک بدن میں ہم اتر سے بیان
وہ دیکھئے مجھے تو میں دیکھوں اُسے	جو میں اُسکو دیکھوں تو وہ مجھ کو دیکھو

اور یہ جو ہم نے بیان کیا حقیقت ہے ہر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخلوق باہتمام
 اللہ اس واسطے کہ وہ اپنی تہذیب نفس اور کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد
 ہوتا ہے اور محبت ایک عطیہ ہے جو تزکیہ کے ساتھ حاصل نہیں ہے مگر صفت اعلیٰ ہے جاری ہے
 کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک و صاف کرے ہر آنہ

اور جب نفس کی نزاحت اور طہارت بخشی گئی بعد ازاں روح انکی نے جاؤ بہ محبت کے ساتھ کھینچا تو اسکو صفات و خلاق کے خلعتوں سے نخلع اور محلی کیا جاتا ہے اور یہ اسکی نزدیک ایک مرتبہ وصول میں ہوتا ہے سو کبھی اس کے باطن سے شوق ان اشیا کی طرف اٹھتا ہے جو اس کے علاوہ ہیں اس واسطے کہ عطایا سے اتنی غیر متناہی ہیں اور کبھی انہیں عیلات سے پہلے اور مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ وصول اسکا ایسا ہوتا ہے جو آتش شوق کو ساکن کرتا ہے اور اسی شوق کا باعث ہے کہ صفات وہی محققہ محب کے نزدیک تہذیب وصول پر مستقر پاتے ہیں اور اگر شوق باعث متواتر قدموں و پس آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہیں اور جسے کہ وصول سے ان چیزوں کے سوا گمان کیا جو ہم نے بیان کیں یا متعدد کے علاوہ اس کے خیال میں آیا تو وہ مذہب نصاریٰ کا لاہوت و فاسوت میں معترض ہے اور مشائخ کے اشارات استعراق اور فنا میں سب کے سب مقام محبت کی تحقیق کی طرف راجع ہیں جو لویقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق یقین بزدل کی تیاریا اور لوث و جوسی ارتقا سے صفات نفس سے ہیں اور جب محبت شیک اور صحیح ہو گئی تو اس پر احوال اور تواضع اس کے مرتب ہوئے بخشی سے بوجھا کہ محبت کیا ہے تو جواب دیا کہ ایک غراب ہے جس میں سوزش ہے اگر جو اس میں شہر نمی اور نفوس قرار پکڑ گئے تو اسکو نیست اور لا شر کر دیتی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے ظاہر اسکا رضا ہے محبوب کی سیروی ہے اور اسکا باطن یہ ہے کہ سب چیزوں سے محبوب کا دلدادہ ہو اور انہیں کسی پیر کا بقیہ غیر محبوب یا نفس سے نہ رہے

بعض احوال سنیہ سے محبت میں شوق ہو

اور کوئی محب نہیں جو ہمیشہ مشتاق نہ ہو اس واسطے کہ اگر حق کی نہایت نہیں ہو سو کوئی حال نہیں ہو جسکو محب پہونچا کر یہ کہ وہ جانتا ہو کہ اس کے مادر اور حال زیادہ اون کی وہاں ہو
شعر خانی شبنم لا لذا اید ہے ایسے ولا لذا اید

ترجمہ

خون میر حسن تیرا دونوں میں کی لگے ایتنا اس کی نہیں تو ایتنا اس کی نہیں
بعد ازاں یہ شوق جو اُسے پیدا ہوا اُسکا حاصل کیا نہیں ہو اور اُس کے دوستوں نے
کہ وہ ایک عقیدہ ہو کہ اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنوں کو مخصوص کیا ہو۔ احمد
ابی بھاری نے بیان کیا کہ میں ابی سلیمان درانی کے پاس گیا اور اُسے میں نے
دیکھا کہ وہ دریا ہو میں نے کہا کیوں تو رونا کر اللہ تیرے اوپر رحم کرے تو کہا وہ جو
احمد جب یہ رات اندھیرا چھائی ہو تو اہل محبت کے قدم بھر جاتے ہیں اور ان کے پاس
رخساروں پڑھ لگتے ہیں اور خدا کے جلیل جل جلالہ اُن کے نزدیک ہوتا ہو یہ کہتا ہو
کہ مجھے اپنی آنکھوں کی قسم ہو جسے میری باتوں سے لذت پائی اور میری مساجات
سے راحت حاصل کی اور میں اُسے خلوتوں میں وقف ہوں اُن کے مالہ فزار سی
مشتاق ہوں اور اُن کی گرہ کو دیکھتا ہوں اور جبریل اُن لوگوں میں منادی کر رہے
ہو کیا رونا ہو میں تمہارے اندر دیکھتا ہوں آیا کسی خبر نے تمہیں خبر دی کہ ایک
محبوب اپنے دوستوں کو آگ میں جلا دے کیونکہ مجھے بھلا معلوم ہو کہ میں ایسی قوم کو
عذاب میں ڈالوں کہ رات آئیر سیا ہی چھائے تو وہ میری خوشامد بہت کرتے ہیں

سویں اپنی قسم کھاتا ہوں کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو ان کے لیے رشتہ کی اپنی صورت سے کرونگا اور ان کے لیے اپنا باغ قدس متاع کرونگا۔ اور ایک قوم کا حال یہ ہے جو شوق کے مقام میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں اور شوق محبت سے ہر چیز سے گریز کرتے ہیں تو یہ ہے کہ جب تو بہ نے قرار پکڑا تو زہر کا غور ہوا اور جب محبت قائم ہوئی تو شوق پیدا ہوا۔ واسطی نے اس قول کی بھی تفسیر لکھا ہے و جلت الیک رب القریٰ یعنی اور میں جلدی آیا تیری طرف انہیں کہ تو رخصتی ہو۔ کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والوں کے استخارے سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے ہیں اُسکے شوق سے جو اللہ تعالیٰ سے باطنیت کرتے ہیں اور نصرت کی توقع کو پیشینک دیا اس لیے کہ جو وقت اُسکا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اور ابو عثمان نے کہا ہے کہ شوق ثمرہ محبت کا ہے جو جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہے وہ شوق اُسکی دعا کا ہوتا ہے اور اُسی کا یہ بیان ہے اللہ تعالیٰ میں ہر حال میں اللہ شوقین کے قریب کہے۔ اُسکے معنی یہ ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ ہر سائنہ تمہارا شوق میری طرف غالب ہے اور میں نے تمہاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی ہے اور غریب تمہارا وصول اُسکے لیے ہو گا جسکے شوق تم ہو۔ دونوں نے کہا ہے کہ شوق درجات میں سب سے اعلیٰ اور مقامات میں سب سے بالا ہے اور جب انسان اُسکو پہونچتا ہے تو موت کو ناخیر میں شمار کرتا ہے اور اس واسطے کہ اُسے شوق اپنے رب کا ہے اور امید اُسکی ہے کہ اُسے دیکھے اور ملاقات کرے۔ اور میرے غدیہ میں یہ ہے کہ شوق جو مجھ میں ہے اُن مرتبہ کا ہے جسکی امید وہ دنیا میں رکھتے ہیں اس شوق کے علاوہ جو جسکے ساتھ دھرتی کے بعد توقع رکھتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ اپنے اہل مودت کو مسکاتشفہ ان عطیات کا کر دیتا ہے جنکو وہ علم سے پاتے ہیں اور انکو جب ذوق سے طلب کرتے ہیں تو اسی طرح انکا شوق ہوتا ہے کہ علم ذوق ہو جائے اور تمام شوق کی ضرورت سے نہیں ہے کہ موت کی تاخیر تھے ہیں اور اکثر صحیح لوگ جمہور سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے واسطے حاصل کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی ونسکی وجہا دھاتی شہد علیہم یعنی کہ اسی رسول کہ میری نماز اور میرے مناسک اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالمین ہے سو جسکی زندگی اللہ کے واسطے ہو اُسے حق تعالیٰ لذت مناجات اور محبت کی بخشا ہے پس اسی آنگونہ تعد سے سیر ہو جاتی ہے بعد ازان دنیاوی عطیات سے وہ کشف کر دیتا ہے جو مقام شوق میں متحقق ہوتے ہیں اس شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہے۔ اور بعض حضرات صوفیہ نے مقام شوق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق تو غائب کے لیے ہوتا ہے اور حبیب حبیب سے کب غائب ہوتا ہے تاکہ وہ مشتاق ہو اور یہی دراصل انطوائی کے سوال کیا گیا کہ شوق کیا ہے تو اسے جواب دیا کہ مشتاق غائب ہی کے لیے ہوتا ہے اور میں غائب اس کے نہیں ہوں جب سے میں نے اُسے پایا ہے۔ اور انکار علی الاطلاق سو میں اسکی وجہ نہیں دیکھتا اس واسطے کہ عطیات اور بخشائیں اسی کے مرتب جو نشانات قرب سے ہیں جو وقت غیر تنہا ہی ہوں تو کیونکر غائب شوق کا انکار ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جو مرتبہ اُسے قرب کا پایا اسکی نسبت غیر غائب اور خیر مشتاق ہے مگر وہ مشتاق ان مرتب کا ہے جنکو نشانات قرب سے نہیں پایا تو کیونکر شوق کا حال غمغ ہو اور حقیقت حال ایسی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ انسان

کے لیے ایسے امور سے چارہ نہیں ہے۔ جنگو حکم حال اسکی بشریت اور طبیعت اور
 اسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اس حد علم پر جسکو مقتضی حکم حال ہو پھیلانے اور ان امور کی
 موجودگی آتش شوق کو مشتعل کرتی ہے اور ہم شوق سے مقصود نہیں رکھتے مگر ایک مطالبہ
 جو باطن کے ادنیٰ اور اعلیٰ کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہے اور یہ مطالبہ اور یہ
 مانگ سب محبوں میں ہے پس اب شوق موجود ہے اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے اور
 ہر آنے ایک قوم نے کہا ہے کہ شوق شاہدہ اور ملاقات کا سخت تر شوق بعد از وفات
 سے ہے تو بعد اکی کی حالت میں مشتاق ملاقات ہو گا اور ملاقات در شاہدہ کی حالت
 میں وہ مشتاق فضل اور احسانات کا محبوب سے ہو گا اور یہی میری روئے اور یہی میرا
 مختار ہے۔ اور فارس نے کہا ہے کہ مشتاقوں کے دل نور اللہ سے منور ہیں پھر جبکہ وہ
 دل اشتیاق کے سبب حرکت ہیں آتے ہیں تو وہ نور شرق اور مغرب کے سطح دریا
 کو روشن کر دیتا ہے تب اللہ تعالیٰ انکو فرشتوں پر ظاہر اور پیش کشا ہے اور فرماتا ہے
 یہ لوگ ہیں جو میری طرف انکو اشتیاق رہتا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ہر آنہ
 مجھے انکا شوق ہے۔ اور ابو ترید نے کہا ہے کہ اگر اللہ اہل جنت کو اپنی رویت سے
 محبوب کرے تو وہ جنت سے استفادہ ایسا ہی کریں گے جس طرح اہل دوزخ دوزخ سے
 کریں گے۔ ابن عطاء نے پوچھا کہ شوق کیا ہے کہا شوق جگر کا جلانا اور دلوں کا شعلہ بن
 کرنا اور قرب کے بعد کلیجوں کا کاشنا ہے۔ بعض حضرات صوفیہ سے لوگوں نے پوچھا
 کہ آیا شوق اعلیٰ اور بالا ہے یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اس واسطے کہ شوق
 اس سے پیدا ہوتا ہے اور کوئی صاحب شوق نہیں الا وہی جس پر محبت نے غلبہ کیا ہے
 پس محبت اصل ہے اور شوق فرع ہے۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہے نام غنی کے یہ مقام ہے

شوق کا بہتر نظام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال میں داخل ہوا تو وہ اس میں
 حیران رہتا حتیٰ کہ اس کا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہی اور نہ قرار پایا جاتا ہی اور اسی سے
 اُنس ہی۔ اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ اُنس کیا چیز ہے اُس کا جواب آپ نے دیا کہ
 باوجود ہیبت کے شہمت کا اٹھنا اور دور ہونا ہی۔ اور ذوالنون سے پوچھا کہ اُنس
 کیا ہے تو کہانہ محب کا از بساط اور گل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی۔ بعضوں نے کہا
 اُس کے معنی قول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہے ارنی کیست بخیر الموتی یعنی دکھانے
 کس طرح تو مرہ کو زندہ کرتا ہے اور قول موسیٰ ارنی انظر الیک یعنی دیکھا مجھے
 اپنے تئیں کہ تیری طرف دیکھوں اور رویم کے آیات پڑھے شع

اشتیاق طبعی بآلہ یک فلا	نیفک طول الحیوة عن فکر
آنستنی منک بالوداد فخر	او حشمتی من جمیع ذاللبشر
فکرک لی مونس بیا رخصے	یو عدنی عنک منک بالظفر
و عینا کنت بامد سے عی	فانت منی بوضع المنظر

ترجمہ از مترجم فارسی

و لم تر شہ قتل کردی بد رنجہ او دست تو در کی	دا و ہرگز نگردد زان بفرکت خود تر تیار کی
ایس خود مرا کردی زراہ دوستی دانگہ	ربائی از ہمہ عالم زہی را ہی بہ شوری
شدہ مونس مرا ذکر تہم عرصہ دہان	کند و عہد بہ پیروزی تو ز تو دہد یاری
ہنر ہا ز مگانی تو ولیکن چون ہی بینم	بجائے دیدہ از من تو باشی در ملک کاری

اور روایت ہے کہ مطر بن سبخ کو عمرو بن عبد العزیز نے لکھا کہ سزاوار ہے تیرا اس
 اللہ کے ساتھ اور انقطاع تیرا اُس کے ساتھ ہو اس واسطے کہ اللہ کے بہت بندہ ہیں

کہ انھوں نے اسد تعالیٰ کے ساتھ انس حاصل کیا ہے اور وہ انہی تنہائی اور غربت میں بہت زیادہ مانوس لوگوں سے تھے جنکو کثرت میں آنے انس تھا اور ان چیزوں سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہیں اور ان باتوں سے نہایت دہر وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے۔ واسطی نے کہا کہ انس کو نہیں پوچھتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش ہو گیا ہو۔ اور اگر نہیں پوچھا ہے کہ انس کے ساتھ انس نہیں ہوتا الا جب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو سو اسطیکہ ہر ایک جسکے ساتھ تو مانوس ہو گا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی مگر اسد تعظیم جل شانہ کی تعظیم اسو اسطے کہ تو اُس سے انس زیادہ نہیں کرے گا لگہ کہ مجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہو گی۔ راہبہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہے اور پُر حاشم

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي الْغَوَادِ مَدَنِيًّا	وَرَحِبٌ جَبِيَّةٌ مِّنْ اَرَادِ جَلِيَّةٍ
فَاَجْبَسَ مَنِيَّ الْجَلِيَّاتِ مَوَاسِنُ	وَرَحِبٌ قَلْبِي فِي الْغَوَادِ مِثْلِي

ترجمہ از مترجم فارسی

سُحْنِ گُونِدَہ اندر دِلِ ہمیشہ من ترا دارم	وہاں مجلسِ خود را ہمیں نصیبِ پیشِ ارم
ایفِ جَسَمِ من باشد کہ ویرِ ہنشنِ گرد	ولیکن دوستِ دِلِ خود را ہمیں نازِ بندرم

اور مالک بن دینار نے کہا ہے کہ جو شخص اسد کے ساتھ مخلوق کی بات چیکے مانوس نہیں ہوا تو اسکا علم تھوڑا اور قلب اُسکا اندھا ہے اور عمر پانی ضائع کی بعضے صوبہ سے پوچھا گیا کہ گھر میں کتیرے پاس کون ہے کہ اسد تعالیٰ میرے پاس ہے اور جو ہر ایک مانوس ہو واہ متوحش نہیں ہوا۔ اور خزانے کا ہے کہ انس یہ ہے کہ ارادہ اپنے محبوب کے ساتھ قرب کے فحاش میں گفتگو کریں۔ اور بعضے عارفوں نے مہمان واصل

کی صفت اس طرح کی ہے کہ کما کہ محبت اُنکے لیے ہر خطہ دوم اتصال کے ساتھ تازہ ہو کر
اور ان کو حقائق سگون سے جوڑ سکے ساتھ ہو اپنی پناہ میں لے لیا یہاں تک کہ اُنکے دل
نالاں ہو گئے اور اُنکی روحیں شوق کے مارے آرزو مند ہو گئیں اور محبت اور شوق
انکا ایک اشارہ حق سے اُنکی طرف حقیقت تو حید سے تھا کہ وہ وجود باسندہ ہو جو
باسندہ کے سبب اُنکی سب آرزو میں جاتی رہیں اور امیدیں اُنکی سب منقطع ہو گئیں اُن
نشتوں کے سبب جو اسکی طرف سے اُنکے لیے ظاہر ہوئیں اور اگر حق تعالیٰ تمام
انبیاء کو حکم دیتا کہ اُنکے لیے سوال کریں تو وہ بعضی چیزیں کہیں سے نہ مانگتے جو اُنکے
لیے اللہ تعالیٰ نے وحدانیت قدیم اور دوم ازلیہ اور علم سابقہ میں آمادہ اور مینا
کی ہیں اور اُنکی معرفت اور اُنکی فریاد محبت اور فریاد خواہشوں کی انہیں مقدر
اُنکے تھے تو اُنکے بندگان عام اپنی حسد کرتے اگر اُنکے قلوب سے تمام ہوم دور ہو کر
اور اُنکے معنی میں یہ آیات پڑتے تھے

کائنات ظاہری اور منفرد	کائنات ذراتی و کائنات نفسی
انصار مجیدین کشت احسدہ	انصار مونی الوری من حریت و کلا
حرکت اللہ و تیانیم و تیانیم	تسلط اندرک یا دینی و دنیا

ترجمہ فارسی

دین دل و زبانہ را بودہ است جواری شینا	چون ترا دیرم فراموشست جملہ اندر کنار
پس خندہ است حاصل فرادان کی کنز بدوتم	چون تو مولا شدی عالم مرا شد بندہ و را
دین و دنیا را بر سر و دامن بگذاشتی	شغل من و کثرت فرین دنیا و دین را تو قرار
آو گیتی را نسختی جو تا بر آئس طاعت خدا اور اُنکے ذکر اور اُنکے کلام کی ملاقات کا	

اور تمام ابواب بقرابت کے ہیں۔ اور اس قدر اس سے ایک نعمت الہی تعالیٰ کی طرف سے
 ہرگز مگر یہ وہ حال اس نہیں ہے جو مجنون کے لیے ہوتا ہے اور اس ایک حال شریف ہے جو
 بصدق دیدہ منافی اور طہارت باطن سے اور کمال تقویٰ و قطع ہساب و علائق اور
 سلب خطرات اور ہوا جس سے ہوتا ہے اور اس کی حقیقت میرے نزدیک وجود کی
 صفائی اور رفت اور سیاحت کی نعمت کی بھاری روشنی سے ہے اور روح کا پھیلنا فتوح
 کے سید انون میں ہے اور اس کے لیے بغیر استقلال ہے جو طلب پر مشتمل ہے پس اس ن کو
 استقلال کے ساتھ ہیبت سے جمے کر تا ہے اور ہیبت میں روح کا جمع ہونا اور پھیر جانا
 محلی نفس میں ہے اور یہ جہ کا ہم نے بیان اور وصف کیا اس ذات سے ہے اور ہیبت
 ذات تھا کے تمام پر اس وقت ہوتی ہے کہ گنہگار خدا سے عبور کر جائے اور وہ دونوں
 اس اور ہیبت کے سوا ہیں جو وجود خدا سے جانے رہتے ہیں اس واسطے کہ ہیبت اور
 اس جو قبل از فنا ہیں وہ صفات جلال و جمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوئے ہیں
 اور یہ مقام تلون کا ہے اور جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ بعد فنا کے ہے وہ تمام تلون و بقا
 میں مطالعہ ذات سے ہے اور اس سے نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت کا خضوع ہے
 اور خضوع و خضوع دونوں قریب ہیں اور ایک فرق لطیف کے ساتھ جو یا بلے روح
 مد رک ہے جو تا ہے دونوں جدا جدا ہوتے ہیں۔ اور بعض احوال سے قریب ہے اور نہ تعالیٰ
 نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا ہے و اسجد و اقرب یعنی اور تو سجد
 کر اور تو نزدیک ہو و تحقیق حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے
 رب سے سجدہ میں ہوتا ہے اس واسطے کہ سجدہ کرنے والا جبکہ اسے سجدہ کا فرہ
 چکنا یا جائے قریب حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہے اور اپنے سجدہ سے

بساط کون و مکان کو طر اور نور دیدہ کرتا ہے خواہ وہ پیدا ہو گیا ہو یا آئندہ پیدا ہوگا اور رد اسے عظمت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہے اور وہ قریب ہوتا ہے۔ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ہر آئینہ میں ضروری پاتا ہوں سو میں کتا ہوں یا اللہ خواہ یا رب پر اسے میں اپنے اوپر گران تر بہاؤں سے پاتا ہوں سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب دیا کہ سبب یہ ہے کہ خدا اور پیکار پر وہ کپے پیچھے سے ہوتی ہے اور قیامت کے کشیشین کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے ہنشین کو پیکار سے اور یہ خبر اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور ملاطفت کے نہیں اور یہ مرتبہ جبکہ قائل نے وصف کیا ہے مقام غریب و جہین قریب متحقق ہو گیا ہے کہ وہ مشعر محویت اور شہر سکری جو اس شخص کے لیے ہوتا ہے جس کا نفس غائب ہو گیا روح کے نور میں ہوتا ہے اس واسطے کہ سکرا کا غالب اور محویت ہوگی قوی ہو چر جب کہ ہوش میں آیا تو روح نفس سے اور نفس روح سے خلاص پاتا ہے اور بندہ سے ہر ایک اپنے محل و مقام کی طرف عود کرتا ہے پھر نفس مطمئنہ کی زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کی طرف راجع ہے یا اللہ یا رب کتا ہے اور روح اپنے فتوح و کشود اور کمال حال کے ساتھ اقوال سے مستقل ہوتی ہے اور یہ کمال اور قریب تر اول سے ہے اس واسطے کہ حق قریب اس سے استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ علم نفس محل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قریب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے بڑھتا ہے کہ رسم عبودیت نفس کی طرف سے قائم ہوتی ہے۔ اور عقیدہ نے کہا کہ ہر آئندہ ہر عالمی اپنے بندوں کے قلب سے نزدیک اسی قدر ہوتا ہے جس قدر کہ بندوں کے قلب کو اپنے سے قریب دیکھتا ہے پس دیکھو کہ قدر قریب تیرے قلب سے ہوتا ہے

اور ابو یوسف موسیٰ نے کہا کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہو گا وہ قرب ہو گا
یہاں تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ وہ قرب سے
قرب کے سبب جاتا رہے تو یہ قرب ہے اور ایک نے صوفیہ میں سے یہ ایات کہیں
قد تفتک فی اسفنا جاک لسانی | فاجتمعنا لمان وافرقتنا لمان
ان کین غیبک لتعظیم من خطا عیبانی | فلقہ صیرک الوبد من الاشار وانی

ترجمہ

سن ترا در سر خود کرم درست انگہ زبان
| با تو ہم راز آئندہ است رازان شد مرا در دل نشان
کہ پریشان گاہ جمع دہر دورا معنی مست بس
| اگر حلال و عظمت پوشیدہ در داز عیان
جبہ گردند ترا برین رک جانم قرب
| زان فترتی زین سدا هم این معانی را بیدان
وہ النون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی زیادہ قرب میں نہیں رہا مگر یہ کہ
ہیئت اُسکی زیادہ ہوئی اور اس نے کہا کہ مملکت قرب سے ادنیٰ خام جاہر
اور نصیر آبادی نے کہا کہ اتباع سنت سے تو سخت کو پہنچا اور اس کے
فرائض سے تو قرب حاصل کرے گا اور ذوالفیل کے روز مردے محبت کو آور بیٹھے
احوال سے جاہر اور صاف صاف عام پر ہو اور وصف خاص پر آئین سے صوف
عام سو وہ ہے کہ سکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں حکم دیا کہ
اسیود من بدعتی کیا یہ معنی اللہ تعالیٰ سے شراب دہی تم کرنے کا ہے یا فرین ہے

کہا ہم غمناک ہیں یا زنون اندر آب نے فرمایا یہ نہیں ہے مگر جو شخص اندر سے جاکرے
تو چاہیے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراموش کرے اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے
اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو
چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُسے اندر سے جیسا کہ جو اس کا حق ہے اور یہ
جیسا مقامات میں سے ہے اور جیسے خاص احوال سے ہے اور یہ وہ ہے جو غمناک
رضی اللہ عنہ سے منتقل ہے کہ امین اندھیرے گھر میں غسل کرنا ہوں اور اندر سے
جیسا کہ سبب پلٹنا جانا ہوں۔ اور العباس مودب نے کہا کہ مجھے سری نے
کہا کہ امین جو تجھے کہتا ہوں اُسے یاد کر کہ جیسا اور اُس قلب کے آس پاس
گھومتے ہیں ہوا اگر آسمان زہرا اور درع دیکھتے ہیں تو اترتے ہیں نہیں تو چل دیتے ہیں
اور جیسا کہ کاسر جھکانا ہر رنگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُس روح کا
لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہے پھر جب وہ دونوں جمع ہو گئے تو وہ تھا
آرزو ہے اور انتہا کی عطا ہے اور شیخ الاسلام نے یہ شمار کرے

اشتاقہ فاذا بدی الطقت من اجلاله	لا خفتہ بل ریتہ وصیائتہ بحسبہ
الموت فی ادبارہ و العیش فی قبالہ	و الصدقۃ اذا بداد و المومنین

ترجمہ

مشتاق میں تھا وہ کلامت سے ہکا جھکا	ڈر کچھ نہ تھا ریت مگر او خطا میں سکا جھکا
جانے میں کے موت سے ہر آنے میں کے زندگی	نہیں پیر لون جب وہ کلمے تو رب کردن سکا خیال

بعض حکماء نے کہا ہے کہ جسے جہا میں کلام کیا اور اندر سے وہ جہا نہیں کہ اُن باتوں میں
جنگے اندر گفتگو کرتا ہے تو وہ سندرہ ہے اور قریب قریب عذاب کے ہے اور

ذوالنون نے کہا کہ جیہا قطب بن ہدایت کا موجود ہوتا ہے اسی شہر کی عظمت کے
ساغر جو پہلے تیری طرف سے میرے پروردگار کی طرف بہت کر گئی ہے۔ اور ابن عطا
نے کہا ہے علم اکبر ہدایت اور حیات سو جب اس سے ہدایت اور حیات جاتی رہی تو
اسی میں خیر نہیں۔ اور ابوسلیمان کا قول ہے کہ بندوں نے چار درجوں پر عمل کیا جو خیر
پر اور بیا پر اور تقسیم پر اور دنیا پر اور درجہ میں شریعت تر سب سے وہ ہے جس نے
چاہر عمل کیا اس بنا پر کہ اسکو یقین ہے کہ ہر آئندہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اسکو
دیکھتا ہے شرماتے ہوئے زیادہ اس کے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہوں سے
شرماتے ہوں۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والوں کے دلوں پر غالب
ہمیشہ احوال اور تعظیم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ انکی طرف دیکھتا ہے

اور بعض احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال سکا شفات قلوب اور شہادت اسرار ہے اور بعض صوفیہ
نے کہا کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہے اور بعضوں نے کہا اتصال ہے کہ
کہ بندہ کو بحر خالق اس کے کوئی حاضر نہ ہو اور اس کے سر کو مائع کے سوا دوسری
خاطر متصل نہ ہو۔ اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت دی گئی سو وہ
متحرک ہوا اور اگر سکون کیا تو وہ متصل ہو گئی۔ اور یحییٰ بن ساذرازی نے کہا
عمل کرنے والے چار ہیں نائب اہل شتاق و اصل پس نائب اپنی توبہ سے محبوب
ہے اور خدا ہر اپنے رہے کہ شتاق اپنے حال سے محبوب ہے اور جو اصل ہے اسکو
حق سے کوئی حاجب نہیں ہے اور ابوسعید خضریٰ نے کہا ہے دراصل وہ ہے

جسے اللہ نے میرا سے قطع کا ہمیشہ خوف نہیں اور بعض وہ ہر چہ اپنی جہد سے نکل
 ہو اور جب کبھی رت جہد میں ہوا منقطع ہو گیا اور یہ بکا ذکر کیا حال دید اور مراد کا ہر
 اس واسطے کہ ایک آن درون میں سے کشفوں سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا جہاد
 کی طرف پھیر گیا۔ اور اب یہ دیکھنے فرمایا کہ وہ صلیب میں قسم کے ہیں قصد انکاش
 ہو اور عقل و شجاعتی اسد ہو اور رجوع انکی الی جہد ہو اور سیارہ کی کا قول ہر کہ وصول
 مقام جلیل ہو اور اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ
 اپنے ساتھ وصل کرے تو پھر وہ مختبر کر دی اور بعد اس کے قریب ہو گیا۔ اور یہ نہیں
 کا قول ہر کہ وہ وصل و وصل اپنے آپ کے پاس ہو۔ اور وہ دم نے کہا اہل ذہن کی
 اللہ تعالیٰ نے قلوب ان کے ملاوے سو محفوظ اھوئی اور منوع خلق سے غلبہ میں
 اور وہ انہوں نے کہا کوئی نہیں پس جو کوئی پلٹا لکھڑی سے در کوئی اس کو نہیں چھوڑا
 کہ اس سے رجوع ہوا ہو اور جانتا ہے کہ انصاف اور مصلحت کی طرف شاخ
 نے رخسار کیا ہو اور جو کوئی عین صافی کو ذوق اور جہد کے طریق کے طریق سے
 ہو چکا تو وہ وصول کے ایک رتبہ میں ہو مگر ان میں بھی تفاوت کرتے ہیں سو ان میں
 سے جو شخص اس کو بطریق افعال پاتا ہو اور وہ رتبہ تجلی میں ہو تو اس کا اور غیر کا
 فضل فانی ہو جاتا ہو اس واسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم ہو اور اس حالت
 میں تیرا اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہو اور یہ ایک رتبہ وصول میں ہو اور بعض
 ان میں سے وہ ہیں جو مقام ہیبت اور انس میں توقف کرتے ہیں ان باتوں کے
 سبب کہ جس کے ساتھ کشف طلب آنکا ہوتا ہو یعنی جلال اور جمال سے اور عقلی
 بطریق صفات ہو اور وہ ایک رتبہ وصول میں ہو اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو مقام

فنا کو ترقی کرتے ہیں اس حالت سے کہ انوارینین و شاہدہ اسکے باطن کو متصل ہیں اور وہ اپنے وجود میں اسکے نشود میں غائب ہو اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہے جن لوگوں کے لیے جو خاص مقررین سے ہیں اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول میں ہے اور اسکے اوپر بھی ایقین ہے اور دنیا میں اس سے خواص کے لیے ایک چشم زدن ہے اور وہ نور شاہدہ کا سر بیان کلیہ بندہ میں ہے یہاں تک کہ اس سے راجع قلب اور نفس حتیٰ کہ غالب اس کا بندہ بندہ ہوتا ہے اور یہ اعلیٰ مرتبہ وصول کا ہے اور جب کہ حقائق محقق ہوں تو بندہ ان احوال شریفہ کے ساتھ جانتا ہے کہ وہ پہلی منزل میں رہتا ہے جو احوال وصول کہاں افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آفرات ویدی میں بھی قطع نہیں ہو سکتی ہر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر میں قطع ہوتی ہے

اور ان احوال سے قبض اور بسط میں

اور وہ دونوں احوال شریف ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ قبض و بسط اور ان دونوں احوال میں شائع نے کلام کیا ہے اور اشارات کے ساتھ بتلایا ہے جو علما قبض و بسط کے ہیں اور انکی خفیہ تون سے میں گفت نہیں پاتا۔ اس سے کہ انھوں نے اشارہ پر اتفاق کی ہے اور شاہدہ الہی کو مانع کرتا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ انھیں انوار کلام کر دین شاید کہ طالب اسکی طرف شائق ہو اور تفصیل قول کی اس میں چاہتا ہوں اور اسے بہتر دانا ہے۔ اور جانتا ہوں کہ قبض اور بسط کے لیے ایک موسم خاص اور وقت لازمی ہے کہ نہ اس کے پہلے وہ ہوتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہوتے ہیں اور ان دونوں کا وقت اور موسم محبت خاص ہے اور اسکی حال میں

ہوتا ہے اور نہ اسکی تہایت میں اور نہ حال محبت خاص کے پہلے ہوتا ہے سو جو کوئی
محبت عامہ کے مقام میں ہو جو حکم ایمان ثابت ہے اس کے لیے قبض ہے نہ بسط
صرف خوف اور زحمت ہوتا ہے اور کبھی حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہے
اور اسکو قبض اور بسط خیال کرتا ہے حال آنکہ یہ وہ نہیں ہے اور یہ اس کے شوہن
کہ وہ ایک ہم و خیر ہو اسکو عارض ہو جاتا ہے سو اسکو قبض تصور کرتا ہے اور
ایکہ حبش نفسانی اور نشاط طبعی ہے جسکو وہ بسط گمان کرتا ہے اور ہم و نشاط
اور خون محل نفس سے صادر ہوتے ہیں اور اس کے جوہر سے اس واسطے کہ صفات نفس
باقی ہیں اور جب تک صفت امارہ کی جو اس میں ہے نفس میں باقی ہے اس سے
استمرار اور نشاط پیدا ہوتا ہے اور ہم و سوزش اس نفس کی اور نشاط ایک بلند
سوج نفس کی ہے جب کہ دیا سے طبیعت تسلط ہو اور جبکہ محبت عام کے حال سے
محبت خاص کے ادائی کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب قلب اور صاحب
نفس لو اس پر جائے گا اور اس وقت توبت بہت آسان ہے قبض و بسط اس کے گا
اس واسطے کہ وہ تہ ایمان کے تہ اقیان و حال محبت خاص کو ترقی کر لیا سو کبھی حق
اسکو قبض کرتا ہے اور کبھی بسط کرتا ہے۔ واسطی نے کہا ہے کہ وہ قبض کرنا اس خیر
سے ہے جو تیرے واسطے ہے اور بسط مجھے اس خیر میں دیتا ہے جو اس کے لیے ہے
اور نور میں نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ کرتا ہے اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہے
اور جانا چاہیے کہ جو قبض صفت نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہے اور ظہور بسط ظہور
صفت اور غلبہ قلب سے ہے اور نفس جب تک لو اس تہ تک وہ کبھی غلوب
ہو اور کبھی غالب ہو اور قبض و بسط اس کے اعتبار سے اس سے ہوتا ہے

اور صاحبِ قلب حجابِ نورانی کے نیچے ہی اس واسطے کہ قلب اُسکیا جو نور ہی جس طرح
صاحبِ نفس حجابِ ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب
سے ترقی کرے اور اُسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حالِ نہ مقید کرتا ہی اور نہ اُس میں
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض و بسط کے تصرف سے باہر ہو جاتا ہی سو نہ قبض
میں ہو تا ہی اور نہ بسط میں جب تک کہ وہ وجودِ نورانی سے کہ وہ قلب ہی تیار
اور قریب کے ساتھ متعلق بلا حجابِ نفس و قلب ہی پھر جبکہ فنا و بقا سے وجود کی
طرف پلے تو وہ وجودِ نورانی کی طرف جو قلب ہی پلے گا سو اُسوقت قبض و بسط بھی
خود کرے گا اور حیاتِ فنا و بقا کے ساتھ رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی قابل
نہے کہا اولی قبض ہی بعد اُسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اس واسطے کہ قبض و بسط
وجود میں واقع ہوتا ہی مگر فنا و بقا کے ساتھ سو نہیں ہی پھر قبض کی بھی حقوت
افرادِ بسط کے لیے ہوتی ہی اور نہ اس واسطے کہ در ذمہ حجابِ اسدِ قلب پر وارد
ہو تا ہی تو قلبِ راحت اور فرحت اور نشاط سے مملو ہو جاتا ہی سو اس حالت
میں نفسِ اشتراقِ سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگا کر سنتا ہی اور اپنا حصہ لیتا ہی
اور جب دارِ غیبی کا اثر نفس کو پہنچتا ہی تو وہ بالطبع غیباں اور بسط میں
افراط کرتا ہی یہاں تک کہ بسطِ نشاط کے ہم شکل ہو جاتا ہی اور اگر نفس کی
کاوِیب اور تعذیل کی جائے اور کبھی غیباں سے اور کبھی غیباں سے نفس جاری
نہو تو صاحبِ قلب کو قبض نہوا اور ہمیشہ روح اور نفس اُسکو حاصل رہے اور
اعتدال جو قبض کا سد باب کرتا ہی اس قبولِ انہی سے اخذ کیا گیا ہی لیکل تا اسوا
علیٰ فاکیم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی ماکہ نا امید نہو تم اور پس چہرے کے جو ہاتھ نہ آئے

اور تاکہ خوش نہویم سناقم اُس خیر کے کہ تم کو اُسے دی سوہر و فرح کا جلتک کہ روح
اور قلب پر موقوف ہو وہ کثافت اور تیرگی نہیں قبول کرتا اور نہ صاحب فرح قبض
کا مستوجب ہو علی الخصوص جب کہ فرح بین لطافت اُس وارد سے آجائے جو باطن
اور ہیبت الی اللہ ہو جب اللہ تعالیٰ کو ملجا واداکر نے کی التجانہ کی توفیق تاک
لگاتا ہے اور اپنا حصہ فرح سے پاتا ہے اور وہ فرح اُس خیر کے باعث ہے جس سے
بغیر مانعت اور نہی آئی ہے تو بعض اوقات قبض اُس کے سبب ہوتا ہے اور یہ گناہ
بلیف ہے جو موجب قبض ہے اور نفس میں اُس کے حرکات اور صفات سے بہت
کو دیکھنا نہ ہیں جو باعث قبض ہیں زان بعد خوف ورجا کو نہ صاحب قبض و بسط
اور نہ صاحب اُس وہیبت نیست و نابود کرنا ہے اس واسطے کہ وہ دونوں ضرورت
ایمان سے ہیں اس لیے وہ معدوم نہیں ہوتے اور قبض و بسط صاحب
ایمان کے سامنے معدوم ہو جاتے ہیں اس سبب سے کہ خطر قلب سے باطن کر
اور صاحب فنا و بقا اور قرب کے سامنے معدوم اس واسطے ہوتے ہیں کہ
وہ قلب سے خلاص ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باطن پر قبض اور بسط وارد
ہوتا ہے اور سبب اُس کا معلوم نہیں ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہیں
رہتا مگر ایسے شخص پر جو کچھ پہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے محکم ہو
اور جسے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہے اُس پر قبض و بسط کا سبب
پوشیدہ نہیں اور بسا اوقات قبض و بسط کا سبب اُس پر مشتمل ہوتا ہے جو
کہ ہم قبض سے اور بساط بسط سے مشتمل ہو اور اُس کا علم مخصوص اسی کے سبب
ہے جس کا قلب تقیم ہو اور جسے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اُس سے آگے

ترقی کر گیا تو اس کا نفس مطمئنہ ہو کہ اس کے جوہر سے وہ آگ نہیں نکلتی جو موجب
قبض ہو اور نہ اس کا دیریا طبعیت باہر ہوتی سے متلاطم ہوتا ہے تا آنکہ بسط اس کے ظاہر
اور سبب اوقات اپنے شخص کے لیے قبض و بسط فی نفسہ ہوتا ہے نہ نفسہ سو اس کا نفس
مطمئنہ قلب کی طبعیت رکھتا ہے سو قبض و بسط اس کے نفس مطمئنہ میں جاری رہتا ہے
اور حال آنکہ اس کے قلب کو قبض ہو اور نہ بسط ہو سو اس کے قلب کا حال یہ ہے کہ نور
روح کی شعاعوں کے متضمن ہو اور قرب کی آرم گاہ میں قرار فرماتا ہے سو کو قبض و بسط ہو

اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہے

ہر کسبہ علمائے صوفیہ نے کہا ہے کہ فنا یہ ہے کہ اس کے خطوط فنا ہو جائیں پس کسی چیز میں
اس کو خط نہ ہو بلکہ تمام شیا سے وہ فنا ہو جاتا ہے اس چیز کے فضل کے سبب میں
وہ فنا ہو گیا ہے۔ اور عام بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ میں نہیں پروا کرتا ہوں عورت
کو میں نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اس چیز میں محفوظ ہے جس پر وہ اللہ کے واسطے
قائم ہے اور تمام مخالفتوں سے رنج و پیہر ہے ہو ہے اور بقا اس کے بھیجے ہو ہے
اور وہ یہ ہے کہ وہ اس شے سے فنا ہو جائے جو اس کے واسطے ہے اور اس نفس کے
لیے باقی رہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ باقی یہ ہے
کہ کل شیا اس کے لیے شے واحد ہو جائے سو اس کے تمام حرکات موافقت حق کے
مند بغیر مخالفت اس کے ہوں اور وہ مخالفت سے فنا ہو اور موافقت سے باقی
ہو۔ اور میرے نزدیک یہ سکا ذکر اس قائل نے کیا ہے وہ تو یہ تصور کی محبت
کا مقام ہے اور فنا و بقا کے کسی بات میں نہیں ہے اور اشارہ بقا سے

وہ ہے جو عبد السمیع بن عمر سے روایت ہے کہ اسکو کسی شخص نے طوان کی حالت میں سلام کیا اور اس نے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اسکی شکایت کی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم اس مکان میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے تھے۔ اور بعضوں نے کہا کہ کہ فنا اشیاء غائب ہونا ہی جیسے کہ فنا موسیٰ کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ اور خزانے کہا کہ کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور مٹا ہی جوتا ہے اور بقا حضور مع الحق ہے۔ اور ضیہ نے کہا کہ کہ فنا عاخر ہونا کل کا تیرے اوصاف سے اور سب کا اشتغال تجھ سے بالکل ہے۔ اور ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ کہ علم فنا اور قضا اطلاق وحدت اور صحت جمودیت پر دور اور گردش کرتا ہے اور جو چیز اسکے سوا ہے وہ فنا طون اور بکاد کے قبیل سے ہے۔ اور خزانے سے پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہے جواب دیا کہ جو فنا کا دعویٰ کرے اسکی علامت یہ ہے کہ اُسکا حیا بجز اللہ تعالیٰ کے دنیا اور آخرت سے جاتا رہے۔ اور ابو سعید خزانے نے کہا کہ کہ لیل فنا جو ہیں انکی صحت فنا میں یہ ہے کہ علم بقا انکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت یہ ہے کہ علم فنا انکے ساتھ ہو اور جانتا جا رہے کہ شائع کے اقوال فنا اور بقا میں بہت ہیں سو انہیں سے بعض اخراجات فنا و مخافات اور بقاے موافقات کے جانب ہیں اور وہ ہے کہ جسکو توبہ نصوح مقتضی ہے اور وقایہ ثابت وصف توبہ کے ساتھ ہے اور انہیں سے بعض اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غیبت اور حصر اور اہل زمانہ اور یہ وہ ہے جسکو زہد مقتضی ہے اور انہیں سے اشارہ اس طرف کرتے ہیں کہ اوصاف خیر و نہی فانی ہو جائیں اور اوصاف محمودہ باقی رہیں اور یہ وہ ہے جسکو

ترکیہ نفس مقفّی ہو اور بعضے انہیں سے ایسے ہیں کہ وہ فنا سے مطلق کی حقیقت کی طرف اشارہ ہو اور پھر جہد اشارات ہیں انہیں سے ہر ایک میں معنی فنا میں ہے لیکن گئے ہیں فنا سے مطلق وہ ہو کہ جو امر حق سبحانہ و تعالیٰ سے بندہ پرستولی ہو جائے سو حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فنا سے ظاہر اور فنا سے باطن پر تقسیم ہو اور ان جملہ فنا سے ظاہر یہ ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ تعالیٰ پر حق افعال کرے اور بندہ سے اس کے اختیار و ارادہ کو سلب کرے اور اس وقت اپنے نفس نہ آپ سے غیر کے لیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ پھر ہر کام و معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے موافق پکڑے حتیٰ کہ میں نے سنا ہے کہ بعضے وہ لوگ جو اس مقام میں فنا سے قائم ہیں بہت روز اس طرح گزارتے تھے کہ وہ نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہاں تک کہ اس کے لیے فعل حق آسمان ہمارہ جائے اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ اس شخص کو پہنچاتا ہے جو اس کو کھلا کر اور بلائے جس طرح چاہے اور پسند کرے اور نہ مجھے اپنی جان کی قسم فنا ہو چکا کہ وہ اپنے نفس سے فنا ہو چکا ہے اور غیر کے بھی کہ اس کی نظر اللہ تعالیٰ کے فعل کی طرف ہو اس وجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل خالی ہو۔ اور فنا سے باطن یہ ہو کہ کبھی مسکشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہو سو اس کے باطن پر امر حق مستولی ہو جائے یہاں تک کہ اس کے لیے کوئی خطرہ نفسانی اور وسوسہ شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہیں ہو کہ اس کا احساس جاتا رہے اور کبھی بعض اشخاص کے لیے غیبت احساس کا بھی اتفاق ہو جاتا ہے اور یہ ضرورت فنا سے علی الاطلاق نہیں ہو۔ اور میں نے شیخ ابو محمد بن عبد اللہ

بصری سے سنوئی کیا اور کہا اُس سے آیا تھاے خیالات سر میں اور وجود و ہوا اس کا
 شرک خفی سے ہی۔ اور میرے نزدیک یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہی سوئے
 کہا یہ مقام فنا میں ہوتا ہے اور اُس نے یہ بیان نہیں کیا کہ وہ شرک خفی سے ہی نہیں
 یہ ایک حکایت مسلم بن ایسار کی بیان کی کہ وہ نماز میں تھے اور اُس وقت
 جامع مسجد کجا ایک ستون گر پڑا اور اُس کے شدت صدر منہ سے اہل بازار گھبرائے
 اور مسجد میں داخل ہوئے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گر جانے
 سے اُس کو حس نہیں ہوئی سو یہ استغراق اور فنا سے باطن ہی بعد ازان اُس کا
 بطن وسیع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہے اور
 اُس کے معنی یہ ہیں کہ روح اور قلب اور جو قول اور فعل سے اُس پر جاری ہو اُس سے
 وہ غائب نہیں ہوتا۔ اور اقسام فنا سے یہ ہے کہ وہ ہر ایک قول اور فعل میں
 مرجع اُس کا شد کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور میں ہوتا ہے تاکہ
 وہ سب اشیاء میں بالمدنہ بقسہ سوا اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا منتظر بنائی
 ہو اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور میں راجع الی امد اپنے باطن
 سے حرمت میں فانی ہو اور شخص کہ اُس کے اختیار کا مالک اُس کو امد تعالیٰ نے
 کیا ہو اور اُس کو تصرف میں آزاد اور مطلق کر دیا ہو اختیار کے جس طرح چاہے
 اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہے
 اور باقی اُس مقام میں ہے کہ نہ حق کا صاحب اُس کا خلق سے ہے اور نہ خلق اُسے
 صاحب حق سے ہے اور فانی حق کے ساتھ محبوب خلق سے ہے اور فنا سے ظاہر
 اور باہم خلوب اور حوال کے لیے ہے اور فنا سے باطن اُس کے لیے ہے جو حوال کی

قید اور پیری سے بڑا اور بات نہ ہو گیا نہ بالاجوہل اور قلب سے خارج ہو گیا اور وہ اپنے قلب کے ساتھ ہو گیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ رہا

پاسٹھوان باب کلمات کی شرح میں ہر جہد اصطلاح صوفیہ بعض احوال کے مشیر ہیں

جاہلئے حضرت نبی علیہ السلام سے رویت کی فرمایا کہ معاون تقویٰ سے علم کا مجھے حاصل کرنا ہر بیان تک کہ تو جان لے علم ان چیزوں کا خشکو تو نہیں جانتا اور جو جان چکا ہے اس میں نقص قلت زیادت کی ہے۔ اور یہی بات ہے کہ آدمی نامعلوم چیزوں کے جاننے میں زہر اور کم رہتی ہے کہ نہ اس کے جو علم حاصل کیا اس سے انتفاع کم حاصل کرتا ہے۔ ہر آئینہ شمشاخ صوفیہ نے بنیاد تقویٰ کو مضبوط اور محکم کیا اور علم کو اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا اور اپنے تقویٰ کے موقع کے لیے عمل ان چیزوں پر کیا خشکو انہوں نے علم جانا پس اللہ تعالیٰ نے وہ چیزیں انکو تعلیم کیں غرائب علوم اور اشارات و بین سے جو وہ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے غریب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور ان کے علم کو علم میں راسخ کر دیا۔ ابو سعید خدری نے کہا ہے کہ کلام اللہ کا اول قسم یہ ہے کہ اس کلام یا کسی پر عمل کرے اس کو شیکہ علم اور قسم اور استنباط آئیں یہ اور نماز قسم کا یہ ہے کہ کان سپر رکھے اور اس کے اس ذوقی یا بلکہ کو مشاہدہ کرے ان فی ذلک لذریر لمن کان نہ قلب او اقلی السخ و ہوشیہ یعنی اللہ اس مقدمہ میں نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ دل رکھے یا کان رکھے سوچ ہو کر۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا ہے کہ علمات راسخ علم میں وہ لوگ ہیں جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب نبیوت و سر اسرار میں ماسر بہ قدم

اور استوار ہو گئے ہیں پھر انکو واقف کر دیا اُن علوم سے جن سے انہیں واقف کر دیا
اور انہیں ارادہ اُن متفقہ آیت کا کیا جو انکے خیر سے نہیں کیا اور وہ لوگ دریائے
علم میں نہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کریں اسوقت نہم سے انہیں وہ
ذخیرہ خزان کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ میں تھے اور عجائب نص کشوف
ہو بہ تب انہوں نے درو جو اہر نکالے اور حکمت کے ساتھ انہوں نے کلام کیا
اور انہیں حدیث میں وارد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بر ذریعہ
ابن ہریرہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر آیت بعضے ایسے علم ہیں جیسے در کنون کہ کھلو
کوئی بحر علم سے بالحد کے دوسرے نہیں جانتا پھر جب کہ اُسکے ساتھ کلام کیا تو
انکا انکا نہیں کرتا مگر وہ شخص جو مغرور بالحد ہے ترشی سے مسوع ہو کہ وہ کہتا تھا
کہ وہ علم سر راقدہ خدائی کے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء اور سادات کبریٰ کو
خاصیت فرمائی ہے میں بدو ان اسکے کہ وہ کسی کے شیعین اور یا کسی سے پڑھیں
یہ اُن اسرار میں سے ہیں کہ چند بحر خواص کے اور کوئی مطلع نہیں ہوا۔ اور
ابو سعید خزاز کا قول ہے کہ عارفین بالحد کے لیے بہت خزانے ہیں جن میں انسانیت
بہت علوم غریبہ اور جہان عجیبہ رکھے ہیں کہ انہیں لسان ابدیت سے کلمہ کہتے ہیں
اور انہیں عبارت ازلیت خیر دیتے ہیں اور وہ علم محولی سے ہی سو سکا یہ قول
کہ زبان ابدیہ اور عبارت ازلیہ اشارہ اسکی طرف ہے کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ
تعلق اور کلام کرتے ہیں اور ہر آیت اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان سے فرمایا جو فی طبع اور وہ علم لدنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نسبت خیر کے
حق میں فرمایا ہے ایتنا در جنت من عتدا و علناہ من لدنا علما۔ یعنی ہم نے

اسکو اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ بعض
 امین نے جسکو انکی زبانوں نے کلمات سے متعل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھا دے
 اور انکی طرف سے ایک اشارہ ان احوال کی طرف ہو جسکو وہ پاتے ہیں اور اپنے
 معاملات دلی میں جسکو وہ جانتے ہیں انکا قول ہو۔ جمع و تفرقہ بعضوں کا قول ہے کہ
 جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے شمس اللہ ان لا الہ الا ہو سو یہ جمع اور
 بعد از ان تفریق کی اور فرمایا واللہ اکبر واللہ اعلم اور قول اللہ تعالیٰ کا انما ہما
 جمع ہے اور یہ تفریق اپنے اس قول سے وما ازل الیہا اور جمع اصل ہے اور تفرقہ فرع ہے
 پس جب جمع بلا تفرقہ ہیں وہ زندہ اور یکا دہین اور بقدر تفرقہ بلا جمع ہیں تو عیال ہے
 اور غنیدے کہار کہ قرب بالوجد جمع ہے اور غیبت اسکی بشرت بین تفرقہ ہے اور
 بعضے کہتے ہیں کہ جمع انکی معرفت میں اور فرق اسکا احوال میں ہے اور جمع وہ اعمال ہے
 کہ صاحب جمع اسکو نہیں شاہد کرنا مگر حق پر جب کہ اسے غیر کو دیکھا تو جمع نہیں
 اور تفرقہ شہور سکوت سے بیانہ سے چاہا اور عبارات صوفیہ تمکین بہت ہیں۔
 اور تصودیہ ہے کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ تفرقہ کو حیدر کی طرف کیا ہے
 اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکثاب کی طرف کیا ہے بلکہ ان کوئی جمع نہیں مگر تفرقہ
 کے ساتھ اور کہتے ہیں عین حق عین حق کہ اس سے عنوان اسکا کرتے ہیں
 کہ استیلا و رقبہ حق کا اس کے باطن پر ہے پھر جب کہ اس نے اپنے اعمال سے کسی
 چیز کی طرف رجوع کی تو تفرقہ کی طرف رجوع کی پس جمع کی صحت تفرقہ کے
 ساتھ ہے اور تفرقہ کی صحت جمع کے ساتھ ہے سو یہ جوہر اسکا حاصل اسکی
 طرف رجوع ہے کہ جمع علم باللہ سے اور تفرقہ علم باللہ سے ہے اور احوال دونوں سے

چارہ نہیں ہر مغربین نے کہا ہے کہ جمع عین فنا بائندہ ہے اور تفرقہ عبودیت ہے کہ
 اُسکا بعض متصل بعض ہے اور ہر آئندہ قوم نے غلطی کی اور اُنھوں نے دعویٰ کیا
 کہ وہ عین جمع میں ہیں اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور کتاب کو مستعمل
 کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہو گئے اور جمع بھی حکم روح ہے اور تفرقہ حکم قالب ہے اور
 جب تک کہ یہ تکبیر باقی ہے تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہیں ہے اور واسطی نے کہا ہے
 کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ میں تو پڑ گیا اور جب اپنے رب کی
 طرف دیکھے جمع میں تو ہے اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہے تو فانی ہے بلا جمع اور بلا تفرقہ
 کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے جمع انکی بڑا تہ ہے اور تفرقہ اُسکا فی صفا ہے اور کبھی وہ
 جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہیں کہ جب اُس نے اپنے نفس کے لیے کسب ثابت
 کیا اور اپنے اعمال کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں ہے اور جب کہ اشیاء کو حق کے
 ساتھ ثابت کیا تو جمع میں ہے اور تمامی اشارات اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ
 کون تفرقہ ڈالتا ہے اور کون جمع کرتا ہے سو جسے کون کو یکتا کر دیا تو اُس نے
 جمع کی اور جسے کون کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ میں پڑا تو تفرقہ عبودیت ہے اور
 جمع توحید ہے پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا
 اور جو اثبات اُسکا بائندہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا
 تو وہ جمع جمع ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ افعال کا دیکھنا تفرقہ ہے اور صفات
 کا دیکھنا جمع ہے اور ذات کا جمع الجمع ہے۔ بعض صوفیہ سے لوگوں نے حال دہی
 علیہ اسلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام تھا تو کہا موسیٰ موسیٰ سے فنا ہو گیا
 سو موسیٰ کو موسیٰ سے کچھ خبر نہ تھی پھر کلام اور کلام کرنے والا اور کلام

جس سے کیا وہ تھا اور کینہ مکر موسیٰ کو طاقت اسکی تھی کہ باز خطاب کو اٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اسکی یہ سماعت کرتا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک قوت بخشی تھی اس قوت سے ہنسے سنا اور جو یہ قوت نہوتی تو سماعت پر قادر نہ ہوتا اور قابل نے مثال دے کر یہ ابیات پڑھے نظم

وہ الذین بعد ما انزل الوہی	برق تعلق ہو نہا لہما شہ
یبدو کما شتیہ الردار ورونہ	صعب الذکر تمیغ ارکانہ
قید الی نظر کیف لایح فلیم یطوق	نظر الیہ درودہ اشجائہ
فالنار ما استلقت علیہ ضاروہ	والسار ما صحت بہ اجفائہ

ترجمہ از مترجم فارسی

یقیناً بیشک آن نہ کہ آن ماہ روی بود	از خشم بروے خود بمن آن نہ چنان بود
یا گوشتیہ رو است کہ آن در باطن	نزدان دست بر بلند شواخ ہمی بر بود
پیدا شدہ است تا من ناظر خوم بود	لیکن آن کا خلق شدہ بہت دیر ناچ بود
وجہ آنکہ ہر دو پہلو بروے شود بہم	آب آنکہ نوک خرگان دہم برین حدود

اور بعض اُنکا قول تجلی اور استتار ہے

جفید نے کہا کہ وہ نادیب اور تہذیب اور تقویٰ ہر سوادیب موقع استتار کا ہے اور وہ عوام کے لیے ہے اور تہذیب خواص کے لیے ہے اور وہ تجلی ہے اور حجب یعنی گراں دلیا کے لیے ہے اور جو مشاہدہ ہے اور استتار اور تجلی میں حاصل اشارت کا صفات نفس کے طور کی طرف راجع ہے اور اسی میں سے استتار ہے اور

وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمالی قوت صفات قلب کے ساتھ
ہو اور اسی میں سے تجلی ہو پھر تجلی کہی بطریق فانی ہوئی ہو اور کبھی بطریق
صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہو اور حق تعالیٰ نے رحمت کے سبب
موضع استنار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہے پس خواص کے لیے وہ مقام
سے کہ وہ لوگ اسکے ساتھ صلاح نفوس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور غیر خواص
کے لیے اس وجہ سے کہ اگر وہ موضع استنار نہ تو اسے اور لوگ اجتماع
حاصل نہ کرتے اس واسطے کہ انکو جمع کچھ میں استغراق اور انکا برزخ واحد قرار
کے لیے ہوتا ہے۔ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے
یہ ہے کہ مشہود اس طرح ہو کہ اس پر تعبیر تسلط ہو اور اس پر فہم ہادی ہو جائے جس
تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استمدال ہے نہ کہ ناظر اعلیٰ۔ اور بعض صوفیہ نے
کہا ہے کہ تجلی پر دل سے بشریت کا اٹھنا ہے نہ یہ کہ ذات حق غرضی کے ساتھ
تسلون ہو اور استنار ہے کہ بشریت تیرے اور مشہود غیب کے درمیان آتی ہو

اور بعض انہیں سے تجرید اور تقرید ہے

ایک اشارہ انہیں سے تجرید اور تقرید میں ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اغراض سے
مجرد اور خالی ہو جائے ان باتوں میں شکوہ کرتا ہے نہیں کرتا اسکو جسے وہ کرتا ہے
کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اسے نظر ہو بلکہ جو کچھ اسے حق عظمت سے
مکتوف ہو اسکو بروئے عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش کے موافق
ہو کرتا ہے اور تقرید یہ ہے کہ اپنے نفس کو ان کاموں کے اندر نہ دیکھے

جو وہ کرتا ہے بلکہ وہ احسان الہی اپنے اوپر دیکھتا ہے پس تجرید انبیاء کی نفسی سے ہے اور تجرید اپنے نفس کی نفسی سے اور استغراق نفس جو نعمت الہی کے اندر مرتبہ ہوتا ہے اور کسب سے غیبت ہوتی ہے

اور بعضے انہیں سے وجد اور تو اجد اور وجود

سو وجد وہ ہے جو باطن اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور شکوہ و تنویر صورت میں کر دیتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تائب لگاتا ہے اور وہ ایک فرحت ہے کہ اُس سے مغلوب بعضہا نفس چھوڑتا ہے اور اُس سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہے۔ اور تو اجد وجد کا ذکر و فکر کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اور وجود وجد کے سورج کا وسیع ہونا اس سبب سے ہے کہ وجد ان کی قضائیں نکل جاتا ہے تو وجد وجد ان کے ساتھ نہیں ہے اور خیال کے ساتھ خبر نہیں ہے تو وجد عرضیہ زوال کے ساتھ ہے اور وجود ثابت مثل ثبوت خیال ہے اور البتہ کہا گیا ہے نظم

قد کان یطرب فی وجد من فاضل	عن روتہ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد رحتہ	والوجد عند حضور الحق منفق و

ترجمہ از ترجمہ فارسی

خوشحالی کہ در وجدت لیکن از در وجود	خلاصہ نفس از آنکہ از بہر و خیال موجود
و در وجد طرب اور کہ در روح و در وجد	خام در حضور حق شود آن وجد و مقصود

	اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہے	
غلبہ وجد تلاشی ہے پس وجہ کلی کی مثال ظاہر ہو تا ہے اور غلبہ مثل اُس کے ہے کہ تعلیمی متواتر لاتی ہو اور تو اتر اُس کا تمیز نہ ہو سکے سو وجد جلد منقطع ہو جاتا ہے اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہو کر باقی رہتا ہے		
	اور بعضے اُنہیں سے مسافرہ ہے	
اور وہ ارواح کا تفرہ ہے جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر گئی ہے اور سر اس پر اُسکی نرم نرم باتیں ہیں اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہے اسوجہ سے کہ روح اُس کے ساتھ تفرہ ہے سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہے		
	اور بعضے اُن اشارات سے سُکر اور صحر ہے	
سُکر سلطان حال کا استیلا ہے اور صحر ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہے۔ محمد بن حنیف کا قول ہے کہ سُکر خوشی قلب کا ہے جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہوں۔ اور واسطی نے کہا ہے کہ وجد کے مقامات چار ہیں پہلا پھر حجب پھر سُکر پھر صحر جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سُنا پھر اُس کے قریب ہوا پھر اُس کے اندر سُنا پھر اُس کو لہروں نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اُس کے جس شخص پر کہ سرایت حال کا اثر باقی ہے تو اُس پر سُکر کا ہے اور جو شخص کہ اُسکی ہر ایک شے دلچسپی قرار گاہ پر آگئی تو وہ صاحبی ہے پس سُکر اہل قلوب کے لیے ہے		

اور صحو آنکے لیے جلو غیب کے حقائق کاشف ہوتے ہیں

اور بعضے ایمان سے محو اور اثبات پر

محو اوصاف نفوس کے دور ہونے سے ہی اور اثبات اس پیر کے باعث ہی پھر
اثبات رب سے یا کہ دور میں لائے جاتے ہیں۔ یا کہ محو رسوم اعمال کا محو نفسی ہونا
اس نظر فناء سے جو اپنے نفس اور افعال نفس پر اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا
اس پیر فخر کے ساتھ کہ حق نے اس کے لیے درود سے پیدا کیا تو وہ باقی ہی نہ بقا رہی
اس کو ثابت از سر نو کر دیتا ہے بعد ازاں کہ اس کو اوصاف اس کے سے محو دیا اور
سدا دیا ہے۔ ابن عطاء نے کہا ہے کہ اس کے اوصاف مٹا کر اور اس کے سر ثابت کرنا کر

اور بعضے نفیس سے علم یقین و عین یقین و حق یقین کر

سو علم یقین وہ ہی جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہو اور عین یقین وہ ہی جو
بطریق کشف اور فوہل کے ہو اور حق یقین وہ ہی کہ ناظم وصال کے ورد کے
شفقت اب و گل کی پوشش سے تحقیق ہو گیا۔ فارسی کا قول ہے کہ علم یقین وہ
ہو جو عین اضطراب ہو اور عین یقین وہ علم ہی حسین اللہ تعالیٰ نے ہر اکو
انست رکھا ہو اور علم جب شفقت یقین سے علیحدہ ہو تو وہ علم بالشیہ ہو گا اور
جب اس کے ساتھ یقین منضم ہو گیا تو وہ علم بالشیہ ہو اور حق یقین حقیقت ہی
شر کی ہے سکا اشارہ علم یقین و عین یقین نے کہا ہے۔ اور مفید نے کہا
حق یقین وہ ہی کہ بندہ اس کے ساتھ متحقق ہو اور وہ یہ ہے کہ شاہد شہید رہی ہے

کرے کہ مرئیات کا مشاہدہ مشاہدہ عیان کرتا ہے اور غیب پر حکم کرتا ہے اور اسے
 سچی خبر دیتا ہے جیسا کہ صدیقؑ نے خبر دی جبکہ جواب اُسے دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیاں کے لیے کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اس کے
 رسول کو۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ علم یقین حال تفرقہ ہے اور عین یقین
 حال جمع اور حقی یقین جمع الجمع زبان توحید ہے۔ اور بعضوں کا مقولہ ہے کہ یقین کے
 لیے اسم ہے اور رسم ہے اور علم ہے اور عین ہے اور حقی ہے سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہے اور
 علم یقین اولیاء کے لیے اور عین یقین خواں ولیاء کے لیے اور حقی یقین انبیاء علیہم السلام
 کے لیے اور حقیقت حق یقین کے ساتھ شخص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

۱۰ اور بعض اُن اشارات سے وقت ہے

اور وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ پر غالب ہو اور غلب اُٹھان کا جو بندہ پر
 ہو وقت ہے اس واسطے کہ وہ تلوار کی مثالی ہے کہ وہ روان اُس کے حکم سے ہوتا ہے
 اور قطع کرتا ہے اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ پر ہجوم لاتی ہے اور اُس کے
 سر پہ ناگاہ آتی ہے اُس کے کسب سے نہیں ہوتی اور اُٹھان تعین کرتی ہے سو وہ
 اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہے مآورہ میں ہے کہ فلاں شخص حکم وقت میں ہے یعنی وہ
 اُن چیزوں سے لیا گیا ہے جو اُس سے ہے اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہے

اور انہیں سے غیبت و شہود ہے

پس شہود حضور ہے کبھی صفت مراقبہ اور کبھی صفت مشاہدہ ہے ہر تازہ

سوجب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رب وہ حاضر ہوا اور جب
اُس سے حالِ مشاہدہ اور حراقہ کا جائزہ لیا تو دائرہ حضور بنے خارج ہو گیا اور وہ
غائب ہو کر کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوئی کہ جو غیبت کہ اشیا سے
بائن ہوئی ہو اور اس معنی سے حاصل اُس کا راجع فنا کی طرف ہو

اور اُنہیں سے ذوق و شرب اور رے ہو

پس ذوق ایمان ہو اور شرب علم ہو اور رے حال ہو سو ذوق ارباب ہدایت
کے لیے ہو اور شرب اہل طواع اور لواطع اور لواطع کے لیے اور رے
ارباب احوال کے لیے ہو اور یہ اس واسطے کہ احوال یہ ہیں جو ٹھہرتے ہیں جبکہ وہ ٹھہرتے
تو یہ حال نہیں ہو اور وہ لواطع اور طواع ہیں اور بعضوں نے کہا حال نہیں ٹھہرتا
اس واسطے کہ وہ گزرتا رہتا ہو اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہو

اور اُنہیں سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہو

محاضرہ ارباب تلویں کے لیے ہو اور مشاہدہ ارباب تکلیف کے لیے اور مکاشفہ اُن
دونوں کے درمیان ہو یہاں تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے
لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق یقین

اور بعض اُنہیں سے طواغی و بواغی و بواغ و موقوف و طواغی و طواغی و طواغی

اور یہ تمام لفظ قریب بعض ہیں اور ممکن ہو کہ اُنہیں قول شرح اور ربط سے کیا جائے

اور اسکا حاصل معنی واحد کی طرف رجوع اور عبارت میں کثیر ہو سو اُسمین کچھ غامض نہ ہو
نہو اور مراد یہ ہے کہ یہ سب اشیاء بنیادی احوال اور اُسکے مقدمات میں اور حبیب
حال صحیح ہوا تو وہ سب اسماء اور اُن کے معانی کا استیجاب کرے گا

اور اُسمین سے تلون اور تلونین

ستون تلون اہل قلوب کے لیے ہر اس واسطے کہ وہ پردے قلوب کے پیچھے ہیں اور قلوب
کے لیے صفات کی طرف رسیدگی ہے اور صفات کے لیے تعدد و تفریق و اپنے درجہ
کے لیے تو در پافت ہوا کہ اگر باب قلوب کے لیے تعدد و صفات کے تلونین
ہیں اور قلوب اور اگر باب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہیں ہر دو لیکن
اگر باب تلونین سو وہ احوال کے لیے زہدانوں سے باہر نکل گئے اور پردے
قلوب کو چاک کر دیا اور اُنکی روحوں نے فو زات کے سطوح سے بہا شرت کی تو تلون
اسوجہ سے اُٹھ گئی کہ ذات میں تغیر نہیں ہے کیونکہ ذات اُسکے حول حوادث اور
تغیرات سے بزرگ و برتر ہیں ہر گاہ موطن قرب کی طرف تخیلی ذات کے نشانات
سے لگی تو اُن سے تلون مرتفع ہو گیا اور اسوقت تلون اُنکے نفوس میں ہر
اس واسطے کہ وہ نفوس محل قلوب میں اُنکی طہارت اور قدس کے موضع کے
سبب ہیں اور تلون جو نفوس میں واقع ہوتی ہے تو اسکا صائب تلون حال
تلون سے خارج نہیں ہوتا اس واسطے کہ تلون کا نفس میں جاری رہنا ہوتا
ہے کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تلون میں حق تحقیق کثرت
ہے اور تلونین سے فرض یہ نہیں ہے کہ بندہ کے لیے تغیر نہو اس واسطے

کہ وہ بشرِ ہر بلکہ ہمارے مقصود ملکین سے یہ ہے کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے لکھو تو وہ پوشیدہ اُس کے کسی کسی رہتا اور نہ وہ کم ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور صاحبِ تلویں کے حق میں نقصانِ درجات کا ہوتا ہے جب کہ اُسکے صفاتِ نفسِ ظاہر ہوتے ہیں اور حقیقت اُس سے بعض احوال میں غائب ہو جاتی ہے اور اُس کا ثبوتِ تراز گاہِ ایمان پر ہوتا ہے اور تلویں اُسکے احوالِ روزِ مدہ میں ہوتی ہے اور درجہ اُنکے نفسِ ہر اور کہتے ہیں کہ نفسِ شہی کے لیے ہر اور وقتِ مبتدی کے لیے ہر اور حالِ متوسط کے لیے ہر تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف سے اس بات کا ہے کہ مبتدی کو ایک طارِقِ پنجابِ امدِ تعالیٰ آتا ہے کہ اُسکو استقرارِ نہیں ہے اور متوسط صاحبِ حال ہے کہ اُسپر حالِ غالب ہے اور شہی صاحبِ نفسِ ممکنِ حال سے ہے کہ اُسپر حالِ نوبتِ نبوتِ غیبیہ اور حضور سے نہیں آتی بلکہ موجدہ اور احوالِ مفرد اُسکے انفا سے ہوتے ہیں مقیم کہ نوبتِ نبوتِ نہیں آتے اور یہ سب احوالِ اربابِ احوال کے لیے ہیں اور اُنکے واسطے ذوقِ اور شرب ہے اور امدِ اُنکی برکت سے نفع دے آمین

ترجمہ حروفِ احوال بابِ فی ہر ہدایات و رہنمایات اور اُنکی صحت کے بیان میں ہے

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صبر پر کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے اِنما الاحمال بالذیات و اِنما

الکمال فی النوی فن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ ہجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت

ہجرتہ الی دنیا یصیبہا اولیٰ امرۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما جاز الیہ یعنی البتہ عملِ ساتھ بتوں کے ہیں اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہے کہ جو نیت کرے پس جو شخص کہ

ہجرت اُسکی طرف اُسد اور اُسکے رسول کے ہووے پس ہجرت اُسکی طرف اُسد اور اُسکے رسول کے ہو اور جو کوئی کہ ہجرت اُسکی طرف دنیا کے ہو اُسکو پہونچ رہے گا یا طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہو کہ ہجرت اُسکی طرف اُس نے ہجرت کی نیت اول عمل ہو اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہو اور مرید کے لیے سب سے زیادہ ضرورت اُسد اس امر میں طریق قوم کے اندر یہ ہو کہ وہ طریق صوفیہ میں داخل ہو اور اُنکے لباس سے محلی ہو اور اُنکے ہی گروہ میں اُسد تعالیٰ کے واسطے نشست کرے اس واسطے کہ دخول اُسکا اُنکے طریق میں ہجرت اُسکے حال اور وقت کی ہو۔ اور البتہ حدیث شریفین میں آیا ہو کہ مہاجر وہ ہے جس نے ہجرت اُس چیز سے کی جس سے اُسد نے اُسکو باز رکھا۔ اور ہر آئینہ اُسد تعالیٰ نے فرمایا ہو ورنہ ہجرت میں بیتہ نما جرائی اُسد و رسولؐ ہم پیر کہ الموت نقد وقع اجرہ علی اُسد یعنی اور جو شخص نہ نکلتا ہو اپنے گھر سے طرف اُسد اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہو پھر اُسکو پالیو سے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اُسد تعالیٰ کے واقع ہو۔ پس مرید کو سنرا اور ہو کہ وہ طریق قوم کی طرف اُسد تعالیٰ کے واسطے نکلے اس واسطے کہ اگر وہ درجہ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم میں شامل اور لائق ہو گیا اور اگر اُسکو موت پہونچی قبل اُسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو اُسکا اجر پُر ہو اور جس شخص کی ابتداء مستحکم ہوئی تو اُسکی نہایت بھی اتم و اکمل ہوگی۔ جفیہ سے منقول ہو کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فساد و ابتداء سے ہوتے ہیں پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع میں اسکا محتاج ہر نیت اور احکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوئی سے پاک اور منفرہ کرے اور ہر چیز

کہ حسین بن علیؑ کے لیے خطا عاقل ہو حتیٰ کہ اسکا خراج خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ اور سالم بن عبد اللہ نے عمرو بن عبد الغزیز کو لکھا کہ جان ای عمر کہ اللہ کی مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہے سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اُسکے لیے کامل ہوئی اور جس سے اُسکی نیت قاصر ہوئی تو اُس سے مدد اُسی اُسکے موافق قاصر ہوئی۔ اور بعض صاحبین نے اپنے بھائی کو لکھا ہے کہ نیت کو اپنے اعمال میں لگا کر تصورِ اعمال بھی تجھے کافی ہو گا اور جو نیت کی طرف بندہ کسیدہ ہی راہ نہ چلا اُسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اُسے حسن نیت تعلیم کرے۔ سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہے کہ اول اُن امور سے جسکا امر بتدی مرید کو دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حرکاتِ مفروضہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازاں حرکاتِ محمودہ کی طرف نقل کرتا ہے بعد ازاں بعد حکم اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بعد ازاں توقفِ نشا وین پھر ثبات ہے پھر بیان پھر قرب پھر مناجات پھر موالات ہے اور رضا و تسلیم اُسکی مراد ہوتی ہے اور تقویٰ یعنی ترکِ کفر اُسکا حال بعد ازاں اللہ تعالیٰ اُسے معرفت عطا کرتا ہے اور اُسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہے مقام اُن لوگوں کا جو کہ حول اور قوت سے سری اور بیزار ہیں اور یہ مقام عرش اٹھانے والوں کا ہے اور بعد اُسکے کوئی مقام نہیں ہے یہ کلام سہل سے ہے حسین اُن سے سب باتیں جمع کر دیں جو اول اور آخرین ہوتی ہیں اور جب نے صدقِ اخلاص سے ایسا تمسک کیا تو وہ مردوں کے درجہ کو پہنچ گیا اور اُسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز ثابت اور تحقق نہیں کرتی جیسے کہ متابعتِ امرِ حق کرتی ہے اور قطعِ نظر اُسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتیں کہ اہل ہدایت کے سر پر آتی ہیں وہاں سوجھ سے کہ نظر اُنکی خلق کی طرف ہوتی ہے اور ہلکو خباہت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا یہ کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوتا حتیٰ کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل اباد یعنی بکری کی سیکنی کے ہو جائیں۔ وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمترین دیکھے۔ یہ اشارہ خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُسے خارج ہونے کی طرف ہے اور یہ کہ انکی عادتوں کا عقیدہ ہونا ترک کرے۔ احمد بن حنبل کا مقولہ ہے کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے ساتھ ہر ایک حال میں رہے تو چاہیے کہ صدق کو لازم کیلئے اسواسطے کہہ دے کہ میں صادق ہوں۔ اور حدیث میں فرما ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نالی اور جاہ سے باہر ہو اور خلق سے خارج ہو اس طرح کہ اُسے قطع نظر کرے یہاں تک کہ اُسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوشی کی باریکیوں سے واقف ہو گا اور نفس کے شہوات سے جو غفلت ہیں اور سب سے نافع تر مرید کے لیے معرفت نفس ہے اور وہ شخص واجب حق معرفت نفس پر قائم نہیں ہو سکتا جسکو دنیا میں حاجت فصول اور زیادات کے طلب کی ہے یا کہ اسپر ہوئی کا بقیہ ہے۔ نہ میں اسلم نے کہا ہے۔ دو خصلت ہیں جو تیرے کام کو پورا کریں گی ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ کی معصیت کا قصد نہ کر اور جب تجھے شام ہو تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کر پس جبکہ زہد اور تقویٰ محکم اور استوار ہو گیا تو اُسکے لیے نفس منکشف ہو جائے گا اور اُسکے حجابوں سے نکل جائے گا اور اُسکے طریق حرکت اور اسکے شہوات پوشیدہ اور خفیہ کیلئے اُسکے واقف ہو جائے گا اور جسے صدق سے تمسک کیا تو اُسے عروۃ الوثقیٰ سے تمسک کیا۔ زوانون نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُسکی زمین اللہ ایک

تھوڑا ہر کسی شہر پر نہیں رکھا کہ اُسے قطع کر ڈالا اور وہ صدق ہو اور صدق کے معنی
 میں منقول ہو کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک نلکہ نے اپنے لیے چاہا تھا
 تو اُسے کہا کہ غلطی رہے مجھے پانی کی طرف سے چلو تا کہ میں غسل کر کے پاک صاف ہو جاؤں
 بعد ازاں محل میں ایک موضع پر اُسے چڑھائے گئے تو اُسے اپنے تئیں وہاں سے
 گرا دیا اسوقت اللہ تعالیٰ نے فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لینا آؤ گی
 کہتا ہے کہ اُسے تمام لیا اور زمین پر اُسے اُسے رکھ دیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو
 اُسے اغوا کر سکتا ہے اُسے کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہیں ہے جسے ہونے
 اپنے کی مخالفت کی اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا اور مرید کے لیے سزا ہو
 کہ اُسکو ہر شے میں نیت اللہ کے واسطے ہو یہاں تک کہ اُسکے کھانے اور پینے میں
 اور لباس پہننے میں اور یہ نہیں مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے
 اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ سب تین
 ملائیت کی ہیں جبکو نفس پر داخل کیا ہے سو جب وہ اللہ کے واسطے ہو میں تو نفس
 معصیت کی طلب نہ کرے گا اور ان باتوں کی اجابت کرے گا جو اُس کے بخلائے ملا
 اور اخلص اللہ کے واسطے چاہا جائے گا اور جب کہ کسی شے میں رقی نفس سے
 داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صاف تویہ اُسپر وبال ہو گا۔ اور حدیث میں
 وارد ہے کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائے تو وہ قیامت کے دن آئے گا
 اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک مانع سے ہو گی اور جسے خوشبو غیر اللہ عزوجل
 کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئے گا کہ اُسکی بو در در سے بدتر ہو
 ہو گی۔ اور کہا گیا ہے کہ اُس کہا کرتے خوشبو لگائے کہ وہ مشک سے کفایت

کرتا ہے اس لیے کہ ثابت ہے مصافحہ کرنا اور میرے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور وہ لوگ سجا
کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ
کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہے کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا اعتقاد
خمس کرے اور اپنے نفس سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک
ہو یا ایک کلمہ سے متکلم ہو مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے اور جو نے اپنے شیخ کے پاس
سے اُن لوگوں کو دیکھا ہے جو ہر ایک نغمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان
سے بھی کھانے والا کھاتا تھا کہ یہ نغمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے اور قول سے نفع نہیں
پاتا جب تک کہ نیت قلب میں نہ ہو اس واسطے کہ نیت عمل قلب ہے اور زبان فقط
ترجمان ہے جو جب تک اُسکو غریمیت قلب اللہ تعالیٰ کے لیے متحمل نہ ہوگی نیت
نہوگی۔ اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالوں کو سنوارتا تھا
اور کہا بدری لاؤ اور بدری ایک چوب ہے سرمہ کی سلائی کے مثال کہ سرمہ کے
بال اُس سے درست کرنے ہیں عورت نے کہا کہ کیا بدری اور آئینہ لاؤں تو مرد
حاضی رہا بعد ازاں اُس نے کہا کہ ہاں پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش
چور ہا اور آئینہ سے توقف کیا زان بعد تو نے کہا ہاں تو اس مرد نے کہا کہ میں نے
اس عورت سے نیت کیا تھا کہ بدری لاؤ سو جب اُس نے کہا اور آئینہ تو نے
آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو میں تھر گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے
نیت کو مہیا کیا تو میں نے کہہ دیا کہ ہاں۔ اور ہر ایک بتدی جو اپنی ہدایت کی
اساس کو یا رشتہ دار دوستوں کی جدائی سے مضبوط نہیں کرتا اور وحدت کے ساتھ
تمک نہیں کرتا اسکی ہدایت ہنقرار اور قیام نہیں پاتی۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہے

کہ قلت صدق سے بحثیں یوں کی کثرت ہی اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہو اور
یہ کہ کان اُسکے لوگوں کے کلام کو راہ نہ دین اس واسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن سک
متغیر اور متاثر ہوتا ہو اور جو شخص کہ اپنا کماں زہد دنیا میں اور اپنا تسک حقائق
تقویٰ کے ساتھ نہیں جانتا تو کبھی اُنکو معرفت کی نیکی اس واسطے کہ عدم معرفت اسکی
کشودخیر نہیں کرتی اور بیشتر یوں کے باطن ہوم کی مثال ہیں کہ ہر ایک نفس کو
قبول کر لیتا ہو اور بسا اوقات بند ہی لوگوں کی طرف صحت دینے سے نقصان
اُٹھاتا ہو اور فضول نظر اور فضول شے سے بھی متضرر ہوتا ہو تو چاہیے کہ سب چیزوں
سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھے کہ اگر بعض راستہ پر چلے تو وہ
کوشش کرے کہ نظر اسکی اُس طریق کی طرف ہو جیسوہ چلتا ہو نہ دہی طرف
دیکھے اور نہ بائیں طرف نظر کرے بعد ازاں اپنے تئیں اُس جگہ سے بچائے جسکی
طرف لوگوں کی نظر پڑتی ہو اور وہ معلوم کریں اُس سے کہ رعایت کیجائے اور
احترام ہو اس واسطے کہ لوگوں کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے ضرر نہ ہو
فعل سے ہی اور شے فضول کو حقیر نہ جانے اس واسطے کہ ہر ایک شے قول اور فعل اور
نظر اور سماع سے جو کچھ ہو اور ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہونی
بعد ازاں وہ اصول کے تصبیغ کو پہنچے گی۔ (سفیان کا قول ہو) کہ وجہ اسکی
کہ تصبیغ اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہی کہ جو شخص قول اور فعل
میں ضرورت کا پابند نہ ہو اور سپر قادر نہیں ہو کہ مقدار حاجت پر طعام اور شراب
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اُسکے
طلب کی غریبتیں گر پڑتی ہیں اور ایک غریبت دوسری غریبت کے بعد تخلیل

ہو جاتی ہے۔ پہلی بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار نہیں کی وہ خلق کی عبادت و فطرت ادا کرتا ہے اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے اوزار کشادہ ہو جاتے ہیں اور دوسرے مرنے والوں کے ساتھ خود بھی مر جاتا ہے اور بستی کو سزا اور نیناں دے گا کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے پہچانے اس واسطے کہ انکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہے اور حدیث میں وارد ہے کہ دنیا بغیر غرض انکی ہے جو جس کسی نے ایک رسی بھی اسکی پکڑ لی تو وہ دوزخ کی طرف تھیں سنج بے جاتی ہے اور کوئی رسی اسکی رسیوں سے نہیں ہے مگر یہ کہ مثل اسکے ادا ہو اور طایبین اور مجاہدین کے سو جس کسی نے انکو جان پہچان لیا تو انکی طرف منجذب ہوا چاہے یا انکار کرے اور متدی کو چاہیے کہ اُن فقیروں کی مجالست سے بھی احتراز کرے جو قیام لیل اور صیام نہار کے فاعل نہیں ہیں اس واسطے کہ اگر اُن لوگوں سے وہ چیز پہنچتی ہے جو بدتر اُس سے ہے جو کہ اہل دنیا کی مجالست سے پہنچتی ہے اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اعمال متعبدین کا شغل ہے اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہیں اور فقیر کو سزا دے گا کہ فرض رمضان کے روزوں پر کہے فقط اور نہیں سزا دے گا اس کام کو بالکل اپنے کان میں مچکے کہ ہم نے امتحان کیا اور پایا ہے سب کاموں کو اور ہم فقرا اور صالحین کی صحبت میں بیٹھے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ یہ قول کہتے ہیں اور فرض بدو سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ تصبر کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے احوال میں صحیح ہیں پس بندہ ہر ایک فرض اور نفل کی پابندی واجب ہے اور اسی سے اس کا قدم آغاز میں قائم ہوگا اور خصوصاً روز جمعہ

کی رعایت کرے اور اسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص گردانے کچھ اُٹھان اپنے
 نفس کے احوال اور تائب سے نہ ملائے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب نکلنے سے پہلے
 غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے بحالت امکان کرے تو
 اور اچھا ہے۔ جناب رسول ہمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسی ابوہریرہ جمعہ کے
 لیے غسل کر اگر ارات کی غذا کے بدلہ تو پانی خریدے اور کوئی شے نہیں کر کہہ کہ
 ہر آئینہ اُسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اس واسطے کہ غسل جمعہ
 اگنارہ اُن گناہوں کا ہے جو دو جمعہ کے مابین وقوع میں آئے اور نماز اور نذر اور دعا
 اور تلاوت اور اسام انواع کے ذکر و ن سے بد و ن اس کے کہ اُٹھیں فتور آئے صلوٰۃ جمعہ
 تک مشغول رکھے اور جامع مسجد میں نیک شرف بیٹھے یہاں تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور
 بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور درود شریف کے مشغول میں گزارے اس واسطے کہ وہ اپنی
 برکت تمام ہفتہ میں دیکھے گا حتیٰ کہ اسکا قرعہ بروز جمعہ دیکھے گا۔ اور ایسے بعض صاحبین
 سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر ضبط کرتے تھے ہوا
 کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہے اور جو کچھ روز جمعہ کو پاتا ہے وہ
 ایک معیار اور بانی ہوتی ہے جس کے ساتھ تمام ہفتہ گذرے گا اعتبار ہوتا ہے اس واسطے
 کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اُٹھیں زیادہ انوار و برکات کا ہوتا ہے اور جو
 بروز جمعہ خلعت اور زحمت نفس اور قلب انشرح پاتا ہے سو جب کہ ہفتہ میں
 تضرع کی تو اسکو جاتا اور اعتبار کرتا ہے اور قطعاً پوشاک آدمیوں کے لیے پہننے
 سے پرہیز کرے جو کپڑوں سے بھر چڑھ کر ہوں یا پوشاک منقش میں کی جو زائد
 کا سا ہو تاکہ خشم خدا ہر اسکو دیکھیں سو اعلیٰ درجہ کے لباس آدمیوں کے

لیے ہوئی ہو اور وقت لباس کے پہننے میں ریا ہو سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالیٰ کے
 واسطے بہن یہ خبر پہنچی ہو کہ سفیان نے ایک بار التائیمیں پہنا اور اسے علم اُٹکا
 نہوا حتی کہ دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضوں نے آگاہ کیا تو اُس نے چاہا کہ اُسے اتارے
 اور رخ اسکا بدلے پھر رک گیا اور کہا اُسے میں نے ہیت لہہ پہنا ہے سو میں اُسے
 نہیں بدلتا کہ ہیت للناس اُسے پہنوں تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُسے
 عبرت پکڑے اور بندی کے لیے ضروری کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بندہ ہو اور
 جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سبب یعنی ساتویں حصہ نے
 تمام تک تھوڑا بہت جیسے ممکن ہو اور اس شخص کا قول سماعت نہ کرے جو کہے
 کہ ذکر واحد کی تلاوت قرآن سے افضل ہو اس واسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے
 نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پاتا ہے جنکی وہ تمنا
 رکھتا ہے۔ اور بعض مشائخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہے کہ ہر یہ ہمیشہ ذکر واحد کو کیا
 کرے سو اس واسطے کہ اُسکا ارادہ جمع اُمین ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت
 کو خلوت میں لازم اپنے ذمہ کر لیا اور نہائی کے ساتھ یا بندی کی اُسے تلاوت اور
 نماز کا مل قرآن سے فائدہ دے گی جو ذکر واحد دیتا ہے پھر جب کہ بعض وقت تک
 جائے تو نفس کو ذکر پر کار بند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اتارے سو اسطے
 کہ وہ نفس پر سبک تر ہو اور نہرا اور ہی اسکا جان لینا کہ اعتبار طلب کے ساتھ
 ہو پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہیں کہ نین قلب اور لسان دونوں
 جمع ہوں تو کسی شمار اور تعداد میں نہیں ہیں اس واسطے کہ وہ عمل ناقص ہے
 اور ویسا دس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اس واسطے کہ وہ مغیرہ ہو اور

مرض سخت ہر پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اسکی تلاوت میں معنی قرآن کو
 بجائے حدیث نفس کے اس کے باطن کے گردانے سے جو سطح کہ تلاوت لسان پر ہو جس کے
 ساتھ وہ مشغول ہو اور اسے دوسرے کلام سے نہیں ملانا اسی طرح معنی قرآن قلب
 میں ہو کہ اسکو حدیث نفس کے تلاوت سے اور اگر عجیب ناخودہ ہو کہ معنی قرآن نہیں
 جانتا تو مرقبہ علیہ باطن کا کرے اور باطن اسکا مطالعہ نظر اسد میں جو اسکی طرف ہو
 مشغول ہو بجائے اس کے کہ حدیث نفس ہو اس واسطے کہ درم اس پر کرنے سے وہ
 اور باب مشاہدہ سے ہو جائے گا۔ مالک نے کہا ہے کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن
 کو سنتے ہیں تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہیں تو چاہیے کہ ان ہون کے ساتھ
 مرید متکلم کرے اور ہمیشہ نیاز مندی کے ساتھ اس کی طرف استعانت کرے کہ
 اس سے ثبات اس کے قدم کا ہو۔ سہل کا قول ہے کہ جس قدر التجا اور فقار اسد کی
 طرف لازم کر لیا اسی قدر بلا کو پہچانے گا اور جس قدر کہ معرفت بلا اسکو ہوگی اسی قدر
 نیاز مندی اسد کی طرف ہوتی نہیں و درم افتقار اسد تعالیٰ کی طرف اصل پر
 ایک خیر کی جو اور ہر ایک علم باریک کی کئی طریق قوم میں جو در یہ افتقار کل الفا
 کے ساتھ کسی حرکت کو کاموں میں نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ مشغول ہو بغیر
 اس کے کہ افتقار الی اسد امین ہو اور ہر ایک کلمہ اور حرکت جو خالی اسد تعالیٰ
 کی رجوع اور افتقار سے ہو وہ قطعاً خیر کا نتیجہ نہ دے گا اسکو ہم نے جاننا کہ
 اور اسکو تحقیق کیا ہو۔ اور سہل نے کہا ہے کہ جس نے ایک دم سے دوسرے دم تک
 بغیر ذکر کے اتقان کیا تو شک نہیں کہ اسے ہال اپنا ضائع کیا اور جس نے اپنے
 حال کو ضائع کیا اقل درجہ اسکا جو اس کے سترے و غول اسکا ان باتوں میں ہر

جو مقصود نہیں اور ترک اسکا ان باتوں کے لیے ہے جو کہ مقصود ہیں۔ اور جن میں یہ روایت پہنچی ہے کہ حسان بن سنان نے ایک دن کہا تھا کہ یہ کس کا گھر ہے میرا اپنے نفس کی طرف اسے رجوع کی اور کہا مجھ سے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہے اور یہ نہیں ہے مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہیں ہے مگر اس وجہ سے کہ میرے نفس کو استیلا اور ادب کی قلت ہے اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال بروزہ کفارہ اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب ان مرتب کو حاصل کیا جن کو حاصل کیا اور غریبوں کی قوت سے جو مردوں کی غریبتیں ہیں پہنچے ان مدارج کو شکوہ پہنچے۔ جنید سے مروی ہے کہ اگر ایک صادق اقبال علی بعد ہزار سال کرے اور اُس کے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازاں ایک خطہ اُس سے منہ پھیرے تو حقد کہ اُس سے فوت ہوا وہ زیادہ اُس سے ہے کہ جسکو اُس نے حاصل کیا اور بتدی کو اختیار ہے اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو محکم اور مستحکم کرے اور مثنیٰ جو اسکا عالم ہے اُس جملہ کے حقائق پر عمل کرے کہ بتدی صادق ہے اور مثنیٰ صدیق ہے۔ ابو سعید قرشی کا قول ہے کہ صادق وہ شخص ہے جسکا ظاہر ستقیم ہے اور باطن اسکا اچھا ناما نال خطا نفس کی طرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہے کہ تلاوت بعض طاعت میں پاوے اور بعض میں نہ پاوے اور جب وہ ذکر میں مشغول ہو تو راج فورانی ہو جائے اور جب محفوظ نفس میں مشغول ہو تو اذکار سے محجوب ہو جائے۔ اور صدیق وہ ہے کہ ظاہر اسکا ستقیم ہو اور باطن اسکا عبادت الہی کرنا ہو تاوین احوال سے کہ اُسکو اللہ اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام محجوب کرے اور صدیق اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہے اور صدیقیت

سب احوالی سے قریب تر نبوت کے ہے۔ (ابو یزید نے کہا) آخر نہایات صدیقین اول
 درجات انبیاء ہے۔ اور جانتا چاہیے کہ جو ارباب مقامات میں انکے ظاہر اور باطن
 و لد کے واسطے مستقیم ہو گئے ہیں اور انکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہیں
 اور بساط قرب پر وہ چلے ہیں اور انکے نفوس بانیشاء و اطاعت اور صانع قلوب
 چاہتے ہیں اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہیں جس کی اجابت قلوب کی
 کرتے ہیں انکے ارواح مقام اعلیٰ سے متعلق ہیں جن میں آتش ہوئی نطفی ہو چکی ہے
 اور انکے باطنوں میں علم صریح خمیر ہو گیا اور آخرت انہیں سنکشف ہو گئی جبکہ ان
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہو چکا
 کہ ایک بیت کو دیکھئے جو روئے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھئے یہ شمارہ
 رسول مقبول علیہ السلام سے اسکی طرف ہو جو کشف اُسے علم صریح سے ہو گیا
 حرم مومنین نہیں ہوئے مگر جب کہ مر جائیں جبکہ کہا جائے گا کہ تفتنا عنک ظاہر
 جسٹیک ایوم حدیدہ اور ارباب نہایات کی ہوئی مر گئیں اور انکی آرزو ہو گئیں۔
 اور یحییٰ بن معاذ نے کہا جب کہ اُس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا
 اُس نے کہا کہ ایک آدمی انکے ساتھ ہوا اُسے جدائی یعنی غالب میں خلق کے
 ساتھ اور قلب میں حق کے ساتھ ہوا اور ایک بار کہا کہ عبد کان فنان یعنی ایک
 بندہ تھا سو عبد ہو گیا پس ارباب نہایات جو ہیں اللہ تعالیٰ نے نزدیک پیوستہ
 کے ساتھ ہیں تاخیر میں ہے ہوں اجل مبین کی توقیت سے ہیں اللہ تعالیٰ نے
 انکو اپنی طاقت سے اپنے شاکر کرنا اور انہیں سے وہ ہدایت کرتا ہوا اور انہیں
 وہ ارشاد فرمایا اور انہیں سے وہ اہل راوت کو جذب کرنا ہر کلام انکا دعویٰ ہے

اور نظر انکی دور محض ظاہر و کما حکیم کے ساتھ موقوف ہو کر اور باطن انکا علم سے معمور ہو۔
 ذوالنون نے لکھا ہے کہ عارف کی علامتیں تین ہیں ایک یہ کہ نور انکی معرفت کا اسکے
 نور و جہ کو منطقی نہیں کرنا اور باطن میں علم سے اعتقاد کرے جو حکم سے ظاہر میں پیر
 موقوف اور شکست ہو گیا اور کثرت نعمت انکی اور کرامت انکی اس عارف کو
 مہربان انکی کی پردہ درسی پر برائیختہ نہیں کرتی سوار یاب نہایات جسقدر نعمت
 میں زیادہ ہونے سے اسی قدر زیادتی میں زیادہ ہوسے اور جسقدر دنیا میں بڑھے
 قرب میں بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و رفعت میں ترقی یاب ہوے تو افسوس اور
 خواری میں ترقی کی آواز سے علی المؤمنین اغرة علی الکافین یعنی وہ زمین
 کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہیں اور کافروں پر غلبہ کرنے والے ہیں۔ اور جسقدر
 کسی خواہش کو نفوس کی خواہشوں سے پہنچے سکھائی کا افسے استخرج کیا
 کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہیں کہ نفوس کے ساتھ ترقی کو نہ سوار سے کہ
 نفس انکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہے کہ ایک شر کے ساتھ لطف کیا جاتا ہے
 اور نہ اسکے لیے ایک تختہ میں دیجاتی ہے اور سوار سے کہ وہ حضور پر سیاست ہے
 مرموم ہے اور موقوف ہے اور کبھی وہ شہوات سے نفوس کو باز کرتے ہیں تاکہ
 پیر وی دنیا کی گردن اور شہوات و زہیہ سے قلت کو اختیار کریں۔ یہی
 بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا ایک عروں ہے کہ مشاہد اسکی اسکو طلب کرتی ہے
 اور چونکہ اس میں ہے اسکا شہو کا لاگتا ہے اور اس کے بالوں کو اکھیرتا ہے
 اور انکے کپڑوں کو پھاڑتا ہے اور جو عارف باسدہ ہے وہ اپنے شہو سے
 مشغول ہے اور اسکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور جانتا ہے کہ مہی

باوجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت مہیام اور قیام میل اور انواع برکی استغناط سے مستغنی نہیں ہوتا اور ایک خلق نے آسمان غلطی کی ہے اور انھوں نے خیال کیا ہے کہ کتنی زیادتا اور اول سے مستغنی ہے اور کچھ اُسکے قلب پر مواخذہ ہے اگر قدرت اور شہوات میں دست درازی کرے اور یہ ایک خطا ہے نہ اس حیثیت سے کہ عارت کو اسکی معرفت سے محبوب کرتی ہے ولیکن مقام ترقی اور فرید سے ٹھہر اڑتی ہے اور ایک قوم نے جب دیکھا کہ اسٹیم انجین فسادات آثر نہیں کرتی ہے اور نہ وہ مودت حجاب ہیں تو اسکی طرف مائل ہوئی اور آسمان دست درازی کی اور اسے خواص پر قناعت کی اور کھانے اور پینے میں وسعت دی اور نہ بساط اسے ایک قبیہ سکر احوال سے ہے اور مقید ہونا اور حال سے اور بالکل خالص ہونا اور حق کی طرف ہے اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو نور حق کو پہونچا اُس سے بھالی ہے شکر دور ہو جانے ہیں اور نفس اسکا مقام عبودیت پر توفیق نہ کرنا ہے کیونکہ ایک شخص عام ہونہیں ہے کہ وہ تقرب صلوٰۃ اور صوم اور انواع برے کرتا ہے یہاں تک کہ ہستہ سے کنکر تہجر نہاتا ہے اور کچھ پسند کیا اور اسکا اُس سے نہیں کرتا کہ عوام مومنوں کی صورتوں میں خود کر کے بائیں دیکھ کہ انشاء اللہ کا ہر ایک نیکیوں اور صالحہ سے کرے اور وہ شہوات کے ساتھ کبھی موافقت کرتا ہے تاکہ نفس منظرہ کے ساتھ ملائیت کرے جو نہایت مطیع اور متقاد ہے اس واسطے کہ وہ اسکا قید ہی ہے اور شکو شہوات سے کبھی منع کرتا ہے اس واسطے کہ زمین صلاحت ہے اور اسکو بچہ کے حال کے موافق اختیار کیا ہے کہ چونکہ اگر وہ عدم اعتدال سے تجاوز کرے عطاے جوار سے ایک وقت اور اسے ایک وقت منع کرے تو اسکی طبیعت یتیم ہے

اور فاسد ہو جانے اس واسطے کہ جبلت کے قلع سے سیاست علم کے مساہمت کا
 گریز ہو اور جب تک جبلت باقی ہو سیاست علم سے اسکو چارہ نہیں ہو اور یہ باب
 غامض ہو کہ منتہی پر اس سے نہایت بین مارج و داخل پہنچتے ہیں اور پہل و ارفع
 ہو تاہو اور اس سے باب ترقی مسدود ہو جاتا ہے پس منتہی لینے اور چھوڑنے میں
 ناصیہ اختیار کا مالک ہو اور اسے چارہ نہیں ہو اس سے کہ اعمال اور محفوظ کو لے
 یا چھوڑ دے سو اعمال میں اخذ اور ترک ناگزیر ہو کسی وہ اعمال کرتا ہو جیسے مٹا دینا
 سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی مستی کو ترک کرتا ہو تاکہ نفس کے ساتھ عزتی
 کرے اور کبھی محفوظ اور ثنوت نفس کے لیے مدارات حاصل کرتا ہو اور کبھی اسے
 چھوڑ دیتا ہو کہ جس سیاست سے نفس کی خبر لیتا ہو سو وہ اسباب قانون میں مختار ہو
 پس جو شخص آرہا ہو اس نے سب محفوظ باطل چھوڑ دیے اور وہ ذرا ہلکا
 تمام ہو اور جسے اس کے لینے میں دست اندازی کی تو وہ رغبت تمام ہو اور
 منتہی دونوں طرف کو لے ہوے ہو اس واسطے کہ وہ نہایت اعتدال پر قائم
 سیدھی راہ پر افراط و تفریط کے درمیان ہو پس جو شخص کہ اسکی طرف نہایت
 میں یہ اقسام پھیرے گئے اور اس نے ذرا ہلکا نہیں نہایت میں لے لیا تو وہ ترک
 اختیار سے مقہور حال ہو اور تارک الافعیار جو فعل انہی کے ساتھ قائم ہو حال
 ساتھ مقید ہو اور تبصرہ کہ ذرا ہلکا یا ترک تارک اختیار ہو اسی طرح ذرا ہلکا نہایت
 دنیا سے لینے والا ان چیزوں کا جو اسکی طرف بھی گئیں اسوجہ سے کہ فعل انہی کو
 دیکھتا ہو مقید بالافعیار اور نہایت کا استقرار ہو لیکتوہ مقید اخذ کا ہو
 نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتا ہو اور اختیار اسکا اختیار بدست ہو

اور ایک وقت وہ لیتا ہوا اور اختیار اسکا اختیار اللہ سے ہوا اور اسی طرح اس کے
نفل روزے اور نفل نماز جو کہ ایک وقت آنکوا کرتا ہوا اور ایک وقت نفس کے لیے
مثال دیتا ہوا سو اسطے کہ وہ مختار صحیح فی الاختیار و وہاں میں آکر اور یہی صحیح ہے اور
نہایت اہم نایہ ہوا اور جو حال کہ مستقر اور مستقیم ہو وہ مثالِ علیؑ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم ہوا اور اسی طرح تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رایت کو کھڑے
ہوئے اور رایت کو کھڑے بالکل نہوئے اور ایک مہینہ روزہ رہتے اور ایک مہینہ
بالکل روزہ نہ رہتے سو اسے رمضان کے اور خواتین کو حاصل کرتے تھے اور خلیفہ
ایک شخص نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہوا کہ میں گوشت نہ کھاؤں تو آپ نے فرمایا
میں گوشت کھاتا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں اور اگر میں اپنے رب کے
مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلاوے البتہ مجھے کھلاتا اور یہ تجھے دل پہنچو کہ ہر آئندہ جانا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور اگر چاہا تو نہ
کھایا اور آپ کھانا ترک اختیار کرنے تھے اور ہر آئندہ ایک قوم پر فتنہ آگیا جب
کبھی اُن سے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیا کیا تو
تو وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری کرنے والے
تھے اور یہ جملہ محض ہر جگہ وہ قائل اس کے ہوں کہ انکو پیر دی اسی لازم نہیں ہو سکتا
کہ رخصت اس کے قول کی حد پر ٹھہرا ہوا اور غریب اس کے نفل کی پیروی ہو اور قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت کے لیے اور نفل اسکا ارباب غلام کے
لیے ہی ہے ہر قسمی جو اسکا حال حکایت اور نقلی حال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی حق کی طرف خلق کی دعوت اور بلانے میں کرتا ہوا پس جو کچھ کہ اس پر رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتقاد کرتے تھے سزاوارتہ ہو کہ آپ پر بھی اعتقاد کرے اور قیام لیلی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مصیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا
کرتے یا کسی ترقی کے لیے جسے وہ اس سے حاصل کرتے ہیں پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے
تھا تو منتہی بھی جو اسکا مقتدی ہو چاہے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح حتیٰ یہ ہو کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط ابتداء کے لیے نہیں کیا بلکہ اس سے آپ
ترقی پاتے تھے اور یہ وہی جو ہم نے تہذیب جبلت سے بیان کیا اللہ تعالیٰ نے
آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہے کہ وہ عبد ربک حتیٰ یا نیک یقین یعنی اور آپ
اپنے کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آوے اس واسطے کہ آپ نے اس کے ساتھ
زیادہ در حضرت اہلبیت سے چاہی اور غی کے دروازہ کو کھٹ کھٹایا اور نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور غیر متغنی اس سے ہیں زبان بعد
اس میں ایک شریب ہو اور وہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنسیت نفس کے
واسطے سے خلق کو حق کی طرف بلا تے ہیں اور اگر رابطہ جنسیت نہ تھا تو آپ سے
نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اٹھاتے اور اس کے نفس پاک اور اہلبیت کے نفوس پاک
ایک رابطہ تالیف کا ہے جب کہ آپ کی روح اور ان کے ارواح میں رابطہ
تالیف کا ہو اور رابطہ تالیف یہ ہے کہ نفوس مألوف باہم آپ ہو گئے جیسے کہ
ارواح پہلے مألوف ہند گیر ہو گئیں اور ہر ایک روح کے لیے اس کے نفس کے ساتھ
تالیف خاص ہو اور سکون اور تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے
در میان واقع ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے کہ اس کے
نفوس و مراتب کے نفوس کا تصفیہ ہو جو مستقد اس کے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

اُس سے کہتے اور جو اُس سے زیادہ ہوتا نفوس امت کو ہنپونچتا اور اسی طرح
 منتہی اس بات پر اپنے صحاب و اتباع کے ساتھ ہر تو زیادت و زوال سے خلع
 نہ کرے اور لذات اور شہوت میں پائون پیلانے مگر ایک لالت سے خلکو نفس میں
 کرے اور انہیں سے اعتدال کا حق پورا نہیں دیکھا جاتا مگر جبکہ تائید رکھی و کثرت
 ہو اور جو شخص کہ غیر کہیے صحت جلوہ کا محتاج ہو تو اسے لابرہی کہ حق سے خلوت
 صحیح رکھنے تاکہ اُنکی خلوت اُنکی خلوت کی حمایت میں ہو۔ اور جو شخص کہ اُنکو معلوم ہو
 کہ تمام اوقات اُنکے خلوت ہیں اور اُسے کوئی شے حجاب نہیں اور ہر آئینہ اُنکے اوقات
 بالندہ اور شہد ہیں اور کوئی نقصان نہیں دیکھتا اس واسطے کہ اس نے اُنکو حقیقت
 عزیز و ترقی کے لیے فہم و فطنت نہیں دی تو وہ اپنے حال میں صحیح ہی علاوہ اُنکے
 کہ وہ زیر تصور ہی اس واسطے کہ سیاست جہلت کے لیے آگاہ نہیں کیا گیا اور اُنکو
 تملیک اختیار کا سہارا باگیا اور غرور و تعجب بیان سے ہوا اور روشن پاک
 یعنی ملت حلیف سے اور ہر آئینہ شلخ سے ایسے کلمات ہی نقل کیے گئے ہیں جن
 اختیار کی جگہ ہے کہ انسان اُسے سننا اور اُس پر عمل کرنا چاہو اور اُسے یہ کہ وہ
 اصد قحالی کی طرف نیاز مند ہی ہر ایک کلمہ میں کرے جسکو وہ سننے بیان تک کہ اُنکو
 اصد انہیں سے وہ بات شہادے جو کہ بہتر اور موافق ہے بعضے صوفیہ سے مشغول
 ہو کر اُس کے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اسے کہا کہ جب حفرات اور
 پرانہ کی مچ ہو اور محال و نامکن تہی ہوں اور نظر تیز سا قضا ہو جائے اور ایسے
 قول و ہم میں مرنے میں کہ خلوت اور خلوت میں تہنراتی نہ رہے اور نہ صدر اعمال
 اور اُنکے رنگ میں اور اُس سے یہ نہیں سمجھا اور اُس سے یہ نہیں معلوم ہوتا

کہ قائل ہے اس سے کسی خاص کا ارادہ کیا ہو یعنی خط معرفت کسی ایک حال سے منجملہ احوال کے تغیر نہیں ہوتا اور یہ صحیح ہے اس واسطے کہ خط معرفت تغیر نہیں ہوتا اور نہ وہ محتاج تغیر کا ہے اور احوال ہمیں ستویں رہتے ہیں لیکن خط غریب تغیر اور تغیر کی طرف محتاج ہوتا ہے اور اس کلام میں اور جواب سے کلام میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو خلاف ہمارے بیان کے ہو۔ محمد بن الفضل سے سوال کیا گیا کہ عارفوں کی حاجت کس چیز کی طرف ہے کہا انکی حاجت ایسی خصلت کی طرف ہے جس سے سب محاسن کامل ہوں اور آگاہ خیر دار ہوں کہ وہ استقامت ہے اور جو کوئی کامل معرفت ہو گا وہ استقامت میں کامل ہو سواریاب نہایت کی استقامت تمام تکمیل پر ہے۔ اور بندہ ابتدا و احوال میں گزر جاتا ہے جسکے سبب وہ احوال سے محجوب ہے اور درجہ توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہے کہ ہر آئندہ اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہے اور آئندہ میں عمل اسکو حاجت احوال سے نہیں ہوتے اور نہ احوال حاجت اعمال سے ہوتے ہیں اور ہر آئندہ فضل عظیم ہے۔ جہد سے پوچھا کہ نہایت کیا ہے کسا وہ رجوع الی ابتدا ہے اور ہر آئندہ بعض صوفیہ نے قول جہد کی تفسیر کی ہے اور اس کے یہ معنی کہہ دیے کہ وہ ہر آئندہ ابتدا ہے اور میں ہوا کے اندر تمام معرفت کو ہو جائید احوال وہ حیرت اور حیرت کی طرف پھیرا گیا اور وہ مثل انہی ہے کہ جو کہ عمل ہوتا ہے پھر علم ہوتا ہے پھر عمل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکھا علم بعد علم خیرا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا جو ملحق اللہ عارف بالمدد یادہ وہ ہے جو سب سے زیادہ شہر میں ہو اور ہر آئندہ کسی اسکے وہ ہوں جو ہم نے بیان کیے کہ وہ اعمال میں ابتدا کرتا ہے ہر احوال کی طرف ترقی کرتا ہے بعد ازاں اعمال میں احوال کا وہ جامع ہوتا ہے اور ہر آئندہ کسی کے لیے ہوتا ہے جو مراد اور طریق جو میں میں مانع ہو

کہ اسکی روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منتقل ہوئی ہو اور وہ قلب طالبِ تقیہ ہو اور قلب
 نفس سے بغایت چاہتا ہو اور نفس طالبِ سوادہ بالکل قائم باشد اور ساجدِ بندہ
 بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ ہر صبح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سجدہ ایک سو بار
 و خیالی یعنی واسطے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
 اور اللہ سجدہ میں فی السموات و الارض کو دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 کے سجدہ کرتا ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہر خوشی اور ناخوشی اور سایہ و آفتاب کا
 صبح و شام سجدہ کرتا ہے اور غلالِ قلوب سجدہ سجودِ راس کے ساتھ کرتے ہیں اور
 اسوقت روح محبت اُسکے تمام اعضاء میں سرایت کر جاتی ہے سو وہ لذت حاصل کرتے ہیں
 اور ذکر اللہ تعالیٰ سے اور تلاوتِ کلام اُسکے سے مجتہد و خوشی کرتے ہیں
 پس اللہ تعالیٰ انکو محبوب رکھتا ہے اور انکو محبوبِ خلق کر دیتا ہے اپنی نعمت سے
 جو انہیں اور اپنے فضل سے بنا برائے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے
 کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی
 بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو جبریل شادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلان
 دوست رکھا سو میں اُسے دوست رکھتا ہوں میرا سے جبریل دوست رکھتا
 ہے اور ان جبریل آسمان میں شادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلان
 شخص کو دوست رکھا ہے سو ہم بھی اُسکو دوست رکھیں پھر اہل آسمان اُسکے
 دوست رکھتے ہیں اور اُسکے لیے زمین میں قبولیت رکھی جاتی ہے اور اللہ ہی
 کے ساتھ رہے اور عصمت اور توفیق ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۴۰ روپے	اکسیر ہدایت - حسب مراتب بالا کاغذ سفید و خالی معمولی -	۵۰ روپے	رسالہ شرافت مولفہ مفتی ناسرین عزیز گرامی -
۵۰ روپے	ترجمہ رشحات - مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی کاغذ سفید -	۱۰ روپے	کنز الاسرار - ترجمہ اردو و فتویٰ شاہ ابو علی قلندر قدس سرہ ہون فتویٰ از مولوی سیّد غلام حیدر خان -
۲۰ روپے	تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی -	۱۰ روپے	چشمہ فیض - نظم ترجمہ اردو ہند نامہ عطار کلام عارف کابل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ از مولانا عبد الغفور خان بہادر -
۱۰ روپے	تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبد الصمد -	۱۰ روپے	مذاق العارفین - ترجمہ اصحاب علوم الدین عربی ہر چار جلد کامل کاغذ سفید و لاتی -
۳۰ روپے	اسرار الحروف ہندی - مولفہ فتح علی شاہ قادری بطور تصوف -	۵۰ روپے	ایضاً - حسب مراتب مذکورہ بالا کاغذ معمولی ہر چار جلد -
۲۰ روپے	مجموعہ تصوف - تصنیف لطیف حضرت شیخ برہان صاحب -	۱۰ روپے	گاشن سرورنی - نظم میں تہذیب و اخلاق کا بیان مولفہ مفتی غلام سرور لاہوری -
۸۰ روپے	مخزن الانوار - ترجمہ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی شاہ -	۲۰ روپے	اکسیر ہدایت - ترجمہ اردو و محاورہ بیمایہ سعادت جامع شریعت و حقیقت مترجمہ مولوی محمد امین احمد کاغذ سفید گندہ -
۱۰ روپے	شہماج السالکین - ترجمہ بجوگ بشسٹ مترجمہ مولانا ابوالحسن فرید آبادی -		
۱۰ روپے	طبہات مظلوم - عربی با ترجمہ اردو و نظم از شیخ احمد بن علی -		
۱۰ روپے	فتویٰ سرحق - رموز تصوف از سید شاہ عطاء حسین -		

فہرست	نام کتاب	فہرست	نام کتاب
۴	امام غزالی معروف متداول -	۱	کتب تصوف فارسی
۱	پدایت المؤمنین - رسالہ در بیان	۲	انیس الارواح - از حضرت شیخ
۱۰	بیعت صالحین از ملا معین الدین	۳	معین الدین چشتی -
۱۰	مطالب رشیدی - از حضرت	۵	کلمۃ الختم - از شاہ عبدالرحمن مع
۱۰	شاہ تراب علی قفسہ قدس سرہ -	۵	شرح نور مطلق از ملا نور اللہ در بیان
۱۰	رسالہ معرفۃ السلوک - از حضرت	۵	وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک
۱۰	شاہ محمود خوش زبان -	۱۰	مکتوبات جوابی - شیخ شرف الدین بکلی
۱۰	تقیات الالسن - مع حاشیہ مفید	۱۰	فیہری قدس سرہ -
۱۰	از ملا عبدالرحمن جامی -	۱۰	مکتوبات حضرت شرف الدین بکلی
۱۰	مصباح المداویۃ - ترجمہ عوارف	۱۰	فیہری قدس سرہ -
۱۰	از حضرت شاہ محمود کاشانی -	۱۰	مکتوبات امام ربانی - از حضرت
۱۰	قواعد سحریہ - سارنامی ارضی علیخان	۱۰	محمد الف تانی -
۱۰	تصوف میں -	۱۰	مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند
۱۰	پند نامہ مختار - از حضرت شیخ	۱۰	امیر خسرو دہلوی تجنی مولانا ابوالحسن
۱۰	فرید الدین -	۱۰	فرید آبادی -
۱۰	منطق الطیر - از حضرت شیخ	۱۰	حدیقہ حکیم سنائی - سرود بہ
۱۰	فرید الدین قدس سرہ -	۱۰	الہی نامہ تجلی حدیقہ کاغذ سفید کنندہ
۱۰	قواعد القواد - مصنفہ حضرت	۱۰	ایضاً - کاغذ حنائی -
۱۰	محمد نظام الدین اولیادہلوی رح	۱۰	گلشن اسرار - رموز تصوف
۱۰	مطبوعہ ۱۸۹۰ء	۱۰	از مولوی انور علی -
۱۰		۱۰	کیمیائے سعادت - از حضرت

